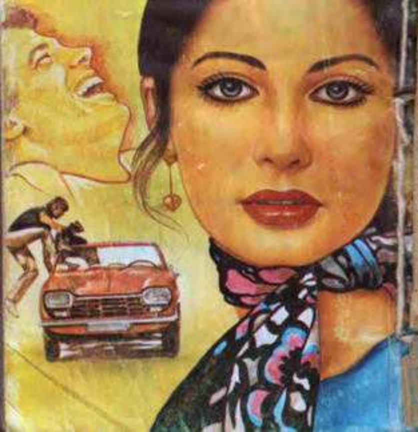
عمران سیریز

پاور لینڈ

مظہر کلیم ایم اے



چند باتیں

محترم قارئین

سلام مسنون۔ نیا ناول "پاور لینڈ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اور پاور لینڈ ایسے مجرموں کی کہانی ہے جو پوری دنیا پر حکومت کرنے کا مشن لے کر سامنے آتے ہیں۔ انہوں نے دنیا کے ایک خفیہ مقام پر ایسی لیبارٹریاں قائم کر رکھی ہیں جہاں ایسے خطرناک ہتھیار تیار کئے جا رہے ہیں جن کے متعلق باقی دنیا کے سائنسدان ابھی سوچ بھی نہیں سکتے۔ مجرموں نے دنیا بھر سے اپنے مطلب کے ذہین سائنسدانوں کو اغوا کر کے پاور لینڈ میں اکٹھا کر لیا ہے۔ پاور لینڈ ایک ایسی جگہ ہے جہاں پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے ——— یہاں صرف پاور لینڈ کے شہری ہی داخل ہو سکتے ہیں۔ مگر کس طرح ——— صرف اپنے وجود کی نفی کر کے ——— اپنے آپ کو ختم کر کے ——— جی ہاں ——— واقعی پاور لینڈ ایسی جگہ ہے اور پھر پاور لینڈ والے عمران کے ملک سے چار سائنسدان اغوا کر لیتے ہیں اور اس طرح پہلی بار عمران اور پاور لینڈ آمنے سامنے آتے ہیں۔ لیکن اس ٹکراؤ کا نتیجہ خلاف توقع عمران کے خلاف ہی نکلتا ہے۔ پاور لینڈ کے مقابلے میں آکر پہلی بار عمران کو محسوس ہوتا ہے کہ وہ ابھی طفل مکتب ہے۔

پاور لینڈ کی لیڈی ایشے جب عمران سے ٹکراتی ہے تو عمران کسی بے بس پنچھی کی طرح اس کے جال میں پھنس کر پھڑپھڑا تا رہ جاتا ہے اور



آخر کار لیڈی الشلے بڑے اطمینان سے عمران اور بلیک زیرو کو دانش منزل کے اندر ہی موت کے گھاٹ اتار دیتی ہے۔ عمران کے فلیٹ کو تو بموں سے اڑا ہی دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دانش منزل کے بھی پرخچے اڑا دیئے جاتے ہیں۔ اور عمران اور بلیک زیرو دونوں ـــــ جی ہاں دونوں ہی اس وقت دانش منزل میں موجود ہوتے ہیں اور لیڈی الشلے اپنی اس کامیابی پر بے اختیار قہقہے لگاتی ہوئی پاور لینڈ کی فتح کا اعلان کرتی ہے۔ اس کے قہقہے عمران کے عبرتناک انجام کا سلوگن تھے لیکن کیا واقعی عمران پاور لینڈ کے مقابلے میں شکست کھا کر اپنی جان گنوا بیٹھا ـــ شاید آپ عمران کی موت پر یقین نہ کریں۔ لیکن عمران بھی بہرحال انسان ہے اور ہر انسان نے ایک روز موت کا ذائقہ چکھنا ہی ہے ـــــ تو کیا آخر کار عمران بھی یہ ذائقہ چکھنے پر مجبور ہو گیا ـــ؟

ایک ایسی کہانی جو آپ کو جاسوسی ادب کی نئی جہتوں کی سیر کرائے گی۔ ایکشن اور سسپنس کا ایسا امتزاج کہ آپ یقیناً ہر صفحے پر چونک چونک اٹھیں گے۔ پڑھ کر دیکھ لیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

سلیمان ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر اندر آیا لیکن دوسرے لمحے کمرے میں موجود بیڈ خالی دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹک گیا پھر اس کی نظریں تیزی سے ملحقہ غسل خانے کے دروازے کی طرف گھومیں۔ لیکن دروازے کو چوپٹ کھلا دیکھ کر وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر کی طرف بڑھا اور وہ انگلی سے بالوں کو یوں کھجانے لگا جیسے کوئی بات جو ذہن میں اٹک گئی ہو اور اسے بالوں سے باہر نکالنا چاہتا ہو۔ اس کی تیز نظروں نے سرچ لائٹ کے سے انداز میں ادھر ادھر گھوم کر پورے کمرے کا جائزہ لیا اور پھر اس کے چہرے پر حیرت اور خوف کے آثار نمودار ہوتے اور تیزی سے بڑھتے چلے گئے۔ بات شاید اس کی سمجھ سے باہر تھی کہ عمران رات کو کمرے میں سویا اور بیرونی دروازہ اندر سے بند تھا لیکن عمران کمرے سے غائب تھا جب کہ اس کمرے کا دروازہ بھی بند تھا۔

"حیرت ہے ۔۔۔ صاحب کہاں گئے" ۔۔۔ سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا، پھر وہ تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل کر ڈرائنگ روم کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

"صاحب غائب ہیں جناب" ۔۔۔ سلیمان نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

"غائب ہیں ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے سر سلطان نے بوکھلا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے پر موجود پہلے سے بے چینی کے تاثرات اور بڑھ گئے۔ آنکھوں میں خوف کے سائے سے تیرنے لگے۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں جناب ۔۔۔ صاحب رات کو کمرے میں سوئے تھے اور اب غائب ہیں ۔۔۔ میں نے غسل خانہ بھی دیکھ لیا ہے" ۔۔۔ سلیمان نے پریشان لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ تو مجرم اسے بھی لے گئے ۔۔۔ اب کیا ہوگا" ۔۔۔ سر سلطان نے بے چینی سے ہیر پٹکتے ہوئے کہا۔

"مجرم لے گئے ۔۔۔ نہیں جناب ۔۔۔ بیرونی دروازہ تو اندر سے بند تھا" ۔۔۔ سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نہیں سمجھ سکتے ۔۔۔ کوئی چٹ بستر پر پڑی ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"چٹ ۔۔۔ میں نے تو کوئی چٹ نہیں دیکھی جناب" ۔۔۔ سلیمان نے کہا اور سر سلطان تیزی سے عمران کے بیڈ روم کی طرف بڑھتے چلے گئے سلیمان ان کے پیچھے چل رہا تھا۔

عمران کے کمرے میں داخل ہو کر سر سلطان تیزی سے بیڈ کی طرف بڑھے اور انہوں نے غور سے بیڈ کو دیکھا۔ بیڈ کی حالت بتا رہی تھی کہ اس پر کوئی سویا ضرور ہے۔ مگر اب بیڈ خالی پڑا ہوا تھا اور وہاں کوئی چٹ وغیرہ موجود نہ تھی۔

"حیرت ہے ۔۔۔ باقی تو ہر جگہ وہ چٹ چھوڑ گئے ہیں" ۔۔۔ سر سلطان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کمرہ ایک زوردار چھینک کی آواز سے گونج اٹھا اور سلیمان اور سر سلطان دونوں بری طرح اچھلے جیسے ان کے پیروں میں بم پھٹ پڑا ہو۔

"کمال ہے ۔۔۔ یہاں بھی پہنچ گئے کم بخت" ۔۔۔ دوسرے لمحے بیڈ کے نیچے سے عمران کے بڑبڑانے کی آواز سنائی دی اور سلیمان نے تیزی سے آگے بڑھ کر جھک کر بیڈ کی چادر اوپر کو اٹھا دی۔

عمران بیڈ کے نیچے گھسا ہوا بڑے اطمینان سے سو رہا تھا۔ عمران کو دیکھتے ہی سر سلطان کے انتہائی پریشان چہرے پر اطمینان اور سکون کے تاثرات پھیلتے چلے گئے جیسے سمندر میں بھٹکی ہوئی کشتی کے مسافر کو اچانک زمین کا کنارہ نظر آ گیا ہو۔

"عمران ۔۔۔ عمران۔ بیٹے" ۔۔۔ سر سلطان نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"ارے خدا کی پناہ ۔۔۔ اب مجرموں کے سر سلطان بھی آ گئے" ۔۔۔ عمران نے تیزی سے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کی نظریں سر سلطان پر جم گئیں۔

"بالکل اصلی سر سلطان کی طرح ہیں ۔۔۔ کمال ہے، مجرموں کی سیکرٹ سروس

کے سربراہ ہوں گے ـــــ مجھ میں تو غریب سا آدمی ہوں ـــــ مجھے معاف کر دو" ـــــ عمران نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"باہر نکلو ـــ یہ کیا تماشہ بنا رکھا ہے" ـــــ سر سلطان نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔ تو عمران چونکا اور پھر تیزی سے کھسکتا ہوا بیڈ کے نیچے سے باہر آگیا۔

"ارے آپ! ـــ آپ اور یہاں" ـــــ عمران نے تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا حرکت تھی کہ بیڈ چھوڑ کر نیچے گھس گئے" ـــــ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بیڈ کے اوپر مچھر تھے ـــ کم بخت سونے ہی نہ دے رہے تھے۔ میں نے انہیں ڈاج دیا اور بیڈ کے نیچے پہنچ گیا ـــ کہ لو اب کاٹتے رہو بیڈ کے اوپر" ـــــ عمران نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا۔

"یہ سلیمان کہاں ہے ـــــ؟ اس بدتمیز کو ابھی اتنی سمجھ نہیں آئی کہ آنے والوں کو ڈرائینگ روم میں بٹھایا کرتے ہیں ـــ نوجوانوں کے بیڈ روم میں نہیں لے آتے" ـــــ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ سلیمان پہلے ہی کھسک گیا تھا۔

"اس غریب نے تو مجھے ڈرائینگ روم میں ہی بٹھایا تھا ـــ مگر جب اس نے بتایا کہ تم بیڈ پر سے غائب ہو تو مجھے خود یہاں آنا پڑا" ـــــ سر سلطان نے قدرے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"غریب ـــ غضب خدا کا ـــ آپ باورچی کو غریب کہہ رہے ہیں ـــ اور وہ بھی یہاں کھڑے ہو کر ـــ ارے خدا کے لئے خاموش

رہئے ـــ اگر اس نے سن لیا تو آفت برپا کر دے گا ـــــ باورچی غریب کبھی نہیں ہوتے ـــ البتہ باورچی رکھنے والے ضرور غریب ہو جاتے ہیں ـــ راشن اور سودا سلف میں ہی ساری جاگیر ختم ہو جاتی ہے مگر باورچی کی فرمائشی لسٹ کبھی ختم نہیں ہوتی" ـــــ عمران نے کانوں کو توبہ کرنے کے سے انداز میں ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب یہ بکواس بند کرو ـــ اور ڈرائینگ روم میں بیٹھ کر میری بات سنو! ـــــ تمہاری اس بے معنی بکواس سے بچنے کے لئے میں ٹیلیفون پر بات کرنے کی بجائے خود آیا ہوں" ـــــ سر سلطان نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"بے معنی بکواس! ـــ اچھا تو آپ بے معنی کی بجائے بامعنی بکواس سننا چاہتے ہیں ـــ تو سنیئے! ـــ نشتر گاڈ کو رگ دل سے باندھ کر جوئے شیر نکالنے کے لئے فرہاد کا بیلچہ نہیں ـــ بلکہ مجنوں کی پسلیاں چاہئیں ـــ اور سوہنی کا کچا گھڑا اگر ٹوٹ جائے تو پھر سٹین لیس سٹیل کی گاگر لے کر سو کھے ہوئے دریائے چناب کو عبور کرنا پڑتا ہے" ـــــ ڈرائینگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے عمران کی زبان قینچی کی طرح چلنی شروع ہو گئی تھی۔

"توبہ! ـــ تم سے تو بات کرنا ہی عذاب ہے ـــ پھر وہی بکواس شروع ہو گئی" ـــــ سر سلطان نے جھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"یہ تو بامعنی بکواس ہے جناب! ـــ ہر لفظ کے معنی مجھے آتے ہیں اور لغات میں بھی لکھے ہوئے ہیں" ـــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ سر سلطان کوئی جواب دیتے، سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر ناشتے کا مکمل سامان بڑے خوبصورت انداز میں سجا ہوا تھا۔

"ارے اتنا بھرپور ناشتہ ۔۔۔ لیجئے جناب! ۔۔ آپ خوامخواہ ایسے آدمی کو غریب کہہ رہے تھے۔ اس مہنگائی کے دور میں جو شخص اتنے قیمتی ناشتے سے ٹرالی بھر سکتا ہے ۔۔۔ وہ غریب کیسے ہو سکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے اچھلتے ہوئے انداز میں کہا۔

"چلو باتیں ختم کرو ۔۔ اور منہ ہاتھ دھو کر آؤ ۔۔۔ ایسا باورچی تو قسمت والوں کو ملتا ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے فہمائشی لہجے میں کہا اور سلیمان اپنی تعریف پر سینہ پھلائے مسکراتا ہوا واپس چلا گیا۔ سر سلطان کی وجہ سے اس نے عمران کو کوئی جواب نہ دیا تھا۔ ورنہ ظاہر ہے جواب دینے میں وہ کسی سے کم نہ تھا۔

عمران بھی مسکراتا ہوا اٹھا اور پھر غسل خانے میں گھستا چلا گیا۔ سر سلطان نے بڑے بے تکلف انداز میں چائے بنانا شروع کر دی۔ چونکہ وہ ناشتہ کئے بغیر گھر سے نکل کھڑے ہوئے تھے اس لئے انہیں ناشتے کی طلب بھی ہو رہی تھی۔

چند لمحوں بعد عمران بھی آ کر ناشتے میں مصروف ہو گیا۔ وہ یوں بڑھ چڑھ کر ہاتھ مار رہا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار اسے ناشتہ میسر آ رہا ہو۔ سر سلطان عمران کی حرکتیں دیکھ دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

"اب ناشتہ تو ہو گیا جناب! ۔۔۔ میرے خیال میں اب آپ دوپہر کے کھانے پر تشریف لائیں گے ۔۔ مگر میں وعدہ نہیں کر سکتا کیونکہ یہ سلیمان

کی مرضی ہے کہ لنچ تیار کرے ۔۔۔ یا پھر چھٹی کر کے بھوک ہڑتال پر مجبور کر دے"۔ عمران نے ناشتہ ختم ہوتے ہی نیپکن سے منہ صاف کرتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ میں صرف ناشتہ کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں" ۔۔۔ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نا جناب ۔۔ بالکل نہیں ۔۔۔ میں اسی لئے تو آپ سے لنچ کی پیشگی بات کر رہا ہوں ۔۔ لنچ پر ڈنر کی بات کروں گا ۔۔۔ اور ڈنر پر کل کے ناشتے کی" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور سر سلطان قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے ۔۔۔ بہرحال ناشتے کے لئے تو میں تمہارا شکریہ ادا کروں گا ۔۔۔ ویسے تم نے اب تک یہ نہیں پوچھا کہ میں آیا کیوں ہوں اور وہ بھی اتنے سویرے" ۔۔۔ سر سلطان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"یعنی اگر آپ سویرے آ جائیں تو پھر پوچھنا پڑتا ہے ۔۔ اور اگر دیر سے آئیں تو پوچھنے کی ضرورت نہیں ۔۔۔ کیا زمانہ آ گیا ہے۔ لوگ دیر سے گھر آتے تھے تو پوچھ گچھ ہوتی تھی ۔۔۔ اب سویرے آنے پر پوچھ گچھ ہوتی ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے انداز میں آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"عمران بیٹے! ۔۔ ملک کو اچانک ایک نازک صورت حال سے دوچار کر دیا گیا ہے ۔۔ انتہائی نازک" ۔۔۔ سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ۔۔۔ ؟ کیا مسور کی دال مہنگی ہو گئی ہے ۔۔۔ یا پھر مرغیوں نے

انڈے دیئے چھوڑ دیتے ہیں" ـــ عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے ملک میں ایک جدید ترین ایٹمک ریسرچ لیبارٹری قائم کی گئی ہے ـــ اس میں پورے ملک کے چوٹی کے سائنسدان کام کر رہے تھے ـــ آج صبح رپورٹ ملی ہے کہ ان میں سے چار بڑے سائنسدان اپنے بستروں سے غائب پائے گئے ہیں ـــ ان کے بستروں پر سفید رنگ کی چٹیں پڑی تھیں جن پر "پاورلینڈ" کے الفاظ لکھے ہوئے تھے" ـــ سرسلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پاورلینڈ ـــ یہ کوئی نیا ملک وجود میں آگیا ہے" ـــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ اس کے چہرے پر بھی سنجیدگی ابھر آئی تھی۔

"بین الاقوامی طور پر تو کہیں ایسا نہیں ہوا ـــ یہ دیکھو چیٹ" ـــ سرسلطان نے جیب سے ایک چیٹ نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر چیٹ لے لی۔ سفید رنگ کے انتہائی قیمتی کاغذ پر سرخ رنگ سے دو لفظ ٹائپ تھے ـــ "پاورلینڈ" ـــ عمران غور سے انہیں دیکھتا رہا۔

"جب ان سائنسدانوں کے اچانک غائب ہونے پر شور مچا تو ایک ٹیلیفون موصول ہوا ـــ کوئی صاحب بھرائی ہوئی آواز میں بول رہے تھے" ـــ سرسلطان نے جیب سے ایک کیسٹ باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"آپ ٹیپ لے آئے ـــ ٹھیک ہے" ـــ عمران نے کہا اور پھر اس نے سائیڈ میز پر پڑے ہوئے ٹیپ ریکارڈر کا خانہ کھول کر کیسٹ اس میں ڈالا اور پھر اسے بند کر کے بٹن آن کر دیا۔

"یس ایس ڈبلیو ایم" ـــ ایک آواز گونجی اور عمران سمجھ گیا کہ یہ لیبارٹری کا کوڈ نام ہے۔ لیبارٹری سے کوئی بات کر رہا تھا۔

"سنو! ـــ میں پاورلینڈ کا نمائندہ بول رہا ہوں ـــ تمہیں اپنے چار سائنسدانوں کے غائب ہونے کا علم ہو گیا ہوگا ـــ ان کی خدمات پاورلینڈ نے حاصل کر لی ہیں اور اب وہ ہمیشہ کے لئے پاورلینڈ کے شہری بن گئے ہیں۔ ان کی تلاش چھوڑ دیں اور یہ سمجھ لیں کہ وہ مر چکے ہیں ـــ وہ اب کبھی واپس نہیں آئیں گے ـــ ہمیں تمہارے ریسرچ ورک یا لیبارٹری سے کوئی تعلق نہیں ـــ نہ ہی ہم نے ان سائنسدانوں کو اغوا کرتے ہوئے کسی چیز کو چھیڑا ہے کیونکہ تمہاری لیبارٹری اور ریسرچ ورک جس معیار پر ہے اس معیار سے زیادہ تو ہمارے ملک کے بچوں کے گھروں میں لیبارٹریاں موجود ہیں۔ آپ کے ملک کے یہ چار سائنسدان ہی ہمارے کام کے تھے اور ہم انہیں لے گئے ـــ اس کے بعد اور کوئی آدمی نہیں لے جایا جائے گا۔ مطمئن رہیں۔ ہم نے پوری دنیا سے اپنے مطلب کے آدمی حاصل کر لئے ہیں۔ اور سنو! ـــ پاورلینڈ کی کوشش کا سوچنا بھی نہیں ـــ ورنہ ایک لمحے میں تمہارا ملک راکھ کا ڈھیر بھی بن سکتا ہے ـــ گڈ بائی" ـــ ایک بھرائی ہوئی مگر مشینی سی آواز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹیپ ریکارڈر آف کر دیا۔

"یہ تو کوئی نیا ہی چکر چل پڑا ہے" ـــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دیکھو عمران! ـــ یہ چاروں سائنسدان ہمارے ملک کے ذہین ترین سائنسدان تھے اور ان کی اچانک گمشدگی ہمارے ملک کے لئے انتہائی خوفناک اور تکلیف دہ ہو سکتی ہے ـــ کیونکہ ایٹمک ریسرچ لیبارٹری کے اصل دماغ یہی چاروں سائنسدان تھے۔ ان کی عدم موجودگی سے ہمارا پلان قریباً بیس سال پیچھے جا پڑے گا ـــ چنانچہ ان کی گمشدگی کی اطلاع

فوراً صدرِ مملکت کو پہنچائی گئی اور صدرِ مملکت نے مجھے ایمرجنسی کال کیا اور پھر ان کی فرمائش پر یہ کیس ایکسٹو کو ٹرانسفر کیا گیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مجھے بغیر ناشتے کے یہاں آنا پڑا ہے" ــــ سر سلطان نے کہا۔

"میرا تو خیال ہے کہ یہ پاور لینڈ وغیرہ سب ڈھونگ ہے۔ جو طاقتیں ہمارے ایٹمک پروگرام سے اختلاف رکھتی ہیں یہ ان کی سازش ہے" ــــ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"اب یہ سوچنا تمہارا کام ہے ــــ بہرحال ہمیں تو وہ چاروں سائنسدان چاہئیں" ــــ سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــ میں اس کیس پر کام شروع کر دیتا ہوں" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں تو یہاں آتے ہی گھبرا گیا تھا کیونکہ سلیمان نے بتایا کہ تم بھی بیڈ سے غائب ہو ــ میں نے یہی سمجھا کہ مجرم تمہیں بھی لے اڑے ہیں" ــــ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ شاید عمران کے کیس لینے کی حامی بھرتے ہی ان کے دماغ سے بوجھ اتر گیا تھا۔

"ارے واقعی آپ نے ان سائنسدانوں کے بیڈز کے نیچے جھانکا تھا۔ کہیں وہ میری طرح مچھروں سے بچنے کے لئے بیڈ کے نیچے لیٹے ہوئے ہوں" ــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"نہیں ــ وہ اتنے ذہین نہیں ہیں کہ اس طرح مچھروں کو ڈاج دے سکیں ــ انہیں یقیناً اغوا کیا گیا ہے ــــ لیکن حیرت اس بات پر ہے کہ آخر لیبارٹری میں سے انہیں لے جایا کیسے گیا ــــ کیونکہ لیبارٹری

کے گرد انتہائی زبردست سائنسی حفاظتی حصار موجود ہے اور ایک مکھی بھی اندر داخل نہیں ہو سکتی" ــــ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مکھی باہر تو آ سکتی ہے ــــ ہو سکتا ہے کہ سائنسدانوں کو پہلے مکھی بنایا گیا ہو پھر انہیں باہر لے آیا گیا ہو" ــــ عمران نے بڑے فلسفیانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بکواس پھر شروع ہو گئی ــــ اچھا میں چلتا ہوں۔ لیبارٹری کو چیک کرنا چاہو تو چلے جانا۔ میں نے وہاں ہدایات دے دی ہیں ایکسٹو کا نام کافی ہو گا" ــــ سر سلطان نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران خاموش بیٹھا میز پر پڑی ہوئی چیف کی چیٹ کو دیکھتا رہا۔ وہ اپنے شعور اور یادداشت کو کھنگال رہا تھا کہ شاید کبھی یہ نام سننے میں آیا ہو لیکن نام بالکل ہی نامانوس تھا۔

اسی لمحے سلیمان اندر داخل ہوا۔ اس نے عمران کے موڈ کو دیکھا تو خاموشی سے برتن سمیٹ کر باہر نکل گیا۔ وہ عمران کے ہر موڈ کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس لئے اس نے ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا تھا۔

عمران کی نظریں مسلسل پاور لینڈ کے الفاظ پر ہی جمی ہوئی تھیں کہ اچانک پاس پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے نظریں کاغذ سے ہٹائیں اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس عمران بول رہا ہوں" ــــ عمران کا لہجہ ابھی تک الجھا الجھا سا تھا۔

"آج تو بڑے نارمل انداز میں بول رہے ہو ــ خیریت ہے نا" ــــ

دوسری طرف سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ فون کرنل فریدی کا بھی ہو سکتا ہے۔

"اوہ! ــــ کرنل صاحب آپ ــــ سنا ہے آجکل جاگیر سے بڑی آمدنی ہو رہی ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جاگیر سے آمدنی ــــ وہ تو ہوتی ہی رہتی ہے ــــ مگر یہ اچانک تمہیں میری جاگیر کیسے یاد آ گئی" ــــ کرنل فریدی کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

"اس لئے کہ آج آپ نے کال کرنے پر پیسے خرچ کر دئیے ــــ ظاہر ہے کچھ زائد ہی آمدنی ہوئی ہو گی" ــــ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے کرنل فریدی کے بے اختیار قہقہے کی آواز سنائی دی۔

"یہ بات نہیں ــــ آج ضرورت پیش آئی تو پیسے خرچ کرنے ہی پڑے" ــــ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں پہلے ہی معافی مانگ لوں تو اچھا ہے ــــ آجکل بڑی کڑکی میں ہوں آپ کی ضرورت پوری کرنا مشکل ہے" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور کرنل فریدی ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے یہ بات نہیں ــــ مجھے معلوم ہے زنبیل کے گھونسلے سے ماس نہیں ملتا" ــــ کرنل فریدی نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیل تو ملتی ہے ــــ کہتے ہیں کہ بھوک میں حرام بھی جائز ہو جاتا ہے بہرحال فرمائیے! ــــ آج صبح صبح آپ کی آواز سن لی ہے ــــ اللہ خیر سے ہی دن گزارے" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کسی لیڈی براؤن سے واقف ہو" ــــ ؟ دوسری طرف سے کرنل

فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں! ــــ اچھی طرح واقف ہوں" ــــ عمران نے آنکھیں گھماتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ــــ تو پھر اس کی تفصیل مجھے بتاؤ ــــ یہ کون ہے ــــ اس کا ماضی کیا ہے" ــــ ؟ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"میری اس سے منگنی ہوئی تھی لیکن پھر ٹوٹ گئی ــــ دھاگہ کچا تھا" ــــ عمران نے لہجے کو افسردہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"بیہودہ بکواس ــــ سنو! مجھے اس کا مکمل ریکارڈ چاہئیے" ــــ کرنل فریدی نے غصیلے انداز میں کہا۔

"ریکارڈ ــــ لیکن آجکل تو کیسٹوں کا دور ہے ــــ ریکارڈ تو پرانی بات ہو گئی ہے" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"دیکھو عمران ــــ یہ انتہائی اہم کیس درپیش ہے اس لئے مذاق مت کرو ــــ میں بے حد الجھا ہوا ہوں" ــــ کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

"کیس کے خاتمے پر مجھے بھی بتائیے گا کہ لڑکا پیدا ہوا ــــ یا لڑکی" ــــ عمران نے کہا۔ ظاہر ہے وہ اتنی جلدی کہاں باز آنے والا تھا۔

"اوکے! ــــ میں نے غلطی کی کہ تم سے بات کر لی ــــ ٹھیک ہے تھینک یو" ــــ کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا

"اوہ! ــــ آپ تو برا مان گئے ــــ سوری! ــــ میں اس کا ریکارڈ آج ہی بھجواؤں گا مکمل ریکارڈ ــــ اور کوئی خدمت" ــــ عمران نے فوراً ہی بات کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو! ۔۔۔ میں منتظر رہوں گا" ۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران نے بھی طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"توبہ ہے ۔۔۔ اب لڑکے لڑکی کے پوچھنے پر بھی لوگ ناراض ہو جاتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر باتھ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا تاکہ لباس بدل کر ایک نظر لیبارٹری کو بھی چیک کر لے کیونکہ ظاہر ہے سائنسدانوں کو وہاں سے باقاعدہ اغوا کیا گیا ہے تو ضرور کوئی چکر چلایا گیا ہو گا۔ اس کا خیال تھا کہ کوئی نہ کوئی کلیو لازماً لیبارٹری سے مل جائے گا۔

"یس ۔ لیڈی ایشلے" ۔۔۔ آفس چیئر پر بیٹھی ہوئی خوبصورت اور نوجوان لڑکی نے سامنے میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے ٹیلیفون کا رسیور اٹھاتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کی آواز میں عجیب سی کرختگی تھی۔

"بوتھم بول رہا ہوں مادام" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔۔ کیا رپورٹ ہے" ۔۔۔؟ مادام نے پہلے سے لہجے میں پوچھا۔

"پاکیشیا سے مطلوبہ افراد پادر لینڈ پہنچ چکے ہیں مادام" ۔۔۔ بوتھم نے جواب دیا۔

"گڈ ۔۔۔ کوئی رکاوٹ ۔۔۔ کوئی مشکل" ۔۔۔؟ مادام نے پوچھا۔

"نہیں مادام! ۔۔۔ سب کام پروگرام کے مطابق ہو گیا ہے" ۔۔۔ بوتھم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے! — انہیں چیف رُوم میں پہنچا دو — تاکہ ان کے ذہن مکمل طور پر پاور لینڈ کے لئے تیار ہو جائیں" — لیڈی ایشلے نے جواب دیا۔

"پہنچا دیا گیا ہے مادام — وہاں ان پر کام جاری ہے" — بوتھم نے جواب دیا۔

"او کے" — لیڈی ایشلے نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھنے کے بعد اس نے سامنے میز پر پڑے ہوئے ایک چھوٹے سے ڈبے کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس ڈبے کی سائیڈ میں لگے ہوئے بٹن کو دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی ڈبے میں سے سائیں سائیں کی آواز سنائی دی۔ چند لمحوں بعد ڈبے کی سطح پر لگا ہوا سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔

"یس — ہنری مالکم سپیکنگ" — بلب جلتے ہی ایک مردانہ آواز ڈبے سے ابھری۔

"ہنری! — میں ایشلے بول رہی ہوں — بوتھم نے ابھی ابھی رپورٹ دی ہے کہ پاکیشیا کے مطلوبہ افراد چیف رُوم میں پہنچ چکے ہیں — تم کارروائی مکمل ہوتے ہی انہیں سپیشل لیبارٹری میں بھجوا دینا تاکہ وہاں کام کا آغاز ہو سکے" — لیڈی ایشلے کے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام! — ایسا ہی ہوگا — انہیں بلوایا ہی سپیشل لیبارٹری کے لئے گیا تھا" — ہنری نے جواب دیا۔

"ترمذی کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی" — ؟ لیڈی ایشلے نے چند لمحوں کے سکوت کے بعد پوچھا۔

"ترمذی یورپ میں کام کر رہا ہے — کام مکمل ہوتے ہی اطلاع دیگا۔

اس کے متعلق کسی تشویش کی ضرورت نہیں ہے" — ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں — تشویش کی تو بات نہیں ہے — لیکن یورپ انتہائی جدید ترین وسائل کا حامل ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی رکاوٹ پیش آ جائے" — لیڈی ایشلے نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں — پاور لینڈ کو کوئی نہیں روک سکتا — ترمذی کا کام چونکہ خاصا وسیع تھا اس لئے ظاہر ہے وقت تو لگے گا ہی" — ہنری نے جواب دیا۔

"ہاں یہ بات تو ہے — بہرحال ترمذی کی طرف سے اطلاع ملتے ہی مجھے کال کر لینا — میں اس کی طرف سے اطلاع کی بے چینی سے منتظر ہوں" — لیڈی ایشلے نے کہا۔

"ٹھیک ہے — تب اطلاع دے دونگا — اور کوئی بات" — ؟ ہنری نے جواب دیا۔

"باقی باتیں ترمذی کے آنے پر سپیشل میٹنگ میں طے کریں گے — فی الحال یہ ابتدائی پروگرام مکمل ہو جائے تو اطمینان ہو جائے گا" — لیڈی ایشلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو مکمل ہو جائے گا — بوتھم سے پوچھا تھا۔ اُسے کوئی رکاوٹ تو پیش نہیں آئی" — ہنری نے کہا۔

"میں نے پوچھا تھا — او کے کی رپورٹ دی ہے اس نے" — لیڈی ایشلے نے جواب دیا۔

"چلو ٹھیک ہے — آپ کو ترمذی کی فکر ہے — مجھے بوتھم کے بارے

ہی فکر لاحق تھی" ـــــ ہنری مالکم نے جواب دیا۔

"یوشتم کے بارے میں ـــ وہ کیوں ـــ؟ پاکیشیا تو انتہائی پسماندہ ملک ہے ـــ وہاں یوشتم کو کیا خطرہ ہو سکتا تھا" ـــــ؟ لیڈی ایشلے نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں دنیا کا سب سے بڑا خطرہ رہتا ہے علی عمران ـــ پاکیشیا کا علی عمران۔ اور مجھے اب بھی یقین ہے کہ سائنسدانوں کے اغوا کے بعد وہ پاور لینڈ کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جائے گا اور ہمارے لئے ایک مستقل عذاب بنا رہے گا" ـــــ ہنری مالکم نے جواب دیا۔

"یہ تم آج کیسی باتیں کر رہے ہو ـــ کیا تم پاور لینڈ کے ڈائریکٹر ہونے کے باوجود ایک آدمی سے خوفزدہ ہو۔ جب کہ تمہیں معلوم ہے کہ خوف کا اظہار پاور لینڈ میں ناقابل معافی جرم ہے" ـــــ لیڈی ایشلے نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"خوف کا اظہار نہیں ـــ بلکہ حقائق بیان کر رہا ہوں مادام ـــ اور پاور لینڈ کے بنیادی قوانین میں حقائق کے اظہار کو تسلیم کیا گیا ہے" ـــــ ہنری مالکم نے بھی تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر سپیشل میٹنگ میں تو تم نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی" ـــ لیڈی ایشلے نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"اس میٹنگ کا ماحول ایسا تھا کہ اس میں بات کرنا ہی حماقت تھی بہرحال میں نے ایک خدشے کا اظہار کیا ہے ـــ اگر علی عمران نے پاور لینڈ کے خلاف کوئی کلیو حاصل کیا تو پاور لینڈ میں اتنی طاقت موجود ہے کہ اسے مکھی کی طرح مسل دیا جائے" ـــــ ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاور لینڈ کے خلاف وہ کوئی کلیو حاصل نہیں کر سکتا ـــ وہ لاکھ سر پٹکتا

رہے۔ پاور لینڈ اس کی اپروچ سے بہرحال باہر ہی رہے گا لیکن پھر بھی اس کا خیال رکھنا ضروری ہے ـــــ ہمیں اس کی کارروائیوں سے آگاہ رہنا چاہیے" ـــ لیڈی ایشلے نے فکرمندانہ لہجے میں کہا کیونکہ وہ ہنری مالکم کی ذہانت۔ دلیری اور کارناموں سے اچھی طرح واقف تھی۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ اگر ہنری مالکم جیسا آدمی اس آدمی سے خوفزدہ ہے اور نہ صرف خوفزدہ ہے بلکہ کھلا کھلا اس کا اظہار کرنے پر بھی مجبور ہو گیا ہے تو اس کا خیال رکھنا پڑے گا۔ یہ یقیناً انتہائی خطرناک شخص ہو گا۔

"آپ ایسا کریں کہ پاکیشیا میں اپنے مخصوص نمائندے بھیج دیں جو خفیہ طور پر اس کی نگرانی کریں اور رپورٹ ہیڈ کوارٹر کو دیتے رہیں ـــ جیسے ہی کوئی خطرہ محسوس ہوا تو اس کے خلاف انتہائی اقدام کر لیا جائے گا" ـــــ ہنری نے جواب دیا۔

"اگر یہ اتنا ہی خطرناک اور ذہین شخص ہے تو پھر کیوں نہ اسے اغوا کر لیا جائے اور پاور لینڈ کا شہری بنا لیا جائے ـــ اس طرح نہ صرف اس کی طرف سے ہمیشہ کے لئے خطرہ ختم ہو جائے گا بلکہ یہ پاور لینڈ کے لئے اپنی ذہانت اور صلاحیتیں بھی استعمال کر سکے گا" ـــــ لیڈی ایشلے نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بات اتنی آسان نہیں ہے مادام ـــــ جتنی آپ سمجھ رہی ہیں ـــ اس میں بے شمار خطرات پوشیدہ ہیں۔ اس طرح یہ خطرناک آدمی براہ راست پاور لینڈ پہنچ جائے گا اور پھر کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے تو باقاعدہ منصوبہ بندی کی ضرورت ہے" ـــــ ہنری مالکم نے جواب دیا۔

"ہنری! ـــ آج پہلی مرتبہ تم ایسی باتیں کر رہے ہو ـــ بہرحال فی الحال

میں نگرانی کرادیتی ہوں ۔۔۔ لیکن ترمذی کے آنے پر میں سپیشل میٹنگ میں یہ مسئلہ اٹھاؤں گی اور پھر وہاں اس سلسلے میں کوئی مناسب فیصلہ ضرور کیا جائے گا" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ سختی عود کر آئی تھی۔

"یہ طریقہ کار درست رہے گا ۔۔۔ یقین کیجئے مادام! ۔۔۔ یہ شخص دنیا کا انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ بلامبالغہ ہزاروں بڑے بڑے بین الاقوامی مجرم اور سینکڑوں بڑی بڑی بین الاقوامی تنظیمیں ۔۔۔ ایسی تنظیمیں جو بے پناہ وسائل کی مالک تھیں، اس آدمی کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر چکی ہیں اور اس کا آج تک کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکا" ۔۔۔ ہنری مالکم نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اگر تمہاری بات درست ہے تو پھر ہمیں اس کے ملک کو چھیڑنا ہی نہیں چاہئے تھا ۔۔۔ ہم ان چار سائنسدانوں کے بغیر بھی کام چلا سکتے تھے جنہیں اس کے ملک سے لایا گیا ہے" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے جواب دیا۔

"ان کے بغیر ہماری سپیشل لیبارٹری نہ چل سکتی تھی مادام! ۔۔۔ لیبارٹری کی ڈیمانڈ ہی یہ لوگ تھے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ۔۔۔ بہرحال آپ اس کی نگرانی کرائیں۔ اگر ضرورت پڑی تو پاور لینڈ اپنی پوری قوت اس کے خلاف استعمال کرے گا اور پھر اس کی موت یقینی ہے" ۔۔۔ ہنری مالکم نے جواب دیا۔

"او کے ۔۔۔ میں ابھی آرڈر کر دیتی ہوں ۔۔۔ گڈ بائی" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈبے کے کنارے پر لگا ہوا بٹن

آف کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ لیکن اس کی خوبصورت پیشانی پر شکنوں کا جال پھیل گیا تھا۔ اب وہ انتہائی سنجیدگی سے علی عمران کے بارے میں سوچ رہی تھی، وہ ہنری مالکم کو جھٹلانا نہ چاہتی تھی۔ کیونکہ اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ ہنری مالکم جھوٹ نہیں بولتا اور ہنری مالکم کا ماضی اس کے سامنے آئینے کی طرح روشن تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ ہنری خواہ مخواہ کسی سے مرعوب ہونے والا آدمی بھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ شخص یقیناً انتہائی اہمیت کا حامل ہوگا اور وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے ہاتھوں پاور لینڈ کو ذرہ برابر بھی نقصان پہنچے کیونکہ پاور لینڈ ابھی اپنے ابتدائی مراحل میں تھا۔

پاور لینڈ کا خواب اس نے بچپن سے ہی دیکھنا شروع کیا تھا اور اب جا کر اس کے اس خواب کی تعبیر سامنے آنا شروع ہوئی تھی اور وہ اس سلسلے میں ہر قسم کا انتہائی اقدام کرنے پر بھی تیار تھی۔

لیڈی ایشلے جرمن نژاد تھی۔ بچپن سے ہی اُسے مجرمانہ ذہن وراثت میں ملا تھا اس کا باپ ایک بہت بڑی مجرم تنظیم "کاساکوشا" کا سربراہ تھا اور اس نے لیڈی ایشلے کی خصوصی تربیت کی تھی کیونکہ وہ اس کی اکلوتی اولاد تھی اور وہ چاہتا تھا کہ اس کی وفات کے بعد تنظیم کی سربراہ لیڈی ایشلے ہی بنے۔ اور پھر لیڈی ایشلے مجرمانہ ذہانت اور صلاحیتوں میں اپنے باپ سے بھی دو ہاتھ آگے نکل خصوصی تربیت حاصل کرنے کے بعد اس نے "کاساکوشا" میں اپنی صلاحیتوں اور محیر العقول کارناموں کی وجہ سے اعلیٰ مقام حاصل کر لیا۔ اور پھر جب اس کا باپ ایک حادثے میں ہلاک ہو گیا تو پوری تنظیم نے متفقہ طور پر اُسے اپنی سربراہ تسلیم کر لیا۔

لیڈی ایشلے ایک چھوٹی سی تنظیم تک اپنے آپ کو محدود نہ رکھ سکتی تھی

وہ ہمیشہ اونچے خواب دیکھتی تھی۔ پوری دنیا پر حکومت کے خواب ـــــ ایسا اقتدار جس کو کبھی زوال نہ ہو۔ پھر اس کے ذہن میں پاورلینڈ کا منصوبہ ابھرا۔ ایک ایسا ملک جو پوری دنیا میں سب سے زیادہ طاقت رکھتا ہو۔ اور پوری دنیا کے ممالک اس کے غلام ہو جائیں۔ چنانچہ اس نے پاورلینڈ کے منصوبے پر کام کرنا شروع کر دیا۔ جو کچھ اس کے ذہن میں تھا اس کے لئے بے پناہ وسائل کی ضرورت تھی۔ لیکن لیڈی ایشلے پیچھے نہ ہٹی اور اس نے اپنی تنظیم کا دائرہ کار وسیع کر دیا۔ اس نے بے پناہ دولت اکٹھی کرنے کے بعد پاورلینڈ کے ہیڈکوارٹر اور ریاست کے لئے دنیا کا سنسان ترین اور دشوار گزار ترین علاقہ منتخب کر لیا۔

یہ علاقہ جزائر فن لینڈ کے انتہائی شمال مشرق میں پھیلا ہوا ایک وسیع و عریض سنسان اور دشوار گزار پہاڑی سلسلہ تھا جہاں آج تک کسی نے بسنے کی جرأت نہ کی تھی۔ کیونکہ یہ علاقہ چاروں طرف سے انتہائی خطرناک سمندر سے گھرا ہوا تھا اس نے پوری دنیا سے انجینئروں کو اور افراد کو اغوا کر کے ان پہاڑوں کے نیچے بڑی بڑی لیبارٹریاں تعمیر کرائیں اور پھر ان سب افراد کو قتل کرا دیا تاکہ پاورلینڈ راز رہے۔ پھر ایک مشن کے دوران اس کی ملاقات ترمذی سے ہو گئی۔ ترمذی ایرانی النسل تھا۔ وہ بے شمار تیل کے کنوؤں، تیل بردار جہازوں کا مالک اور ارب پتی تھا۔ پوری دنیا میں اس کے معاشی استحکام کا سکہ جما ہوا تھا لیکن ترمذی صرف ایک کاروباری آدمی نہ تھا بلکہ وہ بھی لیڈی ایشلے کی طرح انتہائی مجرمانہ ذہن کا مالک تھا۔ اس نے بھی خفیہ طور پر ایک بہت بڑی مجرمانہ تنظیم ”پوتسا“ بنائی ہوئی تھی۔ اور اس کے ذریعے وہ نہ صرف اپنی مجرمانہ صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کرتا تھا بلکہ اس تنظیم کی وجہ

سے اس نے اپنے کاروبار کو بھی بے پناہ وسعت دے دی تھی۔ وہ انتہائی ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی ظالم فطرت کا مالک تھا اور اس کی نوجوانی کے ساتھ ساتھ اس کی یہی خصوصیات لیڈی ایشلے کو پسند تھیں۔ چنانچہ یہ ملاقات رفتہ رفتہ محبت میں تبدیل ہو گئی اور پھر لیڈی ایشلے نے ترمذی کو بھی پاورلینڈ کے منصوبے میں شامل کر لیا۔

ترمذی کو بھی پاورلینڈ کا یہ منصوبہ بے حد پسند آیا تھا کیونکہ دراصل اس کی بھی لاشعوری خواہش اسی قسم کی تھی۔ اس کے بعد ترمذی کے کہنے پر ہنری مالکم کو بھی اس منصوبے میں شامل کر لیا گیا۔

ہنری مالکم منشیات کی ایک بین الاقوامی تنظیم ”کاٹا مجرم“ کا سربراہ تھا۔ یہ تنظیم اپنے کارناموں کے لحاظ سے مافیا سے بھی آگے بڑھ چکی تھی۔ اس طرح ان تینوں کے اشتراک سے پاورلینڈ باقاعدہ طور پر وجود میں آ گیا۔ چونکہ لیڈی ایشلے اس منصوبے کی خالق تھی اور اس نے اس پر ابتدائی اہم کام بھی کر لیا تھا اس لئے پاورلینڈ کی اولین سربراہ لیڈی ایشلے کو ہی چنا گیا۔ اس کا عہدہ ڈائریکٹر جنرل کا تھا۔ ترمذی اور ہنری مالکم ڈائریکٹران تھے۔ پاورلینڈ کا باقاعدہ دستور بنایا گیا۔ اختیارات کے لحاظ سے تینوں برابر تھے۔ بس صرف لیڈی ایشلے کے عہدے کا نام بڑا تھا۔ اور وہ چیئرمین تھی۔ دراصل وہ تینوں ہی پاورلینڈ کے روح رواں تھے۔

ان تینوں نے اپنی اپنی تنظیم میں سے انتہائی بااعتماد اور باصلاحیت افراد چن کر انہیں پاورلینڈ میں شامل کر لیا تھا۔ باقی تنظیمیں توڑ دی گئی تھیں۔ پاورلینڈ کے دستور کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ پاورلینڈ کی خفیہ لیبارٹریوں میں ایسے جدید ترین اور خوفناک ہتھیار تیار کئے جائیں جو دنیا کی کسی سپر پاور

کے پاس نہ ہوں اور پھر ان ہتھیاروں کی مدد سے پوری دنیا پر قبضہ کر لیا جائے چنانچہ ترمذی کی تمام دولت ان لیبارٹریوں پر صرف ہونی شروع ہو گئی۔ پوری دنیا سے ماہر سائنسدان، انجینئر اغوا کر لئے گئے۔ اعلیٰ ترین سائنسی مشینوں کے ذریعے ان کے لاشعور کو واش کر دیا گیا۔ اور انہیں لاشعوری طور پر پاورلینڈ کا شہری بنا دیا گیا۔ اس تبدیلی کے بعد ہر شخص پاورلینڈ کے لئے اپنی جان بھی دے سکتا تھا۔ انہیں دنیا کا تمام عیش و آرام مہیا کیا گیا۔ اس نے پاورلینڈ کا خفیہ دارالحکومت تیار کیا گیا جس میں دنیا کی ہر نعمت موجود تھی۔ بڑے بڑے ملکوں سے ٹیکنالوجی چوری کی گئی۔ خاص طور پر خلائی سیاروں کی معلومات چرائی گئیں۔ اور اس طرح پاورلینڈ کے سائنسدانوں نے دن رات محنت کر کے درحقیقت اُسے پاورلینڈ بنا دیا تھا۔ ایسی ایسی عجیب ایجادات بھی کی گئیں کہ جن کا تصور بھی محال تھا۔ پھر ایک نئی لیبارٹری قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس لیبارٹری میں ایسا بم بنانے کا منصوبہ تیار کیا گیا جس کو چلاتے ہی اس میں سے پیدا ہونے والی مخصوص ریز ایک لمحے میں پوری دنیا میں پھیل جاتیں اور یہ ریز ٹیلی پیتھی کے سے انداز میں دنیا میں موجود ہر فرد کا ذہن تبدیل کر دیتیں۔ چنانچہ اس ہتھیار کے چلنے کے دوسرے لمحے پوری دنیا کے افراد خود بخود پاورلینڈ کے شہری بن جاتے۔ ان کے ذہنوں سے یکلخت اپنے ملک اور اس کا شعور ختم ہو جاتا۔ اس طرح پاورلینڈ صرف اس ہتھیار کو استعمال کر کے پوری دنیا کے افراد پر بغیر انگلی ہلائے ہمیشہ کے لئے قابض ہو سکتا تھا۔ اس خوفناک ہتھیار کا منصوبہ مشرقی جرمنی کے ایک سائنسدان کی اختراع تھی۔ اس پر ابتدائی تجربات کئے گئے اور جب اسے قابل استعمال پایا گیا تو اس کی بڑے پیمانے پر تیاری کے لئے باقاعدہ منصوبہ بنا لیا گیا۔

پوری دنیا کے اربوں افراد کے ذہنوں کو ایک لمحے میں تبدیل کر دینے کا یہ پروجیکٹ ظاہر ہے سب سے بڑا پروجیکٹ ہوگا۔ چنانچہ اس کے لئے سپیشل لیبارٹری تیار کی گئی۔ اس میں جدید ترین مشینری نصب ہوئی اور پھر پوری دنیا سے ایسے سائنسدانوں کو اغوا کیا گیا جو اس لیبارٹری میں کام کرنے کے قابل ہوں۔ اسی سلسلے میں ترمذی یورپ گیا ہوا تھا۔ لوتھر۔ جو اسسٹنٹ ڈائریکٹر تھا کے ذمے پاکیشیا کے چار سائنسدانوں کو اغوا کرنے کا فرض سونپا گیا۔ لیڈی ایشلے۔ ہنری مالکم اور ترمذی کو یقین تھا کہ یہ ناقابل یقین ہتھیار بالآخر تیار ہو جائے گا۔ گو منصوبے کے مطابق اس کی تیاری میں کم از کم پانچ سال کا طویل عرصہ لگے گا اور شاید آدھی دنیا کی دولت بھی ـــــ لیکن وہ جانتے تھے کہ ایک بار یہ ہتھیار تیار ہو گیا تو پھر ان کے اقتدار کو کبھی زوال نہ آ سکے گا۔

پاورلینڈ کی ایجنسیاں ہر ملک میں باقاعدہ کام کر رہی تھیں اور انہوں نے ایک ایسی لیبارٹری قائم کی تھی جس میں ان ایجنسیوں میں کام کرنے والے افراد کے لئے جدید ترین سائنسی ایجادات مسلسل ہوتی رہتی تھیں۔ انہی ایجادات کا نتیجہ تھا کہ پاورلینڈ کا اب کوئی بڑے سے بڑا مشن بھی کبھی ناکام نہ ہوا تھا۔ پاکیشیا کے سائنسدانوں کو ایسی ہی ایک جدید ترین ایجاد کے ذریعے آسانی سے اغوا کر لیا گیا تھا۔ ورنہ جس طرح ایسی لیبارٹریوں کے گرد حفاظتی سائنسی حصار قائم کئے گئے تھے ان افراد کو اغوا کرنے کے لئے طویل منصوبہ بندی کرنی پڑتی۔

اب جب کہ سارا کام صرف آدھے گھنٹے میں نپٹا لیا گیا اور پیچھے کوئی کلیو بھی باقی نہ رہا تھا۔ بلکہ سپیشل میٹنگ کے فیصلے کے مطابق وہاں پاورلینڈ کی چٹیں بھی چھوڑ دی گئیں اور انہیں فون کال کے ذریعے بتا بھی دیا گیا کہ وہ

اب ان سائنسدانوں کا خیال چھوڑ دیں۔ یہ سب کچھ انہوں نے اس لئے کیا تھا کہ اب وہ اپنے آپ کو اتنا طاقتور سمجھنے لگ گئے تھے کہ اب وہ پاورلینڈ کو دنیا میں باقاعدہ متعارف کرا سکتے تھے اس لئے پہلی بار پاورلینڈ کا نام استعمال کیا گیا تھا۔

لیڈی ایشلے نے آخرکار یہی فیصلہ کیا کہ ترمذی کے آنے کے بعد اس بارے میں کوئی حتمی فیصلہ کیا جائے گا اور پھر اگر ممکن ہوا تو وہ خود جا کر اپنے ہاتھوں سے علی عمران کو موت کے گھاٹ اتار دے گی۔

عمران نے لیبارٹری کے اس حصے کو اچھی طرح چیک کیا جہاں سے چار سائنسدان اغوا ہوئے تھے۔ اور پھر وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ چاروں سائنسدان خود ہی لیبارٹری سے باہر گئے ہیں۔ انہیں باقاعدہ اغوا کر کے نہیں لے جایا گیا۔ کیونکہ وہاں کوئی ایسی صورت نہ تھی جس سے ان کے جبراً یا بیہوش کر کے باہر لے جانے کا امکان پیدا ہو سکتا۔ لیکن باہر آؤٹ گیٹ پر ان سائنسدانوں کے باہر جانے کے متعلق کوئی اندراج نہ تھا۔ حتیٰ کہ آؤٹ گیٹ پر جو چیکنگ آٹومیٹک کمپیوٹر نصب تھا۔ وہ بھی آنے جانے والوں کا باقاعدہ ریکارڈ رکھتا تھا۔ وہاں بھی ایسا کوئی اندراج نہ تھا۔ لیبارٹری مکمل طور پر زیر زمین تھی اس لئے وہ اڑ کر بھی نہ جا سکتے تھے۔

چنانچہ جوں جوں عمران سوچتا جاتا، معاملہ اور زیادہ الجھتا چلا جا رہا تھا چٹوں کی موجودگی سے تو صاف پتہ چلتا تھا کہ کوئی اندر آیا ہے اور اس نے چٹیں رکھی ہیں لیکن لیبارٹری میں موجود لوگ گنتی کے تھے۔ اور انتہائی بااعتماد اور قابل بھروسہ

تھے۔ ان میں سے ہر ایک کا مکمل ریکارڈ لیبارٹری میں موجود تھا۔

"کمپیوٹر ریکارڈ مجھے دکھائیے" ——— عمران نے جو اس وقت آؤٹ گیٹ کے ساتھ کمپیوٹر سیکشن کے انچارج کے کمرے میں موجود تھا انچارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ ریکارڈ تو مخصوص کوڈز میں ہوتا ہے جناب! ——— آپ اسے کیسے سمجھیں گے ——— ویسے میں نے اپنے طور پر اسے چیک کیا ہے، یہ بالکل صاف ہے۔ اس میں شبہے کی کوئی گنجائش نہیں" ——— انچارج نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جو ریکارڈ بالکل صاف ہو ——— وہ ریکارڈ ہی کیسے ہو سکتا ہے۔ آخر کچھ نہ کچھ تو اس پر موجود ہوگا" ——— عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ——— صاف سے میرا مطلب تھا کہ درست ہے ——— روٹین کے مطابق ہے، اس میں اغواشدہ سائنس دانوں کے باہر جانے کے متعلق کچھ بھی درج نہیں ہے" ——— انچارج نے اس بار یوں عمران کو سمجھایا جیسے استاد کسی کند ذہن بچے کو دانت بھینچ بھینچ کر سمجھاتا ہے۔

"صاف سے اگر مطلب درست ہوتا ہے تو پھر درست سے مطلب صاف ہوا ——— بات تو وہیں آگئی کہ جس وقت سائنس دان یہاں سے باہر گئے ہیں تو اس وقت آپ کا کمپیوٹر کام ہی نہ کر رہا تھا اس لئے اس کا ریکارڈ صاف مطلب ہے درست ہے" ——— عمران نے بڑے ہی منطقی انداز میں جواب دیا۔ اور انچارج نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔ معاملہ شاید اب اس کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔ وہ کافی دیر سے عمران

سے سر کھپا رہا تھا اور عمران نے حقیقت میں اُسے زچ کر کے رکھ دیا تھا۔

"میری بات آپ کی سمجھ میں نہیں آسکتی ——— اس لئے میں آپ کو نہیں سمجھا سکتا ——— معذرت خواہ ہوں" ——— انچارج نے آخرکار اپنے آپ پر بڑا صبر کرتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

"آپ ڈبل بات کیوں کرتے ہیں ——— ؟ آپ کی بات میری سمجھ میں نہیں آسکتی تو پھر اس کا منطقی نتیجہ ہے کہ آپ مجھے نہیں سمجھا سکتے ——— اس لئے آدھا فقرہ کہنے سے ہی آپ کا مطلب حل ہو جاتا ہے۔ آپ کیوں ڈبل فقرے کہتے ہیں ——— خواہ مخواہ اپنی انرجی ویسٹ کرتے ہیں ——— کیا آپ کا یہ کمپیوٹر بھی اسی طرح ڈبل ریکارڈنگ کرتا ہے یعنی ڈبل صفائی" ——— عمران نے خشک لہجے میں کہا اور انچارج یوں عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسکی دماغی حالت کی طرف سے مشکوک ہو گیا ہو۔

"آپ مجھے یوں گھور گھور کر کیوں دیکھ رہے ہیں ——— مجھے شرم آتی ہے ——— پلیز" ——— عمران نے یوں لجاتے اور شرماتے ہوئے کہا جیسے وہ واقعی شرمیلی سی لڑکی ہو۔ اور انچارج بے اختیار ہنس پڑا۔

"شکر ہے آپ ہنسے تو سہی ——— اور بزرگ کہتے ہیں کہ ہنسے اور پھنسے۔ چنانچہ اب آپ مجھے ریکارڈ دکھا دیجئے اور مزید عبرت کو سٹور کر لیجئے ——— ہو سکتا ہے بعد میں آپ کے کام آئے" ——— عمران نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کیسے آدمی ہیں ——— ایک بار میں نے کہا ہے کہ ریکارڈ کوڈ میں ہوتا ہے ——— آپ کی سمجھ میں نہیں آسکتا" ——— انچارج نے اس بار قدرے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"آپ کی باتیں کوڈ میں ہوتی ہیں ۔۔۔ کیوں" ۔۔۔ عمران نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"کوڈ میں ۔۔۔ نہیں ۔۔ میں تو سیدھی بات کر رہا ہوں" ۔۔۔ انچارج نے اس بے تکے سوال پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"جب آپ کی سیدھی بات میری سمجھ میں نہیں آتی تو ظاہر ہے کوڈ مجھے ضرور سمجھ میں آجائے گا ۔۔۔ آپ مجھے ریکارڈ دکھائیے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا جناب دیکھئے ۔۔۔ آپ بھی شوق پورا کر لیجئے" ۔۔۔ انچارج ایک طویل سانس لیتے ہوئے بولا۔ اور پھر وہ کمرے میں بنی ہوئی ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے اس میں سے ایک فائل نکال کر اسے کھولا اور اس میں سے ایک بڑا سا کارڈ نکال کر الماری بند کی اور کارڈ لا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔ کارڈ پر دس کی ڈیٹ پڑی ہوئی تھی جس روز سائنسدان اغوا ہوئے تھے کارڈ پر صرف ٹیڑھی میڑھی لکیریں تھیں۔ کہیں کہیں پنچنگ کے نشانات موجود تھے۔ عمران کمپیوٹرز کوڈ سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے وہ بغور کارڈ کو دیکھتا رہا۔

"یہ کمپیوٹر کون سے ماڈل کا ہے" ۔۔۔ عمران نے چند لمحوں بعد پوچھا۔

"ای ایم سیکسٹی ۔۔۔ زیرو ون الیون آٹومیٹک" ۔۔۔ انچارج نے جواب دیا۔

"ایک روز پہلے کا ریکارڈ دکھائیے" ۔۔۔ عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سپاٹ ہو گیا۔

"کیوں ۔۔۔ اس کا کیا تعلق" ۔۔۔ انچارج نے جواب دیا۔ اس کے

لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ الجھن تھی۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کیجئے ۔۔ پہلے بھی آپ نے میرا بہت سا وقت ضائع کیا ہے" ۔۔۔ عمران کا لہجہ بدستور سپاٹ تھا۔

"سوری! ۔۔۔ یہ کانفیڈنشل ریکارڈ ہے ۔۔۔ میں نہیں دکھا سکتا" ۔۔۔ انچارج کو بھی شاید غصہ آگیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹتی ہوئی چلی گئیں جب اس نے عمران کے ہاتھ میں ریوالور دیکھا جس کا رخ اس کی طرف تھا۔

"یہ ۔۔ یہ کیا ۔۔ کک ۔۔ کک کیا مطلب" ۔۔۔ انچارج کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا۔

"ملک سے غداری کرنا آسان نہیں ہوتا مسٹر اسلم! ۔۔۔ آپ کا خیال تھا کہ آپ غلط کارڈ دکھا کر مجھ کو آسانی سے ٹال لیں گے۔ جو کارڈ آپ نے دکھایا ہے وہ اس کمپیوٹر کا نہیں ہے ۔۔۔ بلکہ ایکس ۔ ڈی ۔ نائن ۔ تھرٹی سکس زیرو ۔ ون ۔ الیون آٹومیٹک کا ہے ۔۔۔ یہ وہ کمپیوٹر ہے جو سٹور ریکارڈ رکھتا ہے اور اس کارڈ پر بھی سٹور ریکارڈنگ درج ہے۔ یعنی کل جو سامان سٹور سے نکلا اور داخل ہوا ۔۔۔ کیوں ۔۔۔ میں درست کہہ رہا ہوں ناں" ۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا اور انچارج کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔ اس کا رنگ پہلے سے کہیں زیادہ زرد پڑ گیا۔

"آپ ۔۔۔ آپ غلط کہہ رہے ہیں" ۔۔۔ انچارج نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے عمران نے جھپٹ کر اس کے منہ پر ریوالور کی نال زور سے مارنا

چاہی مگر اسلم ضرب لگنے سے پہلے ہی پیچھے کو ایک جھٹکے سے ہٹا اور پھر اس کا جسم ایک بار زور سے کپکپایا۔ دوسرے لمحے اس کی گردن ڈھلکتی چلی گئی۔ اس کی باچھوں سے نیلے رنگ کے بلبلے سے باہر نکلے اور اس کے جسم کا رنگ تیزی سے بدلتا چلا گیا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیکر ریوالور جیب میں رکھا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے اسلم کی جیبوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد وہ اس کے کوٹ کی چھوٹی جیب سے ایک کارڈ برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا اس کارڈ پر ہوٹل شالیمار کا کمرہ نمبر ایک سو بارہ درج تھا اور ساتھ ہی مسٹر راون کے الفاظ بھی درج تھے۔

عمران نے کارڈ کو جیب میں رکھا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے انچارج آفس کے بیرونی دروازے کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ باہر موجود عملے سے اس نے انچارج کے اچانک مر جانے کا ذکر کیا تو وہ سب اندر کی طرف دوڑے اور تھوڑی دیر بعد لیبارٹری کے اعلیٰ افسران بھی پہنچ گئے۔ عمران کارڈ جیب میں رکھ چکا تھا۔ اس لئے اس نے صرف یہی بتایا کہ انچارج باتیں کر رہا تھا کہ اس کے جسم کو جھٹکا لگا اور پھر دوسرے لمحے وہ مر چکا تھا۔

انچارج کے اس طرح مرنے پر سب حیران تھے۔ ان کی نظریں بتا رہی تھیں کہ وہ عمران کی طرف سے مشکوک ہیں لیکن ظاہر ہے ایکسٹو کے نمائندے پر وہ کھل کر شک کا بھی اظہار نہ کر سکتے تھے۔

پھر عمران نے سٹور کمپیوٹر کا اس تاریخ کا ریکارڈ چیک کیا تو بات صاف ہو گئی۔ چار بڑے بڑے بند بکس جن میں خفیہ مشینری ظاہر کی گئی تھی لیبارٹری سے باہر گئے تھے۔ یہ بکس ایئرپورٹ پر بھیجے گئے تھے۔ وہاں سے کارگو

پر بک ہو کر انہوں نے مغربی جرمنی جانا تھا لیکن عمران نے جب اسٹور کھلوا کر چیک کرایا تو وہ مشینری جو جانی تھی وہ بدستور اسٹور میں موجود تھی اب بات صاف ہو گئی تھی کہ اسٹور سے مشینری نہیں نکالی گئی۔ بلکہ خالی بکسوں میں سائنسدانوں کو لے جایا گیا ہے اور صرف کارڈ تبدیل کر کے بات کو سنبھال لیا گیا تھا۔

اگر عمران کمپیوٹر کوڈنگ کے متعلق اچھی طرح نہ جانتا ہوتا تو کبھی اس بات کی چیکنگ بھی نہ ہو سکتی تھی۔

"جس فرم کو یہ باکس بھیجے گئے ہیں — وہاں سے پتہ کریں کہ باکس پہنچ گئے ہیں" —— ؟ عمران نے لیبارٹری انچارج سجاد درانی سے مخاطب ہو کر کہا جو خود بھی ان باکس کی مشینری کو اسٹور میں دیکھ کر شدید پریشان تھا پھر سجاد درانی نے جب فون پر اس فرم سے رابطہ قائم کیا تو وہی رپورٹ ملی جس کی توقع عمران کو پہلے سے تھی کہ انہیں معلوم ہی نہ تھا کہ ان کو باکس بھیجے بھی گئے ہیں یا نہیں۔

"اوکے! — اب یہ مسئلہ تو حل ہو گیا کہ یہ سائنسدان یہاں سے گئے کیسے — اب رہ گئی ان کی واپسی — تو اب اس کو بھی دیکھتے ہیں" —— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب! — یہ سب کیسے ممکن ہے — باکس تو اتنے بڑے بھی نہیں ہیں کہ ان میں یہ لوگ سیدھے لیٹ سکیں۔ پھر وہ مکمل طور پر بند ہیں۔ بلکہ ان پر تو الیسی چادریں چڑھی ہوئی ہیں جن سے ہوا اندر نہیں جا سکتی" —— سجاد درانی نے کہا۔

"سب کچھ ممکن ہے سجاد صاحب! —— یہ جدید ایجادات کا دور ہے

"او کے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے آؤٹ گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سپیشل کارڈ کی وجہ سے وہ بغیر کسی رکاوٹ کے لیبارٹری سے باہر آ گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کی سپورٹس کار تیزی سے ہوٹل شالیمار کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گو اسے اب وہاں کسی کے ملنے کی کوئی امید تو نہ تھی۔ لیکن پھر بھی اس نے چیکنگ ضروری سمجھی۔

شالیمار ہوٹل کے وسیع و عریض کمپاؤنڈ کی دائیں سمت بنی ہوئی پارکنگ میں عمران نے کار روکی اور پھر اسے لاک کر کے وہ تیزی سے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"معاف کیجئے ـــ آپ اندر نہیں جا سکتے" ـــ اچانک مین گیٹ پر کھڑے ہوئے باوردی دربان نے ہاتھ اٹھا کر اُسے روکتے ہوئے کہا۔

"معاف کیا ـــ اب تو اندر جا سکتا ہوں" ـــ عمران نے بڑے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور دوسرے لمحے وہ دربان کو ہاتھ سے ایک طرف دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔

"ارے ارے ـــ رکو ـــ رکو" ـــ دربان چیختا ہوا اندر داخل ہوا لیکن عمران اس کی بات سنے بغیر سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"آپ کیسے اندر آ گئے ـــ سپروائزر" ـــ کاؤنٹر پر کھڑے نوجوان نے عمران کو دیکھتے ہی انتہائی تلخ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے قریب کھڑے ایک ہٹے کٹے نوجوان کو زور سے پکارا۔

"میرا نام سپروائزر نہیں ہے ـــ علی عمران۔ ایم۔ ایس سی۔ ڈی۔ ایس سی (آکسن) ہے" ـــ عمران نے باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری سر ـــ مگر یہاں بغیر ٹائی لگائے آپ داخل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے پلیز" ـــ کاؤنٹر مین نے فوراً ہی لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔ شاید وہ عمران کی ڈگریوں سے مرعوب ہو گیا تھا۔

"لیکن اس ہوٹل کا نام تو شالیمار ہے ـــ ٹائی باندھ تو نہیں ہے" ـــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ دراصل لیبارٹری میں داخلے کے لئے قانون تھا کہ ٹائی اتارنی پڑتی تھی۔ کیونکہ بند گلے کے ساتھ اس میں داخلہ ممنوع تھا۔ کیونکہ ٹائی کے اندرونی حصے میں کوئی چیز رکھ کر لے جائی یا لائی جا سکتی تھی۔ اس لئے عمران کی ٹائی جیب میں پڑی ہوئی تھی۔ اور اس نے بغیر ٹائی کے سوٹ پہن رکھا تھا۔

"پلیز ـــ یا تو آپ ٹائی باندھ لیجئے ـــ یا پھر باہر تشریف لے جائیے" ـــ کاؤنٹر کلرک نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مگر مجھے تو ٹائی باندھنی نہیں آتی ـــ اور کوئی جلاد مجھے راستے میں ملا نہیں" ـــ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"جلاد ـــ جلاد کا یہاں کیا مطلب" ـــ؟ کاؤنٹر مین نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کی صحیح ناٹ وہی باندھ سکتا ہے ـــ تاکہ پھانسی پر لٹکنے والا لیور کھینچتے ہی یقینی موت کا شکار ہو جائے اور میں نے سنا ہے کہ ٹائی کی بھی ناٹ ہوتی ہے ـــ ظاہر ہے ناٹ جلاد کے علاوہ اور کون باندھ سکتا ہے۔ اگر آپ یا آپ کے اجداد یہ کام کرتے رہے ہوں تو یہ لیجئے ٹائی ـــ اور باندھ دیجئے ناٹ" ـــ عمران نے جیب سے ٹائی نکال کر اسے کاؤنٹر مین کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — آپ مذاق اچھا کر لیتے ہیں" — کاؤنٹر مین نے جھینپے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس کے ساتھ کھڑے سپروائزر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صاحب کو ٹائی باندھ دو"

"ایک لفظ آپ بھول گئے ہیں — ورنہ فقرہ درست ہو جاتا کہ صاحب کو ٹائی سے باندھ دو — صاحب ہوتے ہی اس قابل ہیں کہ ٹائی سے بندھے رہیں — جیسے بھینس کھونٹے سے بندھی قابو میں رہتی ہے" — عمران نے بڑے منطقی انداز میں جواب دیا اور اس بار کاؤنٹر مین کے ساتھ ساتھ سپروائزر بھی بے اختیار ہنس پڑا — اب وہ دونوں غصے کی بجائے عمران کی باتوں سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہے تھے۔ پھر سپروائزر نے بڑی پھرتی سے ٹائی عمران کے کالر سیدھے کر کے باندھی اور کالر ٹھیک کر دیئے۔ واقعی وہ ٹائی باندھنے میں ماہر تھا۔

"گڈ! — اب واقعی مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میں بندھ گیا ہوں" — عمران نے ناٹ کو سیٹ کرتے ہوئے کہا۔

"جی — اب فرمایئے" — کاؤنٹر مین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — ظاہر ہے ٹائی بندھنے کے بعد تو لفظ فرمانا ہی استعمال ہوگا اب میں صاحب جو ہو گیا ہوں — ویسے آپ اپنے ہوٹل کا نام بدل دیجئے شالیمار کا تصور تو مجھے یوں آتا ہے جیسے کوئی شخص قمیض شلوار پہنے کھڑا ہو — اس کا نام تو لاٹ صاحب کا ہوٹل ہونا چاہیئے — بہرحال مجھے ایک صاحب سے ملنا ہے جن کا نام بھورا ہے" — عمران نے کہا۔

"بھورا — یہ کیا نام ہوا" — ؟ کاؤنٹر مین نے چونکتے ہوئے کہا۔

اوہ اچھا اچھا — مجھے تو خیال ہی نہیں رہا کہ میں نے ٹائی باندھ رکھی ہے اس لئے انگلش کے الفاظ بولنے چاہئیں — میرا مطلب تھا براؤن"۔ عمران نے کہا اور کاؤنٹر مین اور سپروائزر بے اختیار ہنس پڑے۔

"آپ واقعی دلچسپ آدمی ہیں — مسٹر براؤن کہیئے نا — کونسے کمرے میں رہائش پذیر ہیں" — کاؤنٹر مین نے قدرے جھینپتے ہوئے کہا۔

ہوٹل شالیمار ابھی حال ہی میں تعمیر ہوا تھا اور عمران چونکہ پہلی بار یہاں آیا تھا اس لئے یہاں کا عملہ ابھی اسے پہچانتا نہ تھا۔ ورنہ ظاہر ہے عمران تو دارالحکومت کے ہوٹلوں میں شیطان کی طرح مشہور تھا۔ ویسے بھی ہال خالی پڑا ہوا تھا۔ اس لئے ویٹر بھی ہال میں موجود نہ تھے۔ ورنہ دوسرے ہوٹلوں سے آئے ہوئے ویٹروں میں سے کوئی نہ کوئی یقیناً عمران کو پہچان لیتا۔

"کمرہ یا کلر باکس — آپ کلر باکس کہاں رکھتے ہیں" — ؟ عمران نے پوچھا۔

"اوہ گڈ! — آپ براؤن کی وجہ سے کلر باکس پوچھ رہے ہیں۔ بہرحال دیکھیئے! — ہمارے ہوٹل میں آٹھ سو کمرے ہیں — اب جب تک آپ کمرہ نمبر نہ بتائیں گے ہم کیسے مسٹر براؤن کو ڈھونڈیں" — کاؤنٹر مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دکھائیں" — عمران نے بڑا مختصر سا جواب دیا۔

"کیا دکھائیں" — ؟ کاؤنٹر مین نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا کیونکہ شاید عمران کے لفظ کا سیاق و سباق سمجھ نہ آیا تھا۔

"آپ نے کہا ہے کہ دیکھیئے! ہمارے ہوٹل میں آٹھ سو کمرے ہیں" — عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور کاؤنٹر مین ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب! ــــ آپ کام کیا کرتے ہیں ــــ سائنسدان تو نہیں ہو سکتے کیونکہ سائنسدان بہت خشک طبیعت کے ہوتے ہیں۔ حالانکہ جو ڈگریاں آپ نے بتائی ہیں وہ تو سائنس کی ہیں" ــــ کاؤنٹرمین نے پوچھا۔

"میری طبیعت میں آپ کو فوارے اُبلتے نظر آ رہے ہیں ــــ یا تالاب چلتے محسوس ہو رہے ہیں ــــ ویسے میں لیموں نچوڑ ہوں" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیموں نچوڑ ــــ وہ کیا ہوتا ہے" ــــ ؟ کاؤنٹرمین نے حیرت سے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کبھی لیموں نچوڑا ہے" ــــ ؟ عمران نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"جی ہاں! ــــ کئی بار سالن پر نچوڑا ہے" ــــ کاؤنٹرمین نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کے نچوڑ جانے کے بعد باقی کیا رہ جاتا ہے" ــــ ؟ عمران نے پوچھا

"باقی خالی لیموں رہ جاتا ہے" ــــ کاؤنٹرمین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا جیسے کسی ملازمت کے لئے انٹرویو دے رہا ہو۔

"اُسے کیا کرتے ہیں" ــــ ؟ عمران نے سوالات کا سلسلہ جاری رکھا

"اُسے پھینک دیتے ہیں" ــــ کاؤنٹرمین نے جواب دیا۔

"بس میرا کام بھی وہی ہے کہ جہاں رس سے بھرا ہوا لیموں نظر آیا۔ اس کا رس نچوڑ لیا ــــ اور لیموں پھینک دیا" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"میں سمجھا نہیں عمران صاحب" ــــ کاؤنٹرمین کے چہرے کے

تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ واقعی عمران کی بات نہیں سمجھ سکا ہے۔

"میں محکمہ انکم ٹیکس میں ہوں" ــــ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور اس بار کاؤنٹرمین ہنس نہ سکا۔ شاید محکمہ کے رعب کی وجہ سے ــــ ویسے وہ یوں زور زور سے سر ہلانے لگا جیسے اب بات اس کی سمجھ میں آ رہی ہو۔

"اور میں نے سنا ہے کہ آپ کا ہوٹل اس سے بھرا ہوا ہے" ــــ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے جناب! ــــ یہ تو مالکان ہی جانتے ہوں گے ــــ میں تو کاؤنٹر کلرک ہوں ــــ میں ان معاملات کو کیسے سمجھ سکتا ہوں" ــــ کاؤنٹرمین نے جواب دیا۔

"کیوں نہیں سمجھ سکتے ــــ آپ نے ابھی آٹھ سو کمروں کا انکشاف کیا ہے ــــ حالانکہ آپ کے مالکان نے صرف چار سو کمرے شو کئے ہوئے ہیں" ــــ عمران نے کہا اور کاؤنٹرمین کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔ اب ظاہر ہے وہ کیا جواب دے سکتا تھا۔ اُسے کیا معلوم تھا کہ اس طرح بھی ٹیکس بچایا جا سکتا ہے۔

"م ــــ م ــــ میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب" ــــ کاؤنٹرمین نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا کیونکہ اُسے خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اگر مالکان نے انکم ٹیکس میں چار سو کمرے شو کئے ہوتے ہیں اور اس نے آٹھ سو بتا دیئے ہیں تو ظاہر ہے اُسے نوکری سے نکال دیا جائے گا۔

"اچھا چھوڑیں ــــ فی الحال مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے ــــ آپ مسٹر براؤن کا بتائیں۔ جو کمرہ نمبر ایک سو بارہ میں رہائش پذیر ہیں" ــــ عمران

نے کہا۔

"کمرہ نمبر ایک سو بارہ ——— اوہ! آپ کیمر فلاک کے متعلق پوچھ رہے ہیں وہ تو یہاں سے جا چکے ہیں" ——— کاؤنٹرمین نے جواب دیا۔

"کیمر فلاک ——— کیا مطلب ——— میں تو براؤن کے متعلق پوچھ رہا ہوں" عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"جناب! ——— آپ ایک وعدہ کریں تو میں آپ کو اصل حقیقت بتا دیتا ہوں ——— وعدہ یہ کہ آپ مالکان کو یہ نہ بتائیں گے کہ میں نے آپ کو آٹھ سو کمروں کے متعلق بتایا ہے ——— ورنہ میری نوکری چلی جائے گی" ——— کاؤنٹرمین نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے قدرے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا وعدہ! ——— بتاؤ لیکن سچ سچ ——— ورنہ ہو سکتا ہے کہ مجھے تمہارا یہ وعدہ بھی توڑنا پڑ جائے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"جناب! ——— کمرہ نمبر ایک سو بارہ میں مسٹر کیمر فلاک رہائش پذیر تھے لیکن انہوں نے ہدایت کی تھی کہ جو شخص مسٹر براؤن کے نام سے آکر پوچھے اُسے میرے کمرے میں بھجوا دیں ——— باقی کسی کو نہ بھیجیں۔ چنانچہ کل ایک نوجوان آئے تھے۔ انہوں نے مسٹر براؤن کہا تو میں نے انہیں وہاں بھجوا دیا" ——— کاؤنٹرمین نے جواب دیا۔

"لیکن میں نے تو جب براؤن کہا تو تم نے کمرہ نمبر پوچھنا شروع کر دیا مجھے تو تم نے وہاں نہیں بھجوایا" ——— عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"جناب! ——— نام کے ساتھ کمرہ نمبر بتانے کی بھی شرط تھی ——— اور پھر دوسری بات یہ کہ وہ آج ہی کمرہ چھوڑ گئے ہیں" ——— کاؤنٹرمین نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"کہاں گئے ہیں ——— کیا ملک سے باہر گئے ہیں" ——— ؟ عمران نے پوچھا

"آپ نے وعدہ کیا ہے نا جناب! ——— خیال رکھئے گا ——— میں آپ کو بتا دیتا ہوں ——— مسٹر کیمر فلاک ملک سے باہر نہیں گئے۔ یہیں موجود ہیں اور ان کا اصل نام بھی کیمر فلاک نہیں ہے۔ اصل نام ڈونی مارش ہے۔ وہ زیر زمین دنیا کے ایک مشہور شخص ہیں ——— مارگٹ کلر کے نام سے مشہور ہیں۔ جوکی بار کے مالک ہیں ——— میں انہیں ذاتی طور پر جانتا ہوں اس لئے مجھے انکی اصلیت کا پتہ ہے" ——— کاؤنٹرمین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔ وہ مارگٹ کلر سے اچھی طرح واقف تھا۔

"گڈ ——— اب بے فکر رہو ——— چار سو نہیں بلکہ میرے خیال میں ایک بھی کمرہ اس ہوٹل میں نہیں ——— اوکے ——— تھینک یو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے دانستہ مذاق اور بے تکلفی کی فضا پیدا کی تھی تاکہ اصل صورتحال سامنے آجائے اور اس کا وقت بہرحال ضائع نہ ہوا تھا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے شہر کے شمالی سمت واقع جوکی بار کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ مارگٹ کلر منشیات کے دھندے کا مشہور آدمی تھا۔ اور چونکہ یہ دھندہ عمران کے کام سے ہٹ کر تھا اس لئے عمران نے کبھی اس پر توجہ نہ دی تھی۔ لیکن اب ظاہر ہے معاملہ منشیات کی بجائے کچھ اور تھا اس لئے اس نے مارگٹ کلر سے دو دو ہاتھ کر لینے کا فوری فیصلہ کر لیا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کی کار جوکی بار کے سامنے جا کر رکی اور عمران کار سے اتر کر سیدھا بار کے بڑے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہوٹل شالیمار

کے برعکس جو کہ بار گاہکوں سے پُر تھا۔

عمران سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے نوجوان کی نظریں جیسے ہی عمران پر پڑیں۔ وہ تقریباً اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر ہلکے سے خوف کے تاثرات اُبھر آئے۔ کیونکہ وہ عمران سے اچھی طرح واقف تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ عمران بغیر کسی خاص مقصد کے کبھی بار میں نہیں آیا کرتا۔

"آئیے عمران صاحب! ۔۔۔ آپ یہاں کیسے ۔۔۔؟ کیا پیش کروں"؟ کاؤنٹر کلرک نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"مارگٹ کلر سے ملوا دو" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا کیونکہ اب وہ وقت ضائع کرنے کا خواہشمند نہ تھا۔

"اوہ باس! ۔۔۔ وہ اپنے دفتر میں موجود ہیں" ۔۔۔۔ کاؤنٹر کلرک نے چونکتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ دفتر اوپر والی منزل پر ہے۔ اُسے معلوم تھا کہ کاؤنٹر کلرک یقیناً اُسے عمران کی آمد کے متعلق فون پر آگاہ کر دے گا لیکن اُسے اس کی پرواہ نہ تھی۔

چند لمحوں بعد وہ دفتر کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو اس نے میز کے پیچھے ڈولی مارش کو بیٹھے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات موجود تھے۔ ان تاثرات کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ فون ہو چکا ہے۔

"آیئے عمران صاحب! ۔۔۔ آج آپ ادھر کیسے بھول پڑے" ۔۔۔ ڈولی مارش نے کرسی سے استقبالیہ انداز میں اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں کیمر فلاک عرف مسٹر براؤن سے ملنا چاہتا ہوں ۔۔۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم اُسے جانتے ہو" ۔۔۔۔ عمران نے مصافحے کے لئے اس کا بڑھا ہوا ہاتھ نظر انداز کر کے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیمر فلاک عرف مسٹر براؤن ۔۔۔ یہ کون صاحب ہیں ۔۔۔؟ میں تو اُسے نہیں جانتا" ۔۔۔۔ ڈولی مارش نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"مزید حوالے کے لئے میں ہوٹل شالیمار کا نام لے سکتا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شالیمار ۔۔۔ نہیں عمران صاحب ۔۔۔ میں انہیں نہیں جانتا" ۔۔۔ ڈولی مارش نے اپنے آپ کو بدقت سنبھالتے ہوئے جواب دیا۔

لیکن عمران اس کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات دیکھ چکا تھا۔ ویسے بھی اُسے یقین تھا کہ ہوٹل شالیمار کے کاؤنٹر مین نے جھوٹ نہیں بولا اور پھر اُسے جھوٹ بولنے کی ضرورت بھی نہ تھی۔

"دیکھو مارگٹ کلر! ۔۔۔ میں نے کبھی تمہارے مخصوص دھندے کی طرف توجہ نہیں دی۔ لیکن جس کام میں اب تم ملوث ہوئے ہو۔ وہ اور نوعیت کا کام ہے۔ یہ خصوصی طور پر میری لائن کا کام ہے ۔۔۔ اور تم مجھے جانتے ہو کہ میں بال کی کھال جبراً بھی اتارنا جانتا ہوں۔ اس لئے اگر تم مجھے بتا دو کہ تم کس کے لئے کام کرتے رہے ہو ۔۔۔ اس شخص کا صحیح اتا پتہ بتا دو تو تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے" ۔۔۔ عمران کا لہجہ یکلخت سخت ہوتا چلا گیا۔

"آپ یقین کریں عمران صاحب! ۔۔۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں ان صاحب کو نہیں جانتا" ۔۔۔۔ ڈولی مارش نے بھی لہجے کو سخت بناتے ہوئے جواب دیا۔

"او۔کے! ۔۔۔ اب تو میں چلتا ہوں ۔۔۔ میں تمہیں ایک موقع دیتا ہوں اچھی طرح سوچ لو۔ اس کے بعد بھی اگر تمہاری یادداشت نے کام نہ کیا تو پھر ۔۔۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس نے جان بوجھ کر اپنے پیچھے دروازے کو زور سے بند کر دیا اور پھر دروازے کے ساتھ ہی راہداری میں کھڑے ہو کر اس نے یوں زور زور سے قدم پٹخے جیسے وہ جھنجھلاتے ہوئے انداز میں دور چلا جا رہا ہو۔ لیکن وہ دروازے کے قریب ہی کھڑا تھا۔ دروازے کو زور سے بند کرنے میں ایک مصلحت یہ بھی تھی کہ اس طرح دروازہ جھٹکا کھانے سے یقیناً تھوڑا سا کھلا رہتا ہے۔ اور اندر کی آواز باہر آسانی سے سنائی دیتی ہے۔

جیسے ہی اس نے قدموں کو آہستہ کیا۔ اسے اندر ٹیلیفون کے نمبر تیزی سے گھومنے کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی راہداری سنسان پڑی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ اطمینان سے کھڑا تھا۔

"ہیلو — مارگٹ کلر بول رہا ہوں — جان فیلر سے بات کراؤ — جلدی اٹ از ایمرجنسی" — ڈونی مارش کی تیز آواز سنائی دی اور جان فیلر کا نام سن کر عمران نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔ کیونکہ جان فیلر کو وہ اچھی طرح جانتا تھا وہ واقعی اسی لائن کا آدمی تھا

"ہیلو جان فیلر! — میں ڈونی بول رہا ہوں — ابھی علی عمران میرے پاس آیا تھا — اسے پاور لینڈ کے مشن کے متعلق سب کچھ معلوم ہو گیا ہے۔ اس نے ہوٹل شالیمار اور کمپیر فلاک کے بارے میں تفصیل سے بات کی ہے وہ مجھ سے پوچھنا چاہتا تھا کہ میں کس کے لئے کام کر رہا تھا — میرے انکار پر وہ مجھے الٹی میٹم دے گیا ہے — یہ شخص انتہائی خطرناک ہے۔ اب کیا کرنا ہوگا" — ڈونی مارش نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! — بہرحال جتنا جلد ہو سکے اس کا خاتمہ کر دیں ورنہ اس نے مجھے کم از کم چین سے نہیں بیٹھنے دینا" — چند لمحوں کی خاموشی

کے بعد ڈونی مارش کی آواز سنائی دی۔ اس نے شاید دوسری طرف سے بات سننے کے بعد جواب دیا تھا۔

"اوکے! — میں ایک ہفتے کے لئے زیر زمین چلا جاتا ہوں — ٹھیک ہے شکریہ" — ڈونی مارش کے لہجے میں اس بار اطمینان تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھنے کی آواز سنائی دی اور عمران سر ہلاتا ہوا دبے قدموں آگے بڑھتا چلا گیا۔ اب وہ اصل گڑ گڑے تک پہنچ گیا تھا اس لئے اسے ڈونی مارش کو چھیڑنے کی ضرورت نہیں تھی۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیز رفتاری سے جان فیلر کے خفیہ ٹھکانے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

جان فیلر زیر زمین دنیا میں خاصا نامور تھا۔ ایک کیس میں عمران کا اس سے ٹکراؤ ہو چکا تھا۔ لیکن اس کیس میں چونکہ وہ براہ راست ملوث نہ تھا اس لئے عمران اسے جان بوجھ کر طرح دے گیا تھا۔ لیکن اب تو ظاہر ہے اس سے تصادم ناگزیر تھا۔

عمران کی کار خاصی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی تھوڑی دیر بعد جان فیلر کے اڈے کے قریب پہنچ گئی۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر اس نے کار کی سیٹ کے نیچے بنے ہوئے باکس کو کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا میک اپ باکس نکال لیا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ تیزی سے چہرے پر اور سر پر مختلف قسم کی کریمیں ملنے میں مصروف ہو گئے۔ باکس سے مختلف رنگوں کے مصنوعی ٹیپ نکال کر اس نے چہرے پر مختلف جگہوں پر چپکاتے اور بالوں کو مختلف انداز میں سیٹ کرنے کے بعد وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا ورنہ صرف اس کے چہرے کا رنگ بدل چکا تھا بلکہ خد و خال بھی مختلف ہو گئے

تھے اور پھر زخموں کے مندمل نشانات نے اُسے خاصا سفاک بنا دیا تھا۔ بالوں کا رنگ بدل چکا تھا بلکہ سٹائل بھی بدل چکا تھا۔ اب اُسے دیکھ کر کوئی آسانی سے نہ پہچان سکتا تھا۔

عمران نے میک اپ سے فارغ ہو کر سیٹ والے باکس سے ایک چھوٹا سا پستول نکال کر جیب میں ڈالا اور پھر کار سے نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اڈے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اڈے کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے مخصوص انداز میں تین بار دستک دی دوسرے لمحے ایک چھوٹا سا روزن کھلا اور کسی کی سرخ آنکھوں نے باہر جھانکا۔

"ٹیڈی بولتے سے کہو تمہیں بھی کبھی یاد کر لیا کرے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اس اڈے کا مخصوص کوڈ دوہرایا۔

"مگر تم نئے ہو ۔۔۔ کہاں سے آئے ہو" ۔۔۔ ؟ اندر سے سخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"دولت آباد سے ۔۔۔ نیا نہیں، پرانا ہوں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازے کے ساتھ ایک آدمی ہاتھ میں مشین گن لئے کھڑا تھا۔

"اندر چلے جاؤ ۔۔۔ لیکن یہاں رقم موٹی چلتی ہے" ۔۔۔ اس آدمی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"دس بارہ لاکھ سے کام چل جائے گا ناں ۔۔۔ اتنا تو موجود ہے ۔۔۔ اور کہو تو وہ بھی آسکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے اس کے قریب سے گزرتے ہوئے کہا اور اس آدمی نے حیرت بھرے انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران دروازے سے گزر کر تیزی سے راہداری کراس کرتا چلا گیا۔ راہداری کے آخر میں دروازہ موجود تھا۔ لیکن وہ بند نہ تھا۔

عمران جب دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا تو اندر میزیں جوا کھیلنے والوں سے پُر تھیں۔ واقعی بڑی بڑی رقمیں داؤ پر لگی ہوئی تھیں۔ ہال نما کمرے کے چاروں طرف دس کے قریب غنڈے ہاتھوں میں مشین گنیں سنبھالے دیواروں کے ساتھ لگے کھڑے تھے۔ ان کی نظریں کھیلنے والوں پر جمی ہوئی تھیں ایک کونے میں ہارڈ بورڈ کا دروازہ تھا جس میں اندھا شیشہ لگا ہوا تھا۔ یہ جان نیلز کا مخصوص دفتر تھا۔ اس دروازے کے باہر دو مشین گن بردار موجود تھے عمران تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران کو اپنی طرف آتا دیکھ کر دروازے کے باہر موجود دونوں دربان چوکنے ہو گئے۔ پھر جیسے ہی عمران ان کے قریب پہنچا، ان میں سے ایک نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکتے ہوئے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"رک جاؤ ۔۔۔ ادھر آنا منع ہے ۔۔۔ اُدھر جا کر جوا کھیلو"۔

"کیوں ۔۔۔ ؟ ادھر کوئی پردہ دار خاتون بیٹھی ہوئی ہے" ۔۔۔ عمران نے مذاق اڑانے والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ واپس جاؤ ۔۔۔ کیوں اپنی موت کو آواز دے رہے ہو" ۔۔۔ ؟ بولنے والے نے اس بار دانت بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

مگر دوسرے لمحے چٹاخ کی زوردار آواز سنائی دی اور بولنے والا عمران کا زوردار تھپڑ کھا کر تقریباً اڑتا ہوا سائیڈ کی میز پر جا گرا۔ اسی لمحے عمران کی لات حرکت میں آئی اور اس کا دوسرا ساتھی بھی چیختا ہوا دوسری میز پر جا گرا۔ اور پورے ہال میں ایک شور سا مچ گیا۔ مگر عمران وار کرتے ہی بجلی کی سی تیزی

ے دروازے کو دھکیلتے ہوئے اندر چلا گیا۔

اندر ایک بڑی سی میز کے پیچھے جان فیلر بیٹھا حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ وہ خاصے سڈول جسم اور لمبے قد کا آدمی تھا۔ چہرے پر سفاکی کے تمام آثار موجود تھے۔

عمران نے بڑے اطمینان سے اندر داخل ہوتے ہی چٹخنی لگا دی۔ اسی لمحے دروازے پر باہر سے زور پڑا لیکن چٹخنی کی وجہ سے دروازہ نہ کھل سکا۔

”کون ہو تم —— ؟ اور باہر چیخنے اور شور مچانے کی آوازیں کیسی ہیں“ —— ؟ جان فیلر نے حیرت سے پر لیکن کرخت لہجے میں کہا۔

”تمہارے بچے شور مچا رہے ہیں —— دولت آباد کے کوبرے کو روکنا ان کے بس کی بات نہیں ہے“ —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ تم کوبرا ہو —— دولت آباد کے“ —— جان فیلر کوبرا کا نام سنتے ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”اگر تمہیں شک ہو تو یقین دلا دوں“ —— عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

اب باہر شور کچھ زیادہ ہی ہو گیا تھا۔ دروازے کو بھی بار بار زور زور سے دھکیلا جا رہا تھا۔

”دفع ہو جاؤ —— میں خود نپٹ لوں گا“ —— جان فیلر نے زور سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی باہر موجود شور یکلخت ختم ہو گیا۔

”گڈ —— آدمی میں اتنی خود اعتمادی ہونی چاہیئے“ —— عمران نے بڑے پرسکون لہجے میں کہا اور بڑے اطمینان سے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

جان فیلر چند لمحے بغور عمران کو دیکھتا رہا۔ جیسے اسے نظر دل ہی نظروں

میں تول رہا ہو

”تم نے حرکت تو کوبرے والی ہی کی ہے —— ورنہ جان فیلر کے اڈے میں اس طرح گھس آنے کی ہمت بڑے بڑے نہیں کر سکتے“ —— جان فیلر نے سپاٹ لہجے میں کہا اور اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ البتہ اس کی نظریں عمران پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

”تم سے پہلی بار ملاقات ہو رہی ہے جان فیلر —— ورنہ تم ایسی بات نہ کرتے —— کوبرا ہر قسم کے حالات میں زندہ رہنا جانتا ہے“ —— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا

کوبرے کا نام عمران نے از خود زیر زمین دنیا میں مشہور کیا ہوا تھا۔ اس لئے جہاں ضرورت پڑتی تھی وہ اس نام کو استعمال کر لیتا تھا۔ کیونکہ کوبرے کے متعلق مشہور تھا کہ وہ انتہائی دلیر —— زبردست لڑاکا —— اور انتہائی سفاک آدمی ہے اور کبھی ایک میک اپ میں نہیں رہتا بلکہ مسلسل شکلیں بدلتا رہتا ہے۔ اور جہاں چاہتا ہے پہنچ جاتا ہے۔

”سنا ہے کہ تم کبھی اصل شکل میں نہیں رہتے —— ؟ کیا اب بھی تم میک اپ میں ہو“ —— ؟ جان فیلر نے کہا۔

”ظاہر ہے کوبرے کی اصل شکل دیکھنے کی کسی میں تاب ہی نہیں“ —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”او کے —— ٹھیک ہے۔ اب بولو —— کیسے آنا ہوا“ —— جان فیلر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہارے پاس میرے مطلب کی پارٹی موجود ہے لمبا مال دینے والی —— اور مجھے آجکل مال کی اشد ضرورت ہے“ —— عمران

نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میرے پاس پارٹی ۔۔۔ نہیں ۔ میرے پاس تو کوئی پارٹی نہیں ہے ۔ تمہیں کسی نے غلط بتایا ہے ۔ میں تو بس اسی جوئے خانے تک ہی محدود ہوں"۔ جان فیلر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوچ لو ۔۔۔ کوبرے کی معلومات غلط نہیں ہو سکتی ۔۔۔ آج تک اس سلسلے میں کوبرے کو کبھی چیلنج نہیں کیا گیا ۔۔۔ اور یہ میرا اصول ہے کہ میں دوسروں کی پارٹیوں کو توڑا نہیں کرتا۔ اس لئے تمہارے پاس آیا ہوں۔ ورنہ میں چاہوں تو براہ راست بھی معاملہ کر کے تمہارا پتہ کاٹ سکتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو کوبرے! ۔۔۔ میری تمہارے ساتھ براہ راست کوئی دشمنی نہیں ہے اس لئے میں مسلسل تمہیں برداشت کر رہا ہوں ۔۔۔ ورنہ جان فیلر کے سامنے اونچی آواز سے بات کرنے والے دوسرا سانس نہیں لے سکتے۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ اٹھ کر یہاں سے چلے جاؤ اور اپنی جان بچ جانے پر شکرانے کے نفل ادا کرو" ۔۔۔ جان فیلر نے یکلخت انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔ سیدھی بات کرو ۔ ورنہ میں کر لوں خود بات ۔۔۔ تمہیں کوئی اعتراض تو نہ ہوگا" ۔۔۔ عمران نے بھنچے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آخر تم کس پارٹی کی بات کر رہے ہو ۔۔۔ کچھ پتہ بھی تو چلے" ۔۔۔ ؟
جان فیلر نے چند لمحوں تک خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"اگر وضاحت چاہتے ہو تو پھر نام بھی سن لو ۔۔۔ پاور لینڈ کی بات

کر رہا ہوں جس کے لئے تم نے ابھی حال ہی میں کام کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور پاور لینڈ کا نام سنتے ہی جان فیلر یکلخت اچھل پڑا۔

"تم ۔۔۔ تم پاور لینڈ سے متعلق کیا جانتے ہو ۔۔۔ ؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟" جان فیلر کے لہجے میں ہلکی سی پریشانی آگئی تھی۔

"اس بات کو چھوڑو ۔۔۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ کوبرے کی معلومات کو کبھی کسی نے چیلنج نہیں کیا بلکہ کسی کو کبھی جرأت ہی نہیں ہوئی ۔۔۔ یہ درست ہے کہ میں دارالحکومت سے دور دولت آباد میں رہتا ہوں۔ مگر مجھے پورے ملک میں ہونے والے اپنی لائن کے واقعات کا رتی رتی کا علم رہتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن پاور لینڈ کا کام تو مکمل ہو گیا اور ان کا مشن بھی ختم ہو گیا ہے ۔۔۔ اب ان کا مجھ سے کوئی تعلق باقی نہیں رہا" ۔۔۔ جان فیلر نے جواب دیا۔ لیکن اس کے چہرے پر ابھی تک حیرت اور یقین نہ آنے والے تاثرات موجود تھے۔

"اوکے! ۔۔۔ پھر تو بات سیدھی ہو گئی ۔۔۔ تم نے ان کا کام کر دیا۔ اب بقایا کام کے لئے میں خود ان سے بات کر لوں گا۔ تمہیں تو ظاہر ہے اب کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا" ۔۔۔ عمران نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو! ۔۔۔ اس طرح تم نہیں جا سکتے" ۔۔۔ اچانک جان فیلر نے انتہائی رعب دار لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ایک ریوالور چمکنے لگا۔

"اوہ! ۔۔۔ تم کوبرے کو ریوالور دکھا رہے ہو ۔۔۔ شاید پاگل پن ایسی کیفیت کا دوسرا نام ہے" ۔۔۔ عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"سنو! ــــ زیادہ چالاکی نہ دکھاؤ ــــ یہ میرا اڈہ ہے۔ یہاں سے تمہاری رُوح بھی میری مرضی کے بغیر نہیں جا سکتی۔ اس لئے خاموشی سے بیٹھ جاؤ اور میری بات سنو!" ــــ جان فیلر کا لہجہ اور بھی زیادہ سخت ہوتا چلا گیا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، اچانک شمالی دیوار سرر کی تیز آواز سے ایک طرف ہٹتی چلی گئی اور دوسرے لمحے چار مشین گنوں کی نالیں دیوار میں سے جھانکنے لگیں۔ یہ نالیں مسلسل دائیں بائیں ایک میکنزم کے انداز میں حرکت کر رہی تھیں۔

عمران نے بڑے مطمئن انداز میں ان نالوں کی طرف دیکھا اور پھر دوبارہ کرسی پر یوں بیٹھ گیا جیسے اُسے ان لوگوں کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

"جان فیلر! ــــ تم نے اپنی موت کو آواز تو دے ہی لی ہے۔ بہرحال میں پہلے تمہاری بات سننا چاہتا ہوں" ــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں اور طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی طنزیہ مسکراہٹ میں بھی سفاکی کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"زیادہ اکڑنے کی کوشش نہ کرو ــــ یہ بتاؤ کہ تم ڈونی مارش کے پاس گئے تھے" ــــ جان فیلر نے کہا۔ اب وہ براہ راست عمران کی آنکھوں میں بغور دیکھ رہا تھا۔

"ڈونی مارش جیسے تھرڈ کلاس غنڈوں کے پاس کوبرا بھلا کیسے جا سکتا ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"پھر تمہیں پاور لینڈ کے بارے میں کیسے معلوم ہوا ــــ مجھے وہ ذریعہ بتاؤ!" جان فیلر نے اکڑ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر ایسی سنجیدگی تھی جیسے وہ عمران سے ہر قیمت پر اصل بات اگلوانے کا تہیہ کر چکا ہو۔

"میں نے تمہیں پہلے کہا ہے کہ کوبرا ہر بات جانتا ہے ــــ اور بس تمہارے لئے اتنا جاننا ہی کافی ہے" ــــ عمران بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور دوسرے لمحے وہ انتہائی تیزی سے جھک گیا اور جان فیلر کا گھومتا ہوا ہاتھ اس کے سر کے سے گذر گیا۔ مگر جان فیلر کو ہاتھ چلانے کے بعد سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملا۔ عمران جھکتے ہی تیزی سے سیدھا ہوا۔ اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اس نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور ایک جھٹکے میں وہ جان فیلر کو اپنے سینے سے لگائے پچھلی دیوار کے ساتھ سمٹتا چلا گیا۔ اس کا ایک ہاتھ جان فیلر کی گردن کے گرد تھا جب کہ دوسرے ہاتھ میں جان فیلر کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور پہنچ چکا تھا جان فیلر نے کرسی کے سامنے فرش پر لگے ہوئے بٹن کو دبانے کی کوشش کی لیکن عمران اُسے گھسیٹتا چلا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جان فیلر کی گردن کے گرد جمے ہوتے بازو کو جھٹکا دیا اور جان فیلر کے حلق سے کرب ناک سی گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی۔ اس کا سانس رک گیا تھا۔ آنکھیں پھٹ کر باہر کو اُبل آئی تھیں اور چہرے کا رنگ یکلخت سیاہ پڑ گیا تھا۔ اس کا جسم مفلوج ہو جانے کے انداز میں لٹک گیا اور عمران نے تیزی سے اپنی لات آگے بڑھا کر جان فیلر کی کرسی کے سامنے فرش پر لگے ہوتے بٹن کو پیر سے دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی دیوار ایک بار پھر سرر کی تیز آواز نکالتی ہوئی بند ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے اپنے بازوؤں کو زور سے جھٹکا دیا اور جان فیلر ــــ چیختا ہوا سامنے فرش پر منہ کے بل جا گرا۔

نیچے گرتے ہی جان فیلر گیند کی طرح اچھلا اور اس نے الٹی قلابازی لگا کر عمران کے پیٹ میں پوری قوت سے دونوں پیر مارنے چاہے۔ مگر عمران بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹا اور دوسرے لمحے کمرہ جان فیلر کی کرب ناک

اور تیز چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران کی لات پوری قوت سے جان فیلڈ کی پسلیوں پر پڑی تھی اور جس انداز اور قوت سے لات پڑی تھی اس سے عمران کو یقین تھا کہ اس کی دو چار پسلیاں اپنی جگہ چھوڑ گئی ہوں گی۔

عمران کی ضرب کھاتے ہی جان فیلڈ نے پلٹنی کھائی اور اس کے ہاتھ میں کرسی کا پایہ آ گیا۔ اس نے چیختے ہوئے کرسی عمران پر مارنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے عمران نے ایک بار پھر اچھل کر اس کی ناف پر بوٹ کی ٹو پوری قوت سے مار دی اور اس بار ضرب اتنی شدید تھی کہ جان فیلڈ کا جسم پانی سے نکلنے والی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ کرسی کا پایہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ چکا تھا۔ عمران نے جمپ لگایا اور دوسرے لمحے وہ اس کے سینے پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے اس کا سر دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر پوری قوت سے فرش پر دے مارا اور جان فیلڈ کے حلق سے اب چیخیں نکلنی ہی بند ہو گئیں۔

"مم۔ معاف کر دو کوبرے۔ معاف کر دو"۔ جان فیلڈ نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اُسے شاید یقین ہو گیا تھا کہ وہ عمران سے لڑائی میں مقابلہ نہیں کر سکتا۔

"جلدی بتاؤ۔ کس کے کہنے پر پاور لینڈ کا کام کیا تھا۔ اور یہ پاور لینڈ کہاں ہے"۔ عمران نے اس کے سر کو ایک بار پھر فرش سے ٹکراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم پاور لینڈ کہاں ہے۔ میں نے تو پوتھم کے کہنے پر کام کیا تھا"۔ جان فیلڈ نے گھٹے گھٹے لہجے میں جواب دیا۔ اس کی آنکھیں اب دھندلی ہونی شروع ہو گئی تھیں اور آواز بھی ڈوبنے لگ گئی تھی۔

"پوتھم۔ کون پوتھم۔ جلدی بتاؤ"۔ عمران کے لئے چونکہ یہ نام نیا تھا اس لئے اس نے تفصیل پوچھی۔

"کک۔ کک۔ کاسا کوشا"۔ جان فیلڈ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ بیہوش ہو گیا۔

عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنیں پھیل گئیں۔ کاسا کوشا کے متعلق وہ بہت کچھ جانتا تھا۔ کاسا کوشا کا نام آتے ہی اس کے ذہن میں لیڈی ایشلے کا نام ابھر آیا۔ جرائم کی بین الاقوامی دنیا میں کاسا کوشا کی سربراہ لیڈی ایشلے کا نام شیطان کی طرح مشہور تھا اس کے متعلق عجیب و غریب مافوق الفطرت کہانیاں بیان کی جاتی تھیں۔ لیکن چونکہ کاسا کوشا کا دائرہ کار یورپ اور امریکہ تک ہی محدود تھا اس لئے عمران سے اس کا کبھی ٹکراؤ نہ ہو سکا تھا البتہ اس کے متعلق اس کے پاس معلومات موجود تھیں۔

عمران یہی سوچتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی نمایاں تھی۔ اس نے چٹخنی گرا کر دروازہ کھولا اور پھر باہر نکلتے ہی دروازہ ایک دھماکے سے بند کر دیا۔

دروازے پر موجود وہی مشین گن بردار تھے جنہیں عمران ضربیں لگا کر اندر داخل ہوا تھا۔ عمران کے باہر نکلتے ہی وہ دونوں مشین گن بردار یکلخت چوکنے ہو گئے۔

"تمہارے باس کا پیغام ہے کہ آدھے گھنٹے تک اُسے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ میں اُسے ایک بہت بڑے خزانے کا نقشہ دے آیا ہوں۔ وہ اس پر غور کر رہا ہے"۔ عمران نے مطمئن لیکن کرخت لہجے میں

ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے چلتا ہوا بیرونی دروازے تک بڑھتا چلا گیا۔ وہ چونکہ اپنے قدموں سے چل کر اور ٹھیک ٹھاک انداز میں دفتر سے باہر آ گیا تھا اس لئے کسی نے بھی اس کی راہ میں رکاوٹ بننے کی کوشش نہ کی اور عمران بڑے اطمینان سے اڈے سے باہر آ گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ اس کے ذہن میں کاساکوشا اور لیڈی ایشلے کے نام بار بار چکرا رہے تھے۔



ھوٹل سلور سینڈ کے بڑے کمرے میں کرسیوں پر لیڈی ایشلے اور ایک خوبصورت اور سڈول جسم کا مالک نوجوان بیٹھے ہوئے تھے درمیان میں رکھی ہوئی میز پر ٹیلیفون پڑا ہوا تھا۔ وہ دونوں خاموش بیٹھے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ دونوں گہری سوچوں میں غرق ہوں۔

"ترمذی! ـــــ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ عمران آخر اتنی جلدی بوتھم اور کاساکوشا تک کیسے پہنچ گیا ـــــ؟ وہ کوئی مافوق الفطرت آدمی ہے" ـــــ لیڈی ایشلے نے سامنے بیٹھے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہنری مالکم کے بیان کے مطابق تو مافوق الفطرت ہی لگتا ہے ـــــ بہرحال ابھی بوتھم آ جائے گا تو تفصیلات کا پتہ چل جائے گا" ـــــ نوجوان نے جسے ترمذی کے نام سے پکارا گیا تھا بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ لیڈی ایشلے کوئی جواب دیتی، میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور لیڈی ایشلے نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ اے سپیکنگ" ـــــ لیڈی ایشلے نے کہا۔

"بوتھم بول رہا ہوں مادام! ـــــ میں نے تمام حالات کا پتہ چلا لیا ہے۔ جان فیلر تک پہنچنے والا عمران ہی تھا۔ وہ پہلے ہوٹل شالیمار گیا ـــــ وہاں سے اسے ڈوولی مارٹن کا پتہ چلا جس کے ذریعے جان فیلر نے مشن مکمل کیا تھا ڈوولی مارٹا سے اس نے جان فیلر کا پتہ معلوم کیا اور پھر وہ جان فیلر کے تہہ خانے میں گھس گیا اور اس نے وہاں سے میرا اور کاساکوشا کا پتہ چلا لیا ـــــ اس کے بعد اس نے کراس ورلڈ آرگنائزیشن سے کاساکوشا کے متعلق تفصیلات معلوم کیں، اور وہاں سے ہمیں بھی علم ہو گیا اور جان فیلر نے بھی مجھے بتا دیا کہ دولت آباد کا کوبرا معلومات حاصل کرتا پھر رہا تھا ـــــ لیکن میں نے تحقیقات کر لی ہے کہ دولت آباد کا کوبرا کوئی حقیقی شخص نہیں ہے ـــــ یہ عمران کا ہی ایک روپ ہے اس لئے عمران ہی اصل آدمی ہے۔ اس کا فلیٹ نمبر دو سو کنگ روڈ پر ہے اور وہ وہاں اکیلا اپنے ایک باورچی جس کا نام سلیمان ہے، کے ساتھ رہتا ہے بظاہر انتہائی احمق اور بے ضرر سا شخص دکھائی دیتا ہے ـــــ مسخروں جیسی حرکتیں کرتا ہے" ـــــ بوتھم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے ـــــ تم کنگ روڈ کے اس فلیٹ کے سامنے رکو ـــــ ہم وہیں پہنچ رہے ہیں۔ میں فوراً اس شخص کا خاتمہ چاہتی ہوں" ـــــ لیڈی ایشلے

نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا پروگرام ہے ایشلے ——؟ تم شاید اس عمران کے کیس کو بے حد سنجیدگی سے لے رہی ہو" —— ترمذی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! —— یہ بات نہیں ترمذی ڈیئر! —— میں نے تو آج تک بڑے سے بڑے جاسوسوں کی پرواہ نہیں کی —— یہ احمق آدمی تو کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا لیکن ہمارے بی۔ سامتھی مسٹری مالکم کے مطابق یہ شخص بڑی بڑی تنظیموں سے بھی زیادہ خطرناک ہے —— اس لئے میں سنجیدگی سے اسے لے رہی ہوں اور یہی وجہ ہے کہ بوتھم کی کال ملتے ہی میں تمہیں لے کر فوری طور پر یہاں پہنچی ہوں" —— لیڈی ایشلے نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چلو ٹھیک ہے —— یہ ایشائی ملک پہلے میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اسی بہانے یہاں کی سیر ہو جائے گی —— اب تمہارا کیا پروگرام ہے" —— ترمذی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ڈائریکٹ ایکشن کیا جائے اور اس فلیٹ میں جا کر اطمینان سے اس شخص کو گولی مار دی جائے" —— لیڈی ایشلے نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"خوب! —— پلاننگ تو بڑی واضح اور صاف ہے —— لیکن اس کے لئے ہمیں وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے —— بوتھم کو کال کر کے کہہ دو —— وہ اسے گولی مار دے گا" —— ترمذی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ! —— تم شاید بور ہو رہے ہو" —— لیڈی ایشلے نے چونک کر کہا۔

"ہاں ڈیئر! —— میں واقعی بور ہو رہا ہوں —— اب تم خود سوچو! —— بھلا پاور لینڈ کے ڈائریکٹر کی حیثیت یہی رہ گئی ہے کہ وہ ایک احمق سے آدمی کو

اپنے ہاتھوں قتل کرنے کے لئے دوڑتے پھریں —— جن کی انگلی کے ایک اشارے سے حکومتوں کے تختے الٹ جائیں۔ وہ ایک آدمی کو قتل کرنے کے لئے مارے مارے پھریں" —— ترمذی نے اس بار واضح انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اب واضح طور پر بیزاری کے آثار ابھر آئے تھے۔

"ایسی بات تھی تو تم وہیں انکار کر دیتے —— یہاں میرے ساتھ کیوں چلے آتے" —— لیڈی ایشلے نے روٹھنے والے انداز میں جواب دیا۔

"اوہ ڈیئر! —— جس موقع پر تم نے ساتھ چلنے کے لئے کہا تھا۔ وہ موقع ایسا تھا کہ میں انکار ہی نہ کر سکتا تھا —— تم تو جانتی ہو کہ اس موقع پر ہی تم مجھ سے ہر بات منوا لیتی ہو" —— ترمذی نے مسکراتے ہوئے کہا اور لیڈی ایشلے کے چہرے پر سرخی سی پھیل گئی۔

"تم اب مجھے تنگ کرنے لگے ہو —— بہرحال ٹھیک ہے۔ تمہاری بات میری سمجھ میں آ گئی ہے —— واقعی میں ضرورت سے زیادہ اس شخص کو اہمیت دے رہی ہوں" —— لیڈی ایشلے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو ڈیئر! —— اب تم اپنے اصل روپ میں آئی ہو —— بوتھم کو کہہ دو کہ وہ اس عمران سے نپٹ لے —— اور ہم یہاں سیر کرتے ہیں۔ گھومتے پھرتے ہیں —— مجھے یہ ملک اچھا محسوس ہو رہا ہے" —— ترمذی نے مسکراتے ہوئے کہا اور لیڈی ایشلے مسکراتے ہوئے اٹھی اور اس نے الماری کھول کر ایک بڑا سا بریف کیس باہر نکالا۔ بریف کیس کو اس نے میز پر رکھا اور پھر بریف کیس کے ایک کونے پر لگے ہوئے چمڑے —— پر اس نے اپنی انگلی رکھی اور دوسرے ہاتھ کی انگلی دوسرے کونے پر رکھ کر اس نے دونوں

انگلیوں کو مخالف سمتوں میں گھما دیا۔ انگلیوں کے گھومتے ہی پہلے کونے میں سے ایک چھوٹی سی راڈ ایریل کی طرح باہر نکل آئی۔ لیڈی اینٹلے نے راڈ کو اور زیادہ کھینچا اور پھر اس کی جڑ کو دونوں انگلیوں سے پکڑ کر پیچ کی طرح گھمایا۔ دوسرے لمحے راڈ نکل کر اس کے ہاتھ میں آ گئی۔ اس نے الٹا کر کے اُسے دوبارہ فٹ کیا تو اس راڈ سے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"یس۔ بوتھم سپیکنگ۔ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد بوتھم کی آواز راڈ کے سرے سے یوں برآمد ہوئی جیسے ریڈیو سے نکل رہی ہو۔

"اسے بول رہی ہوں۔۔۔ اس آدمی سے خود تم نپٹ لو۔۔۔ اسے فلیٹ کر دو۔ اور پھر مجھے رپورٹ دو"۔۔۔ لیڈی اینٹلے نے کہا۔

"یس میڈم۔۔۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے بوتھم کی آواز سنائی دی اور لیڈی اینٹلے نے ایک بار پھر راڈ کھولا۔ اُسے الٹا کر فٹ کیا اور پھر اُسے واپس بریف کیس کے کونے میں دھکیل دیا۔ اس کے بعد اس نے بریف کیس اٹھا کر دوبارہ الماری میں رکھ دیا۔

"لو اب تو خوش ہو۔۔۔ اب بولو کیا پروگرام ہے"۔۔۔ لیڈی اینٹلے نے مسکراتے ہوئے ترمذی سے پوچھا۔

"اب تیاری شروع کر دو۔۔۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ آج رات ہوٹل ایکریمیا میں سپیشل فنکشن ہے"۔۔۔ ترمذی نے کہا۔

"اوہ اچھا۔۔۔ میں سپیشل فنکشن کو اچھی طرح سمجھتی ہوں۔۔۔ ٹھیک ہے میں تیار ہو جاتی ہوں"۔۔۔ لیڈی اینٹلے نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھلاتے ہوئے انداز میں ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

عمران اپنے فلیٹ کے ڈرائنگ روم کے صوفے پر بیٹھا گہری سوچ میں غرق تھا۔ اس نے سرکاس ورلڈ آرگنائزیشن سے کاسا کوشا اور لیڈی اینٹلے کے متعلق معلومات حاصل کی تھیں لیکن وہ لوگ پاور لینڈ کے متعلق کچھ نہیں جانتے تھے۔ انہوں نے صرف اتنا بتایا تھا کہ آجکل لیڈی اینٹلے کے ساتھ بین الاقوامی مجرم تنظیم "پوشاپاک" کا ایرانی النسل سربراہ ترمذی اور منشیات کی بین الاقوامی تنظیم "کاہابوم" کا سربراہ ہنری مالکم بھی اکثر دیکھے جا رہے ہیں اور زیر زمین دنیا میں یہ خبر انتہائی تیزی سے گرم ہے کہ یہ تینوں مل کر کوئی بہت بڑی تنظیم بنانے کے چکر میں ہیں۔ شاید اسی تنظیم کا نام انہوں نے پاور لینڈ رکھا ہو۔

عمران ہنری مالکم سے تو براہ راست واقف تھا۔ ایک دو بار اس سے ٹکرا بھی چکا تھا۔ ہنری مالکم خاصا ذہین اور طاقتور مجرم تھا۔ ترمذی کا نام بھی اس کے کانوں تک پہنچا تھا لیکن اس سے براہ راست کبھی ٹکراؤ نہ ہوا تھا کہ اسس ورلڈ آرگنائزیشن ایسی تنظیم ہے جو دنیا بھر کے بڑے بڑے مجرموں کی کارکردگی کا خفیہ

ریکارڈ رکھتی تھی اور گرانقدر معاوضے پر ان کے بارے میں معلومات فروخت کرتی تھی۔ اس کا ریکارڈ سیکرٹری آرنلڈ عمران کا ذاتی دوست تھا اس لئے اس نے آف دی ریکارڈ مینڈی اور ہنری مالکم والی باتیں بھی عمران کو بتا دی تھیں اور عمران کو یقین تھا کہ آرنلڈ کی معلومات غلط نہیں ہو سکتیں۔ یقیناً یہ تینوں بڑے مجرم مل کر کوئی بڑی تنظیم بنا رہے ہیں اور یقیناً اسی کا نام پاور لینڈ ہوگا۔ اور پھر پاور لینڈ کے لئے سائنسدانوں کے اغوا سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پاور لینڈ صرف مجرمانہ حرکتوں میں ہی ملوث نہیں بلکہ ان کے ارادے کہیں زیادہ بلند ہیں۔ وہ یقیناً خوفناک ہتھیاروں کی تیاری میں ملوث ہیں ورنہ انہیں اس طرح سائنسدانوں کے اغوا کی ضرورت نہ تھی کیونکہ سائنسدانوں کو اغوا کر کے وہ کسی سے ان کا سودا نہ کر سکتے تھے اس طرح ان سائنسدانوں کو اغوا کرانے والا ملک پوری دنیا میں بدنام ہو جاتا۔ چنانچہ عمران کو یہ مسئلہ سوچ سے بھی زیادہ پھیلا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے آرنلڈ سے اس بارے میں بھی پوچھا تھا کہ ان کے ہیڈ کوارٹر کا اتہ پتہ معلوم ہو جائے لیکن اس بارے میں آرنلڈ واقعی لاعلم تھا۔ اس نے تو پاور لینڈ کا نام بھی پہلی بار عمران کے منہ سے ہی سنا تھا۔

اب عمران صوفے پر بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ کسی طرح لوتھم کو ٹریس کرے۔ اسی سے آگے کلیو مل سکتا ہے۔ لیکن لوتھم کو کہاں ٹریس کیا جائے آرنلڈ بھی لوتھم کے بارے میں کچھ بتانے سے معذور تھا۔

عمران بیٹھا اسی ادھیڑ بن میں گم تھا کہ اچانک کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور عمران چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ سلیمان اس وقت فلیٹ میں موجود نہ تھا وہ مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ اس لئے عمران یہی سمجھا کہ وہی واپس آیا ہوگا چنانچہ وہ اطمینان سے چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر اس نے چٹخنی

گرا کر دروازہ کھول دیا۔

مگر دروازہ کھولتے ہی عمران چونک پڑا کیونکہ دروازے پر ایک غیر ملکی کھڑا تھا۔ اس غیر ملکی کا ایک ہاتھ جیب میں تھا اور اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے۔

"آپ کا نام علی عمران ہے؟" ـــــ غیر ملکی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"آپ کا ـــــ یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ تو غیر ملکی ہیں ـــــ پھر غیر ملکیوں کا نام مقامی کیسے ہو سکتا ہے" ـــــ عمران نے حیرت بھرے انداز میں ناک سکیڑتے ہوئے کہا۔

"میں یہاں مذاق کرنے نہیں آیا ـــــ مجھے عمران صاحب کو ایک ضروری پیغام دینا ہے" ـــــ غیر ملکی نے سخت لہجے میں کہا۔

"آئیے! ـــ اندر تشریف لے آئیے ـــــ دروازے پر کھڑے ہو کر پیغام دینا شریفوں کا شیوہ نہیں ہے" ـــ عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور غیر ملکی ایک لمحے کے لئے ہچکچایا دوسرے لمحے وہ کندھے جھٹکاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر عمران اسے لئے ہوئے ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔

"ہاں! ـــ اب اطمینان سے تشریف رکھئے ـــــ اپنا تعارف تفصیل سے کرایئے اور ضروری پیغام گفٹ پیپر میں لپیٹ کر دیجئے ـــ مجھے دراصل گفٹ پیپر بے حد پسند ہے۔ کیونکہ اس میں بند مال ہمیشہ گفٹ ہوتا ہے اور اس کا بل ادا نہیں کرنا پڑتا" ـــــ عمران نے اپنے کو زبردستی سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا نام ہی علی عمران ہے ـــــ کیونکہ مجھے بتا دیا گیا ہے کہ علی عمران مسخروں جیسی باتیں کرنے کا عادی ہے" ـــــ غیر ملکی نے صوفے پر بیٹھتے کی

بجائے اسی طرح کھڑے پوچھا۔ اس کا ایک ہاتھ ابھی تک کوٹ کی جیب میں تھا اور عمران کی تیز نظروں سے کوٹ کا مخصوص ابھار چھپا نہیں رہ سکا تھا۔

"جناب! — خادم ہی کو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں —" عمران نے جاپانیوں کے سے انداز میں ایک ہاتھ سینے پر رکھا اور سر کو نیچے جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"او کے — پھر گڈ بائی" — غیر ملکی نے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور دھماکے کے ساتھ ہی عمران کے حلق سے ایک تیز چیخ نکلی اور وہ کسی لٹو کی طرح گھومتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ غیر ملکی نے کوٹ کی جیب کے اندر سے عمران پر گولی چلا دی تھی۔

عمران کے نیچے گرتے ہی غیر ملکی نے انتہائی پھرتی سے ریوالور باہر نکالا اس کی کوٹ کی جیب میں سامنے سے رخ سوراخ ہو گیا تھا جس میں سے ہلکا ہلکا دھواں نکل رہا تھا۔ وہ شاید نیچے گرے ہوئے عمران پر دوسرا فائر کرنا چاہتا تھا کہ اچانک عمران کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور اس نے غیر ملکی کی دونوں ٹانگیں ایک جھٹکے سے کھینچ لیں اور غیر ملکی دھڑام سے صوفے پر پشت کے بل گرا۔

عمران نے اس کے نیچے گرتے ہی اچھل کر اس کے پیٹ میں ٹکر مارنی چاہی۔ لیکن غیر ملکی بھی خاصا تیز واقع ہوا تھا۔ وہ انتہائی پھرتی سے قلابازی کھا گیا اور عمران کا سر صوفے کی پشت سے جا ٹکرایا۔ جب کہ غیر ملکی قلابازی کھا کر جیسے ہی سیدھا ہوا اس نے پوری قوت سے لات عمران کی پشت پر ماری اور عمران صوفے سمیت ایک دھماکے سے دیوار سے جا ٹکرایا۔ غیر ملکی

نے انتہائی پھرتی سے پنڈلی کے ساتھ بندھا ہوا خنجر کھینچا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ خنجر عمران کی پشت یا پہلو میں مارتا، عمران کی دونوں ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئیں اور سنٹر ٹیبل کے ساتھ پڑی ہوئی چھوٹی تپائی گولی کی سی رفتار سے اڑتی ہوئی غیر ملکی کے چہرے سے ٹکرائی اور غیر ملکی چیخ مار کر پشت کے بل قالین پر گرا۔ عمران نے قلابازی کھائی اور پھر وہ جیسے ہی سیدھا ہوا غیر ملکی بھی اسی لمحے اچھل کر سیدھا ہو گیا۔ اب وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔

"تو یہ تھا ضروری پیغام" — عمران کے لہجے میں اطمینان کے ساتھ ساتھ ہلکا سا طنز بھی تھا

عمران کا اطمینان دیکھ کر غیر ملکی کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے حیرت کے تاثرات ابھرے۔ مگر دوسرے لمحے اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے خنجر کو انتہائی مہارت سے حرکت دی اور عمران انتہائی تیزی سے بائیں طرف کو جھکا مگر پھر اس نے اپنے جسم کو انتہائی حیرت انگیز انداز میں بائیں طرف موڑ دیا اور اس طرح وہ غیر ملکی کے ہاتھ سے نکلنے والے خنجر سے بال بال بچا۔ دراصل عمران نے جان بوجھ کر یہ داؤ کھیلا تھا۔ گو یہ داؤ بذاتِ خود انتہائی خطرناک تھا کیونکہ اس میں بچ نکلنے کے چانسز انتہائی کم تھے لیکن اس طرح اس نے غیر ملکی کے ہاتھ سے خنجر نکلوا لیا تھا اور غیر ملکی عمران کی اس بے پناہ پھرتی پر حیرت سے بت بنا کھڑا تھا۔ اس کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ کوئی انسان اس قدر پھرتی سے بھی کام لے سکتا ہے۔

خنجر جیسے ہی غیر ملکی کے ہاتھ سے نکلا، عمران توپ سے نکلنے ہوئے گولے کی طرح اٹھا ہوا پوری قوت سے غیر ملکی سے جا ٹکرایا اور غیر ملکی کے منہ سے

پہلی بار کراہ نکلی اور وہ پچھلے صوفے سے ٹکرا کر دیوار سے جا لگا۔ اس نے نیچے گرتے ہی پلٹ کر اٹھنا چاہا مگر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا۔ عمران کا دایاں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور پھر کھڑی ہتھیلی کی بھرپور ضرب پلٹ کر اٹھتے ہوئے غیر ملکی ریڑھ کی ہڈی کے عین درمیان میں پڑی اور اس بار غیر ملکی کے حلق سے نہ صرف چیخ نکل گئی بلکہ ضرب لگتے ہی کڑک کی آواز ابھری اور غیر ملکی یوں بے حس و حرکت ہو گیا جیسے اس کے پورے جسم پر فالج گر گیا ہو۔ البتہ اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اور منہ کھلا ہوا تھا۔

"اب تم کیچوے کی طرح بے ضرر ہو گئے ہو دوست" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اسے بازو سے پکڑ کر کھینچا اور صوفے سے گھسیٹ کر درمیانی فرش پر جہاں قالین بچھا ہوا تھا لٹا دیا۔ عمران نے غیر ملکی کی ریڑھ کی ہڈی سے مخصوص جوڑ پر اس طرح ضرب لگائی تھی کہ اس کا تمام اعصابی نظام مفلوج ہو گیا تھا اور اب عمران جانتا تھا کہ جب تک کھسک جانے والے مہرے کو دوبارہ ایڈجسٹ نہ کیا جائے گا اس وقت تک غیر ملکی حرکت بھی نہ کر سکے گا۔ البتہ اس کی زبان اور آنکھیں حرکت کر سکتی تھیں کیونکہ ان کا تعلق کھسک جانے والے مہرے سے اوپر والے حصے سے تھا۔

"اب بتاؤ دوست! ۔۔۔ وہ ضروری پیغام کیا تھا" ۔۔۔ عمران نے غیر ملکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ لیکن غیر ملکی نے جواب دینے کی بجائے بڑے نفرت انگیز انداز میں آنکھیں سکیڑیں اور دانت بھینچ لئے۔

عمران چند لمحے خاموش کھڑا غیر ملکی کو دیکھتا رہا۔ وہ اس کی ٹائپ کو سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ مر تو سکتے ہیں لیکن اپنی مرضی کے بغیر کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔ لیکن عمران ایسے لوگوں کے حلق سے بھی اپنی مرضی کی بات اگلوانا جانتا

تھا۔

"سنو! ۔۔۔ تمہاری یہ حالت مستقل بھی ہو سکتی ہے ۔۔۔ اور اس بات کا یقین کر لو کہ اور ضرب مخصوص انداز میں لگنے کے بعد دنیا کا ماہر سے ماہر سرجن بھی تمہارا اعصابی نظام درست نہیں کر سکے گا اور تمہیں بقیہ پوری عمر اسی طرح بے حس و حرکت پڑے رہ کر گذارنا پڑے گی ۔۔۔ البتہ اگر تم میرے سوالوں کے جواب دے دو تو میں تمہیں درست کر سکتا ہوں۔ یہ میرا وعدہ ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے غیر ملکی سے گہری ہمدردی پیدا ہو گئی ہو۔

"تم مجھے قتل تو کر سکتے ہو ۔۔۔ لیکن مجھ سے کچھ حاصل نہیں کر سکتے" ۔۔۔ غیر ملکی نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اپنی ضد کا کتنا پکا ہے۔

"مجھے کیا ضرورت ہے تمہیں قتل کر کے پھانسی پر چڑھنے کی ۔۔۔ میں بس تمہیں کسی محتاج خانے میں پہنچا دیتا ہوں ۔۔۔ وہاں لوگوں کا پیشہ ہی ایسا ہے ۔۔۔ وہ تمہارا چہرہ مسخ کر دیں گے۔ تم میں کوڑھ کے جراثیم انجکٹ کر دیں گے تاکہ تمہیں کوڑھ کی بیماری پوری طرح لگ جائے اور تمہارے جسم کے کئی حصے اس بیماری کی شدت کی وجہ سے گل سڑ جائیں اور تمہارا رنگ روپ بگڑ جائے۔ حرکت تم ویسے ہی نہیں کر سکتے ۔۔۔ چنانچہ تمہیں وہ کسی فٹ پاتھ پر روزانہ ڈال دیا کریں گے اور ساتھ تمہارے ایک بڑا سا برتن رکھ دیں گے۔ لوگ تم پر رحم کھا کر اس برتن میں پیسے ڈالیں گے اور شام کو وہ رقم وہ لوگ اکٹھی کر لیں گے اور اس کے بدلے تمہارے منہ میں دودھ کے چند قطرے ٹپکا دیا کریں گے تاکہ تم زندہ رہو اور ان کے لئے بھیک اکٹھی کرتے رہو" ۔۔۔ عمران نے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں کہا اور اس نے پہلی بار غیر ملکی کے

چہرے اور آنکھوں میں خوف کے تاثرات ابھرتے ہوئے دیکھے۔

"یہ تو ظلم ہے ــ جرم ہے ــ تم ایسا نہیں کر سکتے" ــــ غیر ملکی نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا تو تم بھی ظلم اور جرم کے معنی جانتے ہو ــــ کسی آدمی کے گھر میں گھس کر بغیر اسے ہوشیار کئے کوٹ کی جیب کے اندر سے گولی مار دینا ــــ خنجر سے اس کا دل چھید دینا ــــ یہ تو رحم دلی اور پارسا کی اعلیٰ دلیل اور ارفع مقام ہے" ــــ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر وہ ٹیلیفون سیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

"دیکھو! ــــ میری ایک کال کے بعد تم ان پیشہ ور لوگوں کے ہاتھوں میں ہمیشہ کے لئے کھلونا بن جاؤ گے ــــ اور تم ہر سانس کے ساتھ موت مانگو گے لیکن تمہیں موت نہیں ملے گی۔ تمہاری زبان ــ چہرہ ــ اور جسم کے دوسرے اعضا گل سڑ جائیں گے ــــ تم حرکت کرنے اور بولنے سے بھی معذور ہو جاؤ گے ــــ تمہارے جسم پر مکھیاں بھنبھنائیں گی اور لوگ ناک پر رومال رکھ کر تمہارے پاس سے گزریں گے اور جن لوگوں کی خاطر تم اپنی جان پر کھیلنے پر آمادہ ہو۔ ان لوگوں کو یاد بھی نہیں رہے گا کہ تم نے ان کے لئے کبھی قربانی دی ہے" ــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا لیا۔ اور اس کی انگلی نمبروں کی طرف بڑھی۔

"ٹھہرو ــ رک جاؤ ــ میں بتاتا ہوں ــــ لیکن وعدہ کرو کہ مجھے ٹھیک کر دو گے" ــــ غیر ملکی بول پڑا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔ اس کے نفسیاتی وار نے آخر کار اس پتھر کو بھی بولنے پر مجبور کر ہی دیا۔

"وعدہ تو میں پہلے ہی کر چکا ہوں ــــ اور میں نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ یہ میرا زندگی بھر کا ریکارڈ ہے" ــــ عمران نے بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو سنو! ــــ میرا نام بوتھم ہے اور میرا تعلق پاور لینڈ سے ہے ــ مجھے حکم ملا تھا کہ تمہیں قتل کر دوں ــــ لیکن مجھ سے غلطی صرف اتنی ہوئی کہ تمہیں دیکھتے ہی میں نے گولی نہیں ماری اور کنفرمیشن کے چکر میں پڑ گیا" ــــ غیر ملکی نے سپاٹ لہجے میں خود ہی گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ! ــــ لیکن میرے متعلق معلومات تمہیں کس نے مہیا کی ہیں ــــ؟ اور پھر میرا پاور لینڈ سے کیا تعلق کہ پاور لینڈ مجھے قتل کرانے کے درپے ہو گیا؟" عمران نے بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا۔

"تم ڈاڈنی مارش کے پاس پہنچے تم نے وہاں ایسی گفتگو کی جس کی وجہ سے پتہ چل گیا کہ تم لیبارٹری سے اغوا کئے جانے والے سائنسدانوں کے بارے میں تفتیش کر رہے ہو اور تمہاری لائن آف ایکشن درست ہے ــــ پھر تم کوبرے کے روپ میں جان فیلر سے ٹکرائے اور وہاں تم نے کھل کر پاور لینڈ کا نام لیا ــــ چنانچہ جان فیلر نے پاور لینڈ کو اس بارے میں اطلاع دی جس پر میں نے یہاں پہنچ کر تحقیق کی تو پتہ چلا کہ کوبرا صرف نام ہے اور تم اکثر یہ نام استعمال کرتے ہو ــــ اس طرح یہ ساری کڑیاں خود بخود جڑتی چلی گئیں اور تم چونکہ پاور لینڈ کے لئے خطرناک ثابت ہو رہے تھے۔ اس لئے تمہارے قتل کا حکم مل گیا" ــــ بوتھم نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ایسے مجرموں کی نفسیات ہی یہی ہوتی ہیں کہ نہ بولنا چاہیں تو جسم کا ریشہ ریشہ علیحدہ کر دو۔ ایک لفظ نہیں بولیں گے ــــ لیکن جب بولنے پر آ جائیں تو پھر خود ہی تمام تفصیل بتا دیتے ہیں۔

"تمہیں میرے قتل کا حکم لیڈی الیشلے نے دیا تھا یا ترمذی نے"——؟ عمران نے پوچھا اور اس بار بوتھم بُری طرح چونکا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار اُبھر آئے تھے۔

"تمہیں ان کے متعلق کیسے معلوم ہوا"——؟ بوتھم کے لہجے سے حیرت ٹپک رہی تھی۔

"میں نجومی جانتا ہوں—— اس لئے زائچہ بنا کر ماضی حال مستقبل سب کچھ دیکھ لیتا ہوں۔ تم اس بات کو چھوڑو۔ یہ میرا ذاتی فن ہے۔ تم میرے سوال کا جواب دو"—— عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"لیڈی الیشلے نے—— وہ میری براہ راست باس ہے۔ پہلے تو مادام کا ارادہ یہ تھا کہ وہ خود تمہیں اپنے ہاتھوں سے قتل کریں گی لیکن پھر نجانے کیوں ارادہ بدل دیا اور مجھے حکم دے دیا گیا"—— بوتھم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ!—— یہ تو اس نے بڑی غلطی کی ہے—— میرے زائچہ میں لکھا ہے کہ میں صرف اور صرف نازک ہاتھوں سے ہی قتل ہو سکتا ہوں—— اور یقین کرو اب تک ہزاروں بار قتل ہو چکا ہوں—— کاش! لیڈی الیشلے اس نیک کام کے لئے خود آجاتی"—— عمران نے بڑے عاشقانہ لہجے میں کہا۔

لیکن بوتھم خاموش رہا۔ اس نے عمران کی بات پر کوئی تبصرہ نہ کیا۔

"اچھا اب آخری سوال کا جواب دے دو۔ اس کے بعد میں تمہیں ٹھیک کر دوں گا"—— عمران نے کہا۔

"پوچھو"—— بوتھم نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"پاورلینڈ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے——؟ اور ہمارے سائنسدانوں کو یہاں سے اغوا کر کے کہاں لے جایا گیا ہے—— اور چونکہ میں نے آخری سوال کہہ دیا ہے اس لئے ساتھ ہی یہ بھی بتا دو کہ لیڈی الیشلے کون سے ہوٹل میں کس نام سے موجود ہے"——؟ عمران نے کہا۔

"مجھے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ ورنہ ہی مجھے بتایا گیا ہے—— اور نہ ہی لیڈی الیشلے یہاں موجود ہے۔ اس نے مجھے ٹرانسمیٹر کال پر حکم دیا تھا"—— بوتھم نے جواب دیا۔

"تم پھر شرارت سے باز رہے ہو دوست—— ٹھیک ہے تمہاری مرضی—— اگر تم باقی زندگی کوڑھی بن کر ریت پر گزارنا چاہتے ہو تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے—— ہر شخص اپنے مستقبل کی منصوبہ بندی کرنے میں آزاد ہے"—— عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر ریوالور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"پاورلینڈ کا ہیڈ کوارٹر جزائر فن لینڈ کے شمال مشرق میں ہے—— اور سائنسدانوں کو بھی وہیں ایک خصوصی لیبارٹری میں پہنچایا گیا ہے۔ اور ان کے ذہن تبدیل کر دیئے گئے ہیں—— اب وہ ذہنی طور پر پاورلینڈ کے مکمل اطاعت گزار شہری ہیں اور تمام عمر رہیں گے۔ اس لئے ان کا خیال چھوڑ دو۔ لیڈی الیشلے اور مسٹر ترمذی ہوٹل سلور سینڈ میں رہائش پذیر ہیں۔ مجھے ان کے نئے ناموں کا علم نہیں ہے"—— بوتھم نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا۔

"اوکے!—— اس بار تم نے واقعی سچ بولا ہے۔ اس لئے اب وعدہ ضرور پورا ہوگا"—— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر بوتھم کے جسم کو پلٹ دیا اور بوتھم کی پشت اوپر کی طرف کر کے اس نے اپنی ایک لات اس کی گردن کی پشت پر رکھی اور پھر دونوں ہاتھوں سے اس کی

دونوں ٹانگیں پکڑ کر انہیں گردن کی طرف موڑ دیا۔

جیسے جیسے ٹانگیں گردن کی طرف کھنچتی چلی گئیں، بوتھم کی کمر کمان کی طرح مڑتی چلی گئیں، اور پھر ایک مخصوص زاویے پر پہنچ کر عمران نے پوری قوت سے ایک مخصوص انداز میں اس کی ٹانگوں کو جھٹکا دیا اور کڑک کی آواز کے ساتھ ہی بوتھم کے حلق سے ایک تیز چیخ نکلی اور عمران اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا اب بوتھم کا جسم حرکت میں آگیا تھا۔ اس نے ایک دو لمحوں کے لئے اپنے جسم کو سکیڑا اور پھیلایا اور دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تھینک یو مسٹر عمران! ۔۔۔ تم نے واقعی اپنا وعدہ پورا کیا ہے" ۔۔۔ بوتھم نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف مڑا۔ عمران خاموش کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

بوتھم نے مڑنے کے بعد ایک ہی قدم اٹھایا تھا کہ وہ اچانک کسی لٹو کی طرح گھوما اور دوسرے لمحے اس کی لات نیم دائرے کی صورت میں گھومتی ہوئی عمران کے پہلو کی طرف آئی۔ لیکن عمران اس کی لات کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنی جگہ چھوڑ گیا تھا اور وار خالی جاتے ہی بوتھم پوری طرح گھومنے پر مجبور ہو گیا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کے جسم کی حرکت رکتی، عمران کی لات پوری قوت سے گھومی اور بوتھم چیختا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کے بعد تو جیسے عمران پر وحشت کا دورہ پڑ گیا۔ اس کی دونوں ٹانگیں کسی مشین کی طرح چلنے لگیں اور بوتھم کے حلق سے چیخیں نکلتی چلی گئیں۔

بوتھم نے اپنے طور پر عمران کی ٹانگ پکڑ کر اسے گرانے کی بے حد کوشش کی لیکن عمران تو بجلی بنا ہوا تھا۔ اس کی مسلسل ضربیں بوتھم کو ہلکان کئے جا رہی تھیں اور پھر بوتھم کی حرکات آہستہ آہستہ سست پڑنے لگ گئیں وہ بے ہوش

ہو چکا تھا

"تم نے اپنی موت کو خود ہی آواز دے لی بوتھم ۔۔۔ ورنہ میں نے تو اپنا وعدہ پورا کر ہی دیا تھا" ۔۔۔ عمران نے اس کے بے ہوش ہوتے ہی بڑبڑانے کے سے انداز میں کہا اور پھر وہ ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس خاور سپیکنگ" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے خاور کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ۔۔۔ جواب میں خاور کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی ۔۔۔

"خاور! ۔۔۔ تمہارا فلیٹ ہوٹل سلور سینڈ کے قریب ہے ۔۔۔ تم فوراً ہوٹل سلور سینڈ پہنچو ۔۔۔ وہاں ایک جرمن نژاد عورت اور ایک ایرانی النسل مرد رہ رہے ہیں ۔۔۔ اصل نام لیڈی ایلنے اور ترمذی ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ہوٹل میں فرضی ناموں سے کمرے بک کرائے ہوں۔ تم انہیں چیک کرو اور ان کی سختی سے نگرانی کرو" ۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب" ۔۔۔ خاور نے جواب دیا۔

"انتہائی ہوشیاری سے کام کرنا ہے ۔۔۔ یہ دونوں دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ اس لئے انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔

خاور کا فلیٹ چونکہ ہوٹل سلور سینڈ کے قریب تھا اور عمران کو معلوم تھا کہ خاور کی زیادہ تر نشست اسی ہوٹل میں ہوتی ہے اس لئے وہ آسانی

سے ان دونوں کا پتہ چلا لے گا۔ اس لئے اس نے اُسے یہی ہدایات دے دی تھیں۔

کریڈل دبا کر عمران نے دوبارہ نمبر ڈائل کئے۔

"ایکسٹو" ـــــ دوسرے لمحے بلیک زیرو کی آواز اُبھری۔

"عمران بول رہا ہوں طاہر! ـــــ میں نے لیڈی ایشلے اور ترمذی کی نگرانی کے احکامات خاور کو دے دیئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی رپورٹ کرے۔ تم خیال رکھنا" ـــــ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب! ـــــ مگر وہ دونوں کون ہیں" ـــــ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"وہی پاور لینڈ والا قصہ ہے۔ یہ دونوں پاور لینڈ کے سربراہ ہیں۔ اور سنو! ـــــ میرے فلیٹ میں ایک غیر ملکی بیہوش پڑا ہے۔ تم صفدر اور کیپٹن شکیل کو بھیج کر اسے دانش منزل منگوا لو۔ اسے گیسٹ روم میں رکھنا اور اس کی خاص نگرانی کرنا ـــــ وہ انتہائی خطرناک شخص ہے" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ آپ فلیٹ میں موجود ہوں گے" ـــــ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں ـــــ میں خود خاور کی نگرانی پر جا رہا ہوں" ـــــ عمران نے جواب دیا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا تاکہ صفدر اور کیپٹن شکیل کے آنے سے قبل میک اپ کر کے فلیٹ سے جا سکے۔

ہوٹل اکیرمیا کے انتہائی خوبصورت انداز میں سجے ہوئے ہال کے شمالی کونے میں مادام ایشلے اور ترمذی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے میز پر غیر ملکی شراب کی بوتل موجود تھی اور وہ دونوں ہال کی خواب آگیں اور رومان پرور فضا کو پوری دلچسپی سے محسوس کر رہے تھے۔ سامنے سٹیج پر ایک انتہائی خوبصورت غیر ملکی لڑکی بیلے ڈانس میں مصروف تھی۔ وہ اپنے فن میں اتنی ماہر تھی کہ مادام ایشلے اور ترمذی دونوں کے چہروں پر تحسین کے تاثرات موجود تھے۔ ہال میں کبھی کبھی کسی کی سسکی کی آواز گونج جاتی کبھی کوئی نسوانی مترنم ہنسی کا جلترنگ بج اٹھتا۔ ورنہ سب لوگ سانس روکے اس خوبصورت ناچ میں محو تھے۔

ڈانس کا آئٹم ختم ہوتے ہی سٹیج پر پردہ کھینچ دیا گیا اور ساتھ ہی فنکشن کے ختم ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ مادام ایشلے اور ترمذی دونوں کے حلق سے ایک طویل سانس نکلا۔

"خوبصورت فنکشن تھا ـــــ اس پس ماندہ ملک میں بھی ایسے خوبصورت فنکشن دیکھنے کو مل جاتے ہیں۔ یہ البتہ حیرت کی بات ہے" ـــــ مادام ایشلے نے کہا۔

"ہاں! ـــ واقعی یہ حیرت کی بات ہے ـــ اب ہوٹل واپس چلنا چاہیئے" ـــ ترمذی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مادام ایشلے کوئی جواب دیتی۔ ویٹر سنہرے رنگ کا ٹیلیفون اٹھائے تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"آپ کی کال ہے مادام" ـــــ ویٹر نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ٹیلیفون میز پر رکھ کر رسیور لیڈی ایشلے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میری کال" ـــ لیڈی ایشلے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں" ـــ ویٹر نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور وہ تیزی سے مڑ گیا۔ ترمذی کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"لیں" ـــ لیڈی ایشلے نے حیرت بھرے انداز میں کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ان کی یہاں کال آنا تقریباً ناممکن تھا۔ کیونکہ وہ کسی کو بتا کر ہی نہ آئے تھے۔

"ہیلو! ـــ میڈم! ـــ بول رہی ہیں" ـــــ دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور لیڈی ایشلے کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ وہ آواز پہچان گئی تھی۔ یہ ڈومنکن کی بھرائی ہوئی اور بلغم زدہ آواز تھی۔ ڈومنکن مادام ایشلے کا ذاتی محافظ تھا اور اس بار بھی میڈم اسے ساتھ لے آئی تھی۔ وہ میڈم کے ساتھ والے کمرے میں رہائش پذیر تھا۔ تاکہ میڈم کی نگرانی کرنے والوں کو چیک کر سکے۔

"کیا بات ہے ڈوم" ـــــ لیڈی ایشلے نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میڈم! ـــ ایک نوجوان آپ کے متعلق انکوائری کرتا پھر رہا تھا۔ مجھے اتفاقاً ہی ایک بیرے سے ہونے والی اس کی بات چیت کانوں میں پڑ گئی میں نے اس کی نگرانی کی تو اس نے ایک مخصوص نمبر پر کسی ایجنٹ سے بات کی ہے اور اُسے بتایا ہے کہ آپ ہوٹل کے کمرہ نمبر سولہ میں رہائش پذیر ہیں اور مسٹر ترمذی کا کمرہ نمبر سترہ ہے ـــ اس نے اپنا نام خاور بتایا ہے۔ اب وہ آپ دونوں کے کمروں کی مسلسل نگرانی کر رہا ہے ـــ میں نے پہلے آپ کو فون کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ہوٹل کی انتظامیہ نے فنکشن کی وجہ سے آپ کو ڈسٹرب کرنے سے معذوری کا اظہار کیا تھا" ـــــ ڈومنکن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ کیا وہ اکیلا ہے" ـــــ لیڈی ایشلے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس میڈم! ـــ میں نے اچھی طرح چیک کیا ہے۔ وہ اکیلا ہے" ـــ ڈومنکن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم اُسے اغوا کر کے جان فیلر والی کوٹھی میں پہنچا سکتے ہو ـــ وہ کوٹھی تم نے دیکھی ہوئی ہے" ـــــ لیڈی ایشلے نے کہا۔

"یس میڈم! ـــ میں پہنچا دوں گا" ـــــ ڈومنکن نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے! ـــ ہم یہیں موجود رہیں گے ـــ کوٹھی پہنچ کر مجھے فون کرنا ـــ میں منتظر رہوں گی" ـــــ لیڈی ایشلے نے ہدایت دی اور اس

کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"یہ کیا چکر ہے" ــــ ترمذی نے بڑے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

"چکر کچھ گہرا ہی ہوتا جا رہا ہے ــــ بوتھم کی طرف سے بھی کوئی رپورٹ نہیں ملی اور یہ لوگ براہ راست ہم تک پہنچ گئے" ــــ لیڈی ایشلے نے بھی پریشان لہجے میں کہا۔

"بات کچھ پُراسرار سی ہے ــــ ہماری یہاں موجودگی اور خاص طور پر سلور سینڈ میں موجودگی کے بارے میں ہمارے علاوہ صرف دو افراد کو علم ہے ایک ڈومنکن اور دوسرا بوتھم ــــ ڈومنکن تو ہوٹل میں موجود ہے۔ ظاہر ہے وہ کسی کو بتا نہیں سکتا۔ اس لئے بوتھم ہی ایک ایسا آدمی رہ جاتا ہے" ــــ ترمذی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ــــ لیکن بوتھم تو ایک ایسا پتھر ہے جو چٹخ تو سکتا ہے ــــ ریزہ ریزہ ہو سکتا ہے۔ لیکن بول نہیں سکتا۔ پھر وہ تو عمران کو قتل کرنے گیا تھا۔ پھر یہ ایکسٹو اور خاور کہاں سے کود پڑے؟" لیڈی ایشلے نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"مجھے زبردست خطرے کی بو آ رہی ہے مادام! ــــ میرا خیال ہے کہ ہمیں فوراً یہاں سے چلے جانا چاہیے ــــ ہم اپنے ہیڈ کوارٹر سے باقاعدہ ٹیم بھیج کر بھی یہاں کے حالات کو کنٹرول کر سکتے ہیں" ــــ ترمذی نے کہا۔

"تم خواہ مخواہ گھبرا جاتے ہو ترمذی ــــ تمہاری بس یہی ایک عادت مجھے اچھی نہیں لگتی ــــ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ پھر گھبرانے اور بھاگنے کی کیا ضرورت ہے" ــــ لیڈی ایشلے نے اس

بدستور سخت لہجے میں کہا۔

"لیکن یہاں ہمارے رکنے کا فائدہ ہی کیا ہے ــــ ہمارا مشن مکمل ہو چکا ہے ــــ اگر وہ عمران نامی شخص کچھ معلومات بھی حاصل کرے گا تو ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ ساری دنیا میں ٹکریں مارتا پھرے گا" ــــ ترمذی نے جواب دیا۔

"نہیں ــــ جو کچھ تم سوچ رہے ہو۔ اگر واقعی وہ درست ہے کہ بوتھم نے ہمارے متعلق ان لوگوں کو کچھ بتایا ہے تو پھر یہ لوگ ہمارے لئے انتہائی کام کے ہیں ــــ اس قدر صلاحیتوں کے مالک لوگوں کو تو پاورلینڈ کا شہری ہونا چاہیے" ــــ لیڈی ایشلے نے کہا۔

"تو تم اس لائن پر سوچ رہی ہو ــــ یہ آئیڈیا بھی اچھا ہے" ــــ ترمذی نے اس بار قدرے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ــــ میں سوچ رہی ہوں کہ کیوں ان لوگوں کو ضائع کیا جائے"۔ لیڈی ایشلے نے کہا۔

"لیکن ڈیئر! ــــ ایک مسئلہ اور ہے۔ ایسے لوگ ہمارے لئے خطرناک بھی تو ثابت ہو سکتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے لئے کوئی پریشانی پیدا کر دیں" ــــ ترمذی نے جواب دیا۔

"تمہاری پریشانی بجا ہے ــــ لیکن میں احمق نہیں ہوں میں اس بارے میں پوری چھان بین کرنے کا فیصلہ کر چکی ہوں" ــــ لیڈی ایشلے نے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ترمذی کوئی جواب دیتا، ویٹر نے ایک بار پھر ٹیلیفون سیٹ لا کر میز پر رکھ دیا۔

"آپ کی کال ہے میڈم" ــــ ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور رسیور لیڈی

ایشلے کے ہاتھ میں دے دیا۔

"تھینک یو" ـــــ لیڈی ایشلے نے کہا اور پھر رسیور کان سے لگا لیا۔

"یس" ـــــ لیڈی ایشلے نے کہا۔

"ڈومنکن بول رہا ہوں میڈم! ـــــ کام ہو گیا ہے ـــــ میں کوٹھی سے بات کر رہا ہوں" ـــــ ڈومنکن کی آواز سنائی دی۔

"کوئی پریشانی" ـــــ لیڈی ایشلے نے پوچھا۔

"نہیں میڈم! ـــــ سب ٹھیک ٹھاک ہے ـــــ میں نے خاص طور پر احتیاط کی تھی" ـــــ ڈومنکن نے جواب دیا۔

"او کے! ـــــ تم وہیں رہو ـــــ ہم وہاں خود پہنچ رہے ہیں۔ اس وقت تک اس آدمی کا خاص طور پر خیال رکھنا" ـــــ لیڈی ایشلے نے کہا اور پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"آؤ ترمذی دیکھیں ـــــ یہ آدمی کیا چیز ہے" ـــــ لیڈی ایشلے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور ترمذی بھی ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

عمران میک اپ میں اپنے فلیٹ سے نکلا اور سیدھا سلور سینڈ ہوٹل پہنچ گیا۔ ہوٹل کا خوبصورت ہال اعلیٰ طبقے کے افراد سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ مردوں سے زیادہ تعداد عورتوں کی تھی۔ مترنم ہنسی کی جلترنگ پورے ہال میں بج رہی تھی۔

عمران جیسے ہی اندر داخل ہوا ایک ویٹر تیر کی طرح اس کی طرف لپکا۔

"آئیے سر! ـــــ آپ کی میز ریزرو ہے" ـــــ ؟ ویٹر نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"اچھا خوب! ـــــ میں بھی سوچ رہا تھا کہ آج مجھے میز کی بجائے کرسی پر بیٹھنا پڑے گا" ـــــ عمران نے بڑے پرمسرت انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا کارڈ" ـــــ ؟ ویٹر نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے پوچھا۔

اور عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک کارڈ نکال کر ویٹر کے ہاتھ

پر رکھ دیا۔

ویٹر کی نظریں جیسے ہی کارڈ پر پڑیں وہ بُری طرح چونک پڑا۔

"اوہ سر! ۔۔۔ آیئے سر! تشریف لایئے ۔۔۔ یہ ہوٹل تو آپ کا اپنا ہے" ۔۔۔ ویٹر نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر تیر کی طرح بھاگتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا اور عمران کے لبوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ رینگنے لگی۔ اُسے معلوم تھا کہ نارکوٹک ایجنسی کے ڈائریکٹر جنرل کا کارڈ دیکھنے کے بعد ہوٹل والوں کے ہوش تو اُڑنے ہی ہیں لیکن وہ ویٹر کے پیچھے جانے کی بجائے قریب ہی ایک خالی میز کی طرف بڑھا۔ اس پر ریزرویشن کا کارڈ موجود تھا۔

عمران بڑے اطمینان سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا اور ریزرویشن کا کارڈ دیکھنے لگا۔ کارڈ پر مسٹر اینڈ مسز جوکم مارکلے لکھا ہوا تھا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کارڈ واپس رکھ دیا۔

اسی لمحے وہی ویٹر ایک اور نوجوان سمیت واپس آیا۔ نوجوان نے بیحد قیمتی اور بہترین تراش کا سوٹ پہن رکھا تھا لیکن اس کے خوبصورت چہرے پر اس وقت ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔

"سر! ۔۔۔ میں ہوٹل کا مینجر ہوں ۔۔۔ میرا نام صفدر ہے" ۔۔۔ نوجوان نے قریب آ کر بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں اپنا تعارف کراتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا اپنا اپائنٹمنٹ لیٹر دکھایئے" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اپائنٹمنٹ لیٹر ۔ جناب مجھے چار سال ہو گئے ہیں" ۔۔۔ مینجر اور زیادہ

بوکھلا گیا۔

"تو چار سالوں میں آپ کو تقرری کا لیٹر ہی نہیں ملا ۔۔۔ ویری سوری۔ اس ملک کا سُرخ فیتہ اب کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سُرخ ہوتا جا رہا ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے تاسف بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے اُسے مینجر سے دلی ہمدردی ہو۔

"اوہ سر! ۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ آپ کے لئے بالکونی میں خصوصی انتظام کر دیا گیا ہے ۔۔۔ ہم اپنے معزز مہمانوں کو سپیشل سہولیات مہیا کرتے ہیں" ۔۔۔ مینجر نے بے اختیار ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے ایک گلاس سادہ پانی بھجوا دیجئے اور سپیشل سہولیات معزز مہمانوں کے لئے ہی رکھئے ۔۔۔ ہاں! اگر یہ مسٹر اینڈ مسز جوکم آ جائیں تو انہیں بالکونی میں لے جایئے ۔۔۔ ویسے ایک بات بتایئے کہ یہ جوڑا بوڑھا ہے یا جوان ہے" ۔۔۔ عمران نے فقرے کے آخر میں پہنچتے ہوئے بڑے راز دارانہ انداز میں مینجر اور ویٹر دونوں کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"اوہ جناب! ۔۔۔ یہ دونوں کیا چیز ہیں ۔۔۔ آپ حکم فرمائیں آپ کے سامنے دنیا کا بہترین حسن پیش کر دیا جائے گا" ۔۔۔ مینجر نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو ۔۔۔ فضول باتیں مت کرو" ۔۔۔ عمران کا لہجہ یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔

"سر! ۔۔۔ اگر آپ یہاں تشریف رکھنا چاہتے ہیں تو ضرور رکھئے۔ یہ دونوں ہوٹل ایکریمیا گئے ہوئے ہیں ۔۔۔ وہاں ایک خوبصورت فنکشن ہے میں نے خود ان کا پروگرام بنتے ہوئے سنا ہے" ۔۔۔ ویٹر نے

مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"پروگرام بنتے وقت تم ان کے پاس کیسے بیٹھے تھے ——— تمہیں معلوم ہے کہ یہ دونوں ہمیں مطلوب ہیں" ——— عمران نے دوسری لائن اختیار کرتے ہوئے کہا۔ وہ بس ویسے ہی گفتگو بڑھانے کے لئے یہ بات کر رہا تھا ورنہ اس کی تیز نظریں ہال میں خاور کو تلاش کر رہی تھیں۔

"اوہ صاحب! ——— یہ دونوں دو روز قبل تشریف لائے ہیں ——— مسٹر جوکلم بارکلے تو ایرانی النسل لگتے ہیں البتہ نام ان کا ایرانی نہیں ہے۔ جب کہ ان کی مسز یورپین ہے" ——— مینجر نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا ——— یہ دونوں کونسے کمرے میں رہائش پذیر ہیں" ——— عمران ان کا حلیہ سنتے ہی چونک پڑا کیونکہ یہ تو وہی تھے جن کی تلاش اُسے تھی۔

"روم نمبر سولہ۔ سترہ ——— تیسری منزل جناب" ——— مینجر نے کہا۔

"اوکے ——— ٹھیک ہے ——— اب تم جاؤ اور مجھے سادہ پانی بھجوا دو" ——— عمران نے یوں سر ہلایا جیسے اس کا مسئلہ حل ہو گیا ہو۔

مینجر چند لمحے تذبذب کے عالم میں کھڑا رہا اور پھر کندھے اُچکاتا ہوا واپس چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد ویٹر ایک خوبصورت طشتری میں پانی کا گلاس رکھے آیا اور اس نے بڑے ادب سے گلاس عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"سنو! ——— ان کے اور کتنے ساتھی یہاں موجود ہیں" ——— عمران نے جیب سے ہاتھ نکالا اور پھر اس کی مٹھی میں دبا ہوا پچاس کا نوٹ ویٹر کے ہاتھ میں پلک جھپکنے میں منتقل ہو گیا۔

"صاحب! ——— ان کا ایک ساتھی کمرہ نمبر اکیس میں ہے۔ وہ ان کمروں

کے بالکل سامنے ہے ——— یہ سب اکٹھے آئے تھے۔ اس کا نام ڈونسکن ہے۔ وہ اس وقت ہال میں موجود ہے ——— بائیں طرف چوتھی میز پر" ——— ویٹر نے دبے لہجے میں کہا اور پھر عمران کے سر ہلاتے ہی ویٹر تیزی سے واپس چلا گیا۔

عمران کی نظریں سرسری انداز میں ہال کا جائزہ لیتی ہوئی بائیں طرف کی چوتھی میز پر پہنچ گئیں۔ وہاں ایک لمبا تڑنگا غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے اور آنکھوں سے بھی شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ جیسے وہ کسی معاملے میں شدید بے چینی محسوس کر رہا ہو۔ شراب کا گلاس اس کے سامنے رکھا ہوا تھا۔

عمران نے اس پر سے نظریں ہٹائیں اور پھر پانی کا گلاس اٹھا لیا۔ اُسے خاور البتہ کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ میک اپ میں بھی ہوتا تب بھی عمران کی تیز نظروں سے چھپا نہ رہتا۔ خاور کی عدم موجودگی کی وجہ سے عمران بھی کچھ الجھن محسوس کرنے لگا تھا۔

ابھی عمران نے پانی کا گلاس ختم کیا ہی تھا کہ ایک ویٹر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ڈونسکن کی طرف بڑھا اور اس نے اس سے کوئی بات کی تو ڈونسکن ایک جھٹکے سے اٹھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کے ساتھ بنے ہوئے پرائیویٹ فون بوتھ میں داخل ہو گیا۔ اس فون بوتھ کا کنکشن تو کاؤنٹر کے ساتھ ہی تھا۔ لیکن اسے اس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بات چیت دوسروں کے کانوں سے پنہاں رکھنا چاہتا ہو تو وہ بوتھ میں سے فون کرے۔ بوتھ شیشے کا بنا ہوا تھا۔ اس لئے ڈونسکن اندر کسی کو فون کرتا ہوا عمران کو صاف دکھائی دے رہا تھا۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔ یہ تو اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ ڈیڈی الیٹلے

اور ترمذی ہوٹل میں موجود نہیں ہیں اور ویٹر کے کہنے کے مطابق ہوٹل ایکریمیا میں ہونے والے خصوصی فنکشن کو دیکھنے گئے ہوئے ہیں۔ ایک بار تو اس کا ارادہ ہوا کہ وہ ہوٹل ایکریمیا چلا جائے لیکن پھر وہ یہ سوچ کر رک گیا کہ وہ انہیں تو سرے سے پہچانتا ہی نہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ میک اپ میں ہوں۔ اس لئے اس نے یہی پروگرام بنایا کہ ان کی واپسی تک یہیں انتظار کیا جائے۔

اتنے میں ڈومنکن فون بوتھ سے باہر نکل آیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات کچھ اور گہرے ہو گئے تھے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جب لفٹ اوپر چلی گئی تو عمران اپنی جگہ سے اٹھا اور دوسری طرف دوسری لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ ڈومنکن تیسری منزل پر گیا ہوگا۔ دوسری لفٹ سے جب وہ تیسری منزل پر اترا تو اس نے گیلری کو خالی دیکھا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور کمرہ نمبر الیون کے سامنے سے گزرا۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ اس نے کمرے کے اندر کسی کو کراہتے ہوئے سنا تھا۔ اور ساتھ ہی ٹلے سے دھماکے کی آواز سنائی دی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی کے سر پر چوٹ لگائی گئی ہو۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور کمرے سے چند قدم کے فاصلے پر موجود ایک بڑے سے ڈرم جس میں ایک خوبصورت پھولوں والا پودا لگایا ہوا تھا کے پیچھے ہو گیا۔ اس کی چھٹی حس جاگ پڑی تھی۔

اسی لمحے کمرہ نمبر الیون کا دروازہ کھلا اور ڈومنکن تیزی سے باہر نکلا۔ اس نے بڑی تیز نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھا اور ایک بار پھر اندر گھس گیا۔

چند لمحوں بعد وہ دوبارہ باہر آیا تو عمران کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ اس کے کاندھے پر ناور لدا ہوا تھا۔ ناور کی کنپٹی پر ایک گومڑ سا اُبھرا ہوا تھا اور وہ بیہوش تھا۔

ڈومنکن لفٹ کی طرف بڑھنے کی بجائے تیزی سے بیک ڈور کی طرف بڑھا جس طرف فائر بریگیڈ کے لئے ایمرجنسی سیڑھیاں نصب تھیں۔ ڈومنکن دروازہ کھول کر اندر غائب ہوا تو عمران تیزی سے نکلا اور پھر وہ لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ سیڑھیاں ہوٹل کے عقب میں ایک تنگ سی گلی میں اترتی ہیں۔ لفٹ کے ذریعے وہ ہال میں پہنچا اور پھر مین گیٹ سے نکل کر تقریباً بھاگتا ہوا پارکنگ کی طرف بڑھا اور چند لمحوں بعد اس کی کار بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر نکلی اور پچھلی گلی کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

ابھی عمران کی کار گلی کے سرے تک پہنچی تھی کہ سفید رنگ کی ٹویوٹا اس گلی سے باہر نکلی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ڈومنکن موجود تھا۔ عمران نے منہ پھیر لیا اور کار کی رفتار آہستہ کر لی تاکہ ڈومنکن اسے پہچان نہ سکے۔ ڈومنکن کی کار بائیں طرف مڑ کر تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ عمران بڑی احتیاط سے اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ اس نے راستے میں ہی نقلی مونچھیں ہونٹوں پر لگا لی تھیں اور بالوں پر ہاتھ پھیر کر ان کا انداز بدل دیا تھا۔ اب ڈومنکن سرسری نظروں سے اُسے نہ پہچان سکتا تھا۔ ڈومنکن جس انداز میں کار چلا رہا تھا اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ تعاقب کی طرف سے پوری طرح ہوشیار ہے۔ وہ خواہ مخواہ مختلف گلیوں اور سڑکوں پر چکر کاٹ رہا تھا۔ لیکن چونکہ یہ شہر عمران کا اپنا تھا اس لئے عمران بجائے گلیوں میں اس کے پیچھے گھسنے کے ساتھ

والی گلیوں سے ہوتا ہوا اس کے تعاقب میں چلتا رہا۔

اور پھر ڈومنگن کی کار مہربان کالونی کے مین روڈ کی طرف مڑ گئی اور عمران نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ منزل مقصود آ گئی ہے کیونکہ مہربان کالونی شہر کی اختتامی کالونی تھی اور اس کے بعد سڑک اور آگے نہ جاتی تھی۔

مہربان کالونی میں خاصی ٹریفک موجود تھی اس لئے عمران کو کوئی فکر نہ تھی، وہ احتیاط سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ ویسے جس آسانی سے خاور ڈومنگن کے پیچھے چڑھ گیا تھا اس پر عمران کو بے حد افسوس ہوا تھا اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ خاور کو اس نا اہلی کی ایسی سزا دے گا کہ آئندہ کسی کو اس طرح کی نا اہلی کی جرأت نہ ہو سکے گی۔

ڈومنگن کی کار ایک سفید ماربل کی کوٹھی کے گیٹ پر رکی اور پھر جب عمران اس کے قریب پہنچا تو اس وقت گیٹ کھلا اور کار اندر بڑھتی چلی گئی عمران کار آگے بڑھائے لئے گیا۔ اور پھر کافی آگے جا کر اس نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور نیچے اتر آیا۔ کار کا دروازہ لاک کر کے وہ واپس مڑا اور پھر سائیڈ کی گلی سے ہوتا ہوا اس کوٹھی کے عقب میں پہنچ گیا۔ کوٹھی کی پشت پر دیوار خاصی اونچی تھی۔ اور اس پر بجلی کی تاریں نصب تھیں اس طرح باقاعدہ حفاظت کا انتظام کیا گیا تھا۔

عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کی نظریں ملحقہ کوٹھی کی دیوار پر جم گئیں۔ ملحقہ کوٹھی کی دیوار چھوٹی تھی اور وہاں سے آسانی سے اس کوٹھی میں کودا جا سکتا تھا۔ عمران آگے بڑھا اور پھر ایک ہی جمپ میں وہ ملحقہ کوٹھی کی دیوار پر چڑھ گیا۔ یہ کوٹھی زیر تعمیر تھی۔ اور اس وقت اس کی تعمیر رکی ہوئی

تھی اس لئے وہاں کوئی فرد موجود نہ تھا۔

عمران اس دیوار سے ہوتا ہوا دونوں کوٹھیوں کے درمیان کی دیوار پر آ گیا۔ اور دوسرے لمحے اس نے اندر پیروں کے بل چھلانگ لگا دی ہلکا سا دھماکا ہوا اور عمران باڑ کے پیچھے دبک گیا لیکن چند لمحوں تک جب کوئی رد عمل نہ ہوا تو عمران آہستہ سے آگے بڑھا اور پھر عمارت کی پشت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمارت میں خاموشی طاری تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہاں کوئی فرد موجود نہ ہو لیکن ڈومنگن کی کار عمران کے سامنے اس کوٹھی میں داخل ہوئی تھی۔ عمران سائیڈ میں سے ہوتا ہوا عمارت کے فرنٹ کی طرف بڑھا تو پورچ میں اسے ڈومنگن کی کار کھڑی نظر آ گئی۔ پورچ میں اسے کسی کی آہٹ سی سنائی دی اور عمران چوکنا ہو گیا۔ اس لئے بڑی احتیاط سے قدم آگے بڑھایا اور ایک ذیلی ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ برآمدے میں ایک لمبا تڑنگا نوجوان ہاتھوں میں سٹین گن اٹھائے کھڑا تھا۔ وہ پوری طرح چوکنا اور ہوشیار نظر آ رہا تھا۔

"ہیلو ساتھی! — میں نے میڈم اور سر کو فون کر دیا ہے — وہ ابھی یہاں پہنچنے والے ہیں" — اچانک ڈومنگن نے برآمدے سے نکل کر برآمدے میں کھڑے ہوئے نوجوان سے کہا۔

"بہتر جناب! — میں پھاٹک کھول دوں گا — لیکن کوڈ تو پوچھنا ہی ہوگا" — نوجوان نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں ضرور — یہ تو لازمی ہے" — ڈومنگن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر واپس مڑ گیا۔

عمران الٹے قدموں واپس مڑا اور پھر دوبارہ عمارت کی پشت پر آ گیا دوسرے لمحے وہ پانی کے موٹے پائپ پر چڑھتا ہوا چھت پر پہنچ گیا۔ چھت سے نیچے

جانے والی سیڑھیوں کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران سیڑھیاں اترتا ہوا درمیانی منزل میں آیا اور پھر درمیانی بالکونی میں داخل ہو گیا۔ اس نے بالکونی میں موجود ہر کھڑکی سے نیچے جھانکا اور پھر وہ ایک کھڑکی کے پاس رک گیا۔ یہ کھڑکی ایک بڑے سے کمرے میں کھلتی تھی اور کمرے کے درمیان میں ایک کاؤچ نما بیڈ پر خاور لیٹا ہوا تھا اور اس کا جسم رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا۔ ساتھ ہی ایک کرسی پر ڈومنکن بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا اور وہ خاموش بیٹھا خاور کو دیکھ رہا تھا۔

عمران وہیں کھڑکی کے پاس جم گیا اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے اپنا ریوالور نکالا اور پھر کھڑکی کی جھری کو آہستہ سے دھکیلا۔ پٹ تھوڑا سا کھلتا چلا گیا۔ اب عمران کمرے میں ہونے والی گفتگو بھی آسانی سے سن سکتا تھا اور اندر موجود کسی بھی شخص کا نشانہ بھی لے سکتا تھا۔

لیڈی ایشلے اور ترندی کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے ڈومنکن بڑے مودبانہ انداز میں چل رہا تھا۔ وہ دونوں کمرے میں داخل ہوتے ہی خاور کے کاؤچ کے پاس جا کر رک گئے۔

"خاصا صحت مند نوجوان ہے ــــ اسے بیہوش کرنے میں تو خاصی پریشانی ہوئی ہو گی تمہیں" ــــ لیڈی ایشلے نے ڈومنکن سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں میڈم! ــــ یہ تو بالکل ہی بودا نکلا ہے ــــ یہ راہداری میں ٹہل رہا تھا کہ میں کمرے کے اندر گیا اور پھر دروازے کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا ــــ جیسے ہی یہ دروازے کے سامنے آیا میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے اندر گھسیٹ لیا اور پھر دوسرے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا دستہ اس کی کنپٹی پر مار دیا اور یہ بودا تو پہلے ہی وار میں ڈھیر ہو گیا" ــــ ڈومنکن نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب۔۔۔ اب اسے ہوش میں لے آؤ۔ تاکہ اس سے پوچھیں کہ یہ کس کا کارندہ ہے۔۔۔؟ اور یہ ایکسٹو کون ہے"۔۔۔ ترندی نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

ڈومنکن ادب سے سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر اس نے خاور کو تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ خاور نے خود بخود ہی آنکھیں کھول دیں اور ڈومنکن کا ہاتھ فضا میں ہی اٹھا رہ گیا۔

"خوب۔۔۔ بڑے موقع پر ہوش آیا اسے"۔۔۔ لیڈی الشلے نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈومنکن بھی ہنستا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔

خاور بڑی حیرت بھری نظروں سے لیڈی الشلے، ترندی اور ڈومنکن کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے یہ سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ کن لوگوں میں پہنچ گیا ہے پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن رسیوں کی وجہ سے وہ اٹھنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

"آرام کرو مسٹر خاور۔۔۔ ہم نہیں چاہتے کہ تمہیں زیادہ تکلیف ہو۔ اتنا بتا دو کہ یہ ایکسٹو کون ہے۔۔۔؟ اور اس کا حدود اربعہ کیا ہے"؟ لیڈی الشلے نے مسکراتے ہوئے خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایکسٹو۔۔۔ یہ کیا ہوتا ہے"۔۔۔ خاور نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"یہی تو ہم تم سے پوچھنا چاہتے ہیں اور سنو۔۔۔ ہمارے سامنے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ ہم سچ اگلوانا بھی جانتے ہیں"۔ لیڈی الشلے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو مقامی سیکرٹ سروس کا سربراہ ہے۔۔۔ اور میں سیکرٹ سروس

کا ممبر ہوں"۔۔۔ خاور نے یوں جواب دیا جیسے وہ کسی کو انٹرویو دے رہا ہو۔ اور کھڑکی کے اوپر بیٹھے ہوئے عمران کی آنکھوں میں یکلخت غصے کے چراغ جل اٹھے۔ اسے خاور سے اتنا گر جانے کی کبھی بھی توقع نہ تھی۔

"اوہ۔۔۔ تو تم سیکرٹ سروس کے ممبر ہو۔۔۔ تمہیں ہماری نگرانی کے لئے ایکسٹو نے بھیجا تھا"۔۔۔؟ لیڈی الشلے نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔

"ہاں!۔۔۔ اسی نے بھیجا ہے۔۔۔ وہ تمہاری تمام نقل و حرکت سے بخوبی آگاہ ہے۔۔۔ اور یہ بھی سن لو کہ اس سے کچھ چھپا نہیں رہ سکتا"۔۔۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر ایکسٹو نے تمہیں کیا حکم دیا تھا"۔۔۔؟ ترندی نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو نے کہا تھا کہ میں تم دونوں کی مختلف تومیتی جوڑی کو جلد از جلد اپنے ہیڈ کوارٹر میں دیکھنا چاہتا ہوں"۔۔۔ خاور نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"۔۔۔؟ ترندی نے پوچھا۔

"اگر تم لوگ میرے ساتھ چلنے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں وہاں پہنچا سکتا ہوں"۔۔۔ خاور نے جواب دیا۔

"نہیں۔۔۔ تم اس کا پتہ بتا دو۔۔۔ ہم خود وہاں پہنچ جائیں گے"۔ لیڈی الشلے نے کہا۔

"سوری۔۔۔ اس کا مجھے حکم نہیں ہے"۔۔۔ خاور نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تمہاری یہ جرأت ۔۔۔ کہ تم ہمارے سامنے انکار کرو ۔۔۔ تم ہمیں نہیں جانتے ۔۔۔ ہمارا تو نام سنتے ہی لوگوں کی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں"۔ لیڈی لیشلے نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہو جاتی ہوں گی" ۔۔۔ خاور نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں گہرا اطمینان تھا۔

"ڈومنکن" ۔۔۔ لیڈی لیشلے نے تیز لہجے میں مڑ کر پیچھے کھڑے ہوئے ڈومنکن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس میڈم" ۔۔۔ ڈومنکن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اسے بتاؤ کہ ہم کون ہیں" ۔۔۔ لیڈی لیشلے نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"یس میڈم" ۔۔۔ ڈومنکن نے جواب دیا اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور بڑی پھرتی سے جیب میں رکھا اور دوسری جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا۔ وہ خنجر ہاتھ میں پکڑے خاور کی طرف بڑھنے لگا۔ خاور اسی طرح اطمینان سے کاؤچ پر لیٹا ہوا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ڈومنکن کاؤچ کے قریب پہنچ کر رکا اور دوسرے لمحے اس کا خنجر والا ہاتھ تیزی سے اٹھا۔ خنجر کی نوک کا رخ خاور کی دائیں آنکھ کی طرف تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ خنجر نیچے آتا۔ خاور کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ کاؤچ سمیت بائیں طرف گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی کاؤچ اڑتا ہوا دوسری طرف کھڑے ڈومنکن سے پوری قوت سے ٹکرایا اور ڈومنکن کاؤچ کی ضرب کھا کر چیختا ہوا پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ لیڈی لیشلے اور ترمذی ابھی حیرت کے جھٹکے سے سنبھلے بھی نہ تھے کہ خاور جو رسیوں

سے آزاد ہو چکا تھا اڑتا ہوا ان دونوں سے بیک وقت ٹکرایا اور وہ دونوں ہی چیختے ہوئے پچھلی دیوار سے جا ٹکرائے۔

خاور نے بڑی پھرتی سے قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے فرش سے اٹھتے ہوئے ڈومنکن پر جا گرا۔ اس نے ڈومنکن کا بازو پکڑ کر اسے یوں فضا میں اٹھا لیا جیسے بچے کسی کھلونے کو اٹھاتے ہیں اور پھر ڈومنکن چیختا ہوا اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے لیڈی لیشلے اور ترمذی دونوں سے جا ٹکرایا اور وہ تینوں ایک بار پھر فرش پر جا گرے۔ اسی لمحے خاور نے انتہائی پھرتی سے اپنے پیر کو زور سے فرش پر مارا تو اس کے بوٹ کی ٹو سے ایک تیز چھری باہر نکل آئی۔ ڈومنکن نے اس بار جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی مگر خاور کی لات پوری قوت سے حرکت میں آئی اور ڈومنکن کی زبردست چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ خاور کے بوٹ کی ٹو میں موجود چھری پوری قوت سے ڈومنکن کی شہ رگ میں گھستی چلی گئی تھی۔

خاور نے ایک جھٹکے سے لات واپس کھینچی مگر اسی لمحے اس کا ستارہ بھی گردش میں آ گیا۔ کیونکہ ترمذی نے فرش سے ہی اچھل کر چھلانگ لگائی اور خاور جو اپنی ٹانگ کھینچ رہا تھا اس کی زد میں آ کر پشت کے بل زمین پر گرا۔ ترمذی عین اس کے اوپر گرا اور ساتھ ہی ترمذی نے پوری قوت سے خاور کی ناک پر ٹکر ماری لیکن خاور نے دوسرے لمحے اسے واپس اچھال دیا۔ لیکن اس کی ناک سے خون بہہ نکلا۔

ترمذی کو اچھالتے ہی خاور بجلی کی سی تیزی سے اٹھا مگر اسی لمحے لیڈی لیشلے نے جیب سے چھوٹا سا ریوالور نکال لیا تھا۔ اس نے خاور پر گولی چلا دی۔ لیکن خاور ایک لمحہ پہلے اپنی جگہ سے ہٹ چکا تھا۔ اور

گولی بالکل اس کے قریب سے ہو کر نکل گئی۔

پھر اس سے پہلے کہ لیڈی ایشلے دوسری گولی چلاتی، خاور نے اُلٹی قلابازی کھائی اور اس کا جسم ہوا میں اڑتا ہوا لیڈی ایشلے کی طرف بڑھا لیڈی ایشلے نے پھرتی سے ریوالور کا رُخ بدلا۔ وہ شاید اُسے فضا میں ہی مار گرانا چاہتی تھی۔ لیکن خاور تو اس وقت اپنے عروج پر تھا اس کا جسم فضا میں ہی رُخ بدل گیا اور اس بار بھی نشانہ خطا گیا اور خاور کے دونوں پیر فرش سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے ترمذی کے سینے پر اس زاویے سے پڑے کہ خاور کا باقی جسم بائیں طرف مُڑ گیا جب کہ اس کے پیروں کا رُخ دائیں طرف کو ہو گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ترمذی سینے پر ضرب کھا کر لیڈی ایشلے سے یوں ٹکرایا جیسے گیند دیوار سے ٹکراتی ہے اور دونوں کے حلق سے چیخیں نکل گئیں۔ لیڈی ایشلے کے سر کی پشت پوری قوت سے پچھلی دیوار سے جا ٹکرائی اور اس کا جسم بے حس و حرکت ہوتا چلا گیا جبکہ ترمذی منہ کے بل فرش پر گرا۔ اور خاور نے ضرب لگا کر دونوں ہاتھ فرش پر رکھے اور ایک بار پھر اس کا جسم قلابازی کھا کر فضا میں لوٹن کبوتر کی طرح پلٹا اور اس کے دونوں پیر پوری قوت سے منہ کے بل فرش پر پڑے ترمذی کی پشت پر پڑے اور اس کے ساتھ ہی خاور کا جسم سیدھا کھڑا ہوتا چلا گیا۔

ترمذی کے منہ سے زبردست چیخ نکلی اور وہ تڑپ کر سیدھا ہوا اسی لمحے خاور نے ایک اور جمپ لگایا اور اس بار اس کے دونوں پیر ترمذی کے سینے پر پڑے اور ترمذی کی چیخ کے ساتھ ساتھ سانس بھی گھٹتا چلا گیا۔ اس کا جسم خود بخود سیدھا ہوتا گیا اس کے منہ کے کنارے سے خون کی لکیر سی بہہ

نکلی۔ اب خاور ایک طرف کھڑا زور زور سے سانس لے رہا تھا۔ اس کے چہرے پر فتحمندی کے آثار موجود تھے۔ ڈومنکن ھلاک ہو چکا تھا جب کہ لیڈی ایشلے بیہوش پڑی تھی اور شاید ترمذی بھی ختم ہو چکا تھا۔

"ویل ڈن خاور۔ ویل ڈن ——— تم نے سارا گلہ شکوہ دُور کر دیا" ——— اچانک کھڑکی میں سے عمران کی آواز سنائی دی اور خاور عمران کی آواز سنتے ہی بُری طرح اچھلا۔ اس کی نظریں فوراً ہی کھڑکی کی طرف اٹھیں لیکن کھڑکی میں کوئی موجود نہ تھا۔ خاور حیرت سے دوسری کھڑکیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ اس نے عمران کی آواز واضح طور پر سُنی تھی لیکن عمران کی شکل اُسے نظر نہ آئی تھی۔ وہ یوں سر پر ہاتھ پھیرنے لگا جیسے اُسے اپنی دماغی صحت پر شک ہونے لگ گیا ہو۔ اس نے یہی سمجھا کہ مسلسل اُٹھک بیٹھک کی وجہ سے اس کے کان بجنے لگے ہوں۔ چنانچہ وہ کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اور پھر پہلی بار اُسے دروازہ دیکھ کر احساس ہوا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے اور اس نے ایک طویل سانس لیا۔ اب اُسے خیال آ رہا تھا کہ آخر کسی اور نے مداخلت کیوں نہیں کی۔

خاور تیزی سے پیچھے ہٹا اور اس نے لیڈی ایشلے والا ریوالور اٹھایا اور پھر دوبارہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کا ہینڈل دبا کر اُسے کھینچا تو بھاری دروازہ بے آواز انداز میں کھلتا چلا گیا اور وہ باہر گیلری میں آگیا۔ یہ گیلری آگے جا کر مڑ گئی تھی۔ خاور ریوالور ہاتھ میں پکڑے آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا لیکن ابھی وہ موڑ تک نہ پہنچا تھا کہ اچانک باہر سائلنسر لگے ریوالور کے ہلکے سے کھٹکے کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک انسانی چیخ بھی اُبھری اور پھر ایسا دھماکا ہوا جیسے کوئی نیچے گرا ہو۔ خاور اچھل کر

آگے بڑھا اور پھر موڑ مڑتے ہی وہ ٹھٹھک گیا۔ دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ سامنے ہاتھ میں شین گن سنبھالے عمران کھڑا مسکرا رہا تھا

"اوہ تو آپ کی اصلی آواز تھی ۔۔۔ میں سمجھا کر میرے کان بجنے لگے ہیں۔ لیکن آپ یہاں کیسے پہنچ گئے" ۔۔۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں دراصل تمہاری کارکردگی دیکھنے آیا تھا ۔۔۔ اور یقین کرو جو کام تم نے دکھایا ہے اس نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ میری محنت تم پر رائیگاں نہیں گئی ورنہ جس طرح تم آسانی سے اغوا ہو کر آئے تھے میرا دل چاہتا تھا کہ تمہیں الٹا لٹکا کر گرم پانی میں ڈبکیاں دوں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ ہمارا باس تو ہم سے کام نہیں لیتا ۔۔۔ ورنہ ہم بھی ذہین آدمی کام کے" ۔۔۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس لئے تو کام نہیں لیتا ہو گا ۔۔۔ کام کے آدمی سے کام لینا تو بہادری نہیں ۔۔۔ ہم جیسے اناڑیوں سے کام لینا ہی اصل بہادری ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور خاور بے اختیار ہنس دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ آپ نے تو سارا فلسفہ ہی الٹ دیا" ۔۔۔ خاور نے کہا۔

"باہر صرف ایک آدمی تھا اسے میں نے گرا دیا ہے ۔۔۔ میں نے سوچا کہ خاور تھک گیا ہو گا ۔۔۔ اب اس سے زیادہ کام نہ لیا جائے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے چلتا ہوا اس کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا جس میں لیڈی اینجلے، ترندی اور ڈومنگن پڑے ہوتے تھے۔

دروازہ بند تھا۔ عمران نے دروازے کو دھکیلا اور پھر سٹین گن لئے اندر پہنچ گیا۔ خاور اس کے پیچھے تھا۔ مگر اندر داخل ہوتے ہی ان دونوں کی آنکھیں

حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ بند کمرے میں صرف ڈومنگن کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ لیڈی اینجلے اور ترندی دونوں غائب تھے۔ عمران بے اختیار اپنی کھوپڑی پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ بات واقعی اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی سے بالاتر تھی۔ کمرے میں صرف اس دروازے کے علاوہ اور کوئی دروازہ نہ تھا کھڑکیاں اتنی اونچی تھیں کہ وہاں تک بغیر کسی مضبوط سہارے کے کوئی پہنچ نہ سکتا تھا۔ پھر یہ دونوں کہاں غائب ہو گئے۔

"یہ کیا ہوا ۔۔۔؟ یہ لوگ کہاں گئے" ۔۔۔ خاور کی اٹکتی ہوئی اور حیرت سے لڑکھڑاتی ہوئی آواز نکلی

"زمین نگل گئی ہو گی ۔۔۔ یا پھر تم جنوں سے لڑتے رہے ہو" ۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر عمران اور خاور دونوں نے کمرے کے فرش اور دیواروں کے ایک ایک چپے کو ٹھونک بجا کر دیکھا کہ شاید کوئی تہہ خانہ یا چور دروازہ ہو۔ کیونکہ اس کے سوا اور تو کوئی صورت ہی نہ تھی۔ لیکن ایک گھنٹے کی مسلسل کوششوں کے باوجود وہ سوئی برابر بھی رخنہ کہیں تلاش نہ کر سکے۔

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں جاسوسی چھوڑ کر علم ارواح سیکھ لینا چاہیے ورنہ یہ مجرم اگر اسی طرح روح بن کر نکل جاتے رہے تو ایک دن ہماری روح کو بھی ساتھ لے جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب! ۔۔۔ آخر یہ ہوا کیسے ۔۔۔؟ یہ کہاں گئے۔؟ ہمیں زیادہ سے زیادہ واپس آنے میں چند منٹ لگے ہوں گے" ۔۔۔ خاور نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ علم الارواح سیکھ لیں ۔۔۔ پھر پتہ چلے گا۔ آؤ"

اب بغلیں بجاتے ہوئے فی الحال واپس جائیں" ــــــ عمران نے کہا۔
"لیکن میں ایکسٹو کو کیا جواب دوں گا" ــــــ اس نے تو کبھی یقین نہیں کرنا" ــــــ خاور نے کہا۔
"مجھے گواہی میں رکھ لینا ــــــ میں حلف لے کر گواہی دوں گا۔ اتنا تو میں کر سکتا ہوں ــــ آگے ماننے یا نہ ماننے ــــ یہ ایکسٹو کی مرضی" ــــــ عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں الجھن کے شدید ترین تاثرات موجود تھے۔

"یہ کیسے ممکن ہے عمران صاحب! ــــ کہ وہ دونوں اس طرح بند کمرے سے غائب ہو جائیں" ــــــ بلیک زیرو نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔ لہجے میں حیرت کا عنصر بھی تھا۔
"اگر کہو تو باقاعدہ حلف اٹھا کر گواہی دوں" ــــــ عمران نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔
"اوہ سوری سر! ــــ میرا مقصد آپ کو جھٹلانا نہیں تھا ــــ بلکہ میں تو حیرت کا اظہار کر رہا تھا" ــــــ بلیک زیرو نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔
"تم سے زیادہ حیرت میں پہلے ہی خرچ کر چکا ہوں ــــ بہرحال وہ آدمی کہاں ہے جسے میرے فلیٹ سے لایا گیا تھا" ــــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"گیسٹ روم میں موجود ہے" ــــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔
"گیسٹ روم کی سکرین آن کرو ــــ میں اسے چیک کرنا چاہتا ہوں" ــــ

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو خاموشی سے اٹھ کر دیوار پر لگے ہوئے ایک سوئچ بورڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سوئچ بورڈ کے نچلے حصے میں لگے ہوئے ایک بٹن کو دبایا تو سوئچ بورڈ کسی ڈھکن کی طرح کھلتا چلا گیا اندر دوسرے رنگوں اور مختلف انداز کے سوئچ لگے ہوئے تھے۔ بلیک زیرو نے ایک سوئچ کو آن کیا اور ڈھکن دوبارہ برابر کر دیا۔ پھر وہ دوبارہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ اس بار اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن آن کیا تو سامنے دیوار پر بیس انچ چوڑی ایک سکرین روشن ہو گئی۔

سکرین پر چند لمحوں تک جھماکے سے ہوتے رہے۔ پھر ایک کمرے کا منظر اُبھر آیا۔ کمرے کے درمیان بوتھم فرش پر بیہوش پڑا ہوا تھا۔

"اسے اب تک ہوش نہیں آیا" ـــــ عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں نے اسے ٹی۔ ایس کی ڈبل ڈوز دے دی تھی تاکہ یہ ہوش میں آکر ہنگامہ نہ کرے" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے ـــــ چلو اسی طرح سہی ـــــ اسے آپریشن روم میں اٹھا لاؤ ـــــ ٹی۔ ایس کی ڈبل ڈوز کے بعد کام آسان ہو جائے گا" ـــــ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"سکرین آف کر دوں" ـــــ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں ـــ آف کر دو" ـــــ عمران نے کہا اور پھر وہ خود بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ بے حد اُلجھا اُلجھا دکھائی دے رہا تھا۔ شاید لیڈی ایشلے اور ترمذی کے اس طرح غائب ہو جانے سے وہ ذہنی طور پر اُلجھ گیا تھا۔

بلیک زیرو جب دروازے سے باہر نکل کر گیسٹ روم کی طرف بڑھ گیا تو عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو آپریشن روم میں داخل ہوا تو اس کے کاندھوں پر بوتھم لدا ہوا تھا۔ عمران کے اشارے پر اس نے اُسے ایک بڑی مشین کے ساتھ منسلک کاؤچ پر لٹا دیا اور عمران کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آگئے۔ اس نے مشین کے ساتھ منسلک ایک کنٹوپ کب سے نکالا اور اُسے بوتھم کے سر اور چہرے کے گرد فٹ کر دیا۔ اس کے بعد باقی تاریں بھی اس نے بوتھم کے مختلف اعضا کے ساتھ لگا دیں۔ اس کے بعد وہ مشین کے ساتھ دیوار میں نصب ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے انجکشن سیٹ نکالا۔ ایک سبز رنگ کے محلول سے پُر شیشی الماری کے ایک خفیہ خانے سے نکال کر اس نے اسے سرنج میں بھرا اور پھر اسے بوتھم کے بازو میں انجکٹ کر دیا۔ محلول اور انجکشن سیٹ واپس الماری میں رکھنے کے بعد وہ کاؤچ کے ساتھ رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور اس نے مشین کا آپریشن سوئچ آن کر دیا۔

سوئچ آن ہوتے ہی مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی اور بہت سے چھوٹے بڑے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ ڈائلوں پر سوئیاں حرکت کرنے لگیں اور مشین کے اوپر نصب ایک بڑی سی سکرین تیز جھماکے کے ساتھ روشن ہو گئی اور اس پر آڑھی ترچھی لہریں سی دوڑنے لگیں۔ عمران کی نظریں اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر تھیں۔ بلیک زیرو عمران کے پیچھے خاموش کھڑا تھا۔ وہ اس مشین کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا اس مشین کی مدد سے ٹارگٹ کے لاشعور کو بڑے اطمینان سے کھنگالا جا سکتا تھا۔

چند لمحوں بعد عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ایک اور بٹن آن کر دیا۔ اس بٹن کے آن ہوتے ہی مشین میں ہلکی سی گونج پیدا ہوئی اور اس کے

ساتھ ہی بوقم کے جسم کو جھٹکا سا لگا۔ عمران نے مشین کے ایک ہک میں پھنسا ہوا ایریل ٹائپ مائیک اتارا اور اسے ہاتھ میں اٹھا کر اس نے اس کی سائیڈ پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

"تمہارا نام" —— ؟ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے سکرین پر انگریزی میں بوقم اینڈریو کے الفاظ ابھر آئے۔ بوقم کا شعور سو چکا تھا اور عمران کا رابطہ اب براہ راست اس کے لاشعور سے ہو گیا تھا۔

"قومیت" —— ؟ عمران نے سوال کیا۔

"پرتگش" —— جواب ملا۔

"کس تنظیم سے متعلق ہو" —— ؟ عمران مسلسل سوال کئے جا رہا تھا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں جہاں بوقم کا لاشعور جواب دے رہا تھا۔

"پاورلینڈ" —— جواب دیا گیا۔

"کب سے پاورلینڈ سے متعلق ہو" —— ؟

"چھ سال سے —— جب سے پاورلینڈ قائم ہوئی ہے"۔

"پاورلینڈ کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے" —— ؟

"جزائر فن لینڈ کے شمال مشرق میں" —— بوقم نے جواب دیا۔

"پاورلینڈ کے منصوبے کیا ہیں" —— ؟ عمران نے زور دے کر پوچھا۔

"پوری دنیا پر حکومت —— ایسی حکومت جس میں زوال نہ ہو" —— جواب دیا گیا اور عمران نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے اسے پہلے سے ہی اس جواب کی توقع ہو۔

"اس کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے" —— ؟ عمران نے

سوال کیا۔

"سائنسی برتری کی مدد سے۔ پاورلینڈ کی جدید ترین لیبارٹریوں میں ایسے ہتھیار بنائے جا رہے ہیں جو دنیا کو پاورلینڈ کے قدموں میں گرنے پر مجبور کر دیں گے —— انتہائی خوفناک اور جدید ترین ہتھیار —— جن کا تصور بھی عام دنیا کے سائنسدان نہیں کر سکتے" —— بوقم نے جواب دیا۔

"پاکیشیائی سائنسدانوں کو اغوا کر کے کہاں پہنچایا گیا ہے" —— ؟ عمران نے پوچھا۔

"پاورلینڈ میں" —— بوقم نے مختصر سا جواب دیا۔

"ان سے کیا کام لیا جائے گا" —— ؟ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سوال کیا۔

"ایک نیا ہتھیار بنایا جا رہا ہے —— جسے ای بم کہا جا رہا ہے۔ اس بم کے تیار ہونے کے بعد پاورلینڈ ایک لمحے میں پوری دنیا کے افراد کے ذہن اپنے حق میں تبدیل کر سکتا ہے —— پوری دنیا اس بم کے استعمال کے بعد پاورلینڈ کی ذہنی غلام بن جائے گی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے" —— بوقم نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاورلینڈ کا مکمل حدود اربعہ —— اس تک پہنچنے کے راستے اور اس کے حفاظتی انتظامات کی تفصیلات بتاؤ" —— ؟ عمران نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"پاورلینڈ جزائر فن لینڈ کے شمال مشرق میں ہے —— اس تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں —— اور یہ ناقابل تسخیر ہے" —— بوقم نے جواب دیا۔

"تفصیل بتاؤ" ـــــ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تفصیل صرف ڈائریکٹران کو معلوم ہے اور بس" ـــ بوتھم نے جواب دیا۔

"تم وہاں کیسے آتے جاتے ہو" ـــــ ؟ عمران نے اب دوسرے رُخ سے سوال کیا۔

"مجھے نہیں معلوم ـ مجھے تو بس بوتھ میں داخل ہونا ہوتا ہے اور پھر پاورلینڈ آجاتا ہے" ـــ بوتھم نے جواب دیا۔

"بوتھ میں داخل ہونا ہوتا ہے ـ کیا مطلب" ـــــ ؟ عمران نے الجھ کر پوچھا۔

"فن لینڈ میں بڑے فون بوتھ موجود ہیں ـ جہاں ٹیلیفون کے لئے داخل ہونے کے بعد پاورلینڈ کا آدمی پاورلینڈ کا نام منہ سے ادا کرتا ہے اور اس کے بعد وہ پاورلینڈ میں موجود ہوتا ہے" ـ ـــ بوتھم نے جواب دیا۔

"پاورلینڈ کا آدمی ـــ کیا مطلب" ـــــ ؟ عمران نے تعجب بھرے لہجے میں پوچھا۔

"پاورلینڈ کا شہری ـــ صرف وہی ٹرانسمٹ ہو سکتا ہے اس کے جسم میں ایسی ریز ڈال دی جاتی ہیں ـ دوسرا آدمی ٹرانسمٹ نہیں ہو سکتا" ـ بوتھم نے جواب دیا۔

"تو کیا انسان بھی ٹرانسمٹ ہو سکتے ہیں" ـــ ؟ عمران کے چہرے پر حیرت کے واضح آثار موجود تھے۔

"ہاں ـــ یہ پاورلینڈ کی خصوصی ایجاد ہے ـــ جس طرح آواز ٹرانسمٹ ہو کر ریڈیو اور دوسرے آلات پر سنائی دیتی ہے اور تصویر ٹرانسمٹ ہو کر ٹیلی ویژن پر دکھائی دیتی ہے۔ اس طرح انسان بھی بجلی کی لہروں میں تبدیل ہو کر وہاں پہنچ جاتا ہے" ـــــ بوتھم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران یوں سر ہلانے لگا جیسے اب اصل بات اس کی سمجھ میں آئی ہو۔

"کیا ان بوتھ سے ہٹ کر بھی ٹرانسمشن ہو سکتی ہے" ـ ـ ؟ عمران نے چند لمحوں تک سوچنے کے بعد پوچھا۔

"ڈائریکٹران اپنے آپ کو خود بغیر کسی آلے کے ٹرانسمٹ کر سکتے ہیں۔ باقی کے لئے وہ جب چاہیں انہیں ٹرانسمٹ کر سکتے ہیں" ـــ بوتھم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ـــ سوئی ڈینجر تک پہنچ چکی ہے" ـــ اچانک پیچھے کھڑے بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ اچھا ـ بند کرو ـ ایسا نہ ہو کہ اس کا دماغ ہی پھٹ جائے" عمران نے مائیک آف کرتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو تیزی سے مشین کی طرف بڑھا اور پھر اس نے مشین بند کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک مشین میں ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور مشین خودبخود بند ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی عمران اور بلیک زیرو یہ دیکھ کر حیرت سے اچھل پڑے کہ اچانک کاؤچ پر پڑا ہوا بوتھم غائب ہو گیا تھا۔ اس کے سر پر موجود کنٹوپ اب کاؤچ پر پڑا تھا اور جسم کے دوسرے حصوں سے لپٹی ہوئی تاریں کاؤچ سے نیچے لٹک رہی تھیں۔

"اوہ ـ یہ کہاں گیا" ـــ ؟ بلیک زیرو کی تعجب بھری آواز سنائی دی۔

"ٹرانسمٹ ہو گیا ہے ـــ یار ـ طریقہ تو خوب نکالا ہے انہوں نے۔ نہ ریل کے سفر کی تکلیف ـــ نہ ہوائی جہاز کے ایئر لاک کے دھکے ـــ نہ بسوں کے دھکے ـــ بس بیٹھے بیٹھے اور لیٹے لیٹے ٹرانسمٹ ہو جاؤ۔ واہ مزہ

آگیا" ــــ عمران نے چہکتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو چونک کر عمران کو دیکھنے لگا۔ عمران کے الجھے اور سنجیدہ چہرے پر ایک بار پھر وہی ازلی شگفتگی اور زندہ دلی لوٹ آئی تھی۔ شاید ترمذی اور لیڈی ایشلے کے غائب ہونے سے جو بوجھ اس کے ذہن پر پڑا تھا اب اس کی وجہ پتہ چل جانے کے بعد وہ بوجھ اتر گیا تھا۔

"ویسے ہے تو حیرت انگیز ــــ اس کا مطلب تو ہے کہ آپریشن روم تک وہ آسانی سے پہنچ سکتے ہیں" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ بات نہیں ــــ بوتھم نے بتایا تھا کہ پاورلینڈ کے ہر شہری کے جسم میں وہ ریز داخل کر دیتے ہیں اس لئے جب چاہیں وہ انہیں ٹرانسمٹ کر سکتے ہیں" عمران نے واپس میٹنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یہ تو اچھا ہوا کہ بڑی دیر بعد انہیں ٹرانسمٹ کرنے کا خیال آیا۔ ورنہ یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ وہ گیسٹ روم سے ہی ٹرانسمٹ ہو جاتا اور آپ میری گردن پکڑ لیتے" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہاری گردن سے تو مجھے معلومات نہ مل سکتی تھیں ــــ کم از کم بنیادی معلومات تو مل ہی گئی ہیں۔ ویسے بھی بوتھم اب ہمارے لئے بیکار تھا۔ خوامخواہ ہلاک کرنا پڑتا۔ خود ہی دفع ہو گیا" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے" ــــ میٹنگ روم میں پہنچنے کے بعد بلیک زیرو نے پوچھا۔

"فی الحال تو میں سونا چاہتا ہوں۔ شاید خواب میں پاورلینڈ کا محل وقوع نظر آجائے۔ دعا کرنا" ــــ عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا رہ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران ابھی کچھ بتانا نہ چاہتا ہے۔

انتہائی خوبصورت انداز میں سجے ہوئے کمرے کے درمیان بیڈ پر ترمذی پڑا ہوا تھا۔ اس کا پورا جسم پٹیوں سے لپٹا ہوا تھا۔ البتہ اس کی آنکھیں اور چہرہ کھلا ہوا تھا۔ اور وہ ہوش میں تھا۔

لیڈی ایشلے کمرے میں بھوکی شیرنی کے سے انداز میں بڑی بے چینی سے ٹہل رہی تھی۔ اس کا چہرہ غصے اور جھنجلاہٹ کی شدت سے مسخ ہو چکا تھا۔

"میں پورے ملک کو بموں سے اڑا دوں گی ــــ میں پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گی" ــــ لیڈی ایشلے نے انتہائی غصیلے انداز میں دانت پیستے ہوئے کہا۔

"تم نے پہلے بھی حماقت کی تھی ــــ اور اب بھی حماقت کرو گی" ــــ ترمذی نے کمزور سی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے حماقت کی ہے ــــ وہ کیسے" ــــ لیڈی ایشلے نے غصیلے لہجے میں کہا اور بیڈ کے ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"دیکھو ڈیئر! ——— یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے کہ ایک آدمی کے لئے پاور لینڈ کے دو ٹو ائر یکٹرز بغیر کسی تیاری کے وہاں پہنچ گئے ——— ہماری تنظیم اتنی بڑی ہے کہ ہمارے ایک اشارے پر حکومتوں کے تختے الٹ سکتے ہیں۔ پھر کیا ضرورت تھی کہ ہم دونوں وہاں بھاگے چلے جاتے" ——— ترمذی نے جواب دیا۔

"تمہاری بات درست ہے ترمذی! ——— واقعی مجھ سے حماقت ہوئی ہے۔ میں تو دراصل ہنری مالکم کے کہنے پہ چلی گئی تھی ——— ہنری مالکم نے کہا تھا۔ یہ شخص عمران دنیا کا خطرناک ترین انسان ہے" ——— لیڈی ایشلے نے قدرے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"اور ہے بھی ایسا ہی ——— اب تم خود اندازہ کرو کہ ایک آدمی جو وہاں کی سیکرٹ سروس کا ممبر ہے، بندھا ہوا ہمارے سامنے پڑا ہے ——— اس کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے ——— لیکن جب وہ حرکت میں آتا ہے تو ڈوشکن فنکل ہو جاتا ہے ——— میں سر نے کے قریب پہنچ جاتا ہوں ——— تم ریوالور رکھنے کے باوجود ناکارہ ہو جاتی ہو ——— یہ صرف ایک آدمی کی کارکردگی ہے جو صرف سیکرٹ سروس کا عام سا ممبر ہے ——— اور اب تم خود اندازہ کرو۔ اگر تمہیں اچانک وژن نہ آجاتا اور تم اپنے آپ کو اور مجھے ٹرانسمٹ کر کے یہاں نہ لے آتیں تو ہمارا کیا حشر ہوتا ——— پاور لینڈ جو دنیا پر حکومت کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ ایک پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس کے عام سے ممبر کے ہاتھوں ختم ہو چکا ہوتا" ——— ترمذی نے بڑبڑانے کے سے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ——— واقعی یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں ——— انتہائی خطرناک ——— میرے تصور سے بھی کہیں زیادہ خطرناک ——— ہنری مالکم سچ کہتا ہے۔ اب مجھے ہنری کی باتوں پر یقین آگیا ہے" ——— لیڈی ایشلے نے ڈھیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اب تم غصے میں آکر ایک اور حماقت کرنے چلی ہو ——— تم پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ بجانا چاہتی ہو ——— اس سے کیا ہوگا۔ ہم ایک فضول مشن میں الجھ جائیں گے ——— ہمارے اصل منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے ——— ہمیں کیا ضرورت ہے ان سے الجھنے کی ——— جو سائنسدان ہمیں چاہئے تھے وہ ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں ——— اور یہ لوگ چاہے کتنے ہی ذہین ہوں پاور لینڈ میں داخل ہو نہیں سکتے تو پھر ———؟" ترمذی نے جواب دیا۔ وہ دراصل فطرتاً انتہائی ٹھنڈے مزاج کا آدمی تھا۔ اور چونکہ بنیادی طور پر کاروباری آدمی تھا۔ اس لئے ہر معاملے کو وہ جمع دو چار کے انداز میں سوچنے کا عادی تھا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کیا ہم انتقام نہ لیں ——— پاکیشیا کو بھول جائیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا ——— یہ میری فطرت کے خلاف ہے ——— میں تو ان کی بوٹیاں کتوں سے نچوانا چاہتی ہوں" ——— لیڈی ایشلے نے بھڑک کر جواب دیا۔

"لے لو انتقام ——— کسی پارٹی کو اشارہ کر دو۔ وہ ہماری طرف سے انتقام لے لے گی ——— پاور لینڈ کے پاس ہزاروں کی تعداد میں نامی گرامی مجرم، پیشہ ور قاتل پل رہے ہیں ——— آخر وہ کب کام آئیں گے" ——— ترمذی نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ لیڈی ایشلے کوئی جواب دیتی، ایک لمبا تڑنگا اور قوی ہیکل جسم والا آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے کاؤ بوائے انداز کا لباس

پہنا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر خشونت کے آثار واضح تھے۔

"کیا ہوا ہنری! ــــ بوتھم کا پتہ چلا" ــــ؟ لیڈی ایشلے نے آنے والے کو دیکھتے ہی چونک کر کہا۔

"ہاں! ــــ نہ صرف پتہ چل گیا ہے بلکہ میں نے اُسے ٹرانسمٹ بھی کرا لیا ہے۔ ابھی وہ قرنطینہ میں پڑا ہے ــــ تھوڑی دیر بعد یہاں پہنچ جائے گا" ــــ ہنری نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمہارا کیا حال ہے ترمذی! ــــ تمہاری قسمت اچھی تھی کہ تم بچ نکلے ورنہ جس حالت میں تم پہنچے تھے، تمہاری زندگی محال تھی" ــــ ہنری نے بیڈ پر پڑے ہوئے ترمذی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"واقعی ہنری! ــــ میں خود حیران ہوں کہ میں آخر بچ کیسے گیا ہوں۔ بہرحال شکریہ" ــــ ترمذی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ لیڈی ایشلے کا ادا کرو ــــ جو بروقت تمہیں لے آئی ہے" ــــ ہنری نے ہنستے ہوئے کہا اور ترمذی بھی ہنس پڑا۔

"اب یہ محترمہ تو خار کھائے بیٹھی ہیں ــــ کہتی ہیں کہ میں پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گی ــــ پورے پاکیشیا کو بموں سے اڑا دوں گی۔ اور میں اسے سمجھا رہا ہوں کہ ہمیں براہِ راست ان جھگڑوں میں ملوث ہونے کی ضرورت نہیں ہے ــــ ہمارے آدمی سب کام سنبھال لیں گے" ــــ ترمذی نے کہا۔

"میں مادام کے جذبات اچھی طرح سمجھتا ہوں ــــ میرا بھی یہی حشر ہوا تھا۔ جی چاہتا تھا کہ یا عمران کی بوٹیاں نوچ ڈالوں ــــ یا خودکشی کر لوں ــــ

بڑی مشکل سے میں نے اپنے آپ کو سنبھالا تھا" ــــ ہنری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران کی بات مت کرو ــــ اُسے تو بوتھم نے ختم کر دیا ہوگا۔ ہمیں تو اس کی سیکرٹ سروس نے پریشان کر دیا ہے" ــــ لیڈی ایشلے نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کی بھول ہے مادام! ــــ عمران اگر بوتھم جیسے آدمیوں کے بس کا ہوتا تو اب تک کروڑوں بار مر چکا ہوتا۔ بوتھم کی تو حیثیت ہی کچھ نہیں ہے بڑے بڑے نامور مجرم اس کا بال بیکا نہیں کر سکے ــــ اور رہی پاکیشیا کی سیکرٹ سروس ــــ تو وہ پوری دنیا میں سب سے خطرناک تنظیم سمجھی جاتی ہے اور آپ کو علم ہونا چاہئے کہ اس کا روحِ رواں بھی عمران ہے کیونکہ سیکرٹ سروس کا سربراہ ایکسٹو کبھی کسی کے سامنے نہیں آیا ــــ اور نہ ہی وہ کبھی فیلڈ میں کام کرتا ہے" ــــ ہنری مالکم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ہم آخر انتقام کیسے لے سکتے ہیں ــــ؟ کیا پاور لینڈ ایک پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہو کر دبک کر بیٹھ جائے" ــــ لیڈی ایشلے نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"بہتر تو یہی ہے کہ ہم انہیں نہ چھیڑتے ــــ لیکن اب صورت حال بدل چکی ہے ــــ اب یقیناً سیکرٹ سروس اور عمران پاور لینڈ کی راہ پر لگ چکا ہوگا۔ اب آپ خاموش بھی ہو جائیں تو وہ خاموش نہیں بیٹھے گا ــــ وہ اب پاور لینڈ کا تہہ تک پیچھا کرے گا۔ یہ اس کی فطرت ہے" ــــ ہنری مالکم نے جواب دیا۔

"کیا کہہ رہے ہو ہنری! ــــ تم پاور لینڈ کے ڈائریکٹر ہو کر ایسی باتیں

کر رہے ہو — پاورلینڈ کی توہین کر رہے ہو" —— لیڈی ایشلے اسی پر چڑھ دوڑی۔

"حقیقت بیان کر رہا ہوں مادام! —— جذبات میں آنے کی ضرورت نہیں ہے —— ایسا نہ ہو کہ جذبات میں آکر ہم اپنا سب کیا کرایا ختم کر بیٹھیں ہمیں اب سنجیدگی سے اس مسئلے سے نمٹنا ہوگا کوئی خاص منصوبہ اور پلاننگ بنا کر" —— ہنری نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہنری درست کہہ رہا ہے ڈیئر! —— ہمیں ان چھوٹے چھوٹے مسائل میں الجھنے کی بجائے بڑے مشن پر نظر رکھنی چاہیئے" —— ترمذی نے ہنری کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے اب چین نہیں آسکتا جب تک میں انتقام نہ لے لوں۔ بھرپور اور خوفناک انتقام —— اس کے لئے طریقہ کار کیا ہونا چاہیئے۔ اس سے مجھے غرض نہیں —— لیکن بغیر انتقام لئے میں نہیں رہ سکتی۔ مجھے ایک لمحہ بھی چین نہیں آئے گا" —— لیڈی ایشلے نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"مادام! — انتقام والی بات آپ مجھ پر چھوڑ دیں —— میرا بھی پرانا حساب عمران کے ساتھ موجود ہے —— میں خود اس کا منصوبہ بتا دوں گا" — ہنری نے اُسے ٹالنے کے لئے کہا۔

"نہیں! —— مجھے پتہ ہونا چاہیئے کہ کیا ہو رہا ہے تاکہ مجھے تسکین ہوتی رہے" —— لیڈی ایشلے نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

"ہنری! —— اب یہ باز نہیں آئے گی — بہتر یہی ہے کہ اس کا کام کر ہی دو —— کوئی ایسا منصوبہ بناؤ کہ اس کا انتقام بھرپور انداز میں پورا ہو سکے"۔ ترمذی نے ہنری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے —— واقعی اب یہ ضروری ہو گیا ہے۔ ورنہ مادام کو چین نہیں آئے گا" —— ہنری نے ہنستے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ لیڈی ایشلے اس کی بات کا جواب دیتی، دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

"یس کم ان" —— ہنری نے اونچی آواز میں کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور بوتھم سر جھکائے اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ زرد پڑا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے جسم سے تمام خون نچوڑ لیا گیا ہو۔

"تمہارے ساتھ کیا ہوا بوتھم —— ؟ کیا عمران قتل ہو گیا ہے" —— لیڈی ایشلے نے بوتھم کو دیکھتے ہی چیخ کر کہا۔

"سوری مادام! —— مجھ سے صرف اتنی غلطی ہوئی کہ میں نے دروازہ کھلتے ہی اُسے گولی نہیں مار دی۔ بلکہ تصدیق کرنے لگا —— اور پھر میرے ستارے گردش میں آگئے —— وہ مافوق الفطرت قوتوں کا مالک ہے مادام۔ —— اس نے مجھ پر قابو پا لیا" —— بوتھم نے سر جھکائے ہوئے کمزور سے لہجے میں کہا۔

"اس نے تم سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہوگی" — ہنری نے سخت لہجے میں کہا۔

"اُسے معلومات حاصل کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی — اُسے مادام اور مسٹر ترمذی کے متعلق پوری معلومات حاصل تھیں —— اُسے معلوم تھا کہ پاورلینڈ کیا ہے —— اُسے یہ بھی معلوم تھا کہ مادام اور مسٹر ترمذی ہوٹل سلور سینڈ میں موجود ہیں۔ وہ صرف پاورلینڈ کا حدود اربعہ جاننا چاہتا تھا" —— بوتھم نے جواب دیا۔

"اُسے وہاں ہماری موجودگی کا علم تھا —— یہ کیسے ہو سکتا ہے —— ؟

لیڈی لیشلے کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"جس کا نام عمران ہے مادام! ۔۔۔ اس کے لئے کوئی چیز ناممکن نہیں ہے۔ اس کے اشارے سے پر سیکرٹ سروس آپ کے پیچھے لگی ہوگی اور اگر آپ ٹرانسمٹ نہ ہو جاتے تو یقیناً وہ آپ کو اپنے ہیڈ کوارٹر لے جاتا۔ اور پھر مسٹر ترمذی کے میک اپ میں وہ پاور لینڈ پہنچ جاتا۔ اور سیکرٹ سروس کی کوئی رکن مادام کے میک اپ میں یہاں پہنچ جاتی ۔۔۔ بوتھم کے میک اپ میں بھی ان کا ایک آدمی ہوتا ۔۔۔ باقی آپ خود اندازہ لگا لیجئے کہ ان کی یہاں موجودگی کے بعد پاور لینڈ کے ساتھ کیا ہوتا" ۔۔۔ ہنری نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ واقعی یہ تو بڑا اچھا ایک منصوبہ ہوتا ۔۔۔ پاور لینڈ تو تباہ ہو جاتا ۔۔۔ لیکن تم جانتے ہو کہ ٹرانسمٹ ہوئے بغیر پاور لینڈ میں کوئی بھی داخل نہیں ہو سکتا اور ٹرانسمٹ صرف پاور لینڈ کے شہری ہی ہو سکتے ہیں" ۔۔۔ لیڈی لیشلے نے جواب دیا۔

"میں نے تو ایک بات بتائی ہے ۔۔۔ عمران کے کام کرنے کا ایک طریقہ کار بتایا ہے ۔۔۔ بہرحال یہ اچھا ہوا کہ اس کے پنجے سے سب نکل آئے ہیں۔ اب اس کے خلاف زیادہ بہتر انداز میں کام کیا جا سکتا ہے" ۔۔۔ ہنری نے کہا۔

"بوتھم تم مشن میں ناکام رہے ہو ۔۔۔ اور تمہیں پتہ ہے کہ پاور لینڈ کے اصولوں کے مطابق ناکامی کی کیا سزا ہے" ۔۔۔ لیڈی لیشلے نے انتہائی کرخت لہجے میں براہ راست بوتھم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس میڈم! ۔۔۔ مجھے اپنی غلطی کا اعتراف ہے اور میں اس کی سزا

بھگتنے کے لئے تیار ہوں" ۔۔۔ بوتھم نے سر جھکاتے ہوئے بڑے مضبوط لہجے میں کہا۔

"میڈم! ۔۔۔ اس ناکامی میں بوتھم کا کوئی قصور نہیں ہے ۔۔۔ اگر اس کی جگہ میں بھی ہوتا تب بھی شاید ناکام رہ جاتا۔ اس لئے اسے ایک بار معافی دی جا سکتی ہے" ۔۔۔ ہنری مالکم نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈیئر! ۔۔۔ بوتھم ہمارا قیمتی آدمی ہے۔ اسے ایک بار معافی دی جا سکتی ہے ۔۔۔ میں ہنری کی تائید کرتا ہوں" ۔۔۔ ہیڈ پر بیٹھے ہوئے ترمذی نے فوراً ہی ہنری کی تائید کرتے ہوئے کہا اور دو ڈائریکٹران کا فیصلہ اپنے حق میں پا کر بوتھم کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا کیونکہ پاور لینڈ کے قوانین کے مطابق دو ڈائریکٹران کا فیصلہ حتمی ہوتا ہے۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ چونکہ دو ڈائریکٹران نے تمہارے حق میں فیصلہ دے دیا ہے اس لئے تمہیں معافی دی جا رہی ہے لیکن یہ قانون بھی تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ دوسری بار غلطی پر تینوں ڈائریکٹران مل کر بھی تمہیں نہیں بچا سکتے" ۔۔۔ لیڈی لیشلے نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ انتہائی کرخت تھا۔

"میں آپ کا مشکور ہوں مادام! ۔۔۔ مسٹر ترمذی اور مسٹر ہنری میں آئندہ آپ کے اعتماد کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچاؤں گا" ۔۔۔ بوتھم نے تشکر کے انداز میں رکوع کے بل جھکتے ہوئے جواب دیا۔

"اب تم جا سکتے ہو اور سپیشل لیبارٹری میں اپنا عہدہ واپس سنبھال لو۔ اب تم نے بغیر اجازت پاور لینڈ سے باہر نہیں جانا" ۔۔۔ لیڈی لیشلے نے دوسرا حکم دیتے ہوئے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہوگی مادام" ۔۔۔ بوتھم نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر

جلدی جلدی قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"اب مزید کیا پروگرام ہے ۔۔۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کو جلد از جلد اپنے قدموں میں دیکھنا چاہتی ہوں" ۔۔۔ بوتھم کے جاتے ہی لیڈی ایشلے نے کہا۔

"تو پھر صبر بھی کرو ۔۔۔ تم تو ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ گئی ہو" ۔۔۔ ترمذی نے اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو ترمذی! ۔۔۔ یہ میری فطرت ہے کہ میں دشمن کو اس دنیا میں زیادہ سانس لینے کی مہلت دینا اپنی توہین سمجھتی ہوں ۔۔۔ اگر تم دونوں اس معاملے میں میرا ساتھ نہیں دینا چاہتے تو میں اپنے طور پر اقدامات کروں گی۔ بہرحال میں اس وقت تک چین سے نہ بیٹھوں گی جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کو تہس نہس نہ کر دوں ۔۔۔ ان کی لاشوں کی بوٹیاں نہ اڑا دوں" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے انتہائی غضیلے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ بھوکی شیرنی کی طرح غضبناک ہو گیا تھا۔ آنکھوں میں درندگی اتر آئی تھی۔

"ٹھیک ہے مادام! ۔۔۔ میں آپ کے جذبات سمجھتا ہوں ۔۔۔ ہم ابھی ایک خصوصی ٹیم تشکیل دے کر پاکیشیا بھیج دیتے ہیں۔ وہ اپنا مشن مکمل کر کے آجائے گی" ۔۔۔ ہنری نے اس کی کیفیت سے متاثر ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ۔۔۔ میں ساتھ جاؤں گی ۔۔۔ میں صرف چیک کروں گی۔ میں ایک ایک لمحے کی رپورٹ خود سننا چاہتی ہوں" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے حتمی لہجے میں کہا۔

"تو پھر ہنری بھی تمہارے ساتھ جائے گا ۔۔۔ کیونکہ اسے ان لوگوں سے واقفیت ہے ۔۔۔ میں بھی جاتا لیکن میرا حال تم دیکھ رہی ہو" ۔۔۔

ترمذی نے فوراً ہی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے تمہارا جانا نہیں ہو سکتا ۔۔۔ ہنری! ۔۔۔ کیا تم تیار ہو" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے ہنری کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری مادام! ۔۔۔ میں پاور لینڈ کے ای بم کے منصوبے میں اس طرح پھنسا ہوا ہوں کہ میری وہاں سے غیر حاضری پاور لینڈ کو زبردست نقصان پہنچا سکتی ہے ۔۔۔ البتہ میری نمائندگی میرا نمبر ٹو ولسن کرے گا۔ وہ انتہائی منجھا ہوا آدمی ہے اور وہ بھی میرے ساتھ پاکیشیا کی مہم میں شامل تھا" ۔۔۔ ہنری نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"او کے! ۔۔۔ میں خود بھی یہی چاہتی تھی کہ میں خود آزادی سے کام کروں"۔ لیڈی ایشلے نے انتہائی مطمئن اور پُرمسرت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ چاہتی ہی یہی تھی کہ پاکیشیا کے خلاف آزادی سے کام کر سکے۔

"ہنری! ۔۔۔ اگر تم چلے جاتے تو بہتر تھا۔ مجھے فکر نہ رہتی" ۔۔۔ ترمذی نے دبے لہجے میں احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ڈیئر! ۔۔۔ تم مجھے کیا سمجھتے ہو ۔۔۔ میں نے ایسے کھیل ہزاروں بار کھیلے ہوئے ہیں۔ تم دیکھنا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس عمران کا کیا حشر کرتی ہوں ۔۔۔ انہیں زمین پر پناہ نہیں ملے گی ۔۔۔ وہ بلبلائیں گے ۔۔۔ فریاد کریں گے لیکن انہیں موت نہیں آئے گی" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے بڑے غضیلے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ترمذی نے یہ کہہ کر اس کی توہین کی ہو۔

"ٹھیک ہے جیسے تم مناسب سمجھو ۔۔۔ بہرحال اپنی کارکردگی سے

"ہمیں مطلع کرتے رہنا" ۔۔۔ ترمذی نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"او کے" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ہنری بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"مادام! ۔۔۔ کیا میں آپ کو کوئی ٹیم دوں ۔۔۔ یا اپنے طور پر آپ ٹیم بنائیں گی ۔۔۔ بہرحال کچھ بھی کریں میری درخواست ہے کہ ولسن کو اپنے ماتحت کے طور پر ضرور ساتھ لے جائیں۔ وہ آپ کے لئے انتہائی مفید رہے گا" ۔۔۔ ہنری نے کہا۔

"تم خود ٹیم بناؤ ۔۔۔ ولسن کو اس کا سربراہ بنا دو ۔۔۔ میں تو صرف منصوبہ بندی اور چیکنگ کروں گی ۔۔۔ ضرورت پڑی تو براہ راست ملوث ہوں گی ورنہ نہیں" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے جواب دیا۔

"او کے! ۔۔۔ میں ایسی ٹیم بھیجوں گا کہ آپ اس کی کارکردگی دیکھ کر حیران رہ جائیں گی" ۔۔۔ ہنری نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

عمران سر سلطان کے دفتر میں میز پر دنیا کا تفصیلی نقشہ پھیلائے بیٹھا ہوا تھا۔ سر سلطان بھی نقشے پر جھکے ہوئے تھے۔ عمران کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی پنسل تھی۔ اس نے پنسل سے جزائر فن لینڈ کے گرد دائرہ سا لگایا اور اس کے بعد وہ اس کے شمال مشرق کی طرف سرخ رنگ کی لکیر کھینچتا چلا گیا۔

"اس طرف تو انتہائی دشوار گزار پہاڑی سلسلہ ہے جہاں سرے سے کوئی آبادی نہیں ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے نقشے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو یہاں دنیا کو تباہ کرنے کے لئے انتہائی خوفناک ہتھیار تیار ہو رہے ہیں ۔۔۔ اب آپ خود سوچیں کہ اگر واقعی اس بم والا آئیڈیا درست ہے۔ اس میں سے نکلنے والی مخصوص لہریں پوری دنیا کے انسانوں کے ذہن پلٹ سکتی ہیں تو پھر اس کے بعد کیا ہوگا ۔۔۔ پوری دنیا پر مجرموں کی بلاشرکت غیرے حکومت ہوگی اور وہ تا ابد کھل کھیلیں گے" ۔۔۔ عمران

نے بڑے جذباتی انداز میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے عمران بیٹے — میں تمہارے جذبات کو سمجھتا ہوں لیکن صدر مملکت اس بات کو یوں نہیں لیتے — ان کا فرمانا ہے کہ جب دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں خاموش ہیں تو ہم ان بھیڑوں کے چھتے کو کیوں چھیڑیں — جب یہ لوگ پر پرزے نکالیں گے تو پھر دیکھا جائے گا" — سر سلطان نے معذرت بھرے انداز میں کہا۔

"ہوں! — لیکن وہ ہمارے سائنسدان — ان کا کیا ہوگا" — عمران نے بڑے طنزیہ انداز میں ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

"وہ چاہتے ہیں کہ یہ سائنسدان واپس آجائیں لیکن وہ اس کے لئے اتنے بڑے آپریشن کی اجازت دینے پر تیار نہیں ہیں جس کی جوابی کارروائی میں ملک کی سلامتی خطرے میں پڑ جائے۔ کیونکہ پاور لینڈ اگر واقعی اتنی طاقتور تنظیم ہے تو پھر اس کا پہلا نشانہ پاکیشیا بھی بن سکتا ہے" سر سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

عمران نے سر سلطان کو تمام تفصیل بتانے کے بعد ان سے درخواست کی تھی کہ وہ صدر مملکت سے پاور لینڈ کے خلاف آپریشن کرنے کی رسمی اجازت لے لیں کیونکہ بہرحال سیکرٹ سروس کے لئے بھی کچھ قانونی تقاضے موجود تھے۔ وہ ملک سے باہر کسی بڑے آپریشن پر جانے سے پہلے سر سلطان اور صدر مملکت کی متفقہ منظوری کے پابند تھے۔ اور صدر مملکت نے اب سرکاری طور پر پاور لینڈ کے خلاف آپریشن کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا۔ ظاہر ہے سر سلطان نے انہیں بے حد سمجھایا ہوگا لیکن صدر مملکت کی نظر میں پورے ملک کی سلامتی تھی۔ وہ جذباتی اقدامات کے

قائل نہ تھے۔

"تو ٹھیک ہے۔ میں اپنے طور پر اس مہم پر چلا جاتا ہوں — ذاتی طور پر" — عمران نے نقشے کو لپیٹتے ہوئے کہا۔

"اس کی میں تمہیں اجازت نہیں دوں گا — تم ایک ذمہ دار آدمی ہو۔ اگر تم نے قانونی تقاضوں کی خلاف ورزی کی تو یہ تمہارے وقار کے خلاف ہوگا" — سر سلطان نے سخت لہجے میں کہا۔ وہ شاید خود بھی لاشعوری طور پر پاور لینڈ سے خوفزدہ تھے۔

"ایکسٹو تو یہیں رہے گا — عمران جائے گا اور ٹیم بھی یہیں رہے گی — میں ٹائیگر، جوانا، جوزف اور سلیمان کو ساتھ لے جاؤں گا۔ ہم پاور لینڈ کے لئے اتنے ہی کافی ہیں — آپ بے فکر رہیں۔ بہرحال پاور لینڈ میرے پنجے میں آ نکلی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ عمران کے نقطہ نظر سے یہ اس کی توہین ہے" — عمران نے سخت لہجے میں کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"سنو! — ایک دو روز رک جاؤ — میں ایک بار پھر کوشش کروں گا۔ ہو سکتا ہے کہ میں صدر مملکت کو منوا لوں۔ پھر تم پوری ٹیم لے کر چلے جانا — ورنہ تمہاری مرضی۔ تم جس طرح مناسب سمجھنا کرنا" — سر سلطان نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ ایک دو روز کی بات کر رہے ہیں — مجھے تمام انتظامات کرنے میں ایک ہفتہ لگے گا۔ اس لئے ایک ہفتے تک آپ کو کھلی چھٹی ہے۔ اگر صدر مملکت مان جائیں تو مجھے فون کر دینا۔ میں اپنا پروگرام بدل لوں گا۔ ورنہ دوسری صورت میں ایک ہفتے بعد میں مشن پر چلا جاؤں گا" — عمران نے کہا اور

سر سلطان نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔ ایک ہفتے تک ان کے لئے خاصی مہلت تھی اور انہیں یقین تھا کہ وہ صدر مملکت کو اس مشن کی اجازت دینے پر آمادہ کر لیں گے۔

عمران نقشہ جیب میں ڈالے سر سلطان کو خدا حافظ کہہ کر تیزی سے مڑا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ صدر مملکت اس مشن کی اجازت نہ دیں گے اس لئے اسے اپنے طور پر اس قدر بڑے مشن کے انتظامات کرنے پڑیں گے۔

دانش منزل پہنچ کر اس نے کار روکی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"میں آپ کو فون کرنے ہی والا تھا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے استقبال کے لئے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"کیوں۔ کیا ہوا"۔۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو کے چہرے پر سنجیدگی دیکھتے ہوئے چونک کر پوچھا۔

"آپ کے فلیٹ پر حملہ کیا گیا ہے۔۔۔ کھلے عام بم پھینکے گئے ہیں۔ پورا فلیٹ تباہ ہو گیا ہے۔۔۔ ساتھ والے دو فلیٹ بھی بری طرح تباہ ہو گئے ہیں۔ سلیمان شدید زخمی ہو گیا ہے۔ اسے فائر بریگیڈ والوں نے ملبے سے نکالا ہے۔ میں نے اسے جنرل ہسپتال سے سپیشل ہسپتال منتقل کروا دیا ہے اور اس کی حالت اب خطرے سے باہر ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اس فلیٹ کی قسمت میں ہی تباہی لکھی ہوئی ہے۔ ہر دوسرے ہفتے تباہ ہو جاتا ہے اور پھر مجھے بنانا پڑتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے یوں جواب دیا جیسے اسے فلیٹ کی تباہی کی خبر سن کر کچھ زیادہ حیرت نہ ہوئی ہو۔ وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمہیں کس نے اطلاع دی ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"صفدر نے۔۔۔۔ وہ اتفاقاً وہاں سے گزرا تھا۔ اس نے موقع پر سرسری سی تحقیقات بھی کی ہے۔۔۔ حملہ آور غیر ملکی تھے اور نیلے رنگ کی ڈاٹسن کار میں آئے اور ان کی تعداد چار تھی۔۔۔۔ ان کے پاس بم گنیں موجود تھیں انہوں نے باقاعدہ اور مسلسل گنوں کی مدد سے فلیٹ پر بم پھینکے اور پھر کار پر بیٹھ کر نکل گئے۔۔۔ کار پر کوئی نمبر پلیٹ نہ تھی۔ بالکل نیا ماڈل تھا"۔۔۔ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو تمام مخبروں کو حکم دے دو کہ شہر میں نئے ماڈل کی جتنی بھی نیلی ڈاٹسن ہوں ان کی چیکنگ کر کے رپورٹ دیں"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے آپ سے پہلے یہ حکم دے دیا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"گڈ۔۔۔ لیکن یہ حملہ آور کونسی پارٹی ہوگی۔۔۔۔ خیر معلوم ہو جائے گا"۔ عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صدیقی سپیکنگ سر۔۔۔۔ نیلے رنگ کی ڈاٹسن ہیگن روڈ پر کھڑی ہے اسے بم مار کر تباہ کر دیا گیا ہے۔ کوئی چشم دید گواہ موجود نہ ہے۔ البتہ میں نے خود اپنے طور پر انکوائری کی ہے تو قدموں کے نشانات کلیری جنگل کی طرف

جلے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ آگے جاکر ختم ہو گئے ہیں" ــــ صدیقی نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

عمران جو صدیقی کی آواز ماسٹر فون پر آسانی سے سن رہا تھا ہاتھ بڑھا کر رسیور بلیک زیرو سے لے لیا۔

"صدیقی تم وہیں ٹھہرو ــ میں عمران کو وہاں بھیج رہا ہوں وہ خود چیک کرے گا" ــــ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب۔ میں انتظار کر رہا ہوں" ــــ صدیقی نے جواب دیا۔

"تم نے فون کہاں سے کیا ہے" ــــ عمران نے اچانک ایک خیال کے آتے ہی پوچھا۔

"جنگل سے آگے کیفے رباط ہے وہاں سے فون کر رہا ہوں جناب"۔ صدیقی نے جواب دیا۔

"او کے ! ــ تم وہیں کیفے پہ ہی رکو ــــ عمران وہیں تم سے ملے گا"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"او کے ! ــ میں چلتا ہوں۔ پتہ تو چلے کہ یہ کونسی پارٹی ہے" ــــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔

نیلے رنگ کی ڈاٹسن انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار میں چار افراد سوار تھے۔ سٹیئرنگ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے دانت بھینچ رکھے تھے۔ چہرے پر انتہائی گہری سنجیدگی طاری تھی۔ باقی تین افراد بھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے گھٹنوں پر بم گنیں رکھی ہوئی تھیں وہ ابھی ابھی عمران کے فلیٹ کو بموں سے اڑا کر آ رہے تھے۔

کار مختلف سڑکوں پر سے ہوتی ہوئی جلد ہی ایک سنسان سی سڑک پر آ گئی۔ اس سڑک کے دونوں اطراف میں گھنا جنگل تھا۔ اس جنگل کو کلیری جنگل کہا جاتا تھا۔

ڈرائیور نے کار سڑک پر ایک طرف کر کے روک دی۔ اور دوسرے لمحے وہ چاروں نیچے اتر آئے۔

"ٹیری اور نکی ! ــ تم دونوں جنگل کے خاتمے کے بعد کیفے رباط میں پہنچ جاؤ ــــ میں اور والکر یہیں رہیں گے۔ بی۔ الیون پر رابطہ رہے گا۔ باقی

سب کام منصوبے کے تحت ہوگا" ـــــ ڈرائیور نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ـــــ تینوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے دونوں افراد انتہائی تیزی سے آگے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ جلد ہی وہ دونوں نظروں سے غائب ہو گئے۔

"آؤ والکر" ـــــ ڈرائیور نے ساتھ کھڑے ہوئے آدمی سے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے دائیں طرف جنگل کے اندر گھستے چلے گئے۔ ذرا دور جانے کے بعد ڈرائیور رکا اور اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا بیضوی سائز بم نکالا۔ اسے گن کے میگزین میں فٹ کر کے اس نے گن کا رخ کار کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور دوسرے لمحے وہ بم گن سے نکل کر کار کی باڈی سے ٹکرایا اور خوفناک دھماکے کے ساتھ پھٹ گیا۔ اور اس دھماکے کے ساتھ ہی کار ٹیڑھی میڑھی سی ہو کر رہ گئی۔ اور وہ دونوں تیزی سے کچھ اور آگے بڑھے اور پھر ڈرائیور نے ایک گھنے درخت کی طرف اشارہ کیا اور والکر سر ہلاتا ہوا تیزی سے اس درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ڈرائیور بھی اوپر چڑھ آیا۔ ان دونوں نے بیٹھنے کے لئے ایسی شاخوں کا انتخاب کیا جہاں سے وہ کار اور ارد گرد کے علاقے کو اچھی طرح دیکھ سکتے تھے کار اسی طرح ٹیڑھی میڑھی ہوئی کھڑی تھی۔ اس بم کی خاصیت تھی کہ اس کے پھٹنے سے آگ نہ لگتی تھی۔ اس لئے کار کا رنگ روپ نہ بگڑا تھا صرف اس کی باڈی ٹیڑھی میڑھی ہو کر رہ جاتی تھی۔

"ہو سکتا ہے کوئی ادھر نہ آئے ـــــ یہ جگہ تو بے حد سنسان ہے" ـــــ والکر نے چند لمحوں بعد ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ اس کار کو پورے شہر میں تلاش کریں گے اور لازماً ادھر بھی آئیں گے

صرف انتظار کا مسئلہ ہے" ـــــ ڈرائیور نے یوں یقین بھرے لہجے میں جواب دیا جیسے اس کے بنائے ہوئے منصوبے پر عمل ہونا لازمی بات ہو۔

پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ دونوں چونک پڑے جب کار کے قریب ایک موٹر سائیکل آ کر رکا اور ایک لمبا تڑنگا سا نوجوان تیزی سے نیچے اترا اس نے موٹر سائیکل سٹینڈ کیا اور پھر کار کو ادھر اُدھر سے غور سے دیکھنے لگا۔

"اس کے جسم کی بناوٹ بتا رہی ہے کہ یہ ہمارے پیشے کا آدمی ہے" ڈرائیور نے بغور آنے والے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

آنے والا چند لمحوں تک کار کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس کی تیز نظریں ادھر اُدھر کا جائزہ لینے لگیں اور ڈرائیور نے اسے چونکتے ہوئے دیکھا۔ وہ زمین پر جھکا ہوا بغور کسی چیز کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے بعد وہ تیزی سے اس طرف بڑھنے لگا جدھر وہ دونوں درخت پر موجود تھے۔

ڈرائیور نے خاموشی سے والکر کو ٹھوکا دیا اور اس نے سر ہلا دیا۔ ان دونوں نے جیبوں سے چھوٹی نال کے پستول نکال لئے تھے۔ آنے والا زمین اور ارد گرد کے علاقے کا جائزہ لیتا ہوا آگے بڑھتا چلا آیا۔ اور وہ دونوں خاموش بیٹھے اُسے آتا دیکھتے رہے۔

آنے والا بالکل اسی درخت کے نیچے آ کر رک گیا جس پر وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں کے اعصاب تن گئے۔ ٹریگروں پر ان کی انگلیاں تن سی گئیں۔ آنکھوں کے گوشے کھنچ گئے۔ آنے والا چند لمحے ادھر اُدھر دیکھتا رہا۔ پھر اس کی نظریں بلند ہوئیں اور اس نے درختوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ وہ ہر درخت کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ اس نے اس درخت پر بھی نظریں دوڑائیں جس پر وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے لیکن اسی لمحے سڑک کی

طرف سے کھٹکا سا ہوا اور آنے والا چونک کر مڑا اور سڑک کی طرف دیکھنے لگا اور پھر وہ تیزی سے واپس سڑک کی طرف بڑھنے لگا۔

جس درخت پر وہ دونوں موجود تھے وہ چونکہ خاصا گھنا تھا اس لئے سرسری نظروں سے انہیں چیک نہ کیا جاسکتا تھا۔ اس لئے آنے والے کے واپس جانے پر انہوں نے اطمینان کا سانس لیا اور جب آنے والا سڑک پر پہنچ گیا تو ڈرائیور نے وانگر کی کہنی پکڑ کر ہلکا سا جھٹکا دیا اور وانگر نے سر ہلاتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور جیب میں رکھا اور پھر اس نے جیب میں سے ایک چھوٹا سا بکس نما ڈبہ نکال کر ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔ ڈرائیور بھی اپنا ریوالور واپس جیب میں رکھ چکا تھا۔ اس نے باکس وانگر کے ہاتھ سے لے لیا۔

آنے والا ایک بار پھر چند لمحوں تک کار کو دیکھتا، پھر اس نے موٹر سائیکل سنبھالی اور دوسرے لمحے موٹر سائیکل کا انجن جاگ اٹھا اور آنے والا ایک جھٹکے سے موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

ڈرائیور نے ڈبے کے کونے میں لگا ہوا ایریل اونچا کیا اور پھر اس کے دوسرے سرے پر لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ ڈبے میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں، چند لمحوں بعد اس میں سے ایک آواز ابھری۔

"یس ٹسکی سپیکنگ۔ اوور" ——— بولنے والا وہی تھا جو کار سے اتر کر گیا تھا۔

"ولسن بول رہا ہوں ——— تم اس وقت کہاں موجود ہو ——— اور ٹیری کہاں ہے۔ اوور" ——— ؟ ڈرائیور نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹیری کیفے کے اندر ہے ——— میں ذرا ہٹ کر علیحدہ جگہ پر نگرانی کر رہا ہوں۔ اوور" ——— ٹسکی نے جواب دیا۔

"او۔ کے ——— ابھی ایک ہیوی موٹر سائیکل پر ایک لمبا تڑنگا نوجوان نما مرد وہاں پہنچے۔ نیا ہیوی ڈیوٹی موٹر سائیکل ہے۔ ——— نوجوان نے بادامی رنگ کا سوٹ پہن رکھا ہے ——— اگر وہ کیفے پر رکے تو اسے پوری طرح کور کرنا ——— ٹسکی کو اشارہ کر دو کہ وہ منصوبے کے مطابق چیکنگ کرے۔ اوور" ——— ولسن نے تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے باس۔ اوور" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی خاموشی سی چھا گئی۔ لیکن ڈبے میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلتی رہیں کیونکہ رابطہ بہرحال قائم رہا تھا۔

پانچ منٹ بعد ہی آواز ایک بار پھر بلند ہوئی۔

"ہیلو ٹیری سپیکنگ ——— نوجوان کیفے کے سامنے رک گیا ہے اور وہ ٹیلیفون کرنے کے لئے کاؤنٹر کی طرف بڑھ رہا ہے جہاں ٹسکی پہلے ہی موجود ہے۔ میں نے اسے اشارہ کر دیا ہے۔ اوور" ——— ٹیری کی آواز سنائی دی۔

"او۔ کے ——— تم بھی ہوشیار رہنا۔ اوور" ——— ولسن نے جواب دیا اور اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ ساتھ بیٹھے ہوئے وانگر کے چہرے پر البتہ حیرت کے تاثرات ابھر آتے تھے۔

تقریباً پانچ منٹ تک ڈبے سے کوئی آواز برآمد نہ ہوئی۔ پھر ٹیری کی آواز ابھری۔

"ہیلو ٹیری بول رہا ہوں۔ اوور"

"ٹیری تم اندر سے آگئے۔ اوور" ——— ؟ ولسن نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں ——— اب میری جگہ ٹسکی نے لے لی ہے۔ ——— میں آپ کو رپورٹ

دینے آیا ہوں۔ نوجوان کا نام صدیقی ہے۔۔۔ اس نے کہیں فون کیا ہے۔ نمبر چیک نہیں کیا جا سکا۔ کیونکہ فون کرتے وقت اس نے جسم کی آڑ میں ٹیلیفون کر لیا تھا۔ اوور“۔۔۔ ٹیری نے کہا۔

”اوہ اچھا! ۔ چلو بات چیت دوہراؤ ۔ اور سنو! پوری تفصیل سے۔ یہ اہم ہے۔ اوور“۔۔۔ ولسن نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر سر! ۔ مجھے چونکہ لسکی نے اشارہ کر دیا تھا۔ اس لئے میں نے تھری سکس ریکارڈر آن کر دیا تھا۔ اس طرح ہر بات اس میں ریکارڈ ہو گئی ہے۔۔ وہ میں آپ کو سنا دیتا ہوں۔ اوور“۔۔۔ دوسری طرف سے ٹیری نے جواب دیا۔

”ویری گڈ!۔ یہ تو تم نے بڑی ذہانت سے کام لیا ہے۔ گڈ شو ۔ سناؤ۔ اوور“۔۔۔ ولسن نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

”سنیئے جناب۔ اوور“۔۔۔ ٹیری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک آواز ڈیک پر ابھری۔

”صدیقی سپیکنگ سر!۔۔۔ نیلے رنگ کی ڈاٹسن رنگین روڈ پر کھڑی ہے۔ اُسے بم مار کر تباہ کر دیا گیا ہے۔۔۔ کوئی چشم دید گواہ موجود نہیں ہے۔ البتہ میں نے خود اپنے طور پر انکوائری کی ہے تو قدموں کے نشانات کلیری جنگل کی طرف جاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ۔ آگے جا کر ختم ہو گئے ہیں ۔۔۔

”صدیقی!۔ تم وہیں ٹھہرو۔۔۔ میں عمران کو بھیج رہا ہوں۔ وہ خود چیک کر لے گا“۔۔۔ ایک دوسری بھاری کرخت اور سپاٹ سی آواز سنائی دی۔

”بہتر جناب!۔ ۔ میں انتظار کر رہا ہوں“۔۔۔ صدیقی کی آواز آئی۔

”تم نے فون کہاں سے کیا ہے“۔۔۔؟ پوچھا گیا۔

”جنگل سے آگے کیفے رابطہ ہے۔ وہاں سے جناب فون کر رہا ہوں“۔۔۔ صدیقی کی طرف سے جواب دیا گیا۔

”اوکے!۔۔ تم وہیں کیفے پر ہی رکو ۔۔ عمران وہیں تم سے ملے گا“۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز کے ساتھ رابطہ ختم ہو گیا۔

”یہی گفتگو ہوئی ہے جناب!۔۔۔ اب وہ صدیقی کیفے میں موجود ہے۔ اوور“۔۔۔ ٹیری نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ۔ تم دونوں وہیں رکو ۔۔۔ جب یہ عمران وہاں پہنچ جائے تو تم نے ان کی نگرانی کرنی ہے ۔ انتہائی ہوشیاری سے ۔ اگر یہ دونوں یہاں موقع پر آئیں تو تم نے ان کے پیچھے یہاں آنا ہے۔ اس کے بعد باقی منصوبے پر عمل ہو گا ۔ ۔ اوور اینڈ آل“ ۔۔ ولسن نے جواب دیا اور بٹن دبا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”حیرت ہے باس! ۔۔ آپ کا اندازہ سو فیصد درست رہا“۔۔۔ ٹرانسمیٹر آف ہوتے ہی والکر نے ولسن سے مخاطب ہو کر کہا

”نفسیات پر بنائے ہوئے منصوبے کبھی غلط نہیں ہوتے ۔۔ آؤ اب نیچے اتریں۔۔ اب اصل کام شروع ہونا ہے ان دونوں کے خاتمے کا“۔۔۔ ولسن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے درخت سے نیچے اتر گئے۔

”سڑک کراس کر کے دوسری طرف ہمیں چھپنا ہے ۔۔۔ کیونکہ وہ ہمیں ادھر ہی تلاش کریں گے“ ۔۔۔ ولسن نے کہا اور وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے واپس سڑک پر آئے اور اسے کراس کر کے دوسری طرف کے جنگل میں پہنچ

گئے۔ ولسن نے چھپنے کے لئے باقاعدہ مناسب جگہ کا انتخاب کیا۔

ابھی انہیں اس جگہ پر بیٹھے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ والکر کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر میں سے ٹیں ٹیں کی آوازیں بلند ہوئیں اور والکر نے جلدی سے ڈبہ نکال کر ولسن کے ہاتھ میں دے دیا۔

"ولسن سپیکنگ۔ اوور" ۔۔۔ ولسن نے بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"مادام ایشلے۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے لیڈی ایشلے کی کرخت آواز سنائی دی۔

"یس میڈم۔ اوور" ۔۔۔ ولسن کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے پوچھا۔

"ہمارا منصوبہ کامیاب ہو رہا ہے میڈم ۔۔۔ ہم نے عمران کے فلیٹ کو بموں سے اڑا دیا ہے اور پھر وہ کار یہاں رنگین روڈ پر لا کر تباہ کر دی۔ اور خود چھپ گئے ۔۔۔ سیکرٹ سروس کا ایک رکن یہاں پہنچا اور اس نے اپنے باس کو فون کر کے اطلاع دی ۔۔۔ اب عمران چیکنگ کے لئے آ رہا ہے ہم نے مورچے سنبھال لئے ہیں۔ جیسے ہی یہ دونوں یہاں پہنچیں گے ان پر گولیوں اور بموں کی بارش کر دی جائے گی اور اس کے بعد ان دونوں کی لاشیں آپ کے سامنے پیش کر دی جائیں گی۔ اوور" ۔۔۔ ولسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ۔۔۔ تم نے واقعی ذہانت سے منصوبہ بنایا ہے ۔۔۔ ہنری نے تمہاری تعریف غلط نہیں کی تھی ۔۔۔ لیکن میں چاہتی ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھی کو اپنے ہاتھوں سے گولیاں ماروں ۔۔۔ تم انہیں اغوا کر کے نہیں لے آسکتے۔ اوور" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے کہا۔

"میڈم ۔۔۔ عمران انتہائی خطرناک شخص ہے ۔۔۔ ذرا سا موقع ملتے ہی بازی پلٹ دیتا ہے ۔۔۔ آپ اسے ہلاک ہو لینے دیجئے۔ مرا ہوا آدمی بازی نہیں پلٹ سکتا۔ اوور" ۔۔۔ ولسن نے کہا۔

"میری توہین کر رہے ہو ۔۔۔ مجھے ایشلے کہتے ہیں ۔۔۔ ایک بار تم عمران کو زندہ میرے سامنے لے آؤ۔ پھر دیکھنا کہ میں اس کا کیا حشر کرتی ہوں۔ تم اسے اغوا کر کے لے آؤ۔ یہ میرا حکم ہے۔ اوور" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس میڈم ۔۔۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ اوور" ۔۔۔ ولسن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ یہ بات بادل نخواستہ کہہ رہا ہے۔

"انہیں پوائنٹ نمبر دو پر لے آؤ۔ میں وہاں پہنچ رہی ہوں۔ وہ محفوظ جگہ ہے۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ولسن نے ٹرانسمیٹر آف کیا۔ اس کے چہرے پر زبردست کھچاؤ کے تاثرات تھے۔ جیسے اس کا سارا منصوبہ تلپٹ ہو کر رہ گیا ہو۔

"والکر۔ اب ان دونوں پر گولیاں نہیں برسانی ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ زیرو بم لیکر جاؤ اور کار کے قریب درخت کی اوٹ میں چھپ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور جیسے ہی یہ دونوں کار کے قریب پہنچیں، زیرو بم فائر کر دینا۔ اس طرح یہ دونوں فوری طور پر مفلوج ہو جائیں گے۔ اس کے بعد انہیں آسانی سے لے جایا جائیگا" ۔۔۔ ولسن نے والکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ والکر نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے دوبارہ کار کے قریب سے گزر کر وہ ایک نزدیکی درخت کے موٹے تنے کی اوٹ میں چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ جبکہ ولسن اسی طرح اپنے مورچے میں چھپا بیٹھا تھا البتہ اس کے چہرے

پر کبیدگی کے آثار نمایاں تھے۔

ابھی وائلڈ کو گئے تھوڑی ہی دیر ہوئی ہو گی کہ ٹرانسمیٹر ایک بار پھر بول اٹھا

"ہیلو۔ ٹسکی کالنگ۔ اوور" ____ ٹسکی کی آواز ابھری۔

"یس ____ ولسن سپیکنگ۔ اوور" ____ ولسن نے بٹن دباتے ہوئے جواب دیا۔

"باس! ۔ صدیقی کے پاس سلیٹی رنگ کی کار میں ایک احمق سا نوجوان پہنچا ہے۔ وہ ڈیکری اینڈ کی طرف سے آیا ہے اور اب وہ صدیقی کو اسی کار میں لئے سپاٹ کی طرف آ رہے ہیں۔ انہیں چونکہ پیدل آنا پڑے گا اس لئے آپ کو کال کیا ہے۔ اوور" ____ ٹسکی نے کہا۔

"اور تو کوئی ان کے پیچھے نہیں ہے۔ اوور" ____ ولسن نے پوچھا۔

"نہیں جناب! ۔ اور کوئی نہیں ہے۔ اوور" ____ ٹسکی نے جواب دیا۔

"اوکے! ۔ تم دونوں جلد از جلد پہنچو۔ ہم تیار ہیں ____ اب میڈم کا حکم ہے کہ انہیں اغوا کر لیا جائے۔ اوور اینڈ آل" ۔ ____ ولسن نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ چوکنا ہو کر بیٹھ گیا۔ اُسے ٹسکی کی کال سے اس بات کا اطمینان ہو گیا تھا کہ عمران اکیلا ہی آیا ہے۔ اب اُسے آسانی سے کور کیا جا سکے گا اور پھر کار بھی استعمال میں لائی جا سکتی ہے۔ ورنہ انہیں لے جانا مسئلہ بن جاتا۔ اس کی نظریں ڈیکری اینڈ کی طرف ہی ہوئی تھیں اور چند لمحوں بعد ہی سلیٹی رنگ کی کار ڈیکری اینڈ کی طرف سے آتی دکھائی دی وہ تیز رفتاری سے ادھر ہی آ رہی تھی اور ولسن کے اعصاب تن گئے۔

عمران نے کار رہائشی منزل سے باہر نکالی اور پھر وہ رنگین روڈ کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ مجرموں نے کار کو تباہ کر دیا ہے تو اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ اس کار کے ذریعے ان کی پہچان ہو سکتی ہے ورنہ انہیں کار کو بم سے اڑانے کی کیا ضرورت تھی لیکن ایک ایسی کار جس پر نمبر پلیٹ بھی نہ ہو اور ہو بھی نئے ماڈل کی اس میں ایسی کونسی پہچان ہو سکتی ہے۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ بہرحال اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ اس بم سے تباہ شدہ کار کو اس نے دوبارہ سے ٹھیک طور پر چیک کرے گا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جب مین روڈ پر پہنچا جہاں سے کچھ آگے بڑھ کر اس نے رنگین روڈ پر مڑنا تھا کہ اچانک اسے خیال آیا کہ وہ تو جائے واردات پر پہلے پہنچے گا اور کیپٹن ربانی تو جنگل گزر کر آئے گا اس لئے کیوں نہ وہ صدیقی کو ٹرانسمیٹر کال پر کارروائی کی جگہ پر پہنچنے کا حکم دے دے۔ چنانچہ اس نے ہاتھ بڑھا کر کار کے ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا وسیع محیط کل

کا سوئچ آن کیا اور پھر ناب گھما کر وہ صدیقی کی مخصوص فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ کار چلاتے ہوئے چونکہ وہ بغور ٹرانسمیٹر ڈائل کو نہ دیکھ سکتا تھا اس لئے اندازے سے ناب گھما رہا تھا۔ ابھی اس نے ناب کو دو تین چکر ہی دیئے تھے کہ ٹرانسمیٹر سے نکلنے والے ٹوں ٹوں کی آوازوں پر اچانک ایک نسوانی آواز غالب آگئی۔ اور عمران نے چونک کر ہاتھ کھینچ لیا کیونکہ آواز اس کی جانی پہچانی تھی لیکن آواز کے ساتھ ساتھ بولنے والی نے اپنا نام بھی لے دیا تھا اس لئے عمران کا ہاتھ فوراً ہی ہٹ گیا۔

"مادام ایشلے۔ اوور" ــــ لیڈی ایشلے کی آواز مائیک پر ابھری تھی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ تاکہ جھٹکا لگنے سے فریکوئنسی تبدیل نہ ہو جائے۔ یہ فریکوئنسی تو بس اتفاقاً ہی لگ گئی تھی۔ اور اس اتفاق پر وہ دل ہی دل میں حیران بھی تھا کہ بعض اوقات قدرت کس انداز میں مدد کرتی ہے۔

"یس میڈم۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ اجنبی ہی تھا۔

"کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ــــ؟ لیڈی ایشلے پوچھ رہی تھی۔

"ہمارا منصوبہ کامیاب ہو رہا ہے میڈم! ـ میں نے عمران کے فلیٹ کو بموں سے اڑا دیا ہے۔" ــــ مردانہ آواز تفصیل بتا رہی تھی اور عمران نے کار ایک سائیڈ پر روک دی اور اطمینان سے بیٹھ کر ساری گفتگو سننے لگا۔ اس کی آنکھوں میں سا چمک ابھر آئی تھی

جب بات چیت ختم ہوئی اور اس کے بعد ٹرانسمیٹر میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس کا مطلب تھا کہ

لیڈی ایشلے یہیں تھی ٹرانسمٹ ہو کر یا ورلینڈ نہیں گئی تھی یا پھر وہاں سے دوبارہ آگئی تھی۔ بہرحال اب ایک کلیو اس کے سامنے تھا۔ عمران نے جھک کر غور سے فریکوئنسی کو دیکھا اور پھر اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لیا۔ یہ فریکوئنسی پھر کسی وقت بھی اس کے کام آسکتی تھی۔ اس کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب اس نے اکیلا کارروائی جگہ پر پہنچنے کا ارادہ بدل دیا تھا گو اس کے لئے اسے لمبا چکر کاٹ کر وکٹری اینڈ کی طرف سے کیفے رباط پہنچنا پڑے گا۔ لیکن اب اسے ایسا ہی کرنا تھا تاکہ مجرم صدیقی کے ساتھ نہ ہونے کی وجہ سے کسی مخمصے میں نہ پڑ جائیں۔ اس لئے مجرموں کے ہاتھوں اغوا ہو کر لیڈی ایشلے تک پہنچنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کیونکہ یہی ایک آسان صورت تھی جس کے ذریعے وہ لیڈی ایشلے تک فوراً پہنچ سکتا تھا۔

چنانچہ یہ فیصلہ کرتے ہی اس نے تیزی سے کار کا رخ موڑا اور پھر ہوا کی رفتار سے کار بھگاتا چلا گیا۔ مختلف سڑکوں اور چوکوں سے گزرنے کے بعد وہ وکٹری اینڈ چوک پر پہنچا اور وہاں سے کیفے رباط کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کیفے رباط کے پاس پہنچ کر اس نے کار روکی تو برآمدے میں کھڑا ہوا صدیقی تیزی سے آگے بڑھا۔ عمران، صدیقی کی موٹر سائیکل دیکھ چکا تھا۔

"میرے ساتھ کار میں آجاؤ اور موٹر سائیکل یہیں چھوڑ دو" ــــ عمران نے کہا اور صدیقی سر ہلاتا ہوا دروازہ کھول کر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران نے کار آگے بڑھائی۔ اور پھر تھوڑی دور جا کر اس نے کار روک دی۔ اس کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر آن کر کے اس کی ناب گھما دی۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک اور بٹن دبا دیا۔

"عمران سپیکنگ۔ اوور" ــــ بٹن دباتے ہی عمران نے کہا۔ چند لمحوں بعد

ہی ٹرانسمیٹر پہ ایک اور بلب جل اٹھا۔

"ایکسٹو۔ اوور" ___ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔

"سر!___ مجرم مجھے اور صدیقی کو اغوا کر کے کسی جگہ لے جائیں گے ___ میں کار کا انفرادی سسٹم آن کر دوں گا۔ اس کے ذریعے ہمیں کور کیا جا سکتا ہے ٹو ہی تھری کاشن پر ہمیں کور کرنے والے حملہ کر سکتے ہیں۔ اوور" ___ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ___ میں سمجھ گیا۔ اوور" ___ دوسری طرف سے ایکسٹو نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"کام فوری ہونا چاہیئے ___ دیر لقصان دہ بھی ہو سکتی ہے اور بغیر کاشن کے مداخلت نہیں ہونی چاہیئے یہ ضروری ہے۔ اوور" ___ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہدایات دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اوور اینڈ آل" ___ دوسری طرف سے ایکسٹو کی کرخت آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا صدیقی کے چہرے پر ایکسٹو کا آخری فقرہ سن کر اطمینان بھری مسکراہٹ ابھر آئی کہ آخر ایکسٹو نے عمران کو جھاڑ پلا ہی دی۔

"بڈھا بڑی جلدی غصے میں آ جاتا ہے" ___ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"بڈھا!___ آپ کو کیسے معلوم کہ ایکسٹو بڈھا ہے" ___ صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

"ارے اس قدر کرخت مزاج آدمی بڈھا ہی ہو سکتا ہے ___ جوان ہوتا تو اب تک جولیا بیچاری کنواری ہوتی" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"پھر بھی آپ کی ہمت ہے عمران صاحب!___ کہ آپ اس لہجے میں ایکسٹو سے بات کر لیتے ہیں ___ ورنہ ہماری تو جان نکل جاتی ہے اس سے بات کرتے ہوئے" ___ صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم اپنی جان کو گوند لگا کر رکھا کرو ___ بار بار نکل جانے والی اچھی جان نہیں ہوتی ___ اچھا سنو!___ تمہیں یہ تو معلوم ہو ہی گیا ہو گا کہ مجرم ہمیں اغوا کریں گے" ___ عمران نے کہا۔

"ہاں!___ لیکن کہاں اور آپ کو کیسے معلوم ہوا" ___ صدیقی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"کہاں کا جواب تو یہ ہے کہ وہیں سے تباہ شدہ کار کے پاس ___ اور کیسے کا جواب یہ ہے کہ میں کسی زمانے میں فٹ پاتھ پر بیٹھ کر لوگوں کی قسمتیں دیکھا کرتا تھا ___ بس تب سے چسکا پڑ گیا ہے علم نجوم کا ___ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ دماغ خرچ نہیں کرنا کہیں وہ گھبرا کر گولی ہی نہ مار دیں اور آرام سے بھی اغوا نہیں ہونا کہ وہ ہمیں ڈرامہ کرتے سمجھیں" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صدیقی نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔

کار آہستہ آہستہ کیری جنگل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر سامنے سڑک کی ایک سائیڈ پر عمران کو تباہ شدہ کار کھڑی نظر آ گئی۔ عمران نے کار کی رفتار تیز کر لی اور بغور چاروں طرف کا جائزہ لینے لگا۔ ادھر ادھر کوئی نظر نہ آ رہا تھا۔ عمران نے کار تباہ شدہ کار کے قریب جا کر کھڑی کی اور اس کے بعد اس نے انفرادی سسٹم آن کرنے کے لیے ہاتھ سیٹ کے نیچے کرتے ہوئے بٹن کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ سائیڈ کی آواز سے کوئی چیز سائیڈ

کی کھڑکی سے اندر داخل ہوئی اور ڈیش بورڈ سے ٹکرا کر نیچے گر پڑی۔ عمران اور صدیقی چونکے ضرور لیکن اس کے بعد انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں میں سے زندگی آناً فاناً کوچ کر گئی ہو۔ ان کا پورا جسم یکلخت مفلوج ہو کر رہ گیا تھا۔

عمران کا ہاتھ ابھی تک بٹن کے قریب جھول رہا تھا۔ اسے بٹن دبانے کی مہلت نہ ملی تھی۔ وہ اب صرف دیکھ سکتے تھے، سن سکتے تھے، سوچ سکتے تھے۔ لیکن حرکت نہ کر سکتے تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ انتہائی زود اثر لہروں کے ذریعے انہیں مفلوج کر دیا گیا ہے۔ اس حربے کا تو عمران کو تصور تک نہ تھا۔ وہ تو یہی سمجھتا تھا کہ باقاعدہ حملہ ہوگا۔ مقابلہ ہوگا اور پھر انہیں بیہوش کر کے اغوا کیا جائے گا لیکن مجرموں نے انتہائی شارٹ کٹ استعمال کیا تھا۔ دوسرے لمحے درخت کی اوٹ سے ایک آدمی تیزی سے نکلا اور کار کی طرف لپکا۔ اس نے بڑی پھرتی سے کار کا دروازہ کھولا تو عمران جس کا کاندھا دروازے سے ٹکا ہوا تھا کسی بوری کی طرح باہر کی طرف گرنے لگا۔ آنے والے نے عمران کو کھینچ کر کاندھے پر ڈالا اور پھر پچھلا دروازہ کھول کر درمیانی جگہ پر ڈال دیا۔ اتنی دیر میں دوسرا آدمی بھی پہنچ گیا۔ اور دوسرے لمحے صدیقی بھی عمران کے اوپر پہنچ گیا۔ اب ڈرائیونگ سیٹ پر بعد میں آنے والا بیٹھ گیا جبکہ ساتھ والی سیٹ پر درخت کی اوٹ سے نکلنے والا بیٹھ گیا۔

"میری اور لڑکی ابھی تک نہیں پہنچے" ۔۔۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے آدمی نے زحمت لہجے میں کہا اور عمران نے آواز پہچان لی کہ یہ وہی شخص ہے جو لیڈی لیشنے سے بات کر رہا تھا۔

"وہ آگئے باس" ۔۔۔ دوسرے لمحے قریب بیٹھے ہوئے فرد نے کہا۔

چند لمحوں بعد دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں تیزی سے قریب آتی چلی گئیں۔

"بیٹھ جاؤ جلدی۔ پچھلی نشست پر" ۔۔۔ ڈرائیور نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر تیز لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی دروازے کھلے اور پھر دو افراد سیٹ پر اچھل کر بیٹھ گئے۔ ان کے سانس تیز تیز چل رہے تھے جیسے وہ کافی دور سے دوڑتے ہوئے آتے ہوں۔ ان کے اندر بیٹھتے ہی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی چلی گئی۔

"باس! ۔۔۔ کار راستے میں چند منٹ کے لئے رکی تھی" ۔۔۔ پیچھے بیٹھے ہوئے شخص نے کہا۔

"اوہ کیوں ۔۔۔ کیا یہ باہر نکلے تھے" ۔۔۔ ڈرائیور نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں جناب! ۔۔۔ اندر ہی بیٹھے رہے تھے" ۔۔۔ پہلے نے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ ضرور کوئی ٹرانسمیٹر کال کا مسئلہ ہوگا" ۔۔۔ ڈرائیور نے چونک کر کہا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی آواز ابھری۔

"کار میں ٹرانسمیٹر موجود ہے ۔۔۔ ہمیں فوراً یہ کار چھوڑنی ہوگی" ۔۔۔ باس نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی کار کی رفتار آہستہ ہوئی اور پھر رک گئی۔

"ہم جنگل کے درمیان سے پیدل جائیں گے۔ محفوظ جگہ پہنچ کر فیری کسی ٹیکسی کا بندوبست کر سکے نے آئیگا" ۔۔۔ ڈرائیور نے حکمانہ لہجے میں کہا اور پھر عمران اور صدیقی کو کاندھوں پر ڈالا گیا اور وہ چاروں تیزی سے جنگل کے اندر گھستے چلے گئے۔ اور عمران ڈرائیور کی ذہانت پر دل ہی دل میں داد دینے پر مجبور ہو گیا۔

بڑے سے کمرے کے فرش پر عمران اور صدیقی مفلوج ہوئے پڑے تھے۔ ان کی گھڑیاں، جوتے اور کپڑے تک اتار لیے گئے تھے۔ اب ان دونوں کے جسموں پر صرف انڈر ویئر موجود تھے۔ کپڑے اتارنے کی کارروائی ولسن کی تھی۔ وہ کسی قسم کے رسک لینے کا قائل نہ تھا۔

کمرے میں ولسن کے ساتھ اس کے تینوں ساتھی ٹیری، لسکی اور والکر موجود تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں ریوالور تھے اور ولسن نے انہیں باقاعدہ منصوبے کے تحت مختلف جگہوں پر تعینات کیا تھا۔ ولسن کے رویے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اُسے ہر لمحے عمران اور صدیقی سے خطرہ ہو۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔ اور ولسن بذات خود اس دروازے کے قریب کھڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بے چینی اور اضطراب نمایاں تھا۔ وہ بار بار مڑ کر بڑی بے چینی سے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اُسے کسی کی آمد کا شدت سے انتظار ہو۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ولسن اور اس کے ساتھی چوکنا ہو گئے۔

لیڈی ایشلے دروازے میں داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک سب مشین گن تھی۔ اور جسم پر انتہائی چست لباس موجود تھا۔ اس کے چہرے پر فتح مندی کے آثار موجود تھے۔ وہ دروازے سے اندر آ کر رک گئی۔ اور اس کی نظریں سامنے فرش پر پڑے ہوئے صدیقی اور عمران پر جم گئیں۔

"ان میں عمران کون سا ہے" ــــ لیڈی ایشلے نے پوچھا۔

"یہ ہے میڈم" ــــ ولسن نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور لیڈی ایشلے کی نظریں اب عمران کے جسم کا جائزہ لینے لگیں۔

عمران نے چونکہ صرف انڈر ویئر پہن رکھا تھا اس لیے اس کا پورا جسم عریاں تھا۔ لیڈی ایشلے بڑی گہری نظروں سے عمران کے جسم کا جائزہ لے رہی تھی۔ اور پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں میں چھائی ہوئی سختی اور درشتگی پسندیدگی میں تبدیل ہوتی چلی گئی۔ اس کے چہرے پر موجود کھچاؤ نرمی میں بدلتا چلا گیا۔

"یہ تو بہت خوبصورت نوجوان ہے ــــ بالکل یونانی مجسموں کی طرح" ــ لیڈی ایشلے کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"مادام ــــ یہ شخص دنیا کا سب سے خطرناک شخص ہے۔ آپ اسے فوراً گولی مار دیجئے۔ کیونکہ زیرو بم کا اثر کسی بھی وقت ختم ہو سکتا ہے اور اس کے بعد اس پر قابو پانا مشکل ہو جائے گا"۔ ولسن نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو ــــ تمہیں یہ جرات کیسے ہوئی کہ تم مجھے مشورہ دو۔ میں اسے قتل کرنے کی بجائے اسے پاور لینڈ ٹرانسمٹ کر کے لے جاؤں گی۔ میں پاور لینڈ کے تمام شہریوں کو اس جیسا بنانا چاہتی ہوں" ــــ لیڈی ایشلے نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور ولسن نے بڑی سختی سے دانت

پہنچ سکے۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسی لمحے عمران کے جسم پر گولیوں کی بارش کر دے لیکن وہ جانتا تھا کہ لیڈی ایشلے کی ناراضگی کیا معانی رکھتی ہے اسے دنیا میں کسی جگہ بھی پناہ نہیں ملے گی۔

"تم یہیں ٹھہرو ۔۔۔ اور اس کا خیال رکھنا کہ اس کے جسم کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچے۔ میں ٹرانسمٹ فیوز لے آؤں" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور پھر تیز تیز قدموں سے واپس مڑ کر دروازے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

لیڈی ایشلے کے باہر جاتے ہی ولسن تیزی سے کمرے کے کونے میں لگی ہوئی الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کے پٹ کھولے اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ڈبہ باہر نکال لیا۔ ڈبے پر مختلف رنگوں کے بٹن موجود تھے۔ ولسن نے ایک بٹن دبایا تو ڈبے میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ آوازیں جب تیز ہوئیں تو اس نے دوسرا بٹن دبا دیا۔ اور اب ڈبے میں سے ایسی آوازیں نکلنے لگیں جیسے پانی کسی چٹان سے ٹکرا رہا ہو۔ چند لمحوں بعد ڈبے میں سے ایک مردانہ آواز بلند ہوئی۔

"ایجنسی ریڈ لائن پر ہنری بول رہا ہوں۔ اوور" ۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"میں ولسن ہوں جناب! ۔۔۔ عمران اور سیکرٹ سروس کے ایک رکن صدیقی پر ہم نے قابو پا لیا ہے۔ وہ اس وقت ہمارے سامنے مفلوج پڑے ہوئے ہیں ۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ انہیں گولیوں سے چھلنی کر دوں لیکن مادام ایشلے کو شاید عمران پسند آگیا ہے۔ وہ اسے پاورلینڈ ٹرانسمٹ کرنا چاہتی ہیں ۔۔۔ وہ ٹرانسمٹ فیوز لینے اپنی رہائش گاہ گئی ہیں ۔۔۔ میں

نے سوچا کہ آپ سے اجازت لے لوں۔ اوور" ۔۔۔ ولسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیسی اجازت۔ اوور" ۔۔۔ ہنری نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"عمران کو گولی مارنے کی ۔۔۔ آپ جانتے ہیں کہ عمران کس قدر خطرناک شخص ہے ۔۔۔ ایک بار یہ ہاتھ سے نکل گیا تو پھر ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ولسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں! ۔۔۔ مادام ایشلے کی اجازت کے بغیر تم ایسا نہیں کر سکتے ۔۔۔ وہ پاورلینڈ کی چیئرمین ہے اور پاورلینڈ کے قانون کے مطابق کوئی بھی ان کی حکم عدولی نہیں کر سکتا ۔۔۔ البتہ تم اتنا کرو کہ جب مادام واپس آئیں تو اسی ایجنسی ریڈ لائن پر میری ان سے بات کراؤ۔ اوور" ۔۔۔ ہنری نے جواب دیا اور ولسن کا منہ اس بار بُری طرح لٹک گیا۔

"بہتر سر۔ اوور" ۔۔۔ ولسن نے مایوس سے لہجے میں جواب دیا اور بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ البتہ ڈبہ اس نے ہاتھ میں سنبھالا ہوا تھا۔ وہ اب بھی فرش پر مفلوج پڑے ہوئے عمران کو دیکھ رہا تھا لیکن اس کی نظروں میں بندھے ہوئے چیتے جیسے تاثرات تھے۔ وہ بار بار دانت بھینچتا اور اس کا چہرہ بگڑ جاتا۔

تقریباً دس منٹ بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور لیڈی ایشلے ایک چھوٹا سا بیگ اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ اس نے ایک نظر ماحول کو دیکھا اور پھر اطمینان کی سانس لی۔ اسے شاید خطرہ تھا کہ ولسن کہیں اس کی عدم موجودگی میں عمران کو گولی نہ مار دے۔

"عمران کے بازو میں فیوز لگا دو ولسن" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے بیگ ولسن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس مادام! ۔۔۔ لیکن ایجنسی ریڈ لائن پر سر ہنری آپ سے بات کرنا چاہتے

"یہ لو" ۔۔۔ ولسن نے لیڈی ایشلے کے ہاتھ سے بیگ لے کر ڈبہ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو یہ تم ساتھ لے آئے ہو ۔۔۔ اور شاید تم نے ہنری سے بات بھی کی ہو ۔۔۔ بہرحال دکھاؤ مجھے" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ڈبہ ولسن کے ہاتھ سے جھپٹ لیا اور تیزی سے اس کا بٹن دبا دیا۔ ڈبے میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ آوازیں جب تیز ہوئیں تو اس نے دوسرا بٹن دبا دیا اور اب ڈبے میں سے ایسی آوازیں نکلنے لگیں جیسے پانی کسی چٹان سے ٹکرا رہا ہو۔ چند لمحوں بعد ہی ڈبے میں سے ہنری کی آواز دوبارہ برآمد ہوئی۔

"میں ہیڈ کوارٹر سے ہنری بول رہا ہوں۔ اوور" ۔۔۔ ہنری کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"لیڈی ایشلے سپیکنگ فرام دس اینڈ۔ اوور" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے قدرے تحکمانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مادام! ۔۔۔ ابھی ابھی ولسن نے مجھے بتایا ہے کہ آپ عمران کو قتل کرنے کی بجائے پاورلینڈ ٹرانسمٹ کرنا چاہتی ہیں ۔۔۔ کیا یہ بات درست ہے۔ اوور" ہنری نے پوچھا۔

"بالکل درست ہے۔ اوور" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے مختصر سے لفظوں میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مادام! ۔۔۔ یہ انتہائی خطرناک ہوگا ۔۔۔ آپ اس ارادے کو چھوڑ دیں۔ میں نے مسٹر ترمذی سے بات کر لی ہے۔ وہ بھی آپ کے اس فیصلے کے مخالف ہیں ۔۔۔ آپ اسے فوری گولی مار دیں۔ یہ آپ کا بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔ اوور" ہنری کا لہجہ تلخ ہو گیا تھا۔

"تمہیں معلوم ہے ہنری کہ جب میں کوئی فیصلہ کر لیتی ہوں تو پھر اسے ہر قیمت پر پورا کرتی ہوں ۔۔۔ اور یہ میرا فیصلہ ہے۔ اوور" ۔۔۔ لیڈی ایشلے کا لہجہ انتہائی کرخت تھا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ سخت غصے کے عالم میں بول رہی ہو۔ لیکن اس کے چہرے پر غصے کے قطعاً آثار موجود نہ تھے۔

"آپ کا فیصلہ بجا ہے ۔۔۔ لیکن پاورلینڈ کا قانون ہے کہ دو ڈائریکٹرز اگر ایک فیصلے پر متفق ہو جائیں تو تیسرا فریق اپنا فیصلہ نہیں منوا سکتا۔ اس لئے اب آپ کو قانون کے مطابق اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنی ہوگی۔ اوور" ۔۔۔ ہنری کا لہجہ بھی کرخت ہو گیا تھا۔

"لیکن میں کیسے یقین کروں کہ ترمذی تمہارے ساتھ متفق ہے۔ اوور" لیڈی ایشلے نے چند لمحے سوچنے کے بعد جواب دیا۔ اس بار اس کے لہجے سے الجھن نمایاں تھی۔

"میں اس کی آپ سے بات کرا دیتا ہوں ۔۔۔ چند لمحے انتظار کیجئے۔ اوور" ۔۔۔ ہنری نے کہا اور پھر واقعی چند لمحوں کے بعد ایک دوسری آواز ڈبے سے ابھری۔

"ترمذی سپیکنگ ڈیئر ایشلے۔ اوور" ۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ قدرے عاجزانہ تھا۔

"ترمذی! ۔۔۔ تم بھی ہنری کے ساتھ مل گئے اور میرے خلاف ووٹ دے دیا۔ اوور" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے روٹھ جانے والے لہجے میں کہا۔

"یہ ضروری تھا ڈیئر! ۔۔۔ ہم عمران جیسے خطرناک آدمی کو پاورلینڈ میں ٹرانسمٹ کرنے کا رسک نہیں لے سکتے ۔۔۔ ہم نے بڑی محنت سے یہ پاورلینڈ قائم کیا ہے اور ہم نے ابھی مشن پورا کرنا ہے ۔۔۔ پوری دنیا پر

حکومت کرنے کا مشن ۔۔۔ اس لئے ویری سوری ڈیئر! ۔۔۔ میں کوئی رسک نہیں لے سکتا ۔۔۔ تم اپنے ہاتھوں سے عمران کو گولی مارنے گئی تھی۔ بس گولی مارو اور واپس آ جاؤ ۔۔۔ یہی تمہارے ہمارے اور پاور لینڈ کے لئے بہتر ہے اوور“ ۔۔۔ ترمذی نے سخت لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے سے اب پہلے جیسی عاجزی ختم ہو گئی تھی۔

”اوہ واقعی ڈیئر! ۔۔۔ تم لوگ ٹھیک کہہ رہے ہو ۔۔۔ میں ہی خواہ مخواہ جذبات میں آ گئی تھی۔ او کے! ۔۔۔ میں اسے گولی مار دیتی ہوں۔ اوور“ ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو ڈیئر۔ اوور اینڈ آل“ ۔۔۔ ترمذی نے جواب دیا اور لیڈی ایشلے نے طویل سانس لیتے ہوئے ڈبے کے بٹن بند کر دیئے۔ اور ڈبہ ولسن کی طرف بڑھا دیا۔ جس کے چہرے پر اب فتحمندی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے

”تھینک یو ولسن! ۔۔۔ واقعی ہمیں یہ رسک نہیں لینا چاہیئے“ ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے کاندھے سے لٹکی ہوئی سب مشین گن بڑے اطمینان سے اتاری اور پھر وہ قدم بڑھاتی ہوئی فرش پر مفلوج پڑے ہوئے عمران کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

”کیا یہ بول نہیں سکتا“ ۔۔۔؟ لیڈی ایشلے نے دو قدم دور رکتے ہوئے مڑ کر ولسن سے پوچھا۔

”بول تو سکتا ہے مادام! ۔۔۔ لیکن اس کے لئے اسے انجکشن لگانا پڑے گا ۔۔۔ بہتر تو یہی ہے کہ آپ اسے گولی مار کر جھنجھٹ ختم کریں“ ۔۔۔ ولسن نے بے چین لہجے میں کہا۔

”نہیں ۔۔۔ میں ایک مفلوج اور بے بس آدمی پر گولی چلانا نہیں چاہتی

کم از کم اسے آخری خواہش بتانے کا تو حق ہے ۔۔۔ تم اسے انجکشن لگا دو“ ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”مگر مادام! ۔۔۔ انجکشن لگنے کے بعد صرف تین منٹ تک یہ مفلوج رہے گا۔ اس کے بعد درست ہو جائے گا“ ۔۔۔ ولسن نے کہا۔

”کوئی بات نہیں ۔۔۔ تین منٹ بہت ہوتے ہیں۔ اس دوران یہ اپنی آخری خواہش بتا سکتا ہے“ ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے کہا اور ولسن چند لمحے تذبذب کے عالم میں کھڑے رہنے کے بعد کندھے اچکاتا ہوا دوبارہ الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر والا ڈبہ اور لیڈی ایشلے کا لایا ہوا بیگ الماری کے اندر رکھا اور پھر اس میں سے ایک چھوٹا سا ڈبہ باہر نکالا۔ اس ڈبے کو کھول کر اس میں سے اس نے ایک سرنج نکالی اور ڈبے کے اندر ہی موجود نیلے رنگ کے محلول پر مشتمل شیشی میں سے اس نے محلول سرنج میں بھرا اور ڈبہ واپس الماری میں رکھ کر وہ مڑ کر تیزی سے عمران کی طرف بڑھا اور اس نے فرش پر پڑے ہوئے عمران کا بازو پکڑ کر سرنج کی سوئی اس کے بازو میں اتارنی چاہی لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا لیڈی ایشلے سے یوں ٹکرایا جیسے توپ میں سے گولا نکلتا ہے اور لیڈی ایشلے چیخ مار کر پشت کے بل زمین پر گری اور اس کے ہاتھ میں موجود سب مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر فضا میں اچھلی ہی تھی کہ دوسرے لمحے عمران بھوکے چیتے کی طرح فرش سے اچھلا اور اس نے نہ صرف فضا میں ہی سب مشین گن سنبھال لی، بلکہ قلابازی کھا کر وہ سیدھا ہوا اور مشین گن کی تڑتڑاہٹ سے کمرہ گونج اٹھا۔ سامنے والے کونے میں کھڑا ولسن کا ایک ساتھی چیختا ہوا الٹ کر فرش پر گرا۔ ولسن کے باقی ساتھی ایک لمحے کے لئے تو حیرت سے بت بنے رہے

مگر اپنے ساتھی کے مرتے ہی ان کی انگلیاں اضطراری طور پر ٹریگروں پر حرکت میں آگئیں۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران ان میں سے کسی کی طرف مڑتا، یا وہ فائر کر کے عمران یا فرش پر منا ورتی پڑے ہوئے صدیقی پر فائر کھول لیتے، کمرے میں دھماکے ہوئے اور وہ دونوں چیختے ہوئے فرش پر ڈھیر ہو گئے۔ گولیاں اوپر روشندان سے چلائی گئی تھیں۔

اسی لمحے ولسن نے اچھل کر عمران کے اس ہاتھ پر لات ماری جس میں اس نے سب مشین گن پکڑ رکھی تھی اور سب مشین گن عمران کے ہاتھوں سے نکلتی چلی گئی۔

لیڈی ایشلے نے اٹھ کر دروازے کی طرف دوڑ لگائی۔ مگر اسی لمحے عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے لیڈی ایشلے اس کے ہاتھوں پر اٹھتی ہوئی پوری قوت سے کمرے کی دیوار سے جا ٹکرائی۔ اس کا سر اتنی قوت سے دیوار سے ٹکرایا تھا کہ اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ فرش پر بے حس و حرکت پڑی رہ گئی۔

ولسن نے اس دوران بھاگ کر سب مشین گن اٹھانے کی کوشش کی لیکن عمران چیتے کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ اور اس نے ولسن کو راستے میں ہی جھپٹ لیا۔

"تم نے تو میں نے خاصا لمبا حساب کتاب چکانا ہے ولسن"۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ولسن کو سر سے اوپر اٹھا لیا۔ مگر ولسن نے انتہائی پھرتی سے اس کی گردن کے گرد اپنی دونوں ٹانگوں کی مدد سے قینچی سی ڈالی اور پھر عمران سمیت وہ فرش پر جا گرا۔ عمران کی گردن اس کی ٹانگوں میں بری طرح پھنسی ہوئی تھی اور ولسن نے فرش پر گرتے ہی تیزی سے مخصوص انداز میں قلابازیاں کھانی شروع کر دیں تاکہ وہ عمران کی گردن توڑ سکے۔ مگر ایک دو قلابازیوں کے بعد ہی

عمران کا ہاتھ فضا میں بلند ہوا اور پھر اس کی ہتھیلی پوری قوت سے ولسن کی پنڈلی پر پڑی اور کڑک کی آواز کے ساتھ ہی ولسن کے حلق سے زوردار چیخ نکل گئی۔ اس کی ٹانگ کی ہڈی ایک ہی وار میں ٹوٹ چکی تھی اور اسی لمحے عمران کی گردن اس خوفناک شکنجے سے باہر آگئی۔ دوسرے لمحے عمران اچھل کر ولسن پر جا گرا۔ اس کے بعد اس کی کھڑی ہتھیلی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور کمرہ ولسن کی خوفناک چیخوں اور اس کے جسم کی ہڈیوں کے ٹوٹنے کی بھیانک آوازوں سے گونج اٹھا۔ عمران نے بازو، ٹانگیں، پسلیاں، غرضیکہ جسم کی کوئی ہڈی سلامت نہ رہنے دی اور ولسن کی حالت اس قدر عبرتناک ہو گئی کہ اس کی طرف دیکھا بھی نہ جا سکتا تھا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ولسن نے آخری ہچکی لی اور اس کی گردن ٹیڑھی ہوتی چلی گئی۔ وہ اپنے عبرتناک انجام تک پہنچ چکا تھا۔

ولسن کے مرتے ہی عمران تیزی سے مڑا اور پھر وہ دیوار کے ساتھ بیہوش پڑی ہوئی لیڈی ایشلے کی طرف بڑھا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں لیڈی ایشلے پہلے کی طرح دوبارہ اپنے آپ کو ٹرانسفٹ نہ کر لے۔

دروازے میں صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کھڑے ہوئے تھے وہ شاید اوپر سے اتر کر نیچے پہنچ چکے تھے۔ لیکن عمران نے ان کی طرف توجہ نہ دی۔ اور وہ لیڈی ایشلے کو پلٹنے لگا۔ اس نے جیسے ہی لیڈی ایشلے کو پلٹا لیڈی ایشلے کی آنکھیں کھلتی چلی گئیں۔

چند لمحوں تک بے شعوری کی کیفیت میں رہنے کے بعد لیڈی ایشلے اچھل کر کھڑی ہو گئی اور پھر کمرے کی حالت اور فرش پر پڑی ہوئی ولسن کی عبرت انگیز لاش کو دیکھتے ہی اس نے خوف سے جھرجھری لی اور اس کی آنکھیں

حیرت اور خوف سے پھٹتی چلی گئیں

"یہ سب کچھ تم نے کیسے کیا" ـــــــ لیڈی ایشلے نے اٹکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو لیڈی ایشلے! ـــ اگر تم اپنی زندگی بچانا چاہتی ہو تو ہمارے ملک کے سائنسدان واپس کر دو ـــــ ورنہ تمہارا انجام ولسن سے بھی زیادہ عبرت ناک ہو سکتا ہے" ـــــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ مگر وہ تو پاور لینڈ کے شہری بن چکے ہیں ـــــ اب وہ واپس کیسے آسکتے ہیں" ـــــ لیڈی ایشلے نے جواب دیا۔ اس بار اس کے لہجے میں تمسخر سے اطمینان کی جھلکیاں موجود تھیں۔

"تو پھر سمجھ لو کہ میں تمہارے پاور لینڈ کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ یوں تیزی سے لیڈی ایشلے کی طرف بڑھا جیسے اس پر حملہ کرنا چاہتا ہو۔

لیڈی ایشلے بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹی اور پھر وہ رکی نہیں بلکہ تیزی سے کمرے کے دوسرے کونے کی طرف بھاگتی چلی گئی۔ عمران خاموشی سے کھڑا رہ گیا اس کی نظریں لیڈی ایشلے پر جمی ہوئی تھیں۔

لیڈی ایشلے نے دوسرے کونے میں پہنچتے ہی تیزی سے اپنی بائیں ٹانگ سے اسکرٹ اونچا کیا اور پھر دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اس نے ٹانگ پر ایک جگہ رکھ کر زور سے دبا دیئے۔

"میں جا رہی ہوں عمران! ـــ کاش! میں تمہیں دیکھتے ہی گولی مار دیتی" لیڈی ایشلے نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم دھوئیں میں تبدیل ہوتا چلا گیا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دھواں فضا میں

تحلیل ہو گیا۔ لیڈی ایشلے ٹرانسمٹ ہو چکی تھی۔

عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ اس نے دانستہ لیڈی ایشلے کو ٹرانسمٹ ہونے کا موقع دیا تاکہ وہ اس کا آپریٹنگ پروسیس دیکھ سکے۔

"یہ کیا ہوا عمران صاحب" ـــــــ صفدر نے حیرت بھری آواز میں کہا۔

"وہ چلی گئی ـــــ آپ لوگوں نے خوامخواہ رنگ میں بھنگ بلکہ ہیروئن ڈال دی" ـــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر وہ تیزی سے الماری کی طرف بڑھا اس نے سب سے پہلے وہاں سے اپنے کپڑے نکال کر پہنے اور پھر اس نے فرش پر پڑی ہوئی وہی سرنج اٹھائی جو ولسن نے اُسے لگانا تھی۔ اس نے سرنج کی سوئی ولسن کی لاش کے بازو میں گھونپ دی اور پھر ہلکا سا سرنج کے لیور کو دبایا۔ دوسرے لمحے ولسن کی لاش کے اندر ایک دھماکہ سا ہوا جیسے اس کے جسم کے اندر بم پھٹ پڑا ہو اور ولسن کی لاش کا گوشت پانی بن کر بہنے لگا۔ عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوہ! ـــ تو یہ آپ کو ٹھیک کرنے والی سرنج نہ تھی" ـــــــ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں! ـ اسے دیکھتے ہی میں سمجھ گیا تھا کہ ولسن دراصل مجھے فوری طور پر ہلاک کرنا چاہتا تھا ـــ چنانچہ میں حرکت میں آگیا۔ ورنہ اس زہر کا ایک قطرہ بھی میرے جسم میں داخل ہو جاتا تو میرا بھی یہی حشر ہوتا جو اس وقت ولسن کی اپنی لاش کا ہوا ہے" ـــــ عمران نے سرنج ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے فرش پر پڑے ہوئے صدیقی کی طرف بڑھا۔ صدیقی بدستور مفلوج حالت میں پڑا ہوا تھا۔ عمران نے اُسے منہ کے بل پلٹا اور پھر اس کے دونوں انگوٹھے صدیقی کے سر کی پشت سے نیچے تک ریڑھ کی ہڈی کے گرد بڑے

مخصوص انداز میں چلنے لگے۔

دو تین بار یہ عمل دوہرانے کے بعد عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اور دوسرے لمحے اس کے اس عمل کا نتیجہ سامنے آگیا۔ جب صدیقی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"کمال ہے عمران صاحب۔۔۔ آپ تو خود صحیح ہو گئے جب کہ صدیقی کے لئے یہ عمل کرنا پڑا"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"میں نے اپنے اعصابی نظام کو مشقیں کر کے اس طرح ڈھال لیا ہے کہ میں جب چاہوں، اس میں مخصوص حرکت پیدا کر سکتا ہوں۔ اس لئے مفلوج کر دینے والی گیس زیادہ دیر تک مجھ پر اثر نہیں کر سکتی۔۔۔۔ لیکن تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔۔۔۔ کار کا انفرادی سسٹم تو آن نہ ہو سکا تھا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم نے ایک ٹرانسمیٹر کال چیک کر لی تھی اور اس کے ذریعے یہاں تک پہنچ گئے۔۔۔ کسی سیکرٹ بات ہو رہی تھی۔ ہم اس وقت پہنچے تھے جب آپ کو انجکشن لگائے جانے کی تیاری کی جا رہی تھی"۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔۔۔ اچھا اب تم اس عمارت کی مکمل تلاشی لو اور صدیقی کو کپڑے پہننے میں مدد دو"۔۔۔۔ عمران نے دوبارہ الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر الماری کھول کر اس نے وہ بیگ اٹھا لیا جس میں ٹرانسمٹ فیوز موجود تھا۔ عمران اس فیوز کے حصول کے لئے تو کتنی دیر سے خاموش پڑا رہا تھا۔ بیگ کو اٹھا کر وہ کمرے سے نکل گیا۔ اب وہ جلد از جلد دانش منزل پہنچنا چاہتا تھا تاکہ اس ٹرانسمٹ فیوز پر پوری طرح ریسرچ کر سکے۔ اب وہ مطمئن تھا کہ اُسے

یاور لینڈ میں داخلے کا راستہ میسر آگیا تھا۔

ایک چھوٹے سے کمرے کے اندر دیوار کے ساتھ ایک بہت بڑی مشین نصب تھی جس میں چار چھوٹی چھوٹی سکرینیں نصب تھیں اور پینل پر بے شمار بلب اور مختلف رنگوں کے بٹن موجود تھے۔ مشین کے سامنے ایک سٹول پڑا ہوا تھا۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا اور کمرہ بالکل خالی پڑا ہوا تھا۔

اچانک کمرے کے عین درمیان میں دھواں سا نمودار ہوا اور چند لمحوں میں مرا ہوا دھواں متشکل ہونا شروع ہو گیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے دھواں ایک خوبصورت عورت کا جسم اختیار کر گیا۔

یہ لیڈی اینجلے تھی جو پوائنٹ نمبر دو سے ٹرانسمٹ ہو کر یہاں اپنے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گئی تھی۔ ولسن اور اس کے ساتھیوں کو لیکر لیڈی اینجلے جب پاکیشیا آئی تھی تو یہ مشین بھی اپنے ہمراہ لے کر آئی تھی اور اس نے یہاں پہنچ کر ایک علیحدہ کوٹھی کرایہ پر لے کر اس کے ایک خاص کمرے میں یہ مشین نصب کر لی تھی۔ ولسن اور اس کے ساتھی براہ راست دوسری عمارت میں ٹھہرے تھے۔ ولسن والی عمارت کو پوائنٹ نمبر دو کا نام دیا گیا تھا۔ جبکہ لیڈی اینجلے والی عمارت

پوائنٹ نمبر ایک تھی۔

لیڈی ایشلے نے والٹ ولسن کو عمران اور اس کے ساتھی صدیقی کو پوائنٹ نمبر دو پر لے جانے کے لئے کہا تھا کیونکہ اس نے سوچا تھا کہ اگر کوئی گڑبڑ ہو بھی گئی تو وہ آسانی سے ٹرانسمٹ ہو کر واپس یہاں پہنچ جائے گی اور پھر اس مشین کے ذریعے وہ محفوظ ہو کر اپنا انتقام پورا کر سکے گی۔ ٹرانسمٹ فیوز بھی وہ اسی عمارت میں آ کر اپنے ساتھ پوائنٹ نمبر دو پہ لے گئی تھی۔

مجسم ہوتے ہی لیڈی ایشلے تیزی سے مشین کی طرف بڑھی اور اس نے بڑی پھرتی سے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ بٹنوں کے دبتے ہی مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی۔ اور بے شمار چھوٹے بڑے بلب جلنے بجھنے لگے اور ڈائلوں پر سوئیاں حرکت کرنے لگیں۔ درمیان والی سکرین روشن ہو گئی۔ اس پر آڑھی ترچھی سی لکیریں دوڑنے لگیں۔ لیڈی ایشلے نے بڑی پھرتی سے ایک بڑا سا سرخ رنگ کا بٹن دبایا تو سکرین پر ایک جھماکا سا ہوا اور دوسرے لمحے اس پر اسی کمرے کا منظر ابھر آیا جس سے ٹرانسمٹ ہو کر لیڈی ایشلے فرار ہوئی تھی۔ عمران کپڑے پہن چکا تھا اور اب الماری سے ٹرانسمٹ فیوز والا بیگ نکال رہا تھا۔ اس بیگ کو دیکھتے ہی لیڈی ایشلے بری طرح چونک پڑی۔ اس کا تو اسے اب تک خیال ہی نہ آیا تھا۔ اس نے تیزی سے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے اور ان بٹنوں کے دبتے ہی باقی سکرینیں بھی روشن ہو گئیں لیڈی ایشلے نے سامنے لگا ہوا ایک چکر آہستہ سے گھمانا شروع کر دیا۔ ابھی اس نے اسے ذرا سی حرکت دی تھی کہ اچانک ایک خیال کے تحت وہ رک گئی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ عمران اس بیگ کو لے کر ضرور کسی اہم جگہ جائے گا اور وہاں عمران کو ختم کرنے سے وہ اہم جگہ بھی تباہ کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ اس نے ہاتھ روک لیا اور م

اور بٹن دبا دیا۔

اب تمام سکرینوں پر صرف عمران ہی نظر آ رہا تھا۔ وہ پوائنٹ نمبر دو سے نکل رہا تھا۔ چونکہ اس کے ہاتھ میں ٹرانسمٹ فیوز بیگ تھا اس لئے مشین اسے آسانی سے کور کر رہی تھی۔ اس فیوز کا تعلق براہ راست اس مشین سے تھا۔ اسی لئے لیڈی ایشلے مطمئن تھی کہ وہ جب چاہے گی عمران کے جسم کو ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل کر دے گی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی اور وہ بار بار اپنے دانت بھینچ رہی تھی۔

"میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں عمران! ___ تم واقعی انتہائی خطرناک شخص ہو۔ لیکن میرا نام بھی ایشلے ہے ایشلے" ___ لیڈی ایشلے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا البتہ اس کی نظریں سکرین پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ آنکھوں میں شعلے سے لہرا رہے تھے۔ اور چہرہ کسی زخمی بلی کی طرح بھیانک ہو رہا تھا۔

عمران اب ایک ٹیکسی میں بیٹھ چکا تھا اور ٹیکسی تیزی سے مختلف سڑکوں پر سے گزرتی چلی جا رہی تھی۔ مشین پر لگی ہوئی چاروں سکرینوں میں وہ ٹیکسی نظر آ رہی تھی البتہ ہر سکرین پر اس کا اینگل مختلف تھا۔ اس طرح لیڈی ایشلے ٹیکسی کو چاروں طرف سے دیکھ رہی تھی۔ ٹیکسی جیسے ہی کسی سڑک پر مڑتی۔ سکرین پر ایک جھماکا سا ہوتا اور ٹیکسی ایک لمحے کے لئے نظروں سے اوجھل ہو کر دوبارہ سکرین پر نمودار ہو جاتی۔ سکرین کے ایریل سے نشر ہونے والی ریڈ لہریں بڑی باقاعدگی سے ٹیکسی کا تعاقب کر رہی تھیں۔

مختلف سڑکوں پر سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ایک چوک پر جا کر رک گئی اور عمران ہاتھ میں بیگ پکڑے ٹیکسی سے اتر آیا۔ اس نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کی گود میں پھینکا اور پھر بے نیازی سے آگے بڑھتا

چلا گیا۔ وہ بڑے اطمینان سے چل رہا تھا جیسے وہ بازار سے شاپنگ کر کے واپس آرہا ہو۔

"تم مجھ سے بچ نہیں سکتے عمران! ــــ میں جب چاہوں تمہیں ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل کر سکتی ہوں" ــــ لیڈی ایشلے نے غراتے ہوئے کہا۔ اور اس کا ہاتھ ایک سرخ رنگ کے بٹن کی طرف بے اختیار بڑھا۔ لیکن پھر اس نے ہاتھ روک لیا۔ اس کے دانت بھنچے ہوئے تھے۔

عمران چلتے چلتے ایک قلعہ نما عمارت کے بڑے پھاٹک کے سامنے رک گیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر اس کے ہاتھ بڑھا کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی خود بخود کھل گئی اور عمران جھک کر اندر داخل ہو گیا۔ اب عمارت سکرین پر نظر آرہی تھی اور عمارت بالکل خالی پڑی ہوئی تھی۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر برآمدے میں داخل ہو کر وہ ایک دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر منظر بدل گیا۔ اب سکرین پر کمرے کا اندرونی منظر صاف نظر آرہا تھا۔ کمرے کے اندر ایک لمبا تڑنگا نوجوان ایک بڑی سی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔

عمران نے جیسے ہی بیگ میز پر رکھا وہ نوجوان چونک کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی نظریں دیوار پر جمی ہوئی تھیں جہاں ایک سُرخ رنگ کا بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔ پھر عمران نے بھی چونک کر اس بلب کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے۔

لیڈی ایشلے ان دونوں کی حالت دیکھ کر خود بھی چونک پڑی۔ وہ تیزی سے اٹھی اور اس نے مشین کے ساتھ دیوار میں لگی ہوئی ایک الماری کھولی اور

اس میں سے ایک چھوٹا سا مائیک نکال کر اس کی تار کے سرے پر لگا ہوا پلگ مشین کے ایک خانے میں نصب کیا اور پھر ساتھ لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے مائیک میں سے عمران اور اس کے ساتھی کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"یہ کیا ہو رہا ہے بلیک زیرو! ــــ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ہمیں چیک کیا جا رہا ہے" ــــ عمران کے لہجے میں حیرت کا عنصر تھا۔

"بالکل عمران صاحب! ــــ کوئی خفیہ نگاہ ہمارا جائزہ لے رہی ہے"۔ دوسرے آدمی نے جواب دیا۔

"اوہ! ــــ شاید گڑبڑ اسی بیگ میں ہے ــــ میں اسے چیک کر لیتا ہوں ــــ آؤ میرے ساتھ" ــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر بیگ اٹھا کر وہ تیزی سے کونے میں بنے ہوئے ایک دروازے کی طرف بڑھا۔ دوسرا آدمی جسے بلیک زیرو کہا گیا تھا وہ بھی اس کے پیچھے لپکا۔ دروازے سے گزر کر وہ دونوں کئی سیڑھیاں اترتے ہوئے ایک بڑے سے ہال کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے میں ہر طرف عجیب و غریب قسم کی جدید ترین مشینیں نصب تھیں۔

"اوہ! ــــ شاید اب یہ ٹرانسمیٹر فیوز کو ناکارہ کرنا چاہتے ہیں" ــــ لیڈی ایشلے نے سوچا اور پھر اس نے تیزی سے ایک سرخ رنگ کے بٹن کو دبایا اور سامنے لگے ہوئے چکر کو گھمانا شروع کر دیا۔ چکر کے گھومتے ہی بڑے سے ڈائل پر موجود سرخ رنگ کی سوئی تیزی سے حرکت میں آگئی اور پھر جب وہ آٹھ سو کے ہندسے پر پہنچی تو لیڈی ایشلے نے چکر گھمانا شروع کر دیا۔ اب عمران بیگ کو ایک میز پر رکھ کر کھولنے میں مصروف تھا۔ بیگ کا تالا خصوصی ساخت کا تھا اس لئے وہ آسانی سے کھلنے والا نہ تھا۔

"اب تمہاری موت یقینی ہو گئی ہے عمران" ۔۔۔۔ لیڈی ایشلے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے عمران اور بلیک زیرو۔ دونوں بُری طرح اچھل پڑے۔ یوں لگتا تھا جیسے انہوں نے لیڈی ایشلے کی بڑبڑاہٹ سن لی ہو۔

"لیڈی ایشلے۔ یہ لیڈی ایشلے کی آواز ہے" ۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک مشین کی طرف بڑھا۔

"ہاں! ۔۔۔ یہ میری آواز ہے عمران! ۔۔۔ اور سنو! اب تم اپنی موت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ پاور لینڈ سے ٹکرانے کے بعد کوئی شخص دوسرا سانس نہیں لے سکتا" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے اس بار چیختے ہوئے کہا کیونکہ وہ سمجھ گئی تھی کہ کسی میکنزم کی وجہ سے اس کی آواز بھی عمران اور بلیک زیرو تک پہنچ رہی ہے۔

"ارے تم پاور لینڈ ہو ۔۔۔ واہ! میں تو تمہیں پاور ہاؤس ہی سمجھتا رہا لیڈی ایشلے!" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اب مشین کی طرف بڑھنے کی بجائے وہیں رک گیا تھا جبکہ اس کا ساتھی بدستور میز کے قریب کھڑا ہوا تھا۔

"تو پھر مر جاؤ ۔۔۔ اب مر بھی جاؤ" ۔۔۔۔ لیڈی ایشلے نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دانت بھینچ کر سُرخ رنگ کے بڑے بٹن کو دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی مشین سے ایک زوردار گونج پیدا ہوئی اور سکرینوں پر تیزی سے جھماکے ہونے شروع ہو گئے۔ اور پھر سکرینوں پر گرد و غبار چھا گیا اور چند لمحوں بعد سکرینیں سپاٹ ہو گئیں۔ اب صرف ان پر آڑھی ترچھی لہریں نظر آنے لگی تھیں اور مشین میں پیدا ہونے والی گونج بھی ختم ہو گئی۔

"مر گئے۔ ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ عمران ختم ہو گیا ۔۔۔ آخر میں نے عمران کو مار ڈالا۔ اب میں ہنری کو بتاؤں گی کہ لیڈی ایشلے کسے کہتے ہیں ۔۔۔ ہونہہ! وہ خواہ مخواہ مجھے اس احمق سے ڈراتا رہتا تھا ۔۔۔ خواہ مخواہ اُسے مافوق الفطرت بنا رکھا

تھا" ۔۔۔۔ لیڈی ایشلے نے ہذیانی انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کے بٹن آف کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر ایسا اطمینان تھا جیسے سینکڑوں میل پیدل چلنے کے بعد وہ آخرکار اپنی منزل پر پہنچ ہی گئی ہو۔ کامیابی کی سرخی سے اس کا چہرہ جگمگا رہا تھا۔ اور کیوں نہ جگمگاتا۔ اس نے دنیا کے ناقابل شکست انسان کو آخرکار شکست دے ہی ڈالی تھی۔ اس نے ناقابل تسخیر انسان کو نہ صرف تسخیر کر لیا تھا بلکہ اُسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے موت کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل دیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ عمران اپنے ساتھی سمیت اس عمارت کے ملبے میں ہمیشہ کے لئے دفن ہو چکا ہے۔

مشین سے نکلنے والی ہائیڈروجن بموں سے بھی زیادہ تباہ کن ریز نے عمران اور اس کے ساتھی کے ساتھ ساتھ پوری عمارت کے پرخچے اُڑا دیئے ہوں گے۔ اور پھر وہ مسلسل قہقہے لگاتی چلی گئی۔

پاور لینڈ کے ہیڈکوارٹر میں اس وقت خاصی گہما گہمی نظر آرہی تھی ہیڈکوارٹر کے وسیع ہال میں پچیس کے قریب سُرخ رنگ کی کرسیوں پر پچیس مختلف اقوام اور نسلوں کے افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب نے گہرے سُرخ رنگ کے چُست لباس پہن رکھے تھے۔ ہال کی دیواروں کا رنگ بھی گہرا سرخ تھا۔ البتہ ہال کی چھت سفید تھی۔ ان سب افراد کے سینوں پر پاور لینڈ کا مخصوص مونوگرام کے سٹکرز چسپاں تھے جن میں سنہرے رنگ کی زمین پر سُرخ رنگ کا کراس بنا ہوا تھا نیچے شعبوں کے مخصوص نمبر موجود تھے۔

آج پاور لینڈ کی سالانہ اہم میٹنگ تھی جس میں مستقبل کے لئے پلاننگ کی جانی تھی۔ ان کرسیوں کے سامنے کافی فاصلے پر ایک سٹیج بنا ہوا تھا جس پر تین اونچی نشست والی کرسیاں موجود تھیں یہ تینوں کرسیاں پاور لینڈ کے ڈائریکٹران کے لئے مخصوص تھیں۔ ہال میں بیٹھے ہوئے پچیس افراد اپنے اپنے شعبوں کے سربراہ تھے۔ ان میں سے صرف پانچ ہیڈکوارٹر میں رہتے تھے

جب کہ باقی بیس دنیا کے مختلف ممالک میں پاور لینڈ کے لئے کام کرتے رہتے تھے اور خصوصی طور پر سالانہ میٹنگ کے لئے انہیں بلایا گیا تھا۔

پچیس افراد خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کی نظریں سٹیج پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد سٹیج کے پیچھے موجود دروازہ کھلا اور پھر سب سے پہلے ترمذی اندر داخل ہوا۔ اس کے بعد ہنری اور آخر میں لیڈی ایشلے سٹیج پر نمودار ہوئی۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی ہال میں موجود پچیس افراد احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ ترمذی نے ہاتھ اٹھا کر انھیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر سٹیج پر موجود درمیانی کرسی پر لیڈی ایشلے اور اس کے دائیں ہاتھ پر ترمذی اور بائیں ہاتھ پر ہنری بیٹھ گیا۔

"کارروائی کا آغاز کیا جائے" ——— لیڈی ایشلے نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی ہال میں موجود ہر فرد باری باری اٹھ کر اپنے اپنے شعبے کی مختصر لفظوں میں رپورٹ دینے لگا۔ ان رپورٹوں کے لحاظ سے پاور لینڈ کے مفادات ہر بڑے ملک میں محفوظ تھے۔ اور ہر بڑے ملک میں مستقبل کے لئے حکومت کرنے کے لئے مخصوص ماہرین کا گروپ تیار کر لیا گیا تھا۔ ان سب کی وفاداریوں کو اچھی طرح چیک کر لیا گیا تھا اور اب وہ صرف ہیڈکوارٹر سے آخری ایکشن کا حکم ملنے کے منتظر تھے۔

"آپ سب کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ پاور لینڈ کی لیبارٹریوں نے جدید ترین اور خوفناک اسلحے کے ڈھیر پیدا کر لئے ہیں ——— یہ اسلحہ پوری دنیا کو ایک لمحے میں پھونک سکتا ہے ——— اور ذہنوں کو کنٹرول کرنے والا ای بم بھی تیاری کے آخری مراحل میں ہے۔ اس کی تیاری میں مزید ایک ماہ کا عرصہ درکار ہے۔ ایک ماہ بعد ہم اس قابل ہوں گے کہ صرف ای بم استعمال کرکے

پوری دنیا کو کنٹرول کر لیں ۔۔۔ اس لئے آپ لوگ اپنے آپ کو ہر وقت حکومتیں سنبھالنے کے لئے تیار رکھیں" ۔۔۔ ہنری نے کھڑے ہو کر کہا اور ہال میں موجود ہر شخص کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ ظاہر ہے دنیا پر حکومت کرنے کا خواب ہر شخص کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہو سکتی ہے۔

"جناب عالی! ۔۔۔ کیا میں کوئی سوال کر سکتا ہوں" ۔۔۔ ؟ اچانک پچھلی صف میں بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر شخص نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔ ضرور پوچھو" ۔۔۔ ہنری نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ پاور لینڈ کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ تھا کہ کسی نے یوں اٹھ کر ڈائریکٹران سے سوال کیا ہو۔ ورنہ انہیں تو صرف احکام کی تعمیل کی ہی تربیت دی گئی تھی اس شخص کے اس طرح سوال پوچھنے پر ہال میں موجود باقی افراد کے ساتھ ساتھ ترمذی اور لیڈی ایشلے بھی چونک اٹھے تھے۔

"جناب عالی! ۔۔۔ کچھ روز پہلے میری ٹیم نے مجھے اطلاع دی تھی کہ ایشیا کے ایک پسماندہ ملک پاکیشیا میں چیئرمین پاور لینڈ مادام ایشلے اور ڈائریکٹر مسٹر ترمذی کسی مشن کے سلسلے میں پہنچے تھے ۔۔۔ کیا میں اس مشن کی تفصیلات معلوم کر سکتا ہوں ۔۔۔ مزید براں جب کہ ایسے مشنز کا انچارج میں ہوں تو مجھے علم کیوں نہ دیا گیا" ۔۔۔ ؟ اس ادھیڑ عمر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"بیٹھ جاؤ" ۔۔۔ ہنری نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا اور ادھیڑ عمر خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ کوئی ایسا مشن نہیں تھا جس کا پاور لینڈ پر کوئی اثر پڑتا ۔۔۔ اسی بم لیبارٹری کے لئے پاکیشیا سے چار سائنسدان اغوا کئے گئے تھے اور مادام ایشلے

اور مسٹر ترمذی سیر و تفریح کے لئے پاکیشیا گئے تھے۔ وہاں ایک مقامی جاسوس علی عمران کو پتہ چلا تو اس نے پاور لینڈ سے ٹکرانے کی کوشش کی۔ جس پر مادام ایشلے اور مسٹر ترمذی اپنا تفریحی دورہ مختصر کر کے واپس آ گئے ۔۔۔ لیکن یہاں ایسی اطلاعات پہنچیں جن سے پتہ چلا کہ عمران پاور لینڈ کے خلاف خاصی تیزی سے کام کر رہا ہے اور اس کی یہ سرگرمیاں مستقبل میں خطرناک ہو سکتی ہیں ۔۔۔ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کے متعلق بھی یہ اطلاعات ملی تھیں کہ وہ بھی اس سلسلے میں سرگرم ہے اس پر مادام ایشلے ایک مخصوص ٹیم لے کر عمران اور سیکرٹ سروس کی سرکوبی کے لئے پاکیشیا پہنچیں اور پھر وہاں سخت اور فوری ایکشن کر کے عمران کے ساتھ ساتھ سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر اور اس کے انچارج کو بھی ختم کر دیا گیا۔ ۔۔۔ ہنری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا

"جناب عالی! ۔۔۔ میں پاور لینڈ میں شمولیت سے قبل جاپان کی ایک سرکاری تنظیم سے وابستہ رہا ہوں ۔۔۔ ایک مشن کے سلسلے میں ہمارا ٹکراؤ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہوا تھا ۔۔۔ علی عمران دنیا کا انتہائی خطرناک شخص ہے۔ اگر یہ شخص پاور لینڈ کے خلاف حرکت میں آ گیا ہے تو پھر پاور لینڈ کو اس کا انتہائی سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہئے اور اس کے خلاف کوئی بڑا ایکشن لینا چاہئے" ۔۔۔ ایک اور شخص نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"جب کہہ دیا گیا ہے کہ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہو چکا ہے تو پھر اس بات کا کیا مطلب ہو سکتا ہے ۔۔۔ کیا مادام ایشلے پر عدم اعتماد کی بات کی جا رہی ہے" ۔۔۔ ہنری نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"سوری سر! ــــ ویری سوری ــ معافی چاہتا ہوں ـــــ لیکن کیا علی عمران کی لاش شناخت کرلی گئی ہے ـــــ؟ کیونکہ اس شخص کو ناقابلِ تسخیر سمجھا جاتا ہے" ـــــ اس آدمی نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"پاور لینڈ کے مقابلے میں کوئی فرد ناقابلِ تسخیر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے آئندہ بات کرتے وقت احتیاط کی جائے ـــ ورنہ پاور لینڈ کی توہین ناقابلِ معافی جرم ہے اور اب یہ ٹاپک ختم کیا جاتا ہے۔ اس پر مزید کسی بات کی اجازت نہیں ہے ـــ اب آپ لوگ جاسکتے ہیں ـ آپ کو مزید ہدایات آپ کے مقامی ہیڈکوارٹر میں پہنچادی جائیں گی" ـــــ ہنری نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر! ـــ احکام کی مکمل تعمیل ہوگی" ـــــ سب نے سر جھکاتے ہوئے اُٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے پچھلے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ہال کے خالی ہونے پر ترمذی، لیڈی ایشلے اور ہنری بھی سٹیج کے پچھلے دروازے سے نکل کر ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔

"آپ نے دیکھا مادام! ـــ کہ علی عمران کے متعلق لوگوں کے تاثرات کیا ہیں" ـــــ ہنری نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مادام ایشلے سے مخاطب ہوکر کہا جو خاموش تھی۔

"میں واقعی حیران ہوں کہ اس شخص کی شہرت کہاں کہاں تک پھیلی ہوئی ہے ـــ بہرحال مجھے اطمینان ہے کہ آخرکار یہ شخص میرے ہاتھوں ہی موت کے گھاٹ اترا" ـــــ لیڈی ایشلے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن اس کے چہرے سے صاف عیاں تھا کہ وہ جبراً مسکرانے کی کوشش

کررہی ہے۔

"ڈیئر! ـــ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تمہیں براہِ راست اس کارروائی میں ملوث نہیں ہونا چاہیئے ـــ اس سے پاور لینڈ کا وقار مجروح ہوتا ہے ـــ ہمارے پاس اتنی بڑی تنظیم ہے کہ ایک ملک کیا، آدھی دنیا کے خلاف کارروائی کی جاسکتی ہے اور ہمارا براہِ راست اس میں ملوث ہونا ہمارے ساتھیوں کے دلوں میں بدگمانی پیدا کرسکتا ہے ـــ بہرحال اب یہ مسئلہ ختم ہوگیا ہے۔ آئندہ تمہیں احتیاط کرنی چاہیئے" ـــــ مسٹر ترمذی نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ترمذی! ـــ میں آئندہ احتیاط کروں گی بس میں جذباتی طور پر اس چکر میں پھنس گئی تھی" ـــ لیڈی ایشلے نے معذرت بھرے انداز میں کہا۔

"مادام! ـــ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں ایک بات کہوں" ـــــ؟ ہنری نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"ہاں ہاں کہو ـــ کیا بات ہے" ـــــ؟ لیڈی ایشلے نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کی رپورٹ سے میں ذاتی طور پر مطمئن تھا ـــ عمران اتنی آسانی سے مرنے والا نہیں ہے۔ اور پھر آپ نے واپسی میں بھی جلدی کی۔ آپ نے یہ معلوم نہیں کیا کہ کیا واقعی عمران ختم ہوچکا ہے ـــ اس لئے میں نے اپنے طور پر ایک خصوصی ٹیم وہاں بھیجی ہے جو اس بات کی پڑتال کرے گی کہ کیا واقعی عمران ختم ہوچکا ہے ـــ اگر ختم ہوچکا ہے تو اس کا ثبوت مہیا کیا جائے ـــــ اور اگر ختم نہیں ہوا تو پھر تازہ ترین

صورت حال کی رپورٹ کی جائے تاکہ اس رپورٹ کی روشنی میں آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا جائے" ـــــ ہنری نے کہا۔

"اوہ ہنری! ـــ تم بھی کمال کرتے ہو ـــ میں نے واضح طور پر تمہیں بتایا ہے کہ اس کے پاس ٹرانسمٹ فیوز تھا جس کا تعلق الیف۔ ایم ـــ سکس مشین سے تھا ـــ اور تم جانتے ہو کہ الیف۔ ایم سکس ریز کتنی مہلک ہوتی ہیں اور ان کا باقاعدہ استعمال ہوا ـــ اس کے بعد کسی کے بچ رہنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے" ـــ لیڈی ایشلے نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کو اس بات پر ناراض نہیں ہونا چاہیئے مادام! ـــ یہ رپورٹ ہم سب کی بہتری کے لئے ضروری ہے ـــ اگر رپورٹ یہ آگئی کہ واقعی عمران ختم ہو چکا ہے تو آپ سے زیادہ اطمینان کا سانس میں لوں گا اور اگر عمران ختم نہیں ہوا تو پھر اس کے خاتمے کے لئے ہمیں جامع منصوبہ بندی کرنی پڑے گی" ـــ ہنری نے جواب دیا۔

"کب آئے گی یہ رپورٹ" ـــ؟ لیڈی ایشلے نے بدستور بُرا سا منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"شاید آج ہی آجائے ـــ بہرحال جیسے ہی رپورٹ مجھ تک پہنچی میں آپ کو مطلع کر دوں گا" ـــ ہنری نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ لیڈی ایشلے یا ہنری کوئی بات کرتے، درمیان میں رکھی ہوئی میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ہنری نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ہنری سپیکنگ" ـــ ہنری کا لہجہ تحکمانہ تھا۔

"باس! ـــ آپ کے لئے پاکیشیا سے سپیشل پیغام آیا ہے" ـــ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یہ پیغام ڈائریکٹ میٹنگ روم میں منتقل کر دو" ـــ ہنری نے سخت لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"لیجئے رپورٹ آ بھی گئی ـــ ابھی پتہ چل جائے گا" ـــ ہنری نے کہا اور لیڈی ایشلے کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات اُبھر آئے۔ اس کے چہرے پر تذبذب کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

کمرے میں دس منٹ تک خاموشی طاری رہی، پھر دروازے پر مخصوص انداز میں دستک سنائی دی۔

"یس کم ان" ـــ ہنری نے سخت لہجے میں کہا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس نے جھک کر سلام کیا اور پھر ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک سرخ رنگ کے لفافے کو بڑے مؤدبانہ انداز میں ہنری کی طرف بڑھا دیا۔

"کیا ہے یہ" ـــ؟ ہنری نے لفافہ لینے سے پہلے سخت لہجے میں پوچھا۔

"سر! ـــ پاکیشیا سے آپ کے نام سپیشل میسج ہے" ـــ لڑکی نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ہنری نے سر ہلاتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر لفافہ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"تم جا سکتی ہو" ـــ ہنری نے لفافہ لیتے ہوئے کہا اور لڑکی مؤدبانہ انداز میں سلام کر کے واپس مڑی اور دوسرے لمحے دروازے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

"لیجئے مادام! ـــ آپ خود ہی رپورٹ دیکھ لیجئے" ـــ ہنری نے

لفافہ مادام ایشلے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔۔ تم پڑھو اور مجھے بتاؤ کہ کیا رپورٹ ہے"۔۔۔۔۔۔ لیڈی ایشلے نے کرخت لہجے میں کہا اور ہنری نے خاموشی سے لفافہ ایک طرف سے چاک کرنا شروع کر دیا۔ لفافے کے اندر ایک چھوٹا سا کاغذ تھا جس پر آڑھی ترچھی لکیریں تھیں۔ یہ مخصوص کوڈ تھا۔

ہنری خاموشی سے کاغذ پر نظریں دوڑاتا چلا گیا اور کمرے میں ایک عجیب سی فضا طاری ہو گئی۔

جب ہنری کی نظریں کاغذ کی آخری سطر پر پہنچیں تو اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گئی اور لیڈی ایشلے کا چہرہ یکلخت چمک اٹھا اس کے لبوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ پھیلنے لگی شاید اُسے یقین آگیا تھا کہ رپورٹ اس کے حق میں ہے۔

عمران جیسے ہی ٹرانسمیٹر فیوز والا بیگ اٹھائے دانش منزل کے آپریشن روم میں پہنچا۔ بلیک زیرو اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا مگر اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی بات کرتا۔ کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور اس کے ساتھ ہی دیوار پر لگا ہوا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور بلیک زیرو اور عمران دونوں ہی آواز سن کر اور بلب کو جلتے بجھتے دیکھ کر چونک اٹھے۔ بلب کے جلنے بجھنے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ دانش منزل کے اندر کوئی ایسی چیز آگئی ہے جس کا تعلق کسی ٹرانسمیشن سے ہے اور دانش منزل کو کسی جگہ پر چیک کیا جا رہا ہے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے بلیک زیرو ۔۔۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ہمیں چیک کیا جا رہا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بالکل عمران صاحب ۔۔۔ کوئی خفیہ نگاہ ہمارا جائزہ لے رہی ہے"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا اور اس کی نظریں اس بیگ پر جم گئیں جو عمران

اپنے ہمراہ لایا تھا اور اس وقت میز پر پڑا تھا۔

"اوہ! شاید گڑبڑ اس بیگ میں ہے ـــــ میں اسے چیک کر لیتا ہوں ـــــ آؤ میرے ساتھ" ـــــ عمران بلیک زیرو کی نظروں کا مطلب سمجھ گیا اور پھر بیگ اٹھا کر وہ تیزی سے مشین روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور بلیک زیرو اس کے پیچھے تھا۔ بلیک ابھی تک مسلسل ہونٹ بھینچے ہوئے تھا۔ دروازے سے گزر کر سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ دونوں مشین روم میں پہنچ گئے۔

یہ ایک جدید ترین لیبارٹری تھی۔ یہاں عمران نے ہر قسم کے آلات کی چیکنگ کے لئے جدید ترین مشین نصب کر رکھی تھی۔ عمران نے بیگ کو درمیانی میز پر رکھا اور پھر اس کا تالا کھولنے میں مصروف ہو گیا لیکن تالا عجیب سی ساخت کا تھا۔ جو کھلنے میں ہی نہ آ رہا تھا۔

"اب تمہاری موت یقینی ہو گئی ہے عمران ـــــ" اچانک مشین روم کی دیوار پر نصب ایک چھوٹے سے سپیکر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ اور بلیک زیرو کے ساتھ ساتھ عمران بھی اچھل پڑا۔ وہ آواز سنتے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ آواز لیڈی ایشلے کی ہے۔

"لیڈی ایشلے! ـــــ یہ لیڈی ایشلے کی آواز ہے" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے دائیں ہاتھ پر موجود ایک بڑی سی مشین کی طرف بڑھا۔

"ہاں! ـــــ یہ میری آواز ہے عمران ـــــ اور سنو! ـــــ اب تم اپنی موت کے لئے تیار ہو جاؤ ـــــ پاور لینڈ سے ٹکرانے کے بعد کوئی شخص زندہ سانس نہیں لے سکتا" ـــــ اس بار لیڈی ایشلے کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران نے قدم بڑھا کر مشین کے سامنے فرش پر لگے ہوئے ایک بٹن پر

پیر رکھ دیا۔ اس کے بٹن پر پیر رکھتے ہی ایک مشین میں گونج سی پیدا ہوئی۔

"ارے تم پاور لینڈ ہو ـــــ واہ میں تو تمہیں پاؤڈر ہاؤس ہی سمجھتا رہا لیڈی ایشلے" ـــــ عمران نے بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"تو پھر مر جاؤ ـــــ اب مر بھی جاؤ" ـــــ لیڈی ایشلے کی غصے سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی میز پر پڑے ہوئے بیگ میں حرکت سی پیدا ہوئی۔ مگر حرکت ہوتے ہی بیگ یوں اچھل کر اس مشین کے ایک بڑے سے خانے میں گھستا چلا گیا جیسے دہاڑتا ہوا کسی کی طرف دوڑتا ہے اور اس کے ساتھ ہی مشین پر موجود بے شمار بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور مشین میں سے تیز گونج نکلنے لگی۔ چند لمحوں بعد مشین کی گونج ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی مشین کے بلب بھی یکلخت بجھ گئے۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس کی نظریں مشین کے درمیان میں لگے ہوئے ایک بڑے سے ڈائل پر جمی ہوئی تھیں جس پر سرخ رنگ کی سوئی انتہائی بائیں جانب پہنچ کر رک گئی تھی۔

"ہاں ہاں بچ گئے ہیں بلیک زیرو! ـــــ ورنہ اس وقت میری اور تمہاری لاشیں دانش منزل کے ملبے میں دفن ہو چکی ہوتیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے مشین کے کونے میں لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو مشین کا ایک خانہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور اس میں سے ایک کاغذ کی پٹی سی باہر نکل آئی جس پر کچھ ہندسے اور الفاظ موجود تھے۔ عمران نے غور سے اس کاغذ کو دیکھا اور پھر کاغذ بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔

"لو اس پر وہ پتہ درج ہے ـــــ جہاں سے اٹیک کیا گیا ہے ـــــ اپنے ممبرز کو وہاں فوراً پہنچنے کی ہدایت کرو۔ اس مقام پر احتیاط سے چھاپہ مارا

جائے ـــــ لیڈی ایشلے شاید ہمارا انجام معلوم کرنے کے لئے رُک جائے۔ اور اُسے دیکھتے ہی گولی مار دی جائے" ـــــ عمران نے کرخت لہجے میں بلیک زیرو کو ہدایت کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کاندھے پکڑ کر سر ہلاتا ہوا تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

بلیک زیرو کے جانے کے بعد عمران نے مشین کے نیچے بنے ہوئے ایک بڑے سے خانے میں ہاتھ ڈالا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں وہی بیگ موجود تھا جو وہ اپنے ساتھ لایا تھا۔ بیگ کا تالا ٹوٹا ہوا تھا۔ عمران نے بیگ کو کھولا تو اندر راکھ بکھری ہوئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے اندر ہر چیز جل کر راکھ میں تبدیل ہو چکی ہے۔

عمران نے ایک نظر راکھ کو دیکھا اور پھر طویل سانس لیتے ہوئے بیگ کو قریب رکھے ہوئے ڈسٹ بن کی طرف اچھال دیا۔ اس نے مشین کے مختلف بٹن دبائے اور پھر مڑ کر واپس سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر آپریشن روم میں پہنچ گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے۔ اُسے رہ رہ کر یہی خیال آرہا تھا کہ اس بار اس سے بنیادی غلطی ہوئی تھی۔ لیڈی ایشلے کے ٹرانسمٹ ہوتے ہی اس نے یہی سمجھا تھا کہ لیڈی ایشلے واپس ہادرلینڈ چلی گئی ہے جب کہ وہ یہیں موجود تھی اور نہ صرف موجود تھی بلکہ اس نے انتہائی خوفناک انداز میں حملہ بھی کیا تھا۔ یہ عمران کی خوش قسمتی تھی کہ جس وقت لیڈی ایشلے نے حملہ کیا تھا اس وقت وہ دفاعی مشین کا بٹن دبا چکا تھا ورنہ اس سے پہلے اگر لیڈی ایشلے حملہ کر دیتی تو پھر عمران کی جان بچ جانے کا ایک فیصد بھی چانس باقی نہ رہ سکتا تھا۔

بلیک زیرو نے ممبرز کو ہدایات دے کر رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ ٹیلیفون

کی گھنٹی بج اٹھی اور بلیک زیرو نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ـــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان سپیکنگ! ـــــ عمران کہاں ہے" ـــــ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب موجود ہیں جناب" ـــــ بلیک زیرو نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہاں جناب عالی! ـــــ حضور عالی! ـــــ بندہ تو ہو گیا ہے خالی ـــــ بالکل خالی" ـــــ عمران نے رسیور ہاتھ میں لیتے ہی قافیے کی گردان شروع کر دی۔ بلیک زیرو کے لہجے سے ہی اُسے پتہ چل گیا تھا کہ دوسری طرف سے بولنے والے سر سلطان ہی ہو سکتے ہیں۔

"عمران! ـــــ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ تمہارا فلیٹ بموں سے تباہ کر دیا گیا ہے اور سلیمان زخمی ہے" ـــــ سر سلطان نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"بڑی دیر بعد آپ کو رپورٹ ملی ہے ـــــ میرے خیال میں رپورٹ بھیجنے والے نے بذریعہ ڈاک رپورٹ بھیجی ہو گی اور ہمارے ملک کے ڈاک کا نظام تو بس ماشاءاللہ ہے ـــــ خط بھیجنے والا جب دس سال بعد خود ملنے جاتا ہے تو اس وقت پوسٹ مین خط اٹھائے اور سر جھکائے پہنچتا ہے" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ تمہاری یہی عادت تو مجھے پسند ہے کہ اتنا بڑا نقصان ہونے کے باوجود تمہاری شگفتگی ویسے ہی قائم ہے" ـــــ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جناب! ـــــ آپ کی شگفتگی اس وقت ختم ہو جائے گی جب فلیٹ کی

تعمیر کا بل آپ کے پاس پہنچے گا ۔۔۔ اور ابھی تو آپ سجدہ شکر ادا کریں۔ ورنہ دانش منزل کا بل بھی ساتھ ہی پہنچتا اور مزید براں یہ کہ میرے اور بلیک زیرو کے کفن دفن کا خرچہ بھی آپ کو ہی ادا کرنا پڑتا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔؟ کیا دانش منزل پر بھی حملہ ہوا ہے ۔۔۔ مگر یہ کون ہیں" ۔۔۔ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"حملہ ۔۔۔ ارے جناب! ۔۔۔ بس یوں سمجھئے کہ دانش منزل پر دس بارہ ہائیڈروجن بم اکٹھے مارے گئے تھے لیکن آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے پاس آکسیجن کی کمی نہیں ہے ۔۔۔ ہم نے ہائیڈروجن کے ساتھ آکسیجن ملا کر اسے پانی میں تبدیل کر دیا اور اب مزے سے بیٹھے پانی پی رہے ہیں ۔۔۔ ویسے یہ آپ کے پرانے دوست ہیں پاور لینڈ والے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ تو یہ بات ہے ۔۔۔ یقیناً وہی ہو سکتے ہیں ۔۔۔ بہرحال تمہارے لئے خوشخبری ہے۔ صدر مملکت کو جب تمہارے فلیٹ کی تباہی کا پتہ چلا تو انہوں نے بھی یہی نتیجہ نکالا کہ یہ کارروائی پاور لینڈ والوں کی ہی ہو سکتی ہے اور انہوں نے یہ سوچا کہ یہی بم پریذیڈنٹ ہاؤس پر بھی برسائے جا سکتے ہیں اس لئے انہوں نے تمہارے مشن کی منظوری دے دی ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی! ۔۔۔ مجھے پہلے پتہ ہوتا کہ صدر مملکت کا دل اتنا کمزور ہے تو ایک آدھ بم خود پریذیڈنٹ ہاؤس میں چلوا دیتا ۔۔۔ خوامخواہ اپنا فلیٹ تباہ کروا ڈالا اور اب سوپر فیاض سے چھپا بیٹھا ہوں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"میں سمجھ گیا ۔۔۔ بہرحال فکر نہ کرو ۔۔۔ تمہارے فلیٹ کی از سر نو تعمیر کا بل حکومت ادا کرے گی ۔۔۔ تمہیں چھپنے کی ضرورت نہیں۔ سلیمان کا کیا حال ہے؟" ۔۔۔ سر سلطان نے خوشگوار لہجے میں پوچھا۔

"ابھی مرا نہیں ہے ورنہ اطلاع آ جاتی ۔۔۔ اور پوچھنے میں نہیں گیا کیونکہ سوپر فیاض یقیناً وہاں مورچہ لگائے تاک میں ہو گا" ۔۔۔ عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"او کے! ۔۔۔ میری طرف سے پوچھ لینا ۔۔۔ گڈ لک" ۔۔۔ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"چلو ایک مسئلہ تو حل ہوا ۔۔۔ اب پاور لینڈ کی سیر کا سرکاری خرچ پر انتظام ہو گیا" ۔۔۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے واقعی وہ کسی تفریحی دورے کا پروگرام بنا رہا ہو۔

"لیکن یہ پاور لینڈ ہے کہاں ۔۔۔ اور اس میں داخلے کا کیا انتظام ہو گا؟" بلیک زیرو نے چند لمحوں تک سوچنے کے بعد کہا۔

"پاور لینڈ کہاں ہے یہ تو مجھے پتہ ہے ۔۔۔ لیکن اس میں داخلے والا معاملہ ٹیڑھا ہے ۔۔۔ بہرحال وہاں پہنچ کر دیکھا جائے گا۔ وہاں تک تو پہنچیں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا، میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب! ۔۔۔ عمران صاحب نے عمارت کی تلاشی لینے کا کہا تھا ۔۔۔ میں نے اور کیپٹن شکیل نے عمارت کی مکمل تلاشی لی ہے۔ وہاں سے کوئی خاص چیز تو برآمد نہیں ہوئی۔ البتہ ایک چھوٹی سی ڈائری ملی ہے ڈائری میں کسی خاص کوڈ میں تحریر موجود ہے۔ ایسا کوڈ جس سے ہم شناسا

"نہیں میں" ــــــ صفدر نے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ــــــ وہ ڈائری دانش منزل پہنچا دو" ــــــ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

ابھی بلیک زیرو نے رسیور رکھا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور بلیک زیرو نے دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ــــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں جناب! ــــــ جو پتہ آپ نے دیا تھا اس پتے کی کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے ــــــ بالکل خالی ــــــ البتہ اس کے ایک تہہ خانے میں دیوار کے ساتھ ایک بڑی سی مشین نصب تھی جسے بم مار کر تباہ کر دیا گیا ہے اس مشین کے پرزے پورے تہہ خانے میں بکھرے ہوئے ہیں" ــــــ جولیا نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے! ــــــ ٹھیک ہے۔ تم لوگ واپس آجاؤ اور میری طرف سے مزید ہدایات کا انتظار کرو" ــــــ بلیک زیرو نے جواب دیا اور ایک بار پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"شاید صفدر والی ڈائری سے کوئی خاص کلیو مل جائے ــــــ یقیناً یہ ڈائری ولسن کی ہوگی ــــــ وہ خطرناک حد تک ذہین آدمی تھا" ــــــ عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو نے کوئی جواب نہ دیا اور آپریشن روم میں خاموشی سی طاری ہوگئی۔

عمران کی پیشانی پر بھی سوچ بچار کی لکیریں نمودار ہوگئی تھیں۔ وہ شاید پاورلینڈ پر حملے کا کوئی لائحہ عمل سوچنے میں مصروف تھا۔

تقریباً دس منٹ بعد کرے میں تیز گھنٹی کی آواز گونجی تو بلیک زیرو نے چونک کر سامنے والی دیوار کی طرف دیکھا اور پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے دیوار پر نصب سکرین روشن ہوگئی۔ اور سکرین پر گیٹ سے باہر صفدر کھڑا نظر آرہا تھا۔

بلیک زیرو نے ایک اور بٹن دبا دیا اور پھر سکرین کو دیکھنے لگا ــــــ یہ بٹن پھاٹک میں مخصوص خانہ کھولنے کے لئے تھا۔ صفدر جو خاموش کھڑا ہوا تھا دوسرے لمحے چونکا اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹی سی ڈائری نکالی اور ہاتھ بڑھا کر پھاٹک میں کھلنے والے خانے میں ڈال دی اور بلیک زیرو نے سکرین کا بٹن آف کر دیا۔

چند لمحوں بعد ہلکی سی کھٹاک کی آواز میز کی دراز میں پیدا ہوئی اور بلیک زیرو نے دراز کھول کر وہ ڈائری باہر نکال لی۔ پھاٹک کے اس خانے سے آپریشن روم تک ایک مخصوص سسٹم نصب تھا۔ اس خانے میں جو چیز بھی ڈالی جاتی تھی وہ آٹومیٹک انداز میں چلنے والے پٹے پر سے ہوتی ہوئی میز کی دراز تک پہنچ جاتی تھی۔ تمام سسٹم زیر زمین تھا اس لئے ظاہر نظر نہ آرہا تھا۔ اس طرح کسی کے صرف کوئی چیز دینے کے لئے اندر آنے کی ضرورت نہ رہتی تھی۔

"دکھاؤ مجھے" ــــــ عمران نے ڈائری کی طرف ہاتھ بڑھایا اور بلیک زیرو نے ڈائری عمران کی طرف بڑھا دی۔

ڈائری سرخ رنگ کی چھوٹی اور پتلی سی تھی۔ یہ ڈائری اس قسم کی تھی جیسے لوگ ٹیلیفون نمبرز لکھنے کے لئے اپنے پرس میں رکھتے ہیں۔ عمران نے ڈائری کھولی اور پھر غور سے اس میں لکھی ہوئی تحریر کو دیکھنے لگا۔ یہ کوئی نیا ہی کوڈ تھا۔ عام مروجہ کوڈوں سے بالکل ہٹ کر۔ عمران نے میز پر پڑے ہوئے پیپر باکس سے ایک کاغذ نکالا اور پھر قلم اٹھا کر اس نے اس کوڈ کو

حل کرنا شروع کر دیا۔ وہ بار بار مختلف لکیریں کاغذ پر ڈالتا لیکن بعد میں خود ہی اُسے کاٹ دیتا۔ اس طرح تقریباً سارا صفحہ ہی بھر گیا۔

"یہ تو کوئی بالکل ہی اُلو کا کوڈ ہے" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر صفحہ پلٹ کر دوبارہ اس پر لکیریں ڈالنا شروع کر دیں۔ اس کی پیشانی پر موجود سلوٹیں اور زیادہ گہری ہونی شروع ہو گئی تھیں۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

کافی دیر تک عمران اسی کوڈ میں سر کھپاتا رہا لیکن شاید وہ کسی طرح بیٹھ ہی نہ پڑ رہا تھا کہ اچانک عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں اور چہرہ بھی کھل اٹھا۔

"کیا ہوا ——— حل ہو گیا" ——— ؟ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"حل کیسے نہ ہوتا ——— گھنڈ تو ہو گیا ہے مجھے چچچ چلاتے ہوئے" ——— عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

عمران نے نیا کاغذ پیڈ سے نکالا اور پھر اس نے ڈائری سامنے رکھ کر تیزی سے اس پر قلم چلانا شروع کر دیا۔ وہ ڈائری کے صفحے پلٹتا جاتا اور کاغذ پر لکھتا جاتا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے ڈائری بند کر دی۔ اب کاغذ بھی بھر گیا تھا اور عمران نے قلم واپس ہولڈر میں رکھ کر اطمینان سے اُسے پڑھنا شروع کر دیا۔

"گڈ ! ——— کام بن گیا ——— واقعی اہم دستاویز ہے یہ ڈائری" ——— عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا" ——— ؟ بلیک زیرو نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"اس میں جزائر فن لینڈ کے دارالحکومت جیننزیا میں چند ایسے لوگوں کے

نے دیئے ہوتے ہیں جن کے ذریعے پاورلینڈ پر حملہ بولا جا سکتا ہے" ———
ان نے کاغذ بلیک زیرو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو نے کاغذ لے کر پڑھا اور پھر سر ہلاتے ہوئے کاغذ واپس
ان کی طرف بڑھا دیا

"اب آپ نے فیصلہ کر لیا ہے پاورلینڈ سے ٹکرانے کا" ——— بلیک زیرو
کہا۔

"ظاہر ہے ——— اگر ان کا تیا پانچہ نہ کیا گیا تو یہ مجرم پاکیشیا پر دانت
لیں گے۔ اور اس بار تو ان کا داؤ خالی چلا گیا ہے۔ یہ ضروری
ہے کہ دوبارہ ایسا اتفاق ہو جائے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے ساتھ ساتھ ان کا وجود بھی دنیا کے لئے خطرناک ہے۔ ان کا
ضروری ہے" ——— بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران
کاغذ اور ڈائری جیب میں رکھتے ہوئے تائید میں سر ہلا دیا اور پھر وہ
کھڑا ہو گیا۔

"تم تمام ممبرز کو الرٹ کر دو کہ وہ روانگی کے لئے تیار ہو جائیں ——— میں
سے زیادہ ایک دو روز میں تمام بندوبست کر لوں گا اس کے بعد ہم چل
گے" ——— عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کیا اس مہم میں کسی طرح میری شمولیت بھی ہو سکتی ہے ——— ؟
زیرو نے امید بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ایک صورت میں ہو سکتی ہے کہ دولہا تم بنو ——— اور میں یہاں بیٹھ کر
شامیانے اور دریاں گنتا رہوں گا" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے

میں کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ ظاہر ہے کہ اب بلیک زیرو کے لئے مزید کچھ کہنے کی گنجائش ہی باقی نہ رہی تھی۔



"کیوں — میں نے غلط بات کی تھی کہ میں نے عمران کا خاتمہ کر دیا ہے — لیکن پتہ نہیں تمہیں یقین کیوں نہیں آتا — تم نے عمران کو خواہ مخواہ ہوا بنا کر رکھا ہوا ہے" — لیڈی ایشلے نے بڑے طنزیہ لہجے میں ہنری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے مادام! — عمران ابھی زندہ ہے۔ نہ صرف زندہ ہے بلکہ وہ پاور لینڈ کے خلاف کام کرنے کے لئے پاکیشیا سے فن لینڈ کی طرف چل بھی پڑا ہے" — ہنری نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر رپورٹ مادام کی طرف بڑھا دی۔

"کیا کہہ رہے ہو — ایسا کیسے ہو سکتا ہے — وہ اتنا بڑا احمق نہیں ہو سکتا" — مادام ایشلے کے لہجے میں بے یقینی کا عنصر نمایاں تھا۔ اس نے رپورٹ ہنری کے ہاتھ سے جھپٹی اور پھر اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ رپورٹ پڑھتی جاتی تھی اس کے چہرے کا رنگ بدلتا چلا جا

تھا۔ رپورٹ بالکل واضح تھی اور جس نے بھی رپورٹ تیار کی تھی اس نے واقعی محنت سے کام کیا تھا۔

"یہ رپورٹ غلط ہے — میں اس پر یقین نہیں کر سکتی" — رپورٹ ختم کرکے لیڈی ایشلے نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ نتیجہ آپ نے کیسے نکال لیا مادام" — ہنری نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"اس لئے کہ تمہارا آدمی کوئی مافوق الفطرت تو نہیں کہ جاتے ہی اسے اتنی تفصیلی رپورٹ مل گئی — اس نے تو ایسے لکھا ہے جیسے عمران نے اسے مشن کی تمام تفاصیل خود بتا دی ہوں" — لیڈی ایشلے نے بحث کرتے ہوئے کہا۔

"اس نے رپورٹ میں واضح طور پر لکھا ہے کہ اس کا ٹکراؤ اتفاق سے ایک ایسے آدمی سے ہو گیا جو پہلے اس کی تنظیم کا ممبر تھا — جوانا ماسٹر کلرز کا ممبر — اور یہ جوانا آجکل عمران کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ اب جوانا کو یہ معلوم نہ تھا کہ متھائس عمران کے سلسلے میں کام کر رہا ہے چنانچہ اس نے ویسے ہی باتوں باتوں میں عمران کا ذکر کر دیا اور باقی تمام تفصیل کا پتہ چل گیا ہے" — ہنری نے جواب دیا۔

"دیکھو ہنری! — اس طرح آپس میں لڑنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر عمران زندہ تھا تو اب مر جائے گا — ظاہر ہے وہ پاور لینڈ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور رپورٹ کے مطابق وہ فن لینڈ کے دارالحکومت ہیزی آ رہا ہے۔ اس سے وہیں آسانی سے نپٹا جا سکتا ہے۔ ہیزی میں ہمارا خاصا طاقتور گروپ موجود ہے" — ترمذی نے جو اس دوران رپورٹ پڑھ رہا تھا، درمیان میں ان دونوں کو ٹوکتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے یہ رپورٹ منگوائی تھی۔ کیونکہ میں عمران کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہوں — وہ ایسی بلا ہے کہ جس کے پیچھے لگ جائے اسے پاتال تک نہیں چھوڑتا۔ اور مادام کی وجہ سے ہم خواہ مخواہ اسے چھیڑ بیٹھے ہیں۔ اب ہمیں اس کے خاتمے کے لئے کوئی جامع منصوبہ بندی کرنی ہوگی"۔ ہنری نے کہا۔

"تو میں کب کہہ رہی ہوں کہ تم کوئی جامع منصوبہ بندی — مت کرو — اس بار یہ مشن تم سنبھال لو"۔ — لیڈی ایشلے نے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے ہی سنبھالنا ہوگا — مجھے اس سے ولسن کا انتقام بھی لینا ہے — ولسن میرا بہترین آدمی تھا اور میں اس کی موت کو کبھی نہیں بھول سکتا۔ یہ عمران کی بدقسمتی ہے کہ وہ از خود شیروں کی کچھار میں آرہا ہے۔ جیبری میں میں اسے کتے کی موت مار سکتا ہوں"۔ — ہنری نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ہنری! — یہ مشن تمہارے ذمہ رہا — تم جیسے مناسب سمجھو اسے نپٹو۔ ہم دونوں اس معاملے میں کوئی مداخلت نہ کریں گے — کیوں ڈیئر"۔ — ترمذی نے لیڈی ایشلے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے — مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے — اگر عمران زندہ ہے تو پھر میں ہنری کو اجازت دیتی ہوں کہ وہ اس کی لاش کم از کم مجھے دکھائے — میں اس کی لاش پر تھوکنا چاہتی ہوں"۔ — لیڈی ایشلے نے جواب دیا۔

"شکریہ! — آپ کی خواہش ضرور پوری ہوگی مادام! — اب مجھے

اجازت دیجئے۔ میں نے انتظامات کرنے ہیں"۔ — ہنری نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ترمذی اور لیڈی ایشلے کے سر ہلاتے ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد ہنری اپنے ڈیپارٹمنٹ کے مخصوص کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ کسی دفتر کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔ وہ میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکال لیا۔ ڈبے پر مختلف رنگوں کے بٹن موجود تھے۔ ہنری نے ایک بٹن دبایا تو ڈبے میں سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ اور پھر چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز ڈبے سے برآمد ہوئی۔

"ریڈ ٹو سپیکنگ فرام جیبری ہیڈ کوارٹر۔ اوور" — بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"ہنری فرام باور بیسٹ۔ اوور" — ہنری نے سخت لہجے میں کہا۔

"او یس سر — یس سر — فرمائیے! — کیسے یاد کیا غلام کو۔ اوور"۔ ریڈ ٹو کا لہجہ یکلخت جیسے مانگنے والوں جیسا ہو گیا۔

"ریڈ ٹو! — جیبری میں تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں۔ اوور" — ہنری نے بدستور لہجے کو سخت رکھتے ہوئے پوچھا۔

"بیس آدمی ہیں جناب! — تمام تجربہ کار اور ہوشیار آدمی ہیں جناب۔ اوور" — ریڈ ٹو نے جواب دیا۔

"تو سنو! — ایک اہم مشن کے لئے تیار ہو جاؤ — پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کی ایک ٹیم جیبری میں آرہی ہے۔ یہ سب پاکیشیائی ہیں۔ البتہ ہو سکتا ہے ان میں ایک حبشی بھی ہو۔ ماسٹر کلر کا جوانا — تم اسے جانتے ہو۔ اوور"

ہنری نے کسی خیال کے تحت پوچھ لیا۔

"ماسٹر کلر کا جوانا ____ بالکل جناب! اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس کے متعلق تو یہی سنا گیا تھا کہ وہ کسی ایشیائی ملک میں کسی ایشیائی نوجوان کا ملازم ہو گیا ہے اوور" رچرڈ نے جواب دیا۔

"ہاں! ____ جس کا وہ ملازم ہوا ہے اس کا نام علی عمران ہے۔ وہ اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ بھی کہتا ہے ____ بظاہر انتہائی احمق، سادہ لوح، بے ضرر سا نوجوان ہے ____ لیکن درحقیقت انتہائی خطرناک شخص ہے۔ وہ پاور لینڈ کے خلاف کام کرنے کے لئے جنیری آ رہا ہے ____ تم نے اس ٹیم کو ختم کرنا ہے ____ ہر قیمت پر ____ ہر صورت میں ____ چاہے اس کے لئے تمہیں پورے جنیری شہر کو ہی تباہ کیوں نہ کرنا پڑے۔ اوور" ____ ہنری نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب! ____ میں سمجھ گیا۔ حکم کی تعمیل ہو گی جناب! میں انہیں ڈھونڈ نکالوں گا۔ وہ میری نظروں سے نہیں چھپ سکتے ____ جنیری کا کوئی کونہ ایسا نہیں ہے جو میری نظروں سے اوجھل ہو۔ اور اگر جوانا ساتھ ہوا تو سمجھ لیجئے کہ ہمارا کام انتہائی آسان ہو جائے گا۔ اوور" ____ رچرڈ نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"سنو! ____ انہیں بالکل کوئی موقع نہیں دینا ____ کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں کرنی۔ بس دیکھتے ہی گولیوں سے بھون ڈالنا ہے۔ اگر وہ کسی عمارت میں ہوں تو پوری عمارت اڑا ڈالو ____ اگر تم سے ذرا سی بھی غفلت ہوئی تو اس کے نتائج تمہارے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہوں گے۔ اوور" ____ ہنری نے جواب دیا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ____ یہ کام میرے لئے نیا نہیں ____ میں اور میرے ساتھی تمام عمر یہی کھیل کھیلتے آئے ہیں۔ اوور" ____ رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ____ مجھے روزانہ تم نے اپنی کارکردگی کی سپیشل فریکوئنسی پر رپورٹ دینی ہے۔ اور سنو! ____ تم سے یا تمہارے کسی بھی آدمی سے معمولی سی بھی کوتاہی ناقابلِ معافی ہو گی۔ اوور" ____ ہنری نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں جناب! ____ آپ بے فکر رہیں۔ اوور" ____ رچرڈ نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ____ اوور اینڈ آل" ____ ہنری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن دبا دیئے۔ ڈبے میں سے نکلنے والی گونج ختم ہو گئی اس نے ڈبے کو واپس میز کی دراز میں رکھا اور پھر میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یس باس" ____ آنے والے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مارٹن کو بلاؤ" ____ ہنری نے کہا اور نوجوان سر جھکاتا ہوا تیزی سے واپس مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

"یس کم ان" ____ ہنری نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت چہرے اور سڈول جسم والا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر معصومیت سی چھائی ہوئی تھی۔ آنکھیں یوں چڑھی ہوئی تھیں جیسے جاگتے میں خواب دیکھ رہا ہو۔

"آپ نے مجھے یاد فرمایا ہے باس" ____ آنے والے نے بڑے خوشگوار لہجے میں کہا۔

"ہاں مارٹن! ___ آؤ بیٹھو" ____ ہنری نے مسکراتے ہوئے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا اور مارٹن بڑے اطمینان سے آگے بڑھ کر اس کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مارٹن! ___ پاکیشیا کے علی عمران کو جانتے ہو" ___؟ ہنری نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے قدرے رازدارانہ انداز میں کہا۔

"عمران! ___ یعنی پرنس آف ڈھمپ" ____ مارٹن علی عمران کا نام سنتے ہی بری طرح چونک اٹھا۔ اس کی نیم خوابیدہ آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں اور چہرے پر چھائی ہوئی معصومیت یکدم غائب ہو گئی اور اب چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"ہاں ___ بالکل پاکیشیا کے علی عمران کی ہی بات کر رہا ہوں" ___ ہنری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بالکل جانتا ہوں باس! ___ نہ صرف جانتا ہوں بلکہ آکسفورڈ میں اس کے ساتھ پڑھ بھی چکا ہوں۔ اور یہ بھی بتا دوں باس! کہ ایک بار جب میں وائٹ فلیگ نامی تنظیم میں شامل تھا تو ایک مشن پر پاکیشیا بھی گیا تھا ___ صاحب کیا بات ہے عمران کی ___ ہماری طاقتور تنظیم کو اس نے یوں بکھیر کر رکھ دیا کہ جیسے ہم مجرم نہ ہوں بلکہ بچے ہوں ___ ہمارا باس اس کے ہاتھوں اپنی گردن تڑوا بیٹھا ___ بے شمار ممبر گرفتار ہو گئے اور میں بڑی مشکل سے جان بچا کر وہاں سے بھاگا تھا" ____ مارٹن نے بڑی صاف گوئی سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اگر علی عمران سے تمہارا دوبارہ مقابلہ ہو تو تمہارے تاثرات کیا ہوں گے"؟ ہنری نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"علی عمران سے دوبارہ مقابلہ ___ باس! یقین کیجئے یہ میری زندگی کی سب سے بڑی حسرت ہے ____ وائٹ فلیگ کے دنوں میں مجھ میں وہ پختگی نہ تھی جو اب ہے ____ مجھے یقین ہے کہ اب میں علی عمران کو اسی طرح جواب دے سکتا ہوں جس طرح اس نے ہمیں دیا تھا" ____ مارٹن نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"گڈ! ___ واقعی تمہارا اعتماد قابل تعریف ہے ___ اور تمہاری صلاحیتوں پر مجھے مکمل بھروسہ ہے۔ اب میری بات سنو! ___ علی عمران ٹیم لیکر پاور لینڈ کے خلاف کام کرنے کے لئے فن لینڈ کے دارالحکومت جینری پہنچنے والا ہے ___ میں نے وہاں پاور لینڈ کی مقامی تنظیم کے انچارج رچرڈ کو اس کے خاتمے کی ہدایات دے دی ہیں ___ لیکن مجھے یقین نہیں آ کر رچرڈ عمران کے مقابلے میں جم سکے۔ اس لئے میں نے تمہیں بلایا ہے ___ کیا تم علی عمران کے خلاف باقاعدہ طور پر کام کرنا چاہتے ہو" ___؟ ہنری نے کہا۔

"آپ عمران کو اغوا کرانا چاہتے ہیں یا قتل ___ وضاحت کیجئے" ___ مارٹن نے ٹھنڈے لہجے میں پوچھا۔

"قتل ___ اور اس کی لاش یہاں ہیڈ کوارٹر میں دیکھنا چاہتا ہوں" ___ ہنری نے کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی ___ مارٹن اب اتنا آگے جا چکا ہے کہ عمران جیسے شخص اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے باس" ____ مارٹن نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"تو ٹھیک ہے ـــــ تم فوراً جنیری پہنچو ـــــ رچرڈ اپنے طور پر کام کرے گا۔ لیکن تمہیں اس کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ـــــ میں چاہتا ہوں کہ جس قدر جلد ہو سکے عمران کا خاتمہ کر دیا جائے ـــــ اگر تم کامیاب رہے تو پاورلینڈ میں تمہارا عہدہ بڑھ جائے گا۔ ناکامی کی صورت میں انجام تم بہتر جانتے ہو" ـــــ ہنری نے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ـــــ ناکامی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ـــــ مارٹن نے ناکامی کا لفظ ہی اپنے مقدر سے کھرچ کر پھینک دیا ہے۔ آپ نے خود دیکھا کہ کس قدر مشکل کیسز مارٹن نے کس طرح چٹکی بجاتے حل کر دیئے ہیں" ـــــ مارٹن نے کہا۔

"اوکے! ـــــ کتنے آدمی ساتھ لے جاؤ گے" ـــــ ہنری نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں اپنی مکمل ٹیم لے جاؤں گا جناب! ـــــ اور آپ جانتے ہیں کہ میری ٹیم میں مجھ سمیت چار افراد ہیں ـــــ فور کلرز" ـــــ مارٹن نے جواب دیا۔

"گڈ! ـــــ تم ابھی روانہ ہو جاؤ ـــــ رچرڈ کا ٹھکانہ جنیری کلب میں ہے تم چاہو تو اس کا بھی خیال رکھنا۔ چاہو تو اپنے طور پر کام کرنا ـــــ سب کچھ تمہاری مرضی پر ہے ـــــ البتہ مجھے روزانہ رپورٹ چاہیئے" ـــــ ہنری نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"میرے کام کرنے کا طریقہ آپ جانتے ہیں ـــــ میرا اپنا طریقہ ہے۔ اور میں اپنے طریقے پر ہی کام کروں گا ـــــ میرا طریقہ ایسا ہے کہ عمران کبھی زندہ بچ کر نکل ہی نہیں سکتا" ـــــ مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تم طریقہ کار کے لئے آزاد ہو ـــــ مجھے بس عمران کی

لاش چاہیئے" ـــــ ہنری نے کہا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے ایک کارڈ نکالا اور اس پر مارٹن اور اس کے ساتھیوں کے نام لکھنے لگا۔ نام لکھنے کے بعد اس نے اپنی مخصوص مہر لگائی اور کارڈ مارٹن کے حوالے کر دیا۔

یہ کارڈ پاورلینڈ سے باہر ٹرانسٹ ہونے کا اجازت نامہ تھا کیونکہ پاورلینڈ سے بغیر ڈائریکٹر کی تحریری اجازت کے کوئی باہر نہ جا سکتا تھا۔

"تھینک یو باس! ـــــ آپ جلد از جلد خوشخبری سنیں گے" ـــــ مارٹن نے کارڈ لے کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وش یو گڈ لک" ـــــ ہنری نے کہا اور مارٹن سلام کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اب ہنری کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ مارٹن کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا اور اسے مکمل یقین تھا کہ مارٹن ہی عمران کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

سپر سٹار ایرلائن کا دیو ہیکل مسافر طیارہ ڈی سی ٹین آسمان کی انتہائی بلندیوں پر محو پرواز تھا۔ اُسے لاس ویگاس انٹرنیشنل ایئرپورٹ سے اڑے ہوئے چار گھنٹے گذر چکے تھے۔ اس کی منزل فن لینڈ کے دارالحکومت جینری کا انٹرنیشنل ایئرپورٹ تھی اور اب وہاں تک پہنچنے کے لئے صرف آدھے گھنٹے کا وقت باقی رہ گیا تھا۔ طیارے میں موجود دو سو سے زائد مسافر اپنی اپنی سیٹوں پر اونگھ رہے تھے۔ مسافروں میں زیادہ تعداد عورتوں کی تھی اور تقریباً ہر قومیت کے افراد طیارے میں سوار تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی اے کلاس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب بکھرے ہوئے تھے عمران کی ساتھ والی سیٹ پر صفدر تھا جب کہ جولیا اور تنویر اس کے پیچھے والی سیٹ پر براجمان تھے۔ اس طرح باقی ممبر بھی مختلف سیٹوں پر موجود تھے جوانا اور جوزف اکانومی کلاس میں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ سوائے جوانا اور جوزف کے باقی سب نے چہروں پر میک اپ کر رکھا تھا اور وہ سب

ایکریمین شہری لگتے تھے۔

مہم پر روانہ ہونے سے پہلے عمران نے انہیں مہم کی تمام تفصیلات سے پوری طرح آگاہ کر دیا تھا تاکہ وہ اس مشن میں پوری طرح مستعد رہیں۔

”عمران صاحب ب — جینری میں ہمارا مین مشن کیا ہوگا“ —— صفدر نے عمران سے سرگوشیانہ انداز میں پوچھا۔

”جینری پہنچ کر جینری کی سیر کریں گے — اور کیا کرنا ہے“ —— عمران نے بڑے بے نیازانہ سے لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا۔ مائیک پر چیف پائلٹ کی آواز گونج اٹھی اور وہ جینری ایئرپورٹ پر طیارے کے پہنچنے اور بیلٹس باندھ لینے اور سگریٹ بجھا دینے کی ہدایت کر رہا تھا۔

اس اعلان کے ہوتے ہی جیسے اونگھتے ہوئے ماحول میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی۔ ہر شخص سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور پھر سب بیلٹس باندھنے میں مصروف ہو گئے۔ کامیاب اور محفوظ سفر کی وجہ سے سب کے چہرے کھل اٹھے تھے

عمران اور صفدر بھی سیدھے ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد جینری ایئرپورٹ کی عمارات نظر آنے لگ گئیں۔ موسم خوشگوار لگتا تھا۔ کیونکہ سنہری دھوپ چمک رہی تھی۔ طیارے نے ایئرپورٹ کے گرد ایک چکر لگایا اور پھر وہ نیچے رن وے کے اینڈ پر جھکتا چلا گیا۔ ہلکا سا دھچکا لگتے ہی سب سمجھ گئے کہ طیارے کے پہیوں نے رن وے کو چھو لیا ہے اور پھر رن وے پر بھاگتا ہوا طیارہ جلد ہی سٹینڈ کی طرف بڑھا اور پھر اس کی رفتار آہستہ ہوتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد وہ مخصوص جگہ پر رک گیا۔ اور طیارے کے دروازے کے ساتھ سیڑھی لگا دی گئی۔ اور پھر دروازہ کھلتے ہی مسافر بڑے

اطمینان سے ایک ایک کر کے نیچے اترتے چلے گئے۔

جوزف اور جوانا چونکہ اکانومی کلاس میں تھے اس لئے وہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے پہلے نیچے اتر گئے۔ عمران نے جوزف اور جوانا دونوں کو ایشے سے علیحدہ رہنے کی ہدایات دی تھیں کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ جوانا کی وجہ سے وہ کسی کی نظروں میں آجائے۔ ان کے لئے سیگال ہوٹل میں کمرے ریزرو کرا دیئے گئے تھے۔ جب کہ عمران نے اپنے ساتھیوں کے لئے سٹی چارمنگ ہوٹل میں کمرے محفوظ کرا لئے تھے۔ البتہ اپنے لئے اس نے کوئی کمرہ ریزرو نہ کرایا تھا۔ وہ خود ٹیم سے علیحدہ رہنا چاہتا تھا۔ پاسپورٹوں کے مطابق وہ سب صرف سیر و تفریح کے سلسلے میں آئے تھے۔ پاسپورٹ پر عمران کے میک اپ والی تصویر لگی تھی اور نام وکٹر مارک تھا۔ قومیت اطالوی تھی

جب عمران کے سب ساتھی نیچے اتر گئے تو سب سے آخر میں عمران دروازے سے نکلا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا۔ وہ بڑے اطمینان سے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آیا اور پھر ٹرانزٹ بس میں سوار ہو گیا۔ اس کے ساتھی پہلی بس میں جا چکے تھے۔ اس لئے اس بس میں عمران اکیلا تھا۔ بس نے انہیں کسٹمز اور امیگریشن کاؤنٹر کے سامنے لا کر اتار دیا۔ عمران کے ہاتھ میں موجود بیگ کو بڑی تفصیل سے چیک کیا گیا لیکن اس میں جب کوئی قابل اعتراض چیز نظر نہ آئی تو اس پر او کے کا مارک لگا دیا گیا۔ عمران کے پاسپورٹ پر مہریں لگ جانے کے بعد عمران بیگ سنبھالے بڑے اطمینان سے چلتا ہوا ایئر پورٹ کی عمارت سے باہر نکل آیا۔ وہ یوں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی کے آنے کا انتظار ہو اور آنے والا اسے نظر نہ آ رہا ہو۔ چند لمحوں تک ادھر ادھر دیکھنے کے بعد وہ ڈھیلے

قدموں سے چلتا ہوا ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی کہیں نظر نہ آ رہے تھے وہ شاید پہلے ہی نکل گئے تھے۔

ٹیکسی ڈرائیور نے عمران کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر اسے بڑے ادب سے سلام کیا اور پھر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور عمران خاموشی سے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور پھر گھوم کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے میٹر ڈاؤن کیا اور پھر مڑ کر عمران سے اس کی منزل پوچھی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔ ٹیکسی ڈرائیوروں کا یہ رویہ جنیری کی روایت تھی۔ یہاں کے ٹیکسی ڈرائیور باقی دنیا کے ٹیکسی ڈرائیوروں سے بالکل ہی الٹ تھے۔ انتہائی مؤدب۔ انتہائی بااخلاق۔

"کیسینوڈی سکس"۔۔۔ عمران نے اسے پتہ بتایا اور ڈرائیور نے سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھا دی اور پھر صاف ستھری اور وسیع و عریض خوبصورت سڑک پر ٹیکسی دوڑتی چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی شہر کے شمالی حصے میں پہنچ گئی۔ اور پھر ایک تین منزلہ شاندار عمارت کے سامنے رک گئی۔ عمارت پر نیون سائن چمک رہا تھا جس پر کیسینوڈی سکس کے الفاظ تیزی سے جل بجھ رہے تھے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے پورچ میں کار روکی اور پھر تیزی سے نیچے اتر کر اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں دروازہ کھول دیا۔ عمران بڑے اطمینان سے باہر آیا۔ اس نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کے ہاتھ پر رکھا اور پھر بڑی بے نیازی سے اندر کی طرف چل دیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے اتنی بڑی بخشش پر جھک کر سلام کیا لیکن عمران اس کی طرف توجہ کئے بغیر شیشے کے گیٹ کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ یہ بہت بڑا

ہال تھا جس میں جوئے کی مختلف مشینیں نصب تھیں۔ ہال کے درمیان میں رکھی ہوئی میزوں پر بھی جوا ہو رہا تھا۔

ہال میں خاصی گہما گہمی تھی۔ عمران بڑے اطمینان سے ادھر اُدھر دیکھتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں ایک خوبصورت سی لڑکی اونچے سے سٹول پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے کاؤنٹر پر سرخ رنگ کا خوبصورت ٹیلیفون رکھا ہوا تھا۔

عمران کاؤنٹر کے سامنے جا کر رک گیا اور لڑکی نے بڑے اطمینان سے بغیر کچھ پوچھے ٹیلیفون اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس کے بیٹھنے کا شاید مقصد ہی یہی تھا کہ لوگوں کو ٹیلیفون کی سہولت مہیا کرے۔

"نمبر بھی بتا دیجیے" ____ عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کس کا جناب" ____ لڑکی نے چونک کر پوچھا۔

"اپنے پرنس چارمنگ کا" ____ عمران نے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیا اور لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات اُبھر آئے تھے۔

"میں شادی شدہ ہوں مسٹر" ____ چند لمحوں بعد لڑکی نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا ____ شوہر اپنی جگہ ____ پرنس چارمنگ اپنی جگہ" ____ عمران نے ڈھیٹوں کے سے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ چاہتے کیا ہیں" ____ لڑکی نے اس بار جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔ اور عمران نے یوں اطمینان سے رسیور واپس کریڈل پر رکھا جیسے وہ اسی فقرے کا انتظار کر رہا تھا۔

"ایک خوبصورت لڑکی سے کیا چاہا جا سکتا ہے ____ آپ بہتر سمجھ سکتی ہیں" ____ عمران نے دونوں کہنیاں کاؤنٹر پر ٹکاتے ہوئے خالص عاشقوں کے انداز میں جواب دیا۔

"سوری! ____ میں فلرٹ نہیں ہوں ____ آپ کہیں اور ٹرائی کریں"۔ لڑکی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ شاید کسی غیر ملکی سے اتنی جلدی بے تکلف ہونے پر تیار نہ تھی۔

"کہاں ٹرائی کروں ____ وہاں کا فون نمبر" ____ عمران نے دوبارہ ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

مگر اسی لمحے لڑکی نے کاؤنٹر کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا اور ساتھ والی دیوار پر لگی ہوئی گھنٹی کی مترنم آواز گونج اٹھی اور دوسرے لمحے دیوار کے نیچے کھڑا ہوا ایک غنڈہ ٹائپ شخص تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے آدھی آستین کی بنیان سی پہنی ہوئی تھی۔ جو اس کے سڈول جسم پر تقریباً چپکی ہوئی تھی اور اس کے بازوؤں کی تنی ہوئی مچھلیاں بتا رہی تھیں کہ وہ لڑائی بھڑائی کا عادی ہے۔

"کیا بات ہے مس جولینا" ____ غنڈہ ٹائپ نے کاؤنٹر کے قریب آ کر بڑے غور سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے لڑکی سے پوچھا۔

"یہ صاحب خوامخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں ____ انہیں باہر کا راستہ دکھاؤ" ____ لڑکی نے تلخ لہجے میں عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو بڑے اطمینان سے کھڑا اس وقت ہال میں ہونے والے جوئے کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار یہ تماشہ دیکھنے کا موقع ملا ہو۔

"اے مسٹر" ____ آنے والے نے ذرا سخت سے انداز میں عمران کے

کاندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے تنک کر کہا۔

"یار! بڑا سخت ہاتھ ہے تمہارا ـــــ مجھے تو یوں محسوس ہوا جیسے میرے کاندھے کی ہڈی ہی ٹوٹ گئی ہو" ـــــ عمران نے مڑ کر بڑے تعریفی انداز میں نوجوان کے بازوؤں کی پھڑکتی ہوئی مچھلیوں کو دیکھ کر کہا۔

"تمہاری آمد کا مقصد" ـــــ ؟ نوجوان شاید اپنی تعریف سے خوش ہو گیا تھا اس لئے اس کا لہجہ اخلاق کی حد میں ہی رہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ کھاتے کیا ہو ـــــ ؟ کیا خوبصورت جسم ہے۔ واہ واہ" ـــــ عمران بدستور اسے بناتے چلا جا رہا تھا۔

"تم میری بات چھوڑو ـــــ اپنی آمد کا مقصد بتاؤ" ـــــ نوجوان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"بس یار بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا تو میں نے سوچا کہ چلو خوبصورت لڑکی اور خوبصورت نوجوان دیکھ لوں ـــــ لڑکی نے تو گھاس ہی نہیں ڈالی" ـــــ عمران نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہاں صرف جوا ہوتا ہے اور بس ـــــ اگر کھیلنا ہے تو جاؤ کھیلو۔ ورنہ ـــــ" نوجوان کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"ورنہ کیا" ـــــ ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ورنہ باہر کا راستہ دیکھو" ـــــ نوجوان نے جواب دیا۔

"وہ میں نے دیکھا ہوا ہے۔ اور کوئی بات کرو" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کوئی خاص چیز ہی لگتے ہو ـــــ غیر ملکی ہو" ـــــ ؟ نوجوان نے غور سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں اطالوی ہوں ـــــ وکٹر مارک میرا نام ہے ـــــ اور یہ بھی سن لو کہ تم جیسے خوبصورت جسموں والے نوجوانوں کو اپنا ملازم رکھنا میری ہابی ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ خوبصورتی کے ساتھ ساتھ کچھ جان وان بھی ہونی چاہیئے۔ بودے اور بزدل لوگ مجھے ہرگز پسند نہیں ہیں" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"زیادہ باتیں نہ کرو ـــــ اور باہر نکلو" ـــــ نوجوان نے چڑ کر کہا۔ اس نے عمران کے فقرے کو اپنے لئے طنز سمجھ لیا تھا۔

"اور اگر نہ نکلوں تو ـــــ" عمران نے اسے مزید چڑاتے ہوئے کہا مگر دوسرے لمحے وہ تیزی سے جھک گیا اور نوجوان کا گھومتا ہوا ہاتھ اس کے سر کے اوپر سے گھومتا چلا گیا۔ وار خالی جانے کی وجہ سے نوجوان بھی ذرا گھوم گیا تھا۔

دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور چٹاخ کی زوردار آواز کے ساتھ ہی نوجوان تقریباً اڑتا ہوا اسی دیوار سے جا ٹکرایا جس کے نیچے وہ کھڑا تھا۔

"ایسے مارتے ہیں ہاتھ ـــــ میرا خیال ہے کہ کسی استاد سے تم نے کچھ نہیں سیکھا" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ جیسے اسے سبق پڑھا رہا ہو۔

چٹاخ کی زوردار آواز اور نوجوان کے دیوار سے ٹکرانے پر کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھی ہوئی ہولینا کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی ہال میں ایک لمحے کے لئے گمبھیر خاموشی طاری ہو گئی۔ ہر شخص چونک کر کاؤنٹر کی طرف دیکھنے لگا۔

"تمہاری یہ جرأت کہ تم جیگر پر ہاتھ اٹھاؤ ــــ میں تمہارا لہو پی جاؤں گا۔" نوجوان گال پر ہاتھ رکھے تیزی سے اٹھا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

"اچھا ــ تو اب پتہ چلا کہ تم نے لہو پی پی کر یہ جسم پال رکھا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ تم گیدڑوں کا لہو پیتے ہو" ــــ عمران نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

عمران کا فقرہ سنتے ہی جیگر کے جسم میں جیسے شعلے سے بھڑک اُٹھے ہوں۔ اس نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا۔

"کیا ہو رہا ہے جیگر" ــــ اچانک مختلف کونوں سے چیختی ہوئی آوازیں سنائی دیں لیکن جیگر تو بھرے ہال میں اپنی بے عزتی پر شاید پاگل ہو گیا تھا اس نے انتہائی مہارت سے خنجر کا بھرپور وار عمران پر کیا جو اب بھی بڑے اطمینان سے اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔

جیسے ہی خنجر عمران کے قریب آیا، عمران کا بازو تیزی سے حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے جیگر اس کے سر سے بلند ہوتا ہوا دوسری طرف ایک میز پر جا گرا۔ اور اب خنجر عمران کے ہاتھ میں تھا جو اس کی دھار پر انگلی پھیر کر دیکھ رہا تھا۔

"ارے یہ تو اصلی ہے ــــ ارے باپ رے" ــــ عمران نے یوں خوفزدہ ہو کر خنجر ایک طرف پھینکا جیسے اب تک وہ اُسے ربڑ کا ہی سمجھ رہا ہو۔

جیگر کے میز پر گرنے سے تو ہال میں بھگدڑ سی مچ گئی اور پھر مختلف کونوں سے کئی غنڈہ ٹائپ افراد تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگے۔

"کون ہو ــــ کون ہو تم" ــــ ان میں سے ایک نے چیختے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، اچانک سائیڈ کی دیوار میں موجود ایک دروازہ کھلا اور ایک لحیم شحیم پہلوان نما آدمی باہر نکل آیا اس کے چہرے پر حیرت اور غصے کے ملے جلے آثار نمایاں تھے۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے" ــــ اس نے تقریباً دھاڑتے ہوئے کہا اور عمران کی طرف بڑھتے ہوئے قدم یکلخت یوں رک گئے جیسے چابی والے کھلونے چابی ختم ہو جانے پر خود بخود رک جاتے ہیں۔

"باس ــ اس نوجوان نے جیگر پر حملہ کیا ہے" ــــ ایک نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"جیگر پر حملہ کیا ہے ــــ کیوں" ــــ اس لحیم شحیم پہلوان نما باس نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ لہجے میں غراہٹ بدستور موجود تھی۔

"ارے جناب ــ یہ جھوٹ بول رہا ہے سفید جھوٹ ــ بالکل آنٹ سفید جھوٹ ــ بھلا میری کیا جرأت کہ میں جیگر جیسے لڑاکے پر حملہ کروں ــ میں تو اس کے جسم کی تعریف کر رہا تھا جناب" ــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

"تم ہو کون ــــ" لحیم شحیم باس نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"میرا نام ڈکٹر مارک ہے ــ اور میں اطالوی ہوں" ــــ عمران نے صرف جواب میں اپنا تعارف کرایا بلکہ مصافحے کے لئے ہاتھ بھی بڑھا دیا لیکن باس نے اس کا بڑھا ہوا ہاتھ نظر انداز کر دیا۔

"سنو! — تم جو بھی ہو — میرے کیبنیو سے باہر نکل جاؤ — تم اجنبی ہو اور میں اجنبیوں پر ہاتھ اٹھانے کا قائل نہیں ہوں — ورنہ شارلی ٹ کے آدمی پر ہاتھ اٹھانے والا دوسرا سانس نہیں لے سکتا" — باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چلو دوسرا نہیں تو تیسرا، چوتھا سانس تو لے سکتے ہوں گے۔ دوسرا سانس نہ بھی لیں گے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا" — عمران نے بڑے بے نیازانہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"ہوں! — تم دلیر بننے کی کوشش کر رہے ہو" — شارلی نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! — دلیر کی صرف دال ہی بنتا ہوں — اور اسی دال نے تو میرا ٹیڑھا کر دیا ہے — کم بخت ہضم ہی نہیں ہوتی" — عمران نے یوں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے وہ باس کی بات اچھی طرح سمجھ گیا ہو۔ ہال میں موجود ہر شخص عمران کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔ ان کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے اب انہیں عمران کی موت کا پوری طرح یقین ہو گیا ہو۔

"تم نے اپنی موت کو آواز دے ہی دی آخر" — شارلی نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں شعلے بھڑک اٹھے تھے۔ اتنے لوگوں میں عمران جس طرح اطمینان سے کھڑا اس کا مذاق اڑا رہا تھا اس کا نتیجہ تو ظاہر ہے یہی نکلنا تھا۔

دوسرے لمحے شارلی نے بڑی پھرتی سے ریوالور نکال لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ریوالور کا رخ عمران کی طرف کرتا، عمران کی ٹانگ تیزی سے

حرکت میں آئی اور ریوالور شارلی کے ہاتھ سے نکل کر فضا میں بلند ہوا اور پلک جھپکنے میں عمران کے ہاتھوں میں پہنچ گیا۔

"واہ! — بڑا خوبصورت ریوالور ہے — بالکل اصلی لگتا ہے" — عمران نے بڑے تعریف بھرے انداز میں ریوالور کو ہاتھ میں تولتے ہوئے کہا اور اس بار شارلی کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے۔ اس قدر پھرتی اور مہارت کی تو شاید اسے خواب میں بھی توقع نہ تھی۔ لیکن وہ خاموش کھڑا کینہ توز نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ ہال میں موجود ہر شخص دم بخود تھا۔ عمران کے کرتب ہی انوکھے تھے۔ ایسے کرتب تو شاید انہوں نے زندگی میں پہلے کبھی نہ دیکھے تھے۔

"اچھا ہے — لو اسے جیب میں رکھ لو — گر گیا تو ٹوٹ جائیگا۔ بہرحال بچوں کے ڈرانے کے لئے اچھی چیز ہے" — عمران نے ریوالور واپس شارلی کی طرف اچھال دیا۔ اس کا انداز بڑا بے نیازانہ تھا اور شارلی نے مکینکی انداز میں ریوالور واپس تھام لیا۔ البتہ اس کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدل گئے تھے۔

"تم آخر ہو کیا چیز — ؟ بیک وقت چیونٹی کی طرح معصوم بھی ہو — اور چیتے کی طرح پھرتیلے بھی" — شارلی کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"یار! — تم لوگ تو خوامخواہ میری تعریفیں کئے جا رہے ہو — مجھے شرم آ رہی ہے۔ میں تو ویسے ہی گھومتا پھرتا ادھر آ نکلا تھا۔ پہلے یہ جنگیر صاحب مجھ پر چڑھ دوڑے۔ حالانکہ میں نے ان کے خوبصورت جسم کی تعریف کی تھی — اور اب تم کھلونے نکال کر مجھے ڈرا رہے ہو" — عمران نے یوں ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا جیسے یہ سب کچھ اس کے نزدیک

ایک مذاق ہو۔

"اب تم جیسے معصوم سے آدمی پر ہاتھ اٹھانا بھی میرے شایان شان نہیں ہے ۔۔۔ بہرحال میں نے تمہیں معاف کیا ۔۔۔ آؤ میرے ساتھ ۔۔۔ میں تم سے تفصیلی گفتگو کرنا چاہتا ہوں" ۔۔۔ شارٹی نے نرم لہجے میں کہا۔ یا تو وہ عمران کی معصومیت کا قائل ہو گیا تھا یا پھر عمران کی مہارت سے خوفزدہ ہو گیا تھا اور اُسے خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اگر وہ عمران کے ہاتھوں پٹ گیا تو اس کی بنی بنائی عزت بھی خاک میں مل جائے گی۔

"کوئی مشروب پلاؤ گے ۔۔۔ یا گفتگو سوکھی ہی رہے گی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جسے شارٹی پسند کرنے لگ جاتے ۔۔۔ اُسے پھر کسی چیز کی حاجت نہیں رہتی" ۔۔۔ شارٹی نے پُرغرور لہجے میں کہا اور پھر وہ عمران کو اپنے ہمراہ لئے دفتر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"بیٹھو" ۔۔۔ دفتر میں پہنچ کر شارٹی نے عمران کو ایک کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا اور عمران بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ شارٹی نے اٹھ کر دروازے کی چٹخنی چڑھا دی اور دوسرے لمحے اس کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدل گئے۔ ریوالور اس کے ہاتھ میں ظاہر ہو گیا۔

"اب اپنی اصل حقیقت بتا دو ۔۔۔ تم شارٹی کو دھوکہ نہیں دے سکتے"۔ شارٹی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ حقیقت تم باہر ہال میں بھی پوچھ سکتے تھے مسٹر شارٹی! ۔۔۔ اس کے لئے بند کمرے کی کیا ضرورت تھی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا اطمینان دیکھ کر مجھے شک ہوا تھا کہ ہال میں تمہارے ساتھی بھی

موجود ہیں۔ اس لئے میں تمہیں یہاں لے آیا ہوں" ۔۔۔ شارٹی نے زہرخند لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تم کب سے اتنے بزدل ہو گئے ہو شارٹی! ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ نے تو تمہاری جی داری کی بڑی تعریف کی تھی لیکن ۔۔۔" عمران نے الفاظ کو چباتے ہوئے کہا۔

"ک ۔۔ ک ۔۔۔ کس نے ۔۔۔ کس نے ۔۔۔ تم نے کس کا نام لیا ۔۔۔؟" شارٹی یوں اچھلا جیسے اُسے بجلی کا طاقتور کرنٹ لگ گیا ہو۔

"پرنس آف ڈھمپ نے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے تم پرنس آف ڈھمپ کے آدمی ہو ۔۔۔ اوہ تبھی اتنے بے جگر ہو ۔۔۔ اوہ! تم نے کس کا نام لے دیا ۔۔۔ کہاں ہے پرنس آف ڈھمپ؟ مجھے کتنی حسرت تھی۔ کاش کبھی پرنس سے دوبارہ ملاقات ہو جاتی" ۔۔۔ شارٹی کے الفاظ اور تاثرات یکلخت بدل گئے اور اس نے ریوالور یوں جیب میں ڈال لیا جیسے صدیوں سے بچھڑے ہوئے مجنوں کو لیلیٰ کے متعلق بتا دیا گیا ہو۔

"اگر پرنس آف ڈھمپ سے ملوا دوں تو کیا انعام ملے گا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ۔۔۔ تم پرنس آف ڈھمپ سے ملوا سکتے ہو ۔۔۔ کاش یہ سچ ہو۔ تم انعام کی بات کر رہے ہو۔ تم میری جان بھی لے سکتے ہو" ۔۔۔ شارٹی نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا۔

"چلو تمہیں اتنی ہی حسرت ہے تو پھر مل لو۔ پرنس آف ڈھمپ حاضر ہے" ۔۔۔ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا اور عمران کی

اصل آواز سنتے ہی شارٹی چند لمحوں کے لئے بت کی طرح ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"پرنس... پرنس تم ___ ارے پرنس؟" ___ شارٹی نے اچھلتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ یوں عمران سے چمٹ گیا جیسے بازوؤں میں بھینچ کر ہی مار ڈالے گا۔

"ارے... ارے ___ میری پسلیاں ___ بھائی شارٹی مجھ پر رحم کرو۔ ورنہ میں دوبارہ وکٹر بن جاؤں گا" ___ عمران نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔ اور شارٹی نے اسے چھوڑ دیا۔

"اوہ پرنس! ___ تم نے مجھے اپنے آنے کی اطلاع کیوں نہیں دی۔ میں تمہارا استقبال ایئر پورٹ پر کرتا" ___ شارٹی نے خوشی سے دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"تاکہ تم پرنس کا جنازہ اٹھا کر کیپیٹو پہنچتے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور شارٹی کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا

"اوہ! ___ تو یہ بات ہے ___ تم کسی مشن پر آئے ہو ___ اوہ! میں سمجھ گیا۔ اسی لئے تم نے ہال میں اپنی شناخت نہ کرائی تھی" ___ شارٹی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اب وہ سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"مشن بھی چھوٹا موٹا نہیں ___ بڑا تگڑا مشن ہے ___ پاور لینڈ کے متعلق کچھ جانتے ہو ___" عمران نے براہ راست سوال کیا۔ اسے شارٹی کے بارے میں اچھی طرح علم تھا کہ اگر شارٹی کا تعلق پاور لینڈ سے ہوا بھی تب بھی وہ عمران سے اسے نہ چھپائے گا۔ شارٹی کی زندگی ایک بار اس نے ایک بہت بڑی تنظیم کے ہاتھوں سے بچائی تھی اور اس تنظیم کا مقابلہ

کرتے ہوئے عمران شدید زخمی بھی ہو گیا تھا لیکن اس نے پوری تنظیم کا خاتمہ کر دیا تھا۔ یہ دس بارہ سال قبل کی بات تھی۔ تب سے شارٹی اس کا بے دام غلام بن گیا تھا۔

"پاور لینڈ! ___ اوہ تم پاور لینڈ کے خلاف کام کر رہے ہو ___ میں نے اس کے بارے میں سنا تو ضرور ہے لیکن توجہ نہیں کی کبھی۔ کیونکہ بس اس کا نام ہی سننے میں آیا ہے۔ کام کبھی نہیں دیکھا" ___ شارٹی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پھر ٹھیک ہے ___ مجھے بس یہی خطرہ تھا کہ ہمارا یار شارٹی بھی کہیں پاور لینڈ کا غلام نہ ہو" ___ عمران نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں اور غلام ___ پرنس! وہ زمانے گئے جب شارٹی کسی تنظیم کا غلام ہوا کرتا تھا ___ اب تو شارٹی خود ایک طاقتور تنظیم کا باس ہے۔ ریڈ فاکس جنیری میں خاصی طاقتور تنظیم سمجھی جاتی ہے" ___ شارٹی نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"اوہ تب ٹھیک ہے ___ پھر تم تو رچرڈ رافیل کے بارے میں بھی جانتے ہو گے۔ اس کا پتہ ہے مختری ایلوموسکس سائیڈ لے جنیری" ___ عمران نے ولسن کی جیب سے ملنے والی ڈائری سے ایک پتہ بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ کنگ ڈاگ! ___ بڑی اچھی طرح جانتا ہوں ___ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اس کے پاس خاصا طاقتور گروپ ہے" ___ شارٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم کسی طرح اس کی شناخت کرا سکتے ہو ___ صرف شناخت" ___ عمران

نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"بالکل کرا سکتا ہوں ——— وہ اس وقت ہوٹل برگنزا میں ہوگا۔ وہی اس کا مخصوص اڈہ ہے" ——— شارلی نے جواب دیا۔

"تو پھر چلو ——— بس تم دُور سے مجھے بتا دینا۔ اس کے بعد تمہارا کام ختم" ——— عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے پرنس یہ بھی ہو جائے گا ——— بیٹھو تو سہی ——— اتنے عرصے بعد ملاقات ہوئی ہے۔ میں تمہاری شایانِ شان دعوت کرنا چاہتا ہوں" ——— شارلی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تم میری عادت جانتے ہو شارلی! ——— اور ابھی تک میری یہ عادت قائم ہے کہ پہلے کام پھر طعام" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور شارلی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"لیکن ایک شرط ہے کہ تم جب تک جنیری میں رہو گے، مجھ سے ملتے رہو گے ——— اور سنو! ریڈ فاکس تمہاری ہر خدمت کے لئے تیار ہوگی۔ بس تم اشارہ کر دینا ——— اور اگر تم چاہو تو میں کنگ ڈاگ کو اغوا کر کے یہاں تمہارے سامنے پیش کر دوں" ——— شارلی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شکریہ ——— ضرورت پڑی تو میں ضرور تمہیں تکلیف دوں گا۔ ابھی تو صرف میں اس سے ملنا چاہتا ہوں اور بس" ——— عمران نے جواب دیا اور شارلی اسے لیتے ہوئے ایک اور دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے سے گزر کر وہ ایک گیلری میں سے گزرتے ہوئے عمارت کی پچھلی طرف بنے ہوئے ایک بڑے سے پورچ میں پہنچ گئے۔

پورچ میں سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار موجود تھی۔ شارلی نے ڈرائیونگ

سیٹ سنبھالی اور عمران بڑے اطمینان سے ساتھ والی سیٹ پر براجمان ہو گیا۔ کار ایک جھٹکے سے حرکت میں آئی اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے عمارت سے نکل کر سڑک پر آئی اور ٹریفک کے اژدہام میں شامل ہو کر آگے بڑھتی چلی گئی۔



مارٹن کیفے شائی لاک کے خوبصورت ہال میں بیٹھا اپنے سامنے رکھے مشروب کی چسکیاں لے رہا تھا۔ اس کے جسم پر بہترین تراش کا ایک قیمتی سوٹ تھا۔ آنکھوں پر جدید سٹائل کی رنگین گلاسز لگی ہوئی تھیں اور وہ اس وقت خاصا جاذبِ نگاہ لگ رہا تھا۔ ہال میں موجود نوجوان لڑکیوں کی نظریں اپنے ساتھیوں سے نظر بچا کر بار بار اس پر جم جاتیں۔ وہ اپنی میز پر اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ کئی اکیلی لڑکیوں نے اس کے ساتھ بیٹھنے کی کوشش کی لیکن مارٹن نے انہیں لفٹ نہ کرائی اور وہ مایوس ہو کر چلی گئیں۔

مارٹن کو یہاں بیٹھے ہوئے ایک گھنٹے سے زائد گزر چکا تھا۔ اس کے ساتھی شہر میں پھیلے ہوئے تھے۔ مارٹن کو یقین تھا کہ عمران اپنی شکل میں کبھی بھی جنیری میں نہ آئے گا۔ اس لئے اس کے پہچانے جانے کا تو سوال

بھی پیدا نہ ہوتا تھا۔ البتہ صرف ایک امکان تھا کہ اگر باس کے کہنے کے مطابق ماسٹر کلر کا جوانا اس کے ساتھ ہے تو پھر جوانا کو آسانی سے پہچانا جا سکتا تھا۔ اگر وہ میک اپ میں بھی ہوگا تب بھی اپنے مخصوص ڈیل ڈول کی وجہ سے آسانی سے پہچان لیا جائے گا۔

مارٹن نے اپنے ساتھیوں کو پورے شہر میں پھیلا رکھا تھا تاکہ جیسے ہی جوانا نظر آئے وہ اُسے اطلاع کر دیں تاکہ وہ فوری طور پر ایکشن میں آ جائے۔ اس نے اپنے ایک ساتھی کو چرڈو کی نگرانی پر لگا رکھا تھا تاکہ اگر چرڈو عمران کو تلاش کرے تو وہ اس پر جھپٹ سکے۔ مارٹن نے عارضی طور پر کیفے شانی لاک کی اوپری منزل میں ایک کمرہ بک کرایا ہوا تھا اور وہ اس میں رہائش پذیر تھا۔

ابھی مارٹن مشروب کی چسکیاں لیتے ہوئے عمران کے متعلق سوچ رہا تھا کہ ایک ویٹر ہاتھ میں پلیٹ اٹھائے تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"آپ کا ٹیلیفونک پیغام" ____ ویٹر نے بڑے مودبانہ انداز میں پلیٹ جس میں ایک کاغذ رکھا ہوا تھا، مارٹن کے سامنے میز پر رکھ دی۔

"ٹھیک ہے" ____ مارٹن نے بڑے بیانانہ انداز میں جواب دیا اور ویٹر مودبانہ انداز میں پیچھے ہٹا اور پھر مڑ کر واپس چلا گیا۔

مارٹن نے بڑے اطمینان سے مشروب کی آخری چسکی لی اور پھر جام کو واپس میز پر رکھ کر اس نے پلیٹ میں سے کاغذ اٹھا لیا۔ اس پر چند لائنیں ٹائپ شدہ موجود تھیں۔

"مارکیٹ کھل گئی ہے ____ ہوٹل برگنزا میں میٹنگ ہو رہی ہے۔ کنگ ڈاگ نامی فرم زیادہ بولی دے رہی ہے" ____ کاغذ پر لکھی ہوئی سطروں پر مارٹن کی نظریں پھسلتی چلی جا رہی تھیں اور ساتھ ہی اس کے

لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ وہ کوڈ پیغام کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ چرڈو جسے عرف عام میں کنگ ڈاگ کہا جاتا ہے، نے جوانا کو تلاش کر لیا ہے اور اُسے اغوا کر کے ہوٹل برگنزا میں لایا گیا ہے۔

مارٹن نے کاغذ کو تہہ کر کے جیب میں رکھا اور پھر کرسی سے اُٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں میں ہی لفٹ نے اُسے اوپر والی منزل میں پہنچا دیا۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر مارٹن نے الماری کھولی اور اس میں رکھا ہوا ایک جدید ساخت کا کیسٹ ریکارڈر اٹھا کر کمرے میں رکھی ہوئی میز پر رکھ دیا۔ دروازے کو اندر سے بند کر کے اس نے کیسٹ ریکارڈر کو اٹھایا اور باتھ روم میں داخل ہو گیا۔ باتھ روم میں پہنچ کر اس نے اس کا دروازہ بند کر دیا اور پھر شاور کھولنے کے بعد اس نے کیسٹ ریکارڈر کا ایریل اونچا کیا اور اس کے بٹن کو آن کر دیا۔ چند لمحوں بعد کیسٹ ریکارڈر سے ڈسکو میوزک کا شور بلند ہونے لگا۔ میوزک آہستہ آہستہ پس منظر میں چلا گیا اور ایک مردانہ آواز غالب آ گئی۔

"سٹار بول رہا ہوں باس۔ اوور" ____ بولنے والے کا لہجہ مودبانہ تھا۔

"بلیک سن کالنگ ____ مکمل رپورٹ دو۔ اوور" ____ مارٹن نے جواب دیا۔ لہجہ تحکمانہ تھا۔

"باس! ____ میں ائیرپورٹ پر موجود تھا کہ جوانا اور ایک اور حبشی اس جہاز سے اترے۔ کنگ ڈاگ کے کئی ساتھی ائیرپورٹ پر موجود تھے۔ اور پھر جوانا اور دوسرا حبشی انہی کی ایک ٹیکسی میں بیٹھ گئے ____ ٹیکسی انہیں لے کر ہوٹل برگنزا پہنچ گئی ____ وہاں کنگ ڈاگ موجود تھا۔ انہیں ہوٹل کے تہہ خانے میں لے جایا گیا ہے۔ کنگ ڈاگ تہہ خانے میں گیا ہے اور اس

کا پورا گینگ نگرانی پر مامور ہے۔ اوور" ۔۔۔ سٹار نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"جہاں سے ان کے دوسرے ساتھی بھی اُترے ہوں گے ۔۔۔ عمران کے قدوقامت کی کوئی شخصیت۔ اوور" ۔۔۔ مارٹن نے پوچھا۔

"ایک نوجوان پر شک ہوا تھا ۔۔۔ وہ اطالوی تھا لیکن وہ بالکل اکیلا تھا۔ موان نے میرے کہنے پر اس کا تعاقب کیا تھا۔ اس نے ابھی ابھی رپورٹ دی ہے کہ وہ نوجوان کینیوڈی سکس میں گیا ہے ۔۔۔ وہاں اُسے کوئی نہیں پہچانتا ۔۔۔ اس کا وہاں جھگڑا ہوا جس میں اس نے حیرت انگیز شعبدے دکھائے ہیں اور اب وہ شارلی کے دفتر میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس کا نام وکٹر مارک ہے۔ اطالوی ہے۔ اوور" ۔۔۔ سٹار نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"جھگڑے میں شعبدے ۔۔۔ ارے وہی تو عمران ہے۔ اس کی لڑائی کا طریقہ یہی ہے۔ موان اب کہاں ہے جلدی بتاؤ۔ اوور" ۔۔۔ مارٹن نے چونکتے ہوئے کہا۔ اُسے سو فیصد یقین ہو گیا تھا کہ عمران ہی وکٹر مارک کے میک اپ میں ہے۔ اس کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا کہ اس نے عمران کو تقریباً تلاش کر ہی لیا ہے۔

"موان ابھی تک کینیو میں ہی ہے۔ اوور" ۔۔۔ سٹار نے جواب دیا۔

"اوکے! ۔۔۔ تم ڈبل رگنزا میں نگرانی کرو ۔۔۔ جب تک میں حکم نہ دوں مداخلت کی ضرورت نہیں ہے۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ مارٹن نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے تیزی سے ناب گھمائی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد ریکارڈر سے ایک نئی طرز کا میوزک گونجنے لگا اور مارٹن نے ہاتھ روک لیا۔ میوزک تین منٹ تک مسلسل بجتا رہا ۔ پھر اس پر ایک مردانہ آواز گونجی۔

"موان سپیکنگ۔ اوور" ۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"کال ریسیو کرنے میں اتنی دیر کیوں کر دی۔ اوور" ۔۔۔ مارٹن نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"سوری باس! ۔۔۔ موقع ہی نہ تھا ۔۔۔ میں اس وقت کار میں سفر کر رہا تھا اور اردگرد کاریں میرے متوازی چل رہی تھیں۔ اوور" ۔۔۔ موان نے عاجزانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ کار میں سفر ۔۔۔ کیوں ۔۔۔؟ تم تو کینیوڈی سکس میں تھے۔ اوور" ۔۔۔ مارٹن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس باس! ۔۔۔ میں ایئرپورٹ سے سٹار کے کہنے پر ایک اطالوی نوجوان کا تعاقب کرتے ہوئے کینیو پہنچا ۔۔۔ وہاں اطالوی نوجوان کا کینیو کے غنڈے سے جھگڑا ہو گیا جس میں اس غنڈے نے بری طرح شکست کھائی۔ اس پر شارلی جو ریڈ فاکس کہلاتا ہے، باہر آ گیا ۔۔۔ اس نوجوان نے اس سے بھی بڑے حیرت انگیز طریقے سے ریوالور چھین لیا۔ اور پھر بڑی معصومیت سے بھرا ہوا ریوالور واپس کر دیا۔ اس پر شارلی اس سے بے حد متاثر ہوا اور وہ اسے لے کر دفتر میں گیا۔ میں سٹار کو رپورٹ دینے کے لئے کینیو سے باہر آ کر ایک کونے میں پہنچا۔ میں نے سٹار کو رپورٹ دے کر ٹرانسمیٹر آف کیا ہی تھا کہ میں نے کینیو کی بیک سائیڈ سے ایک کار میں شارلی اور اس نوجوان کو بڑے پُراسرار انداز میں عمارت سے باہر نکلتے دیکھا۔ چنانچہ میں نے اپنی کار میں ان کا تعاقب کیا تو وہ دونوں ہوٹل رگنزا پہنچے ہیں ۔۔۔ اب شارلی اور وہ نوجوان ہوٹل کے اندر موجود ہیں اور ہال میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اوور" ۔۔۔ موان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ۔۔۔ سٹار بھی وہیں ہے ۔۔۔ وہ دو حبشیوں کی نگرانی کر رہا ہے ۔۔۔ تم اس اطالوی نوجوان کا خیال رکھنا۔ میں خود وہیں پہنچ رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ ہمارا مشن ابھی پورا ہو جائے گا۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ مارٹن نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر ناب گھمانی شروع کر دی۔

چند لمحوں بعد ایک اور طرز کا میوزک ریکارڈر پر ابھرا اور پھر چند ہی لمحوں بعد ایک نئی آواز ابھری۔

"اسکائی سپیکنگ۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ پُر جوش تھا۔

"بلیک سن کالنگ ۔۔۔ تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور" ۔۔۔ مارٹن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"میں ہوٹل چیک کر رہا ہوں جناب! ۔۔۔ اس وقت ہوٹل سیلی گیٹ کے پاس ہوں۔ اوور" ۔۔۔ اسکائی نے جواب دیا۔

"او۔کے! ۔۔۔ تم فوراً ہوٹل برگنزا پہنچو ۔۔۔ سٹار اور مون بھی وہاں موجود ہیں ۔۔۔ میں خود بھی وہاں پہنچ رہا ہوں ۔۔۔ فی الحال تم نے مون کے ساتھ مل کر ایک آدمی کی نگرانی کرنی ہے۔ باقی ھدایات میں خود وہیں آکر دوں گا۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ مارٹن نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے کیسٹ ریکارڈر آف کیا اور شاور بند کر کے وہ واپس کمرے میں آگیا۔

مارٹن نے کیسٹ ریکارڈر دوبارہ الماری میں رکھا اور الماری کو لاک کر دیا۔ اور پھر اس نے تیزی سے اپنا کوٹ اتارا۔ اور پھر ایک دوسری الماری میں

لٹکی ہوئی اس نے سیاہ رنگ کی بند گلے کی جیکٹ اتار کر پہنی اور کوٹ دوبارہ اس کے اوپر پہن لیا۔

یہ مارٹن کی مخصوص جیکٹ تھی جس میں بے شمار خفیہ جیبیں تھیں۔ جن میں عجیب و غریب قسم کے جدید ترین ہتھیار ہر وقت موجود رہتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ جیکٹ بلٹ پروف بھی تھی۔ اس جیکٹ کی وجہ سے اُسے سینے پر گولی نہ لگ سکتی تھی۔

کوٹ پہننے کے بعد وہ تقریباً دوڑتا ہوا کمرے سے باہر آیا۔ دروازہ لاک کیا اور پھر لفٹ کے ذریعے چند ہی لمحوں میں وہ ہال میں پہنچ گیا۔ ہال کراس کرنے میں اُسے چند منٹ لگے اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی مخصوص ساخت کی سپورٹس کار انتہائی تیزی سے اُڑتی ہوئی ہوٹل برگنزا کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایسی چمک تھی جیسے کسی بچے کی آنکھوں میں اپنا پسندیدہ کھلونا دیکھ کر آتی ہے۔

جوانا اور جوزف طیارے سے اترتے ہی پہلی ٹرانزٹ بس میں بیٹھ کر کسٹم اور امیگریشن کاؤنٹر پر سب سے پہلے پہنچے۔ چونکہ ان کے پاس کوئی سامان نہ تھا اس لیے کسٹم کاؤنٹر پر تو وہ رُکے ہی نہیں، البتہ امیگریشن کاؤنٹر پر انہیں چند منٹ لگے اور پھر انہیں کلیرنس کا اشارہ مل گیا اور وہ دونوں بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے ایئرپورٹ کی عمارت سے باہر آ گئے۔

"اوہ! — خاصا خوبصورت شہر ہے" — جوزف نے باہر نکلتے ہی اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ زندگی میں پہلی بار جینیوا آیا تھا۔

"ہاں! — یہ بہت ہی خوبصورت اور رومانی شہر ہے — میں نے اپنی زندگی کا کافی حصہ یہاں گزارا ہے۔ اگر وقت ملا تو میں تمہیں جینیوا شہر کے ایسے ایسے گوشوں کی سیر کراؤں گا کہ تم نے خواب میں بھی ایسے گوشوں کا تصور نہ کیا ہوگا" — جوانا نے ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف چلتے ہوئے کہا۔

ابھی وہ دونوں ٹیکسی اسٹینڈ کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ایک طرف

ایک خالی ٹیکسی رینگتی ہوئی ان کے قریب آ کر رکی اور ڈرائیور نے پھرتی سے باہر نکل کر انہیں بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے ٹیکسی کی پچھلی نشست کا دروازہ کھول دیا۔

"آؤ اسی میں بیٹھ جاتے ہیں" — جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزف نے بھی سر ہلا دیا۔ دوسرے لمحے وہ دونوں ٹیکسی کی پچھلی نشست پر سوار ہو گئے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور پھر گھوم کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے میٹر ڈاؤن کیا۔

"ہوٹل سیگال چلو" — جوانا نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

جوانا، جوزف کو شہر کی مختلف عمارتوں اور سڑکوں کے متعلق بتانے لگا۔ ٹیکسی خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی اور پھر جب وہ ایک موڑ مڑی تو جوانا چونک پڑا۔

"اے مسٹر! — تم بلیک اسٹریٹ کی طرف کیوں آ گئے — اِدھر تو ہوٹل سیگال نہیں ہے" — جوانا نے کرخت لہجے میں کہا۔

اُدھر سڑک زیرِ تعمیر ہے جناب! — اس لیے اِدھر سے گھوم کر جانا پڑتا ہے جناب — ٹیکسی ڈرائیور نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور جوانا مطمئن ہو گیا۔ اور ایک بار پھر جوزف سے مخاطب ہو گیا۔ جوزف اس کی باتیں سننے کے ساتھ ساتھ جیب سے [illegible] نکال کر بڑے مزے سے شراب کے گھونٹ چڑھاتے چلا جا رہا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جیسے ہی ٹیکسی [illegible] کے سامنے پہنچی، ٹیکسی ڈرائیور نے کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں موڑ کر پورچ — [illegible] آگے

کر کے کھڑی کر دی۔

"یہ تو ہوٹل برگنزا ہے ــــ احمق آدمی! میں نے ہوٹل سیگال کہا تھا ــــ تم بہرے ہو" ــــ جوانا نے ہوٹل برگنزا کے سامنے ٹیکسی رکتے دیکھ کر غصے سے چیخ کر کہا۔

"میں جانتا ہوں سر! ــــ میں نے یہاں ایک ضروری پیغام دینا ہے سر۔ صرف ایک منٹ سر ــــ ویری سوری سر" ــــ ڈرائیور نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ دروازہ کھول کر تیزی سے اترا اور عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اسی لمحے ٹیکسی کے دونوں اطراف میں دو کاریں آ کر رکیں اور پھر ان میں سے چھ افراد انتہائی پھرتی سے نیچے اترے پھر اس سے پہلے کہ جوانا اور جوزف سچویشن کو سمجھتے، کار کے دونوں اطراف کے پچھلے دروازے ایک جھٹکے سے کھلے اور ان دونوں کے پہلوؤں سے سٹین گنوں کی نالیں چپک گئیں۔ اور وہ دونوں چونک پڑے۔

"خاموشی سے نیچے اتر آؤ ــــ خبردار! اگر غلط حرکت کی تو ایک لمحے میں بھون دیئے جاؤ گے" ــــ انتہائی کرخت لہجے میں انہیں حکم دیا گیا اور جوانا اور جوزف حیرت بھرے انداز میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ ان کو شاید اس بات کا خیال تک نہ تھا کہ یوں اترتے ہی کارروائی شروع ہو جائے گی۔ ورنہ وہ پہلے ہی ہوشیار ہو جاتے۔ بہرحال سٹین گنوں کی موجودگی میں انہیں مجبوراً نیچے اترنا پڑا اور پھر انہیں سٹین گنوں کے زور پر ہوٹل کے عقب میں لے جا کر ایک خفیہ دروازے کے ذریعے ایک بڑے سے تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا۔ یہ تہہ خانہ خاصا بڑا تھا۔ اس میں چار ستون تھے۔ دیواروں کے ساتھ تشدد کے

جدید ترین آلات نصب تھے۔

"تم لوگ آخر کون ہو" ــــ جوانا نے اندر داخل ہوتے ہی ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہاری موت" ــــ ایک نے کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی مشین گن کا بٹ جوانا کے پہلو میں زور سے مارا۔ اور اسی لمحے جوانا کا دماغ گھوم گیا وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اور دوسرے لمحے بٹ مارنے والا بری طرح چیختا ہوا ایک زوردار دھماکے سے تہہ خانے کی دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا۔ اس کے ساتھیوں نے فائر کھولنا چاہا، مگر جوزف اس دوران حرکت میں آ چکا تھا وہ بجلی کی سی تیزی سے اڑتا ہوا دو آدمیوں سے ٹکرایا اور وہ دونوں چیختے ہوئے فرش پر جا گرے۔ جوانا پہلے ہی اچھلتے ہی انتہائی تیزی سے اچھل کر ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا اور اس طرح باقی افراد کی گنوں سے نکلنے والی گولیوں کی بوچھاڑ سے بال بال بچ گیا۔

جوزف نے ان دونوں کو گراتے ہی انتہائی تیزی سے ایک طرف گری ہوئی مشین گن اٹھائی۔ اور پھر ہال انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ جوزف نے گھومتے ہوئے ایک ہی وار میں چار افراد کو ڈھیر کر دیا تھا۔ ان میں سے تین تو وہ تھے جنہوں نے جوانا پر فائر کھولا تھا اور ایک وہ جس نے جوانا کو بٹ مارا تھا اور جوانا نے اسے بازو سے پکڑ کر دیوار سے دے مارا تھا وہ اس وقت اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ان چاروں کو گراتے ہی جوزف انتہائی پھرتی سے مڑا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے نیچے جھکا۔ اس طرح وہ ایک آدمی کی مشین گن کی گولیوں سے بال بال بچ گیا۔ دوسرا آدمی البتہ نہتا ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس کی مشین گن اب

جوزف کے ہاتھوں میں تھی۔ جوزف نے دوسرا برسٹ مارنے کی نوبت ہی نہ آنے دی اور اس کی سٹین گن سے نکلنے والی گولیوں نے باقی دو کو بھی چاٹ لیا۔ اس طرح انھوں نے صرف اپنی پھرتی اور مہارت سے بیک وقت چھ مسلح افراد کو ڈھیر کر دیا تھا۔

ان افراد کے مرتے ہی جوانا اور جوزف تیزی سے دروازے کی طرف مڑے لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچتے ایک زوردار آواز کے ساتھ ہی تہہ خانے کے دروازے پر لوہے کی آہنی چادریں آ کر گریں اور دروازہ بلاک ہو گیا۔ اور پھر صرف دروازہ ہی بلاک نہیں ہوا بلکہ دوسرے لمحے ایک اور حیرت انگیز کام ہوا کہ جوزف کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے نکل کر چھت سے جا چمٹی اور صرف اس کے ہاتھ والی ہی نہیں بلکہ کمرے میں موجود باقی سٹین گنیں بھی تیزی سے اڑ کر چھت کے ساتھ چپک گئیں۔

ابھی جوزف اور جوانا حیرت سے یہ کارروائی دیکھ ہی رہے تھے کہ تہہ خانے میں نیلے رنگ کا دھواں بھرنا شروع ہو گیا جب ان دونوں کو دھوئیں کا احساس ہوا تو شاید کافی دیر ہو چکی تھی کیونکہ ان دونوں نے لاشعوری طور پر اپنے سانس روکنے کی کوشش کی لیکن ان کے ذہنوں پر طوفان کی رفتار سے اندھیرے چھاتے چلے گئے۔

جب ان کی آنکھ دوبارہ کھلی تو ان کے حلق سے طویل سانسیں نکل گئیں کیونکہ اس بار وہ دونوں تہہ خانے کے ستونوں سے مضبوط زنجیروں سے اس طرح جکڑے ہوئے تھے کہ ان کے لئے اپنے جسم کے کسی حصے کو حرکت دینے کا اختیار نہ رہا تھا۔ ان کے سامنے چھ افراد ہاتھوں میں سٹین گنیں لئے کھڑے

تھے۔ کمرے میں موجود چھ لاشیں اب غائب ہو چکی تھیں۔

دوسرے لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک بگڑی ہوئی صورت کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر چیچک کے داغ تھے۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں سانپ کی آنکھوں جیسی چمک تھی۔ ایک گال پر زخم کا لمبا سا نشان تھا جس نے اس کا چہرہ اور زیادہ بدزیب بنا دیا تھا۔ اس کا جسم گٹھا ہوا اور انتہائی سخت دکھائی دیتا تھا۔

جوانا کی نظریں اس آدمی پر جم گئیں۔ اسے یہ چہرہ کچھ مانوس سا لگ رہا تھا۔ اس نے اپنے دماغ پر زور دیا اور دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا اور وہ اسے پہچان گیا۔ یہ رچرڈ تھا۔ جیفری کا مقامی غنڈہ۔ کافی عرصہ پہلے ایک کیس کے سلسلے میں اس سے جوانا کی جھڑپ ہو چکی تھی اور جوانا نے اسے اتنا مارا تھا کہ وہ چھ ماہ تک ہسپتال میں پڑا رہا تھا۔ رچرڈ تیزی سے قدم آگے بڑھاتا ہوا جوانا کے سامنے آ کر رک گیا۔

"مجھے پہچانتے ہو جوانا" ——— رچرڈ نے بڑے فخریہ انداز میں کہا۔

"ہاں ——— اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم جیفری کے کیڑے مکوڑوں میں شامل ایک حقیر سے کیڑے ہو" ——— جوانا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

رچرڈ کا چہرہ جوانا کا فقرہ سن کر اور زیادہ بگڑ گیا۔ لیکن وہ چند لمحے خاموش کھڑا بڑی کینہ توز نظروں سے جوانا کو دیکھتا رہا۔

"دیکھو جوانا ——— تم ہماری لائن کے ہی آدمی ہو۔ اس لئے میری تم سے براہ راست کوئی دشمنی نہیں ——— مجھے تم سے صرف چند معلومات چاہئیں اگر تم میرے سوالوں کے درست جواب دے دو تو تم آزاد ہو گے" ——— رچرڈ نے لفظ چبا چبا کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم شاید وہ مار بھول گئے ہو رچرڈ! ـــــ جس کی وجہ سے تمہیں چھ ماہ تک ہسپتال میں رہنا پڑا تھا ـــــ تم جیسے حقیر اور بزدل چوہے تو جوانا کا نام سنتے ہی بلوں میں دبک جاتے تھے۔ آج تمہیں یہ جرأت ہو گئی کہ تم جوانا کے سامنے اکڑ کے کھڑے ہو" ـــــ جوانا نے پہلے سے زیادہ تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ تم کچھ بتانے کے لئے تیار نہیں ہو ـــــ تو ٹھیک ہے، پھر مجبوری ہے ـــــ تمہارا جسم گولیاں مانگتا ہے تو میں تمہیں سٹین گن کی سینکڑوں گولیاں دینے پر مجبور ہوں" ـــــ رچرڈ نے جواب دیا اور پھر تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ دروازے کے سامنے پہنچ کر اس نے اشارے سے ساتھ کھڑے ایک سٹین گن بردار کو سٹین گن دینے کے لئے کہا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک سٹین گن پہنچ گئی۔ اس نے سٹین گن کو کاندھے سے لگایا اور پھر نال کا رخ تیزی سے جوزف کی طرف موڑ دیا۔ وہ شاید جوزف کو قتل کر کے جوانا پر دہشت ڈالنا چاہتا تھا۔

"سنو رچرڈ! ـــــ تم میرے ساتھی کو قتل کر کے مجھ پر رعب نہیں ڈال سکتے۔ تم نے پہلے بھی اپنے چند ساتھیوں کی لاشیں یہاں سے اٹھائی ہیں۔ اور اگر تمہاری سٹین گن سے ایک گولی بھی نکلی تو پھر یہ پورا ہوٹل لاشوں سے پٹ جائے گا" ـــــ جوانا نے تلخ لہجے میں کہا۔

"تو پھر میرے سوال کا جواب دے دو ـــــ صرف اتنا بتا دو کہ عمران کہاں ہے" ـــــ رچرڈ نے سٹین گن کاندھے سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"عمران! ـــــ کس عمران کی بات کر رہے ہو" ـــــ جوانا نے پوچھا۔

"جس کی تم آجکل ملازمت کر رہے ہو ـــــ اور جس کے ساتھ تم پاورلینڈ

کے مشن پر یہاں پہنچے ہو" ـــــ رچرڈ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا تعلق پاورلینڈ سے ہے" ـــــ جوانا نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اپنا سوال کر دیا۔

"ہاں! ـــــ میں پاورلینڈ کا نمائندہ ہوں" ـــــ رچرڈ نے جواب دیا۔

"گڈ! ـــــ پھر تو تمہارے ساتھ بات ہو سکتی ہے ـــــ میں خود بھی یہی چاہتا تھا کہ کوئی پاورلینڈ کا نمائندہ ملے تو اس سے بات کی جائے لیکن تم جوانا کو اچھی طرح جانتے ہو ـــــ وہ جبر و تشدد کو قبول نہیں کرتا ـــــ تم چاہے مجھے گولیوں سے بھون ڈالو لیکن میری مرضی کے بغیر تم میری زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکلوا سکتے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم میری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاؤ ـــــ میرے اور تمہارے مفادات مشترک ہیں۔ ایسی صورت میں تمہیں بھی فائدہ ہو سکتا ہے اور مجھے بھی" ـــــ جوانا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسے مفادات" ـــــ رچرڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"سنو رچرڈ! ـــــ مجھے جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہے اس لئے میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ درست ہے ـــــ میں نے پاکیشیا میں عمران سے متاثر ہو کر اس کی ملازمت کر لی تھی ـــــ یہ جوزف پہلے سے اس کا ساتھی تھا۔ لیکن یہ بھی میری قماش کا آدمی ہے۔ بہرحال عمران ایک عام آدمی نکلا اور میری طبیعت اس سے بھر گئی ہے اور میں نے واپسی کی ٹھانی ـــــ ماسٹر کلرز تنظیم ختم ہو چکی تھی۔ اس لئے مجھے ایسی تنظیم کی ضرورت تھی جو میرے معیار کی ہو۔ پھر مجھے عمران سے ہی پاورلینڈ کی اطلاع ملی اور اس کے متعلق معلومات ملی تھیں۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت پاورلینڈ کے خلاف کام کرنے ایک ٹیم کی صورت میں

یہاں پہنچا ہے ۔۔۔ میں اور جوزف بظاہر اس کے ساتھ آئے ہیں۔ لیکن ہمارا مقصد دراصل یہاں ایسے آدمی کو ڈھونڈنا تھا جس کا براہ راست تعلق پاور لینڈ سے ہو۔ تاکہ اس کے ذریعے ہم دونوں پاور لینڈ میں شامل ہو سکیں اب اتفاق سے تم سے ملاقات ہو گئی ہے ۔۔۔ تمہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ چاہیے اور مجھے پاور لینڈ میں شمولیت چاہیے۔ اس طرح ہمارے اور تمہارے مفادات مشترک ہو گئے ہیں" ۔۔۔ جوانا نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ۔۔۔ تو یہ بات ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم سودا بازی کرنا چاہتے ہو" ۔۔۔ رچرڈ نے جواب دیا۔

"بالکل ۔۔۔ میں تمہیں عمران اور اس کی پوری ٹیم کا پتہ بتا دیتا ہوں بلکہ ان کی نشاندہی بھی کر دیتا ہوں ۔۔۔ تم ہم دونوں کو پاور لینڈ سے متعلق کرا دو" جوانا نے سر جھٹکتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ مجھے منظور ہے ۔۔۔ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ بتاؤ ۔۔۔ اگر تمہاری نشاندہی درست ثابت ہوئی تو یہ میرا وعدہ رہا کہ تم اپنے آپ کو پاور لینڈ میں شامل سمجھو" ۔۔۔ رچرڈ نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے کب سے جوانا کو بیوقوف سمجھ لیا ہے ۔۔۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں اس طرح تمہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ بتا دوں گا تاکہ تم دونوں طرف سے فائدہ اٹھا لو ۔۔۔ پہلے انہیں ختم کر دو ۔۔۔ پھر ہمیں مار ڈالو" ۔۔۔ جوانا کا لہجہ تلخ ہو گیا۔

"اوہ دیکھو ۔۔۔ مجھ پر یقین کرو ۔۔۔ میں نے پہلے عمران کے قتل کا مشن

مکمل کرنا ہے۔ اس کے بعد باقی باتیں ہو سکتی ہیں" ۔۔۔ رچرڈ نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کم از کم اپنے عمل سے تو اس کا ثبوت دو ۔۔۔ ہمیں کھول دو اور پھر بیٹھ کر ایک ٹیبل پر لین دین بھی ہو سکتا ہے" ۔۔۔ جوانا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ یہ مجھے منظور ہے ۔۔۔ اور سنو جوانا ۔۔۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ تم مجھ سے کوئی دھوکہ کر سکتے ہو۔ تو یہ تمہاری خام خیالی ہے ۔۔۔ اس کمرے کی دیواروں میں سینکڑوں سٹین گنوں کے دہانے موجود ہیں۔ جو میرے صرف ایک اشارے پر کام شروع کر دیں گی ۔ تم نے پہلے دیکھا ہے کہ سٹین گنوں کا کیا حشر ہوا ہے ۔۔۔ وہ چھت سے کیسے چپک گئی ہیں اور کس طرح بیہوش کر دینے والی گیس نے تم پر اچانک غلبہ پا لیا تھا" ۔۔۔ رچرڈ نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"میں سب جانتا ہوں ۔۔۔ مجھے سبق پڑھانے کی ضرورت نہیں" ۔۔۔ جوانا نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے" ۔۔۔ رچرڈ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ اس نے یہی سوچا تھا کہ جوانا سے معلومات اگلوا کر مشن مکمل کر لے۔ اس کے بعد باس سے بات ہو جائے گی۔ اگر باس انہیں شامل کرنے پر راضی ہو گیا تو ٹھیک۔ ورنہ انہیں کسی بھی وقت ختم کیا جا سکتا ہے۔

"زنجیریں کھول دو" ۔۔۔ رچرڈ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سر ہلاتے ہوئے تیزی سے ستونوں کی طرف بڑھے اور پھر تھوڑی دیر بعد جوانا اور جوزف دونوں زنجیروں کی گرفت سے آزاد ہو چکے تھے۔ جوانا اور جوزف نے اپنے بازو ہلائے اور پھر ان کے چہروں پر اطمینان

سا چھا گیا۔

"اب میں نے اپنی شرط پوری کر دی ہے ___ اب تم بتاؤ کہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں" ___ ریچرڈ نے کہا۔

"وہ سب میک اپ میں ہیں۔ تم انہیں پہچان نہ سکو گے جب تک میں ان کی شناخت نہ کرا دوں ___ ایسا کرو کہ تم میرے ساتھ چلو۔ تم مجھ سے علیحدہ رہنا۔ میں جا کر ان سے بات چیت کروں گا اور پھر تمہیں اشارہ کر کے ایک طرف ہٹ جاؤں گا۔ اس کے بعد تم جانو اور تمہارا کام" ___ جوانا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ___ مجھے تم پر اعتماد ہے ___ جوانا غلط بات نہیں کہہ سکتا۔ آؤ میرے ساتھ" ___ ریچرڈ نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جوانا اور جوزف دونوں اس کے پیچھے تھے۔ اس کمرے سے نکل کر وہ عقبی دروازے سے ہوتے ہوئے عمارت سے باہر نکل آئے۔ ریچرڈ انہیں لئے ہوئے ایک اور راستے سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا ایک کمرے میں لے آیا۔ یہ خاصا کشادہ کمرہ تھا جسے دفتر کے سے انداز میں سجایا گیا تھا۔

"بیٹھو اور بتاؤ کہ اس آپریشن کے لئے کتنے آدمی چاہئیں" ___؟ ریچرڈ نے کہا۔

"جتنے بھی اکٹھے کر سکو کم ہیں" ___ جوانا نے مختصر سا جواب دیا۔ جوزف شروع سے لے کر اب تک خاموش تھا اور اب بھی وہ خاموشی سے بیٹھا ہوا تھا۔

"میرے پاس چودہ آدمی ہیں ___ کیا اتنے آدمی کافی ہیں" ___؟ ریچرڈ

نے کہا۔

"بالکل کافی نہیں ہیں ___ عمران کے ساتھیوں کی تعداد اس سے زیادہ ہے ___ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں عمران کو یہاں بلا لیتا ہوں۔ وہ میری کال پر خود بخود چلا آئے گا ___ پھر شاید تمہارے چودہ آدمی کافی ہو جائیں"؟ جوانا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ اگر ایسا ہو جائے تو اور زیادہ درست ہو گا" ___ ریچرڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے! ___ مجھے ایک ٹرانسمیٹر لا دو۔ ۔ وسیع حیطہ عمل کا ٹرانسمیٹر" ___ جوانا نے کہا اور ریچرڈ سر ہلاتا ہوا اٹھا اور پھر ایک الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مگر اس سے پہلے کہ ریچرڈ الماری تک پہنچتا، اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے عمران اور شارٹی دونوں اندر پہنچ گئے۔ عمران اسی طرح اطالوی میک اپ میں تھا۔

"کال کرنے کی کیا ضرورت ہے ___ میں خود ہی حاضر ہو گیا ہوں"۔ عمران نے اصل لہجے میں کہا اور ریچرڈ جو دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی تیزی سے مڑا تھا۔ عمران کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کون ہو تم" ___؟ ریچرڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"علی عمران" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ریچرڈ نے بے اختیار جوانا کی طرف دیکھا۔

"ہاں! ___ یہ عمران ہے" ___ جوانا نے جواب دیا۔

"تو تم مجھے فروخت کر رہے تھے جوانا" ___ عمران نے اس بار مسکراتے

ہوئے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ جوانا کوئی جواب دیتا۔ رچرڈ نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتا۔ اس کے قریب ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے جوزف کا ہاتھ حرکت میں آیا اور پھر رچرڈ کے ہاتھ سے ریوالور نکلتا چلا گیا۔

رچرڈ نے اچھل کر جوزف کے پیٹ میں لات مارنی چاہی مگر دوسرے لمحے جوانا حرکت میں آیا اور اس کا ہاتھ پوری قوت سے رچرڈ کی گردن پر پڑا۔ وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور رچرڈ گیند کی طرح اچھل کر بائیں ہاتھ کی دیوار سے جا ٹکرایا۔

"تم حقیر چوہے! ۔۔۔ تم کیا سمجھتے تھے کہ تم جوانا کو خرید لو گے" ۔۔۔ جوانا نے اس پر جھپٹتے ہوئے کہا۔

رچرڈ نے دیوار سے ٹکرا کر تیزی سے پلٹنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے پیٹ پر جوزف کی لات پوری قوت سے پڑی اور رچرڈ چیخ مار کر پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ اور بری طرح تڑپنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ ساکت ہو گیا۔

"کہیں مر تو نہیں گیا" ۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہ ڈھیٹ آدمی ہے ۔۔۔ اتنی جلدی مرنے والوں میں سے نہیں" ۔ جوانا نے کہا اور پھر اس نے فرش پر پڑے ہوئے رچرڈ کو گردن سے پکڑ کر یوں اٹھا لیا جیسے بچے کسی کھلونے کو اٹھاتے ہیں۔

"یہ بے ہوش ہے باس!" ۔۔۔ جوانا نے یوں کہا جیسے ڈاکٹر کسی مریض کی تشخیص کرنے کے بعد اپنی مہارت کا اعلان کرتا ہے۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اسے اٹھا کر لے آؤ" ۔۔۔ عمران نے کہا اور

پھر واپس دروازے کی طرف مڑا۔ شارٹی جو خاموش کھڑا تھا وہ بھی اس کے ساتھ ہی مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب رچرڈ کو ہمراہ لئے سیڑھیاں اتر کر نیچے راہداری میں پہنچے اور پھر عقبی گلی سے ہوتے ہوئے وہ عمارت کی پشت والی سڑک پر پہنچ گئے جہاں پہلے سے ہی شارٹی کی کار موجود تھی۔ شارٹی نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ عمران ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور جوانا اور جوزف پچھلی سیٹوں پر براجمان ہو گئے۔ بے ہوش رچرڈ کو دونوں سیٹوں کے درمیان ڈال دیا گیا اور پھر شارٹی نے کار آگے بڑھا دی۔

"کسی پرائیویٹ کوٹھی میں لے چلو شارٹی ۔۔۔ مجھے اس رچرڈ سے بہت کچھ معلوم کرنا ہے" ۔۔۔ عمران نے شارٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ شارٹی نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

ابھی کار نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک کار کو ایک جھٹکا سا لگا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اس کی وجہ معلوم کرتے۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا کار کے گرد دھوئیں اور گرد کا بادل سا اٹھا اور پھر کار کے پرزے سڑک پر بکھرتے چلے گئے۔

ختم شد

عمران سیریز میں خیر و شر کی آویزش پر انتہائی پراسرار اور تحیر خیز ناول

شودرمان

سپیشل نمبر

مصنف مظہر کلیم ایم اے

شودرمان شیطان کے پجاریوں کی مرکزی عمارت جسے شیطانی قوتوں نے ناقابل تسخیر بنا دیا تھا۔

شودرمان کافرستان کے پہاڑی جنگل میں صدیوں سے قائم ایسی عمارت جہاں مکمل شیطانی قوتوں کا راج تھا۔

کاجلا شیطانی دنیا کا ایک ایسا شیطانی مذہب جو خیر و شر کی آویزش میں شر کی قوتوں کی نمائندگی کرتا تھا۔

مہاماہان کاجلا کا سب سے بڑا پجاری' شیطان کا خصوصی پیروکار اور شودرمان کا رکھوالا جو انتہائی خوفناک شیطانی قوتوں کا حامل تھا۔

کاجلا جس کے پیروکاروں نے عمران کو پاکیشیا سے اغوا کر کے اپنے قبضے میں کر لیا۔ کیا عمران شیطان کا پیروکار بن گیا ——— یا ——— ؟

✻ وہ لمحہ جب خیر اور روشنی کی قوتوں نے عمران کو ہی شودرمان کی تباہی اور مہاماہان کی ہلاکت کا مشن سونپ دیا۔ پھر کیا ہوا ؟

✻ وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھ جوزف' جوانا اور ٹائیگر کو لے کر شودرمان کی تباہی اور کاجلا کی سرکوبی کے لئے کافرستان کے قدیم پہاڑی جنگل میں داخل ہو گیا۔ وہ علاقہ جہاں انتہائی خوفناک شیطانی قوتوں کا مکمل راج تھا۔

✻ وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت شیطانی قوتوں کے خوفناک شکنجے میں جکڑے جانے کے بعد بے بس ہو گئے۔ کیا عمران واقعی شیطانی قوتوں سے شکست کھا گیا ——— یا ——— ؟

✻ کیا عمران شودرمان کو تباہ کرنے اور مہاماہان کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو سکا۔ یا خود ان کا شکار ہو گیا ——— ؟ انتہائی حیرت انگیز انجام

✻ کیا عمران شیطانی قوتوں کے انتہائی خوفناک جال کو توڑنے میں کامیاب ہو سکا۔

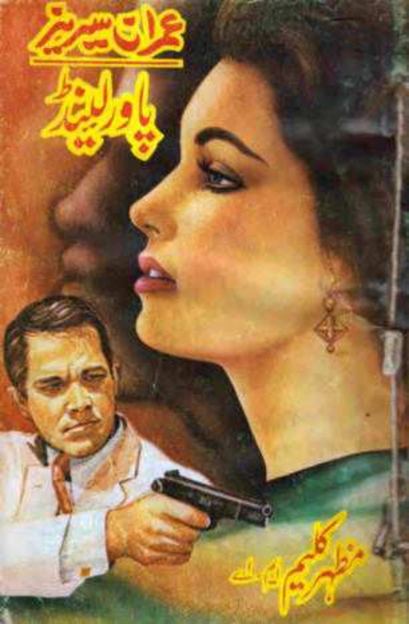


یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

ساجان سنٹر	مکمل	لائٹ ہاؤس	مکمل
ریڈ پاور	مکمل	سیکرٹ سروس مشن	مکمل
لیڈی کلرز	مکمل	فور کارنرز	اول
پاور ہینڈ کی تباہی	مکمل	فور کارنرز	دوم
پریشر ٹاک	مکمل	فور ہینڈز	مکمل
ون مین شو	مکمل	ایڈونچر مشن	مکمل
لیڈیز مشن	اول	گولڈن سینڈ	اول
لیڈیز مشن	دوم	گولڈن سینڈ	دوم
فاؤل پلے	اول	ری بائٹ	اول
فاؤل پلے	دوم	ری بائٹ	دوم
زیرو اوور زیرو	اول	جاسوس اعظم	مکمل
زیرو اوور زیرو	دوم	ریڈ پوائنٹ	مکمل
سپر ایجنٹ صفدر	اول	الرٹ کیمپ	اول
سپر ایجنٹ صفدر	دوم	الرٹ کیمپ	دوم
بلڈ ہاؤنڈز	مکمل	نائٹ پلان	اول
لیڈی مشن	مکمل	نائٹ پلان	دوم

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان



عمران سیریز
پاور لینڈ
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین! سلام مسنون۔

"پاور لینڈ" کا دوسرا حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے پاور لینڈ ایک ایسی مملکت ہے جسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے کہ جسے تخلیق کرنے والوں کا دعویٰ ہے۔ پوری دنیا کے لوگ مل کر بھی کوشش کریں تو پاور لینڈ کو تباہ کرنا تو ایک طرف۔۔ اس کی طرف ٹیڑھی نظروں سے دیکھنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتے۔ ان کے دعویٰ کے مطابق پاور لینڈ ایک ایسی مملکت ہے جس کی تباہی کا خواب تو دیکھا جا سکتا ہے لیکن عملی طور پر ایسا ہونا ناممکن ہے۔

پاور لینڈ کے خالق جدید ترین دور کے مجرم ہیں۔ ایسے مجرم جن کے پاس بے پناہ ذہانت بھی ہے اور لامحدود وسائل بھی۔ جرائم کی دنیا میں تو دنیا سے سینکڑوں سال آگے ہیں لیکن ہر فرعونے را موسیٰ کے مصداق ان کے مقابل ایک شخص آجاتا ہے جس کی ریڈی میڈ کھوپڑی کو خدا نے فرصت کے وقت تخلیق کیا ہے اور اس میں ایسی صلاحیتیں بدرجہ اتم بھر دی ہیں کہ ناممکن کو ممکن بنانا اور ناقابل تسخیر کو مسخر کرنا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

جی ہاں! علی عمران واقعی ایسی ہی خداداد صلاحیتوں کا مالک ہے اور پھر جب خداداد صلاحیتوں کا مالک علی عمران اور بے پناہ ذہانت اور لامحدود وسائل کے حامل پاور لینڈ کے تخلیق کاروں کے درمیان ٹکراؤ شروع ہو جاتا ہے



نتیجہ ٹکراؤ ایسی صورت اختیار کر جاتا ہے جس کی ہولناکی اور بے پناہ شدت کو الفاظ کی گرفت میں نہیں لایا جاسکتا۔ نہ ہی پاور لینڈ آسانی سے تباہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی علی عمران پیچھے ہٹ سکتا ہے ـــــ تو پھر اس کا نتیجہ کیا ہو سکتا ہے۔ اس کی تفصیلات تو آپ کہانی میں ہی پڑھیں گے البتہ اتنا ضرور عرض کروں گا کہ پاور لینڈ جیسے ارادے اتنی جلد ختم نہیں ہو سکتے۔ اس کے لئے نجانے ابھی عمران کو مزید کس قدر جان گسل مراحل سے گذرنا ہو گا۔ خون اور آگ کے نجانے کتنے دریا عبور کرنے ہوں گے۔

بہرحال خوفناک اور ہولناک جیسے لفظوں کی صحیح تفسیر آپ کو اس کہانی میں ہی پڑھنے کو ملے گی۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

مارٹن نے کار ہوٹل برگنزا کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ جیسے ہی ہوٹل کی بیرونی راہداری میں پہنچا، اچانک ستون کی آڑ سے ایک لمبا تڑنگا نوجوان باہر آگیا۔

"کیا رپورٹ ہے شار" ـــــ مارٹن نے دبے لہجے میں پوچھا۔

"باس! ـــ وہ دونوں حبشی پہلے تہہ خانے میں لے جائے گئے ـــ کنگ ڈاگ بھی وہاں گیا تھا۔ اس کے بعد ابھی ابھی کنگ ڈاگ انہیں اپنے ہمراہ دوستانہ انداز میں لے کر اوپر اپنے دفتر میں گیا ہے" ـــــ نوجوان نے سرگوشیانہ انداز میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"مون اور اسکائی کہاں ہیں" ـــــ مارٹن نے پوچھا۔

"وہ اندر ہال میں ہیں ـــ وہ اطالوی کی نگرانی کر رہے ہیں جس کے ساتھ شارلی ہے" ـــــ شار نے جواب دیا۔ اور مارٹن سر ہلاتا ہوا مین گیٹ کی طرف مڑ گیا۔ ہال میں داخل ہوتے ہی وہ چونک پڑا کیونکہ اس نے مون اور

اسکائی دونوں کو تیزی سے ایک لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ لفٹ کو شاید دیر تھی اس لئے وہ دونوں اس کے انتظار میں رک گئے۔ مارٹن تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے قریب پہنچ گیا۔

"کیا بات ہے ـــــ؟" مارٹن نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ ان کی چونکہ ہال کی طرف پشت تھی اس لئے وہ دونوں مارٹن کی آواز سنتے ہی چونک پڑے

"باس! ـــ وہ دونوں لفٹ کے ذریعے اوپر کنگ ڈاگ کے آفس میں گئے ہیں ـــ انہیں ایک ہیرے کے لئے کوئی اطلاع دی ہے" ـــ اسکائی نے جواب دیا۔

"اوکے! ـــ تم ان کے پیچھے جاؤ ـــ لیکن صرف نگرانی کرنی ہے۔ میں عقبی سمت میں جا رہا ہوں" ـــ مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر واپس مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مین گیٹ سے باہر اسٹار موجود تھا۔ مارٹن نے اسے اپنے ہمراہ آنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے پارکنگ میں آئے۔ دوسرے لمحے مارٹن نے اپنی کار کا سٹیئرنگ سنبھالا۔ اسٹار ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور مارٹن کار کو پارکنگ گیٹ سے نکال کر ہوٹل کی عقبی سمت میں لے آیا۔ اور پھر اس نے عقبی گلی کے سامنے ایک گلی میں اپنی کار موڑ کر اس کا رخ دوبارہ سڑک پر کر دیا۔ گلی کی نکڑ پر ایک بڑی سی گاڑی پہلے سے موجود تھی۔

"آپ ادھر کیوں آگئے باس! ـــ کہیں وہ مین گیٹ سے نہ نکل جائیں" اسٹار نے پوچھا۔

"تم نہیں جانتے ان لوگوں کی نفسیات ـــ ان کے اوپر جانے کا مقصد میں سمجھ گیا ہوں ـــ یہ اب رچرڈ کو اغوا کر کے لے جائیں گے ـــ رچرڈ نے ان

دونوں حبشیوں سے دوستی لگا کر حماقت کی ہے" ـــ مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اسٹار نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیسے باس کی بات کا مقصد سمجھ گیا ہو۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ دونوں چونک پڑے۔ انہوں نے عقبی دروازے سے چار افراد کو باہر نکلتے دیکھا۔ ان میں ایک وہ اطالوی تھا۔ دوسرا اسٹارنی اور ان کے پیچھے دو حبشی تھے جن میں سے ایک بڑا تھا۔ اس نے جوانا کو دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔ جوانا کے کاندھے پر رچرڈ لدا ہوا تھا۔

"یہ واقعی عمران ہے ـــ میں اس کی چال پہچانتا ہوں" ـــ مارٹن نے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے آگے کی طرف جھک کر ڈیش بورڈ کا خانہ کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا کیپسول نکال کر ڈیش بورڈ کے نیچے نصب ایک چھوٹی سی مشین کے خانے میں ڈال کر اس کا بٹن دبا دیا۔ کیپسول خانے کے اندر چلا گیا۔ اور اس مشین پر ایک بلب سا جل اٹھا۔

اسی لمحے عمران اور اس کے ساتھی کار میں سوار ہو کر آگے بڑھ چکے تھے۔ مارٹن نے کار گلی سے نکالی اور عمران کی کار کے پیچھے لگا دی۔ اب دونوں کاریں ایک دوسرے کے بالکل پیچھے چل رہی تھیں۔ سڑک پر خاصا ٹریفک تھا۔ مارٹن کے دانت بھینچے ہوئے تھے۔ اور اس کی نظریں عمران کی کار پر جمی ہوئی تھیں۔

ابھی دونوں کاروں نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ مارٹن نے ایکسیلیٹر پر زور سے دباؤ ڈالا اور اس کی کار عمران کی کار کے بالکل عقب میں پہنچ گئی۔ مارٹن کی کار کا بمپر عمران کی کار کے عقبی بمپر سے تقریباً جڑ سا گیا۔ اور اسی لمحے مارٹن نے تیزی سے مشین کی سائیڈ میں لگا ہوا بٹن انگوٹھے سے پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے مشین پر جلتا ہوا بلب بجھ گیا۔ اور مارٹن نے ایکسیلیٹر پر دباؤ ہلکا کر دیا۔ دونوں کاروں کے درمیان فاصلہ بڑھنے لگا۔ جب ان دونوں کے

درمیان فاصلہ تقریباً دس گز کا ہو گیا تو مارٹن نے ہاتھ بڑھایا اور ایک بار پھر مشین کے اس بٹن کو پریس کر دیا جسے اس نے پہلے پریس کیا تھا۔

بٹن کے پریس ہوتے ہی عمران کی کار کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ کار کے گرد دھوئیں اور گرد و غبار کا بادل چھا گیا۔

مارٹن نے بڑی پھرتی سے سٹیرنگ کاٹا اور سائیڈ میں اپنی گاڑی دوڑاتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کی لہریں سی دوڑ رہی تھیں۔ آنکھوں میں کامیابی کی چمک ابھر آئی تھی۔

مارٹن کار دوڑاتا ہوا ایک بار پھر بڑی سڑک پر آیا اور پھر اس نے کار کو بائیں طرف ٹرن کر کے اس کی رفتار اور زیادہ بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک چکر کاٹ کر دوبارہ اس طرف آ گیا جہاں عمران کی کار کو اس نے اڑایا تھا۔ اس طرف ٹریفک بند تھی۔ ٹریفک سارجنٹ نے سڑک بلاک کی ہوئی تھی۔

"متبادل راستے سے جائیں ـــــ یہاں ایک حادثہ ہو گیا ہے اور پولیس تفتیش کر رہی ہے" ـــــ مارٹن کی کار آہستہ ہوتے ہی ایک سارجنٹ نے آگے بڑھ کر مارٹن سے کہا۔

"کیا ہوا ـــ کیا کوئی ایکسیڈنٹ ہوا ہے" ـــــ مارٹن نے سرسری سے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں جناب! ـــ ایک کار کو بم سے اڑا دیا گیا ہے" ـــــ سارجنٹ نے جواب دیا۔

"کار میں سوار لوگ تو بچ گئے ہیں نا" ـــــ مارٹن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اُسے کار میں سوار افراد سے دلی ہمدردی ہو۔

"مجھے معلوم نہیں جناب! ـــ ویسے ایسی صورت میں کسی کے بچنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" ـــــ سارجنٹ نے جواب دیا اور مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے کار متبادل روڈ کی طرف بڑھا دی۔

کافی آگے جا کر مارٹن نے ایک سائیڈ میں کار روکی اور پھر اسٹار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اسٹار! ـــ تم پیدل اتر کر جاؤ اور مشن کی مکمل رپورٹ حاصل کرو ـــ خاص طور پر عمران کی لاش کا پتہ کرنا ہے ـــ پھر مجھے کیفے شالی لاک میں رپورٹ دو ـــ ہو سکے تو عمران کی لاش اور حادثے کے فوٹو بھی حاصل کر لو۔ پولیس ڈیپارٹمنٹ سے آسانی سے مل جائیں گے" ـــــ مارٹن نے اسٹار کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس! ـــ میں حاصل کر لوں گا" ـــــ اسٹار نے دروازہ کھول کر کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ اب وہ بڑے اطمینان سے کار چلاتے ہوئے کیفے کی طرف جا رہا تھا۔ اُسے مکمل یقین تھا کہ عمران کے بچنے کا ایک فیصد چانس بھی نہیں ہے۔ اس کا مشن مکمل ہو چکا تھا۔ انتہائی آسان ترین مشن۔

"تم سب ہوٹل کے باہر جا کر نگرانی کرو ——— میں یہاں رہوں گا" ——— واکر نے راہداری میں موجود پانچ افراد سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سب تیزی سے راہداری سے ہو کر ہوٹل کے ہال والے سرے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ چند لمحوں بعد راہداری خالی ہو گئی۔

یہ سب رچرڈ کے ساتھی تھے جو جوانا اور رچرڈ کے ساتھ تہہ خانے سے باہر آئے تھے۔ رچرڈ نے جوزف اور جوانا کو اپنے دفتر میں لے جاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کر دیا تھا۔ اور واکر جو رچرڈ کا نمبر ٹو تھا۔ اس نے اس مخصوص اشارے سے اپنے ساتھیوں کو آگاہ کر دیا۔ شاید رچرڈ نے یہ اشارہ اس لئے کیا تھا تاکہ جوانا اور جوزف ساتھیوں کی موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے کھل کر بات نہ کریں۔

واکر خود ایک چوڑے سے ستون کی آڑ میں رک گیا۔ اس کی نظریں راہداری کے دونوں سروں کا جائزہ لے سکتی تھیں۔ اس لئے اس نے یہ اسپاٹ منتخب

کیا تھا۔

ابھی اسے وہاں کھڑے ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ راہداری کے اس سرے پر جس کا تعلق ہوٹل کے ہال سے تھا دو آدمی نظر آئے۔ ان میں سے ایک کو دیکھ کر واکر چونک پڑا۔ یہ شارنی تھا۔ کیسینو ڈی سکس کا مالک۔ اور مقامی طور پر خاصا با اثر آدمی۔ اس کے ساتھ ایک نوجوان اطالوی تھا۔ وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے آئے۔ اور پھر رچرڈ کے دفتر کے دروازے پر پہنچ کر رک گئے۔ سپرنگوں والا دروازہ پوری طرح سے بند نہ تھا۔ اس لئے اندر کی آوازیں آسانی سے سنائی دے رہی تھیں وہ دونوں چند لمحے تک دروازے کی سائیڈ میں کھڑے رہے۔ ایک بار تو واکر کے دل میں آیا کہ وہ آگے بڑھ کر انہیں روک لے۔ لیکن پھر اس نے اپنا فیصلہ بدل دیا کیونکہ وہ باس رچرڈ کی عادت سے اچھی طرح واقف تھا۔ جب اس نے صرف نگرانی کا اشارہ دیا تھا تو صرف نگرانی ہی ہونی چاہیے۔ وہ اپنے حکم میں معمولی سی رد و بدل کی رعایت دینے کا عادی نہ تھا۔ اس لئے واکر خاموش کھڑا رہا۔ اور اسی لمحے اطالوی اور شارنی دونوں دروازے کو دھکیلتے ہوئے اندر چلے گئے۔ سپرنگوں والا دروازہ ان دونوں کے اندر جاتے ہی خود بخود بند ہو گیا واکر بدستور اپنی جگہ پہ کھڑا رہا۔ البتہ اس کے ذہن میں بے چینی کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ وہ شارنی سے اچھی طرح واقف تھا کہ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے لیکن چونکہ شارنی اور رچرڈ کے درمیان کبھی براہ راست تصادم نہ ہوا تھا اس لئے بظاہر کوئی ایسا خطرہ نہ تھا۔ اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے شارنی کسی کام کے لئے اس اطالوی کو لے کر باس کے پاس آیا ہو۔ لیکن چند منٹ بعد ہی اس کی بے چینی خاصی بڑھ گئی۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ اندر کوئی گڑبڑ ہو رہی ہے

ں نے آگے بڑھ کر خود اندرونی حالات کو چیک کرنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن ابھی وہ فیصلے پر عمل کرتے ہوئے قدم اٹھانے ہی والا تھا کہ دروازہ ایک بار پھر کھلا اور اطالوی اور شارلٹ باہر آ گئے۔ ان دونوں کے پیچھے وہ دونوں حبشی تھے اور ان حبشیوں کو دیکھتے ہی وہ بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ جوانا کے کندھے پر رچرڈ یوں لدا ہوا تھا جیسے وہ بیہوش ہو۔ ان سب کا رُخ عقبی سمت تھا۔ واکر اپنی گن تیزی سے سیدھی کرتے ہوئے ستون کی آڑ سے باہر نکل آیا۔ جانے والوں کی اس کی طرف پشت تھی اس لئے ان میں سے کوئی بھی اُسے چیک نہ کر سکا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ان پر فائر کھولتا اس نے رچرڈ کی آنکھیں کھلتی ہوئی دیکھیں۔ رچرڈ کا منہ چونکہ اس کی طرف تھا اس لئے وہ اُسے دیکھ رہا تھا۔ رچرڈ نے ایک آنکھ بند کر کے اُسے اشارہ کیا اور ایک بار پھر دونوں آنکھیں بند کر لیں۔ واکر اشارہ سمجھتے ہی تیزی سے مڑا اور پھر پنجوں کے بل دوڑتا ہوا ہال کی طرف بڑھ گیا۔

رچرڈ کو لے جانے والے اب راہداری کا موڑ مڑ چکے تھے۔ واکر سمجھ گیا کہ رچرڈ جان بوجھ کر بیہوش بنا ہے اور اس نے اشارہ بھی اُسے اپنے پیچھے آنے اور نگرانی کرنے کا کیا تھا۔

ہال میں پہنچتے ہی واکر تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھا اور پھر چند لمحوں بعد پارکنگ میں کھڑی ہوئی اس کی کار حرکت میں آ گئی۔ وہ سپورٹس کار تھی۔ کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر وہ کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر سائیڈ روڈ سے مڑ کر اس طرف آ گیا جدھر عقبی سمت کا دروازہ تھا اور گلی سڑک پر آ کر نکلتی تھی۔

پھر واکر نے دور سے شارلٹ اور اس کے ساتھیوں کو ایک بڑی سی کار

میں بیٹھتے ہوئے دیکھا۔ دونوں حبشی پچھلی نشست پر بیٹھ رہے تھے اور رچرڈ کو بھی انہوں نے پچھلی نشست پر ہی رکھا تھا۔ واکر نے کار کی رفتار آہستہ کر لی۔ تاکہ آسانی سے نگرانی کر سکے۔

جیسے ہی شارلٹ کی کار آگے بڑھی واکر نے ایک اور کار کو سامنے والی گلی سے نکل کر شارلٹ کی کار کے پیچھے چلتے ہوئے دیکھا۔ واکر کی کار ان سے چند کاریں پیچھے تھی۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور آگے گئے ہوں گے کہ اچانک پچھلی کار تیزی سے سائیڈ لین کی طرف بڑھی اور اسی لمحے ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ شارلٹ کی کار کے گرد دھوئیں اور گرد کا بادل سا اٹھا اور ساتھ ہی کاروں کے بریکوں کی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔ واکر کے جسم کو جھٹکا سا لگا۔ اس نے کار تیزی سے ایک طرف روکی اور پھر وہ دروازہ کھول کر نیچے اترا اور بے تحاشا بھاگتا ہوا شارلٹ کی کار کی طرف بڑھا۔ دھماکے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ کار کو بم سے اڑایا گیا ہے۔ شارلٹ کے پیچھے چلنے اور عین دھماکے کے وقت سائیڈ لین کی طرف مڑنے والی کار کے نمبر ذہن میں رکھ لئے تھے۔ پولیس کی سیٹیوں اور لوگوں کے شور سے کان پڑی آواز نہ سنائی دے رہی تھی۔

جب واکر دھماکے والی جگہ پر پہنچا تو اس نے کار کے پرزے سڑک پر بکھرے ہوئے دیکھے۔ البتہ کار کی نشستوں والا حصہ پچک سا گیا تھا۔ اس کے چاروں دروازے اڑ کر کہیں دور جا گرے تھے۔ اسی لمحے لوگوں نے اندر موجود افراد کو باہر کھینچنا شروع کر دیا۔ واکر جب پہنچا تو اس وقت تک کار میں سوار افراد کو باہر کھینچ لیا گیا تھا۔ ان سب کے جسم مڑے تڑے ہوئے تھے اور یوں لگتا تھا جیسے ان کے جسموں کی ہر ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔

"یہ زندہ ہیں ـــــ انہیں ہسپتال پہنچاؤ" ـــــ ایک آدمی نے چیخ کر کہا اور ڈاکٹر دیوانہ وار آگے بڑھا اور سڑک پر پڑے ہوئے رچرڈ پر جھپٹا۔ رچرڈ کے سر اور جسم کے مختلف حصوں سے خون بہہ رہا تھا۔ لوگ ان حبشیوں، اطالوی نوجوان اور شارلٹ کو اٹھا اٹھا کر مختلف کاروں میں ڈال رہے تھے۔ ڈاکٹر نے جھپٹ کر رچرڈ کو اٹھایا اور پھر اپنی کار کی طرف دوڑ لگا دی۔

رچرڈ کے سینے میں ہلکی سی لرزش موجود تھی۔ ڈاکٹر نے اسے کار میں ڈالا اور پھر وہ بے تحاشا کار بھگاتا ہوا جنرل ہسپتال کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ اس کے اردگرد اور کاریں بھی دوڑ رہی تھیں لیکن ڈاکٹر کو اس وقت سولئے اپنے باس کے اور کسی کا خیال نہ تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں پہنچ گیا۔ اور پھر وہاں پہنچتے ہی رچرڈ کو فوری طور پر آپریشن تھیٹر میں پہنچا دیا گیا۔ اطالوی نوجوان شارلٹ اور دونوں حبشی بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔ اور اس وقت وہ سب بھی آپریشن تھیٹر میں لے جائے جا رہے تھے۔ ان کو لے آنے والے تو ہسپتال کے رجسٹر میں اپنا نام و پتہ لکھوا کر واپس جا چکے تھے۔ جب کہ ڈاکٹر وہیں رکا رہا۔ وہ بے چینی سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد پولیس کی جیپ وہاں پہنچ گئی۔ اور پھر آپریشن تھیٹر کے باہر پولیس کے دو سارجنٹوں نے ڈیرہ جما لیا۔ وہ آنے والوں کے متعلق پوچھ رہے تھے۔

"ان کے آپریشن ہو رہے ہیں ـــــ تمام کی حالت انتہائی خطرناک ہے۔" تھیٹر سے نکلنے والے ایک اسسٹنٹ ڈاکٹر نے سارجنٹ کو جواب دیتے ہوئے کہا اور سارجنٹ نے سر ہلا دیا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد اسٹریچر میں آپریشن تھیٹر سے باری باری سب کو باہر لایا گیا۔ ایک اسٹریچر سفید کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا اور ڈاکٹر نے چونک کر دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے اطمینان کا سانس نکل گیا۔ کیونکہ اسے دوسرے سٹریچر پر رچرڈ نظر آ گیا۔ جب کہ دونوں حبشی اور اطالوی نوجوان بھی زندہ تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ شارلٹ ہلاک ہو چکا ہے۔ شارلٹ کا سٹریچر سردخانے کی طرف موڑ دیا گیا۔ جب کہ باقی سٹریچر وارڈ کی طرف لے جائے جانے لگے۔

پولیس والے وہیں رکے رہے۔ پھر ایم ایس سے انہوں نے پوچھ گچھ شروع کر دی۔

"ایک آدمی ہلاک ہو گیا ہے ـــــ ہم نے اسے بچانے کی بے حد کوششیں کی ہیں۔ لیکن ہماری کوششیں ناکام رہی ہیں" ـــــ ایم ایس نے متاسف لہجے میں کہا اور پھر پولیس سارجنٹوں نے تیزی سے اپنی نوٹ بکوں پر بیان لکھنا شروع کر دیا۔

"باقی زخمیوں کی حالت کیسی ہے ـــــ ؟ کیا وہ بیان دینے کے قابل ہیں" ـــــ ؟ ایک سارجنٹ نے پوچھا۔

"ہم نے ان کے آپریشن کر دیئے ہیں ـــــ لیکن ابھی ان کی حالت خطرے سے باہر نہیں ہے۔ ـــــ بہرحال ہم کوشش کریں گے کہ وہ زندہ بچ جائیں۔ لیکن جہاں تک بیان کا تعلق ہے کم از کم دو روز تک ایسا نہیں ہو سکتا" ـــــ ایم ایس نے کہا اور پھر وہ پولیس سارجنٹس سے اجازت لے کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے دفتر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پولیس سارجنٹس ب وارڈ کی طرف چل پڑے۔ وہ شائد خود اپنی آنکھوں سے حادثے کے

شکار افراد کی حالت دیکھنا چاہتے تھے۔

واکر بھی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا وارڈ کی طرف چل پڑا۔ اُسے ایم ایس کے اس ریمارک سے شدید تکلیف پہنچی تھی کہ رچرڈ ابھی تک خطرے کی حالت میں ہے۔ اس کے ذہن میں اس کار کے نمبر گھوم رہے تھے جو دھماکے کے وقت شارٹی کی کار پر چڑھ دوڑی تھی۔ اور پھر سائڈ لین کی طرف مڑ گئی تھی۔

وارڈ تک پہنچنے سے پہلے ہی واکر نے اپنا فیصلہ بدل دیا۔ یہاں بیٹھ کر رچرڈ کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے کی بجائے اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ پہلے اس کار کا پتہ چلائے اور پھر پاور لینڈ کے ہیڈ کوارٹر کو رچرڈ کے اس طرح زخمی ہونے کی اطلاع دیدے۔

صبح چیار منگ ہوٹل کے خوبصورت ہال میں صفدر اور کیپٹن شکیل ایک میز پر بیٹھے اورنج جوس کی چسکیاں لے رہے تھے۔ جولیا اپنے کمرے میں تھی جبکہ باقی ساتھی شہر کی سیر کے لئے نکل گئے تھے۔ انہیں یہ ہدایت بھی عمران نے ہی دی تھی کہ وہ جنیری پہنچتے ہی گھوم پھر کر شہر کی سڑکوں اور مشہور علاقوں سے واقفیت حاصل کر لیں تاکہ جب مشن کا آغاز ہو تو پھر انہیں کوئی دشواری نہ ہو۔

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ آخر یہاں ہمارا مشن کیا ہے" ـــــ صفدر نے چسکی لیتے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ باہر نکلنے سے پہلے کچھ دیر کے لیے ہال میں بیٹھ گئے تھے۔

"عمران نے تفصیل سے تو سب کچھ بتا دیا ہے کہ پاور لینڈ کے سلسلے میں ہم لوگ یہاں آئے ہیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"وہ تفصیل تو میں نے بھی سنی ہے ـــــ لیکن جنیری میں پاور لینڈ کا ہیڈ کوارٹر نہیں ہے ـــــ وہ تو یہاں سے دور کسی نامعلوم مقام پر ہے پھر

یہاں ہم کیا کرنے آئے ہیں" ۔ صفدر نے الجھن آمیز لہجے میں کہا۔

"یہ بات عمران کو معلوم ہو گی ـــــ جب وقت آئے گا تو وہ خود ہی بتا دے گا" ـــــ کیپٹن شکیل نے بات ختم کرتے ہوئے کہا۔

"بڑا خوفناک حادثہ ہوا ہے ہوٹل برگنزا کے عقب میں ۔ کسی نے کار کو عین شاہراہ پر بم مار کر اڑا دیا ہے" ـــــ اچانک قریبی میز سے ایک آواز صفدر کے کانوں میں پڑی اور صفدر چونک پڑا۔

"اس میں موجود افراد تو بچ گئے ہیں نا" ـــــ دوسری آواز سنائی دی، اور صفدر نے دیکھا کہ وہاں دو افراد موجود تھے۔ جو شراب کے جام درمیان میں رکھے بیٹھے ہوئے تھا۔

"کیا بات ہے ـــــ تم کیوں چونکے ہو" ـــــ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا اور صفدر نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کے لئے کہا۔

"معلوم نہیں ـــــ ویسے ان کی حالت بچنے والی تو نہیں تھی۔ البتہ وہ ہسپتال پہنچنے تک تو زندہ تھے۔ میں جس کو اٹھا کر اپنی کار پر ہسپتال چھوڑ آیا ہوں۔ وہ تو شدید زخمی تھا ـــــ کوئی اطالوی تھا۔ خاصا خوبصورت آدمی تھا۔ لیکن حادثے نے اس کی شکل بگاڑ دی تھی" ـــــ پہلے نے جواب دیا۔

"صرف ایک ہی آدمی تھا کار میں" ـــــ دوسرے نے پوچھا۔

"ارے نہیں ـــــ کار میں پانچ افراد تھے۔ دو گرانڈیل حبشی تھے۔ جو پچھلی سیٹوں سے نکلے تھے۔ ایک اطالوی اور دو مقامی آدمی تھے ـــــ وہ تو کار ہی بم پروف تھی جس کی وجہ سے اس کی باڈی فضا میں بکھرنے سے بچ گئی اور وہ زندہ ہسپتال تک پہنچ گئے ۔ اگر کوئی عام کار ہوتی تو ان کے جسموں

کے پرزے بھی کار کے ساتھ ہی سڑک پر بکھر جاتے" ـــــ پہلے نے جواب دیا۔

اطالوی اور حبشیوں کا سن کر صفدر کی چھٹی حس جاگ اٹھی۔ کیپٹن شکیل بھی چونکا تھا۔ لیکن وہ خاموش بیٹھے ان کی باتیں سنتے رہے۔ لیکن جب انہوں نے کوئی اور موضوع چھیڑا تو صفدر سے نہ رہا گیا۔ وہ اپنی کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھا۔

"مداخلت کی معافی چاہتا ہوں ـــــ کیا آپ اس اطالوی اور حبشیوں کا حلیہ بتا سکتے ہیں" ۔ صفدر نے ان کے قریب پہنچ کر بڑے خلیق لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں" ۔ حادثے کی تفصیل بتانے والے نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ایک اطالوی میرا ساتھی بھی ہے ـــــ وہ آج ہی یہاں پہنچا تھا۔ میں اس کے انتظار میں ہی یہاں بیٹھا ہوں" ۔ صفدر نے کہا۔

"اوہ اچھا" ـــــ اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تفصیل سے اطالوی کا حلیہ بتا دیا۔

جیسے جیسے وہ حلیہ بتاتا گیا۔ صفدر کا دل بیٹھتا چلا گیا۔ کیونکہ حلیہ ہو بہو وہی تھا جو میک اپ عمران نے کر رکھا تھا۔ پھر جب اس نے حبشیوں کا سرسری سا حلیہ بتایا تو صفدر کو یقین ہو گیا کہ وہ جوزف اور جوانا ہی ہوں گے۔

"یہ زخمی اب کہاں ہیں" ـــــ صفدر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"جنرل ہسپتال میں ہیں ـــــ ویسے ان کے زندہ بچ جانے کی امید کم ہے" ۔ پہلے نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ مجھے وہاں جا کر معلوم کرنا پڑے گا ـــــ جو حلیہ آپ نے بتایا ہے وہ کچھ کچھ میرے ساتھی سے ملتا جلتا ہے" ـــــ صفدر نے کہا اور پھر وہ

ان کا شکریہ ادا کر کے واپس اپنی میز پر آیا جہاں کیپٹن شکیل بڑی بے چینی کے عالم میں بیٹھا اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیا پتہ چلا" ___ کیپٹن شکیل نے بے چینی سے پوچھا۔

"آؤ ___ عمران، جوزف اور جوانا شدید زخمی ہیں" ___ صفدر نے دبے لہجے میں کہا اور پھر صفدر نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ایش ٹرے کے نیچے دبایا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔

"میرا خیال ہے کہ مس جولیا کو اطلاع کر دیں" ___ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ابھی تصدیق کر لیں پھر" ___ صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مین گیٹ سے باہر نکلتے ہی انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔ صفدر نے اسے جنرل ہسپتال چلنے کے لئے کہا اور ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھنے لگی اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں جنرل ہسپتال کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئے۔

یہ بہت وسیع و عریض ہسپتال تھا۔ اس کی عمارت دس منزلہ تھی۔ ٹیکسی ڈرائیور نے انہیں انکوائری گیٹ کے سامنے جا کر اتار دیا اور صفدر اسے کرایہ دے کر انکوائری روم میں داخل ہو گیا۔ کیپٹن شکیل بھی اس کے ہمراہ تھا۔ انکوائری روم بھی خاصا بڑا تھا اور اس میں بیس کے قریب کاؤنٹر تھے جن میں سے چھ کاؤنٹر صرف ٹیلیفون پر معلومات دینے کے لئے ریزرو تھے۔ باقی چودہ کاؤنٹر براہ راست معلومات مہیا کرتے تھے۔

صفدر نزدیکی کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ کاؤنٹر کے پیچھے ایک خوبصورت سی لڑکی موجود تھی۔

"فرمایئے" ___ لڑکی نے صفدر کے قریب آتے ہی نرم لہجے میں پوچھا۔

"برگنزا ہوٹل کے عقب میں ایک کار کو بم سے اڑا دیا گیا ہے۔ اس میں سوار افراد کو یہاں ہسپتال میں لایا گیا ہے۔ ان کے بارے میں تازہ ترین معلومات چاہئیں" ___ صفدر نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

"آپ کس حیثیت سے پوچھ رہے ہیں" ___ ؟ لڑکی نے پوچھا۔

"ہم شام کے اخبار کے رپورٹر ہیں محترمہ ___ اور ہم نے تازہ ترین خبر دینی ہے" ___ صفدر نے جواب دیا۔ فوری طور پر اسے یہی بہانہ سوجھا تھا۔

"کارڈ دکھایئے" ___ لڑکی نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کارڈ ___ اوہ کارڈ تو وہیں دفتر میں رہ گیا ___ کیا کارڈ ضروری ہے؟" صفدر نے بے اختیار جیبیں ٹٹولتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ___ قانوناً ضروری ہے" ___ لڑکی نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ویری سوری ___ اچھا ہمارے قارئین کی قسمت ___ وہ ایک نئی خبر سے محروم رہ جائیں گے" ___ صفدر نے مایوسانہ لہجے میں کہا اور واپس مڑنے لگا۔

"ٹھہریئے ___ میں آپ کو بتا دیتی ہوں ___ آپ کی غلطی کی سزا آپ کے اخبار کے قارئین تو نہ بھگتیں" ___ لڑکی نے کہا اور صفدر تیزی سے واپس مڑا۔

لڑکی نے اپنے سامنے کھلے ہوئے ایک موٹے سے رجسٹر کی ورق گردانی شروع کر دی اور پھر اس نے قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر پریس کیا۔

"انکوائری کاؤنٹر نمبر تھرٹین ___ حادثہ نمبر ایک سو بارہ کے زخمیوں کے بارے

"ہمیں تازہ ترین معلومات چاہئیں" ـــــ لڑکی نے پوچھا اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے دل ابھی اچھل کر حلق سے باہر آجائیں گے
لڑکی کچھ دیر تک دوسری طرف سے آنے والا جواب سنتی رہی اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"دو افراد ہلاک ہو گئے ہیں ـــ باقی کی حالت خطرے سے باہر ہے" لڑکی نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"کون کون ہلاک ہوا ہے ـــ ذرا تفصیل سے بتائیے" ـــ صفدر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"دیکھئے! ـــ اس کار میں پانچ افراد سوار تھے ـــ ایک اطالوی۔ دو حبشی اور دو مقامی باشندے تھے ـــ ایک مقامی جس کے متعلق پتہ چلا کہ وہ ٹیکسوڈی بس کا مالک اور مشہور غنڈہ شارلی تھا۔ وہ آپریشن کے دوران ہی ہلاک ہو گیا ـــ اور اب سے تھوڑی دیر پہلے دوسرا مقامی بھی ختم ہو گیا ہے۔ اس کا نام رچرڈ ہے۔ وہ ہوٹل برگنزا کا معروف غنڈہ بتایا جاتا ہے البتہ دونوں حبشیوں اور اطالوی کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ انہیں پہچانا نہیں جا سکتا ـــ البتہ ان کے پاسپورٹوں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ آج ہی کہیں باہر سے یہاں پہنچے تھے۔ ان میں سے اطالوی کا نام ڈاکٹر مارک اور حبشیوں کے نام جوانا اور جوزف ہیں ـــ حبشی جوزف کے سر پر شدید چوٹ آئی ہے وہ بدستور بے ہوش ہے۔ جوانا کی پسلیاں ٹوٹی ہیں۔ وہ اب ہوش میں آگیا ہے ـــ اطالوی کے جسم پر خاصی ضربات آئی ہیں لیکن کوئی فریکچر نہیں ہوا۔ وہ بھی اب ہوش میں ہے ـــ پولیس ان کے بیان لینے کے لئے آنے والی ہے" ـــ لڑکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تھینک یو ـــ یہ تو اچھا ہے۔ اس طرح پولیس سے حادثے کے بارے میں بھی تفصیلات معلوم ہو جائیں گی ـــ آپ نے ایک مہربانی تو کی ہے کیا آپ دوسری مہربانی کر سکتی ہیں کہ ہمیں وارڈ میں داخلے کا کارڈ جاری کر دیں تاکہ ہمارا کام آسان ہو سکے" ـــ صفدر نے کہا البتہ اس بار اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ عمران، جوزف اور جوانا کے بچ جانے کی خبر نے اسے جیسے دوبارہ زندہ کر دیا تھا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں جاری کر دیتی ہوں" ـــ لڑکی نے آمادہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دراز کھول کر دو سرخ رنگ کے کارڈ نکالے۔

"نام" ـــ لڑکی نے پین سنبھالتے ہوئے کہا۔

"آرنلڈ جان ڈیلی نیوز سروس" ـــ صفدر نے اپنے نام کے ساتھ ساتھ اخبار کا نام بھی بتا دیا۔ اور لڑکی نے جلدی جلدی کارڈ پُر کر کے دوسرا کارڈ اٹھایا تو کیپٹن شکیل نے اپنا نام "مارٹن بیگ" بتایا اور اخبار کا نام بھی وہی بتایا جو صفدر پہلے بتا چکا تھا۔

لڑکی نے کارڈ پُر کر کے ان پر دستخط کئے اور پھر کارڈ ان دونوں کے حوالے کر دیئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے لڑکی کا شکریہ ادا کیا۔ کارڈ پر وارڈ نمبر تیرہ کا نمبر لکھا ہوا تھا اس لئے وہ سمجھ گئے کہ عمران اور اس کے ساتھی وارڈ نمبر تیرہ میں موجود ہیں۔

انکوائری روم سے نکلنے کے بعد وہ دونوں وارڈ نمبر تیرہ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جدید ترین لفٹ نے انہیں جلد ہی وارڈ نمبر تیرہ میں پہنچا دیا یہ چوتھی منزل پر تھا۔ کارڈز کی وجہ سے انہیں کہیں بھی نہ روکا گیا۔ اور وہ دونوں اطمینان سے وارڈ میں داخل ہو گئے۔ وارڈ میں اس وقت پولیس کے چار سارجنٹس

بھی موجود تھے۔

صفدر اور کیپٹن شکیل سمجھ گئے کہ اسی کمرے میں عمران اور ساتھی موجود ہیں۔ انہوں نے کمرے کے اندر جانے کی کوشش کی لیکن کارڈنز ہونے کے باوجود باہر کھڑے پولیس سارجنٹس نے انہیں سختی سے روک دیا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل ان سے الجھے بغیر سائیڈ وے سے گزرتے ہوئے اس کمرے کے عقبی طرف چوڑے برآمدے میں پہنچ گئے۔ اس طرف بھی کمرے کا دروازہ موجود تھا لیکن وہ بند تھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے اس دروازے سے اندر جھانکنے کی کوشش کی لیکن اندر پڑے ہوئے دبیز پردے کی وجہ سے وہ کچھ نہ دیکھ سکے۔

"میرا خیال ہے کہ ہم یہیں رکیں ۔۔۔ جب پولیس چلی جائے گی تو پھر اندر جا سکیں گے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ ایسا ہی ٹھیک رہے گا" ۔۔۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ٹہلتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ ان کا ارادہ یہی تھا کہ وہ وارڈ کا ایک چکر لگا لیں اس وقت تک پولیس اپنے فرائض سے فارغ ہو جائے گی۔

وہ دونوں برآمدے کے آخری حصے تک پہنچے اور پھر جیسے ہی وہ واپس مڑے انہوں نے برآمدے کے دوسرے آخری حصے سے دو افراد کو اپنی طرف تیز تیز قدم اٹھاتے آتے دیکھا۔ ان دونوں کے چہرے دیکھ کر صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کی چھٹی حس خود بخود خطرے کا الارم بجانے لگی تھی۔ ان کے چہروں سے شہدہ پن اور درشتگی صاف نظر آ رہی تھی۔ ان دونوں کے ہاتھ اوور کوٹوں کی جیبوں میں تھے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل ان کی طرف بڑھتے

گئے۔ آنے والے عمران کے کمرے کے دروازے کے قریب پہنچ کر رک گئے۔ ان کی حرکات میں بے چینی نمایاں تھی وہ خوامخواہ ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ البتہ ان کی چور نظریں صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔

صفدر اور کیپٹن شکیل ان کے قریب آ کر ایک لمحے کے لئے رکے تو وہ چونک پڑے۔ جیسے صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کا وہاں رکنا ان کے لئے خلاف توقع ہو۔ صفدر اور کیپٹن شکیل ان کی حالت دیکھتے ہوئے آگے بڑھے اور ان دونوں کے چہروں پر اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل آگے بڑھتے چلے گئے البتہ وہ پوری طرح چوکنا تھے اور ان دونوں نے آگے بڑھنے کا فیصلہ اس لئے کیا تھا کہ وہ ان کے اصل مقصد سے واقف ہو سکیں۔ سائیڈ وے کے قریب پہنچ کر وہ مڑے اور پھر تیزی سے سائیڈ میں رک گئے۔ صفدر نے ذرا سا سر آگے کر کے ادھر جھانکا تو اس نے ان دونوں کو تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا جو عمران کے کمرے کا عقبی دروازہ تھا۔

صفدر نے تیزی سے کیپٹن شکیل کو اشارہ کیا اور وہ دونوں اچھل کر دوبارہ برآمدے میں آ گئے۔ وہ دونوں افراد دروازے کے قریب جا کر رکے۔ اب ان کے ہاتھوں میں سب مشین گنیں تھیں۔ یہ سب مشین گنیں شاید انہوں نے اوور کوٹ کے اندر چھپا رکھی تھیں۔ پھر ان میں سے ایک نے دروازے میں لگا ہوا بڑا سا شیشہ ایک دھماکے سے توڑ دیا۔ اسی لمحے صفدر نے چیخ کر انہیں رکنے کے لئے کہا۔

صفدر کی چیخ سنتے ہی وہ دونوں جو شاید ٹوٹے ہوئے شیشے کے اندر فائرنگ کرنا چاہتے تھے، ٹھٹھک کر مڑے اور پھر ان میں سے ایک نے صفدر

اور کیپٹن شکیل دونوں پر فائر کھول دیا مگر ان دونوں نے تیزی سے غوطہ لگایا اور اسی لمحے صفدر کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور نے شعلے اگلے اور ان دونوں کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکلتی چلی گئیں۔

فائرنگ کی آوازیں گونجتے ہی ہسپتال میں بھگدڑ سی مچ گئی اور دوسرے لمحے پولیس کی سیٹیاں بج اٹھیں۔

مشین گنیں جیسے ہی ان دونوں کے ہاتھوں سے نکلیں وہ دونوں بیک وقت تقریباً اڑتے ہوئے صفدر اور کیپٹن شکیل پر آ پڑے جو اس وقت تک ان کے قریب پہنچ چکے تھے۔ صفدر نے ایک سے ٹکراتے ہی تیزی سے اپنے جسم کو موڑا اور وہ آدمی جیسے ہوا میں اچھلتا ہوا برآمدے کی عقبی دیوار کے اس حصے سے ٹکرایا جس میں شیشے لگے ہوئے تھے۔ شیشہ ٹوٹنے کی ایک بار پھر آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہ آدمی بھی منظر سے غائب ہو گیا۔ وہ یقیناً چوتھی منزل سے نیچے جا گرا تھا۔ دوسرا آدمی جو کیپٹن شکیل سے ٹکرایا تھا جھٹکا کھا کر پشت کے بل واپس فرش پر گرا اور کیپٹن شکیل نے اچھل کر اس کے سینے پر دونوں لاتیں مارنی چاہیں مگر وہ تیزی سے کروٹ بدل گیا اور کیپٹن شکیل اپنے ہی زور میں چکنے فرش پر پھسلتا چلا گیا۔

اسی لمحے پولیس والے چیختے ہوئے سائیڈ سے برآمدے میں داخل ہوئے۔ ادھر صفدر، کیپٹن شکیل کے گرتے ہی اس آدمی پر جھپٹا مگر وہ آدمی چکنی مچھلی کی طرح تیزی سے سائیڈ میں ہوا اور ساتھ ہی اس کی ٹانگیں گھومتی ہوئی صفدر کی ٹانگوں سے ٹکرائیں اور صفدر بھی منہ کے بل فرش پر گرا۔ اور پھر پولیس سارجنٹوں نے آگے بڑھ کر اس آدمی پر جھپٹنا چاہا مگر وہ تو اس وقت چھلاوا بنا ہوا تھا اس نے تیزی سے جمپ لگایا اور پھر وہ ایک لمحے

کے لئے شیشے والی دیوار کے آدھے حصے پر جو آگے کو بڑھا ہوا تھا نظر آیا اور دوسرے لمحے ٹوٹے ہوئے شیشے کے پار اس نے چھلانگ لگا دی اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں تیزی سے اٹھ کر اس کے پیچھے جھپٹنے ہی لگے تھے کہ وہ دونوں پولیس سارجنٹوں سے ٹکرا گئے۔ اسی لمحے اور پولیس والے بھی وہاں پہنچ گئے اور ساتھ ہی ہسپتال کا دوسرا عملہ بھی آ گیا۔

"ملزم نکل گئے ——— انہیں پکڑو" ——— صفدر نے چیخ کر کہا اور اس کی اس آواز کا اثر یہ ہوا کہ پہلے سے موجود دونوں پولیس افسر باہر کی طرف بھاگے۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل بھی ان کے ساتھ ہی باہر کی طرف گئے۔ وہ جب نیچے اتر کر ہسپتال کی عمارت کی عقبی سمت گئے تو وہاں بہت سے افراد پہلے سے جمع تھے اور ایک شخص کی لاش زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ یہ وہ آدمی تھا جسے صفدر نے گھما کر عقبی دیوار سے مارا تھا اور وہ پہلے نیچے گرا تھا۔ چوتھی منزل سے نیچے گرنے کی وجہ سے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔ جب کہ دوسرا آدمی غائب تھا۔

وہاں پر موجود لوگوں نے پولیس کے پوچھنے پر بتایا کہ دوسرے آدمی نے چوتھی منزل سے تھوڑے فاصلے پر موجود ایک گھنے درخت پر چھلانگ لگائی اور بڑے حیرت انگیز انداز میں وہ چھلانگ لگا کر درخت کی شاخ سے لٹک گیا اور چند لمحے لٹکنے کے بعد اس نے نیچے چھلانگ لگائی۔ وہ پنجوں کے بل زمین پر گرا اور پھر بے تحاشا بھاگتا ہوا سامنے کھڑی کار میں سوار ہو کر نکل گیا۔

پولیس والے تو اپنی کارروائی میں لگ گئے جب کہ صفدر نے اس واقعہ بتانے والے آدمی سے تھوڑی سی پوچھ گچھ کرنے کے بعد اس کار کا ماڈل اور نمبر معلوم کر لیا جس پر دوسرا آدمی فرار ہوا تھا۔ پھر اس نے کیپٹن

شکیل کو وہیں رُکنے کا اشارہ کیا اور خود وہ پولیس کی نظریں بچا کر ایک طرف کھسک گیا۔ حالانکہ پولیس والوں نے ان دونوں کو خاص طور پر وہیں رُکنے کی تاکید کی تھی۔ وہ شاید ان دونوں کا بیان لینا چاہتے تھے یا مزید انکوائری کرنا چاہتے تھے۔

مگر صفدر علیدار جلد حملہ آوروں کے متعلق انکوائری کرنے کے لئے بے چین تھا اس لئے وہ خاموشی سے کھسک گیا۔



واکر کے ذہن میں اس کار کے نمبر اور ماڈل موجود تھے جس سے اس کے اندازے کے مطابق شارق کی کار پر بم مارا گیا تھا۔ اس نے ہسپتال سے نکلتے ہی کار کا رُخ ٹرانسپورٹ رجسٹریشن آفس کی طرف کر دیا۔ اس کا ایک دوست اس دفتر میں اچھے عہدے پر فائز تھا اور اُسے یقین تھا کہ وہ اس کی مدد سے کار کے مالک کا پتہ چلا لے گا۔ چنانچہ وہی ہوا اس کے دوست نے دس منٹ میں اُسے بتا دیا کہ یہ کار مسٹر ولہوزی کی ملکیت ہے جو پام بیچ کے بنگلہ نمبر دس میں رہتے ہیں اور پیشے کے لحاظ سے انجینئر ہیں۔

واکر اپنے دوست کا شکریہ ادا کر کے دفتر سے باہر تو آ گیا لیکن اس کے

ذہن میں اب ایک نئی کھچڑی پک رہی تھی۔ کیونکہ انجینئر کا اس طرح کسی واردات میں ملوث ہونے والی بات اس کے حلق سے نہ اتر رہی تھی۔ اب دو ہی صورتیں تھیں یا تو کار جعلی نام و پتے پر رجسٹرڈ کرائی گئی ہے یا پھر بم مارنے والوں نے اس انجینئر کی کار چرائی ہے۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ کم از کم اس انجینئر کو ٹٹولے گا ضرور ۔۔۔ تاکہ صحیح صورت حال کا علم ہو سکے۔ اس نے کار کا رُخ پام بیچ کی طرف موڑ دیا۔ وہ خاصی تیز رفتاری سے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ کیفے شاہی لاک کے سامنے ٹریفک کے رش کی وجہ سے اُسے کار خاصی آہستہ کرنی پڑی کیونکہ وہاں سڑک پر ایک ٹرک کے ٹائی راڈ ٹوٹ جانے کی وجہ سے ٹریفک لاک سا پیدا ہو گیا تھا اور ٹریفک سارجنٹس ٹریفک کو کنٹرول کر کے گزار رہے تھے۔

کار آہستہ ہوتے ہی واکر کی نظریں جیسے ہی لاشعوری طور پر گھومتی ہوئی کیفے شاہی لاک کے پارکنگ کمپاؤنڈ پر پڑیں وہ یکلخت بری طرح چونک پڑا کیونکہ وہی کار جس کی اُسے تلاش تھی پارکنگ کمپاؤنڈ میں موجود تھی۔ وہی نمبر ۔۔ وہی ماڈل ۔۔۔ اور واکر نے تیزی سے کار کو کیفے شاہی لاک کے کمپاؤنڈ کی طرف موڑ دیا۔ وہاں جا کر اس نے کار روکی اور پھر نیچے اُتر آیا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے غور سے اس کار کو دیکھا جیسے پوری طرح یقین کر لینا چاہتا ہو کہ کار وہی ہے۔ پھر وہ پارکنگ چوکیدار کی طرف بڑھا۔ اس نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکالا اور آگے بڑھ کر پارکنگ چوکیدار کے ہاتھ میں دے کر اس کی مٹھی دبا دی۔ پارکنگ چوکیدار بڑا نوٹ دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"صاحب ۔ کیا خدمت ہے ۔۔۔۔؟" چوکیدار نے تیزی سے نوٹ

کو اپنی جیب میں منتقل کرتے ہوئے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ وہ شاید اس قسم کی خدمات کا معاوضہ وصول کرنے کا عادی تھا اس لئے فوراً سمجھ گیا کہ نوٹ اسے کس لئے دیا گیا ہے۔

"اس کار کا مالک کون ہے ــــــ؟" واکر نے اس کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس کار کے مالک مسٹر مارٹن ہیں ـــ کیفے کی دوسری منزل میں رہائش پذیر ہیں ـــ بے حد وجیہہ اور خوبصورت نوجوان ہیں" ــــ چوکیدار نے پوری پوری معلومات اگل دیں۔

"حلیہ کیا ہے ان کا ــــ؟" واکر نے پوچھا اور چوکیدار نے تفصیل کے ساتھ حلیہ بھی بتا دیا۔

"شکریہ ـــ مجھے یقین ہے کہ تم اس کا ذکر کسی سے نہیں کرو گے۔" واکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں صاحب! ـــ ہمارا سینہ تو قبر ہے قبر ـــ اس میں جو گیا وہ بس وہیں دفن ہو گیا" ــــ چوکیدار نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور واکر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اب مارٹن کا حلیہ اس کے ذہن میں پوری طرح محفوظ ہو گیا تھا۔

کیفے شالی لاک میں داخل ہو کر واکر ابھی اردگرد کے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک ایک ویٹر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ واکر نے اسے دیکھا تو وہ بھی چونک پڑا۔ یہ اس کا پرانا ساتھی وائٹ تھا۔ کسی زمانے میں وہ دونوں مل کر وارداتیں کرتے تھے۔ پھر واکر رچرڈ کے گروپ میں شامل ہو گیا اور وائٹ علیحدہ رہ کر چھوٹی موٹی وارداتیں کرتا رہنے لگا۔ پولیس سے بچنے

کے لئے اس نے ویٹر کی ملازمت کی ہوئی تھی۔ واکر کو اتنا تو معلوم تھا کہ وہ ویٹر ہے لیکن اس کے علم میں یہ نہ تھا کہ وہ کیفے شالی لاک میں ہے۔

"واکر تم ـــ اور یہاں ـــ بڑے عرصے بعد دکھائی دے رہے ہو۔" وائٹ نے اس کے قریب آ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے یہاں پناہ لے رکھی ہے ـــ یہ لباس وائٹ" ــــ واکر نے بھی بے تکلفانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور وائٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

"آؤ ویٹرز روم میں آ جاؤ ـــ وہاں گپ شپ ہو گی" ــــ وائٹ نے ہنستے ہوئے کہا اور واکر سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ اور پھر سائیڈ گیلری میں سے ہوتے ہوئے وہ دونوں ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے جہاں مختلف کرسیوں پر کچھ ویٹر بیٹھے گپ شپ مار رہے تھے۔ وہ شاید ڈیوٹی سے آف ہو گئے تھے یا ڈیوٹی ریسٹ پر تھے۔ وائٹ اور واکر ایک کونے میں پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"اب بتاؤ ـــ آج ادھر کیسے بھول پڑے" ــــ وائٹ نے ایک طرف ریک میں پڑے ہوئے مشروبات کی بوتلوں میں سے دو اٹھا کر میز پر رکھیں اور ان کے ڈھکن کھول کر اس نے ایک بوتل واکر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ایک ضروری کام پڑ گیا ہے ـــ یہاں کوئی صاحب مارٹن ہیں ـــ؟ دوسری منزل پر رہائش پذیر ہیں" ــــ واکر نے مشروب کی چسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ وہ خوبصورت سا آدمی ـــ بالکل ریتا ہے۔ بڑا مغرور اور نک چڑھا سا آدمی ہے ـــ کیوں ـــ؟ اس سے کیا کام پڑ گیا" ــــ؟ وائٹ

نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اس کا حدود اربعہ معلوم کرنا ہے ۔۔۔ اس نے باس کی کار پر بم پھینکا ہے اور باس شدید زخمی ہوگیا ہے" ۔۔۔ واکر نے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ میں سمجھ گیا ۔۔۔ پھر کیا خیال ہے اس کے کمرے میں پہنچا دوں" وائٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پہنچا دو تو ٹھیک ہے ۔۔۔ کام جلدی ہو جائے گا" ۔۔۔ واکر نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سوچ لو ۔۔۔ بظاہر تو وہ ایک سیدھا سادھا سا آدمی لگتا ہے۔ لیکن میرا تجربہ کہتا ہے کہ وہ اندر سے انتہائی خطرناک شخصیت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ لینے کے دینے پڑ جائیں" ۔۔۔ وائٹ نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے تم اتنی جلدی واکر کو بھول گئے ۔۔۔ کیا میرے علاوہ دنیا میں اور کوئی خطرناک ہو سکتا ہے ۔۔۔ بہرحال تم بے فکر رہو۔ تم پر کوئی آنچ نہیں آئے گی" ۔۔۔ واکر نے جواب دیا اور وائٹ ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ آؤ میرے ساتھ" ۔۔۔ وائٹ نے تولیہ خالی بوتلوں والے ڈبے میں پھینکتے ہوئے کہا اور پھر وہ واکر کو ہمراہ لئے کیفے کی عقبی سمت میں پہنچا اور پھر وہاں سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر والی منزل پر پہنچ گیا۔ یہ منزل چونکہ صرف رہائشی تھی اس لئے یہاں آمد و رفت نہ ہونے کے برابر تھی۔ وائٹ نے آگے بڑھ کر ایک کمرے کے دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔

"کون ہے" ۔۔۔ ؟ اندر سے ایک نرم سی آواز سنائی دی۔

"جناب آپ کے مہمان ہیں مسٹر واکر" ۔۔۔ وائٹ نے مسکرا کر واکر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مسٹر واکر" ۔۔۔ اندر سے بڑبڑانے کی آواز سنائی دی اور پھر بیڈ کی چرچراہٹ کے ساتھ ساتھ قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا سامنے مارٹن کھڑا حیرت بھری نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"جناب! ۔۔۔ آپ ملاقات کیجئے اور مجھے اجازت ۔۔۔ کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے جناب" ۔۔۔ وائٹ نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں" ۔۔۔ مارٹن نے کرخت لہجے میں کہا اور وائٹ سر ہلاتا ہوا تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کیا آپ مجھے اندر آنے کے لئے نہیں کہیں گے مسٹر مارٹن" ۔۔۔ واکر نے طنزیہ انداز میں کہا۔

مارٹن چند لمحے غور سے واکر کی طرف دیکھتا رہا۔ جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر کندھے جھٹکتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔

"لیکن میں نے تمہیں پہچانا نہیں" ۔۔۔ مارٹن نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میں اپنا تفصیلی تعارف کراؤں گا تو آپ مجھے پہچان لیں گے" ۔۔۔ واکر نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

واکر کے اندر آتے ہی مارٹن نے دروازہ بند کیا اور واکر آگے بڑھ کر اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں! ۔۔۔ اب کراؤ اپنا تعارف" ۔۔۔ مارٹن نے دروازہ بند کر کے اس کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"آپ رچرڈ کو جانتے ہیں ۔۔۔ ہوٹل برگنزا کا کنگ ڈاگ" ۔۔۔ ؟ واکر نے

بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ! تو تم رچرڈ کے آدمی ہو ۔۔۔ لیکن تم یہاں کیوں آئے ہو؟" مارٹن کے چہرے پر چھائی ہوئی سختی نرم پڑتی چلی گئی۔

"آپ نے شارلی کی کار پر بم کیوں پھینکا تھا" ۔۔۔ واکر نے لہجے کو سخت بناتے ہوئے کہا۔ لیکن مارٹن کی نسبت اس کے الفاظ میں اضطراب بھی نمایاں تھا۔

"شارلی کی کار پر بم ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ کون شارلی" ۔۔۔ مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہوٹل برگنزا کے عقب میں آپ کی کار سے اس کار پر بم پھینکا گیا جسے کینیڈی سکس کا مالک شارلی چلا رہا تھا ۔۔۔ اس کے ساتھ ایک اطالوی اور دو حبشی تھے ۔۔۔ اور اس کار میں کنگ ڈاگ بھی موجود تھا" ۔۔۔ واکر نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے ۔۔۔ میں رچرڈ کو ضرور جانتا ہوں۔ وہ میرا دوست ہے ۔۔۔ لیکن میں کسی اطالوی، حبشی اور شارلی کو نہیں جانتا" مارٹن نے جواب دیا۔

"سنو! ۔۔۔ میرا نام واکر ہے ۔۔۔ میں کنگ ڈاگ کا نمبر ٹو ہوں۔ اس شہر میں ہونے والی کوئی واردات مجھ سے چھپی نہیں رہتی ۔۔۔ تم نے کنگ ڈاگ پر حملہ کر کے ایک بھیانک جرم کیا ہے اور اس کا خمیازہ تمہیں بھگتنا پڑے گا" ۔۔۔ واکر نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت درشتگی سی چھا گئی تھی۔

"تم اور رچرڈ پاورلینڈ کے لئے کام کرتے ہو ناں" ۔۔۔ مارٹن نے

سوال کیا۔

"ہاں کرتے ہیں" ۔۔۔ واکر نے سر کو جھٹکتے ہوئے کہا۔

"تو پھر سنو! ۔۔۔ میں پاورلینڈ سے خصوصی طور پر یہاں آیا ہوں۔ اور جو کچھ بھی کر رہا ہوں پاورلینڈ کے مفاد کے لئے کر رہا ہوں ۔۔۔ تمہارے باس کو یہ حکم ملا تھا کہ وہ پاورلینڈ کے مخالفوں کو دیکھتے ہی گولی مار دے۔ لیکن وہ پوچھ گچھ میں پڑ گیا ۔۔۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مخالف اسے ہی اغوا کر کے لے جانے لگے۔ اس لئے ہیڈ کوارٹر کے حکم پر مجھے فوری کارروائی کرنی پڑی ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ کنگ ڈاگ کے مرنے کے بعد تمہیں اس ٹیم کا انچارج بنایا جا سکتا ہے اور ایسا صرف میری سفارش پر ہو سکتا ہے" ۔۔۔ مارٹن نے اس بار تحکمانہ لہجہ استعمال کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا تعلق پاورلینڈ سے ہے" ۔۔۔ واکر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ۔۔۔ اور ہیڈ کوارٹر سے براہ راست" ۔۔۔ مارٹن نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"لیکن مجھے کیسے یقین آئے گا" ۔۔۔ واکر نے جواب دیا۔

"لو دیکھو" ۔۔۔ مارٹن نے پتلون کا پائنچہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس کی پنڈلی پر نیلے رنگ کی ایک لکیر واضح طور پر نظر آ رہی تھی۔ یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ اس کی پنڈلی میں ٹرانسمٹ فیوزنگ ہوا ہے ۔۔۔ اور یہ فیوز صرف ان لوگوں کے لئے مخصوص تھا جو پاورلینڈ کے ہیڈ کوارٹر سے متعلق ہوتے تھے۔ واکر کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ مجھے یقین آ گیا ۔۔۔ ورنہ میں یہی سوچ کر آیا تھا کہ تم

سے لنگ ڈاگ کا بھرپور انتقام لونگا" ـــــ واکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو واکر! ـــ میں کسی کو اتنا وقت نہیں دیا کرتا ـــ تمہاری قسمت اچھی تھی کہ تم نے آتے ہی رچرڈ کا کام لے دیا ـــ ورنہ شاید اب تک تمہاری لاش کسی گٹر میں بہہ رہی ہوتی ـــ بہرحال اب تم صرف مجھے اتنا بتا دو کہ تم نے میرا پتہ کیسے معلوم کر لیا" ـــ مارٹن نے اس بار کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"بڑی آسانی سے ـــ تمہاری کار کیفے شاتی لاک کے پارکنگ گراؤنڈ میں موجود تھی اور میرے ذہن میں کار کا نمبر اور ماڈل نقش تھا" ـــ واکر نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مارٹن کوئی جواب دیتا، اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور مارٹن نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"مارٹن سپیکنگ" ـــ مارٹن نے واکر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر اپنا کوڈ نام واکر کی وجہ سے نہ لیا تھا۔

"اشار سپیکنگ باس" ـــ دوسری طرف سے اشار کی آواز سنائی دی جسے مارٹن نے مشن کے انجام کی تفصیلات حاصل کرنے کے لئے کار سے اتار دیا تھا۔

"اوہ اشار! ـــ کیا پوزیشن ہے" ـــ مارٹن نے چونک کر پوچھا۔

"باس! ـــ مشن مکمل طور پر کامیاب نہیں ہوا ـــ کار خصوصی طرز پر تیار شدہ تھی اور بم پروف تھی ـــ اگر اس کے اوپر سے بم مارا جاتا تو اس پر بالکل اثر نہ ہوتا۔ لیکن چونکہ آپ نے اس کی ڈگی کے نچلے حصے سے بم چپکا کر اسے برسٹ کیا ہے اس لئے کار تباہ تو ہو گئی لیکن اس کی درمیانی باڈی پوری طرح تباہ نہیں ہوئی ـــ کار میں موجود تمام افراد شدید زخمی ہوئے ہیں جنہیں لوگوں

نے فوری طور پر جنرل ہسپتال پہنچا دیا ہے ـــ میں بھی ان کا انجام پتہ کرنے کے لئے ہسپتال گیا تو وہاں پتہ چلا کہ شارتی تو آپریشن تھیٹر میں ہی ہلاک ہو گیا ہے ـــ البتہ لنگ ڈاگ، دونوں حبشی اور اطالوی ابھی زندہ ہیں اور ہسپتال کے ایک خصوصی کمرے میں موجود ہیں ـــ میں نے جہاں تک رپورٹ حاصل کی ہے ان کی حالت بدستور خطرے میں تو ہے لیکن ان کے زندہ بچ جانے کے امکانات بھی موجود ہیں" ـــ اشار نے تفصیل بتاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوکے! ـــ تم دس منٹ بعد مجھے فون کرنا" ـــ مارٹن نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"تمہارا باس رچرڈ بچ گیا ہے ـــ اور تمہیں میری حیثیت کا بھی پتہ چل گیا ہے، اس لئے اب تم چلتے پھرتے نظر آؤ ـــ اور سنو! اس بار یہاں آنے پر تمہیں اس لئے معاف کیا جا رہا ہے کہ تم یاور لینڈ کے آدمی ہو لیکن آئندہ اگر میرے پیچھے آئے ـــ یا نگرانی کی تو گولی مار دونگا" ـــ مارٹن نے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ تا سا تلخ تھا۔

"مجھے معلوم ہے کہ وہ زندہ بچ گیا ہے ـــ میں ہی اسے اٹھا کر ہسپتال چھوڑ آیا ہوں ـــ لیکن اب مجھے ہیڈ کوارٹر سے بات کرنی ہوگی کہ ہمارے مشن میں تم رکاوٹیں ڈال رہے ہو ـــ ہیڈ کوارٹر کی ہدایت کے بعد میں فیصلہ کروں گا کہ تمہارے پیچھے آیا جائے یا نہیں ـــ اور یہ بھی سن لو کہ میرا نام واکر ہے ـــ مجھے گولی مارنے کی حسرت لئے ہزاروں افراد قبروں میں دفن ہو چکے ہیں" ـــ واکر نے دروازے میں رک کر مارٹن سے بھی زیادہ تلخ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے تیزی سے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

مارٹن نے واکر کے باہر نکلتے ہی ایک دھماکے سے دروازہ بند کیا اور پھر چٹخنی چڑھا دی۔ اس کے چہرے پر ناگواری اور خشونت کے آثار نمایاں تھے۔ وہ نجانے کس طرح واکر کی باتیں برداشت کر رہا تھا صرف اس لئے کہ اس کا تعلق پاورلینڈ سے ہے اور پاورلینڈ کے کسی آدمی کو مارنا ہیڈکوارٹر کے عتاب کا شکار ہونا تھا۔ رچرڈ کے ساتھ چونکہ عمران بھی ختم ہوتا تھا اس لئے اس نے کار پر بم مار دیا تھا۔ لیکن اب رچرڈ اور عمران وقتی طور پر بچ گئے تھے اور جس مشن کو وہ مکمل کئے بیٹھا تھا وہ ابھی نامکمل تھا۔

مارٹن نے الماری کھولی اور پھر کیسٹ ریکارڈر ٹرانسمیٹر نکال کر وہ اپنے غسلخانے میں لے آیا۔ شاور کھول کر اس نے اسکالی کی فریکوئنسی سیٹ کی۔

"اسکالی سپیکنگ۔ اوور" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے اسکالی کی آواز سنائی دی۔

"کہاں موجود ہو۔ اوور" ـــــ ؟ مارٹن نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔ اس پر واکر کی وجہ سے ابھی تک غصے کا موڈ سوار تھا۔

"ہوٹل گرینڈ میں جناب! ـــــ ڈوان بھی میرے ساتھ ہے ـــــ ہم دونوں آپ کی مزید ہدایات کے منتظر ہیں۔ اوور" ـــــ اسکالی نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔ مارٹن کے پھاڑ کھانے والے لہجے کی وجہ سے اس کا لہجہ ضرورت سے زیادہ ہی مودبانہ تھا۔

"سنو! ـــ تم دونوں جنرل ہسپتال پہنچو ـــ میں نے ہوٹل گرینڈ کے عقب میں اس اطالوی اور حبشیوں کی کار پر بم مارا تھا۔ لیکن وہ ہلاک نہیں ہوئے بلکہ شدید زخمی ہوئے ہیں اور اس وقت جنرل ہسپتال میں ہیں ـــ تم دونوں انکوائری سے ان کے کمرے کا نمبر معلوم کرو اور پھر جا کر اطالوی اور ان حبشیوں

کو مشین گنوں کی گولیوں سے بھون ڈالو۔ اوور" ـــــ مارٹن نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایکشن اوپن ہوگا باس۔ اوور" ـــــ ؟ اسکالی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"ہاں! ـــ بالکل اوپن ـــ ذرا سی بھی ہچکچاہٹ کی ضرورت نہیں۔ اطالوی تمہارا اصل "ٹارگٹ" ہوگا۔ حبشی مر جائیں تو مر جائیں ـــ نہ مریں تب بھی ان کی اتنی پرواہ نہیں ہے ـــ اس اطالوی کو ہر صورت میں ختم ہونا چاہئے۔ تمہارے پاس اسلحہ ہے۔ اوور" ـــ ؟ مارٹن نے فقرے کے آخر میں سوال کر دیا۔

"ایک سب مشین گن ہے باس۔ اوور" ـــــ اسکالی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈوان کے پاس کیا ہے۔ اوور" ـــــ ؟ مارٹن نے پوچھا۔

"اس کے پاس بھی ایک سب مشین گن ہے باس۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے جواب ملا۔

"کافی ہے ـــ بس یہاں سے سیدھے جنرل ہسپتال جاؤ ـــ اس اطالوی کے کمرے کا معلوم کرو اور جاتے ہی فائر کھول دو ـــ اس کے بعد وہاں سے نکلنے کی بھرپور کوشش کرو ـــ چاہے تمہیں پورے ہسپتال میں موجود افراد کو گولیوں کا نشانہ کیوں نہ بنانا پڑے ـــ سمجھ گئے۔ اوور" ـــ مارٹن نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"سمجھ گیا باس! ـــ حکم کی تعمیل ہوگی۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے اسکالی نے جواب دیا۔

"وہاں سے آنے کے بعد مجھے فوری رپورٹ دینا ——— اوور اینڈ آل" ۔ مارٹن نے کہا اور بٹن آف کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ کیسٹ ریکارڈر نما ٹرانسمیٹر لیکر وہ غسل خانے سے باہر آ گیا۔ آتے ہوئے اس نے شاور بند کر دیا۔

ٹرانسمیٹر الماری میں رکھ کر وہ واپس مڑا ہی تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔

"یس" ——— مارٹن نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اسٹار بول رہا ہوں جناب" ——— دوسری طرف سے اسٹار کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ اسے مارٹن نے دس منٹ بعد فون کرنے کے لئے کہا تھا اور شاید دس منٹ گذر چکے تھے۔

"اسٹار تم ہسپتال میں رکو ——— میں نے موان اور اسکائی کو وہاں بھیجا ہے وہ ان لمحیوں کے خلاف ایکشن لیں گے تم نے ان کی نگرانی کرنی ہے صرف نگرانی ——— سمجھ گئے" ——— مارٹن نے کہا۔

"یس باس" ——— اسٹار نے جواب دیا۔

"اوکے ——— میں تمہاری رپورٹ کا منتظر رہوں گا" ——— مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اور پھر وہ گہری سوچوں میں غرق ہو گیا۔ اسے عمران کے اس طرح بچ نکلنے پر حیرت تھی جبکہ اس کے خیال کے مطابق اس کا خاتمہ یقینی تھا۔ اب اسے اسٹار کی طرف سے رپورٹ کا انتظار تھا۔

کافی دیر بعد جب اس نے گھڑی دیکھی تو وہ چونک پڑا اسے اسٹار کو ہدایات دیتے ہوئے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ گذر چکا تھا۔ لیکن دوسری طرف سے کوئی کال نہ آئی تھی۔ اور پھر اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔

"کون ہے" ——— اس نے بلند اور کرخت آواز میں پوچھا۔

"پولیس ——— دروازہ کھولو" ——— باہر سے ایک کرخت آواز سنائی دی اور مارٹن پولیس کا نام سنتے ہی ایک لمحے کے لئے حیرت زدہ رہ گیا۔ پولیس کے لفظ نے اس کے ذہن میں دھماکہ سا کیا تھا۔ پولیس کی آمد کی تو اسے خواب میں بھی توقع نہ تھی۔

دروازہ دوسری بار پہلے سے بھی زیادہ زور سے کھٹکھٹایا گیا۔

"ٹھہرو ——— آ رہا ہوں" ——— مارٹن نے لہجے کو شگفتہ بناتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے چٹخنی کھول دی

دوسرے لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پولیس کی وردیوں میں ملبوس چار افراد اندر آ گئے۔ چاروں کاندھوں پر لگے ہوئے ستاروں سے اعلیٰ رینک کے آفیسرز نظر آ رہے تھے۔

"فرمائیے" ——— مارٹن نے مطمئن لہجے میں کہا۔ اب وہ اپنے آپ کو پوری طرح سنبھال چکا تھا۔

"الیون وان تھری تمہاری کار کا نمبر ہے" ——— ایک آفیسر نے کرخت لہجے میں پوچھا جبکہ باقی افسران کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھے۔

"جی ہاں! ——— میری کار ہے۔ کیوں" ——— مارٹن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"لیکن یہ کار تو مسٹر ڈلہوزی کے نام پر رجسٹرڈ ہے" ——— اسی آفیسر نے دوسرا سوال کرتے ہوئے کہا۔ وہ شاید ان سب میں سے سینئر تھا اس لئے سوال جواب کا فریضہ وہی ادا کر رہا تھا۔

"میرا نام ڈلہوزی مارٹن ہے ——— مارٹن میرا نک نام ہے۔ آپ کو کوئی

اعتراض ہے" ـــــ مارٹن نے پہلے سے زیادہ مطمئن لہجے میں کہا۔

"اوکے! ـــ پھر آپ ہمارے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلیں ـ ـــ باقی باتیں وہیں ہوں گی" ـــــ آفیسر نے جواب دیا۔

"مگر کس جرم میں ـــ اور کیوں" ـــــ؟ مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہوٹل برگنزا کے عقب میں آپ کی کار سے ایک کار پر بم مارا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم تفتیش کر رہے ہیں" ـــــ آفیسر نے جواب دیا۔

"میری کار سے ـــــ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے آفیسر" ـــــ مارٹن نے جواب دیا۔

"ہمیں کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی مسٹر مارٹن! ـــ ہمیں فون پر اطلاع دی گئی تھی کہ آپ کی کار اس سلسلے میں ملوث ہے۔ اور کار مسٹر ڈلہوزی کے نام پر رجسٹرڈ ہے ـــ ہم نے اپنے طور پر چیکنگ کی تو ڈلہوزی کی حد تک اطلاع درست ثابت ہوئی ـــ اس کے بعد آپ کی کار کو یہاں سے پولیس ورکشاپ پہنچایا گیا اور وہاں یہ معلوم ہو گیا کہ آپ کی کار میں بم پھینکنے کا جدید ترین آلہ نصب ہے ـــ ایسا آلہ جو اس سے پہلے اس ملک میں نہیں دیکھا گیا اب بھی آپ انکار کریں گے مسٹر مارٹن" ـــ آفیسر نے بڑے طنزیہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ لیکن آپ میری اجازت کے بغیر میری کار کو ورکشاپ کیسے لے گئے ـــ ہو سکتا ہے کہ آپ نے خود ہی وہ آلہ اس کار میں نصب کر دیا ہو" ـــــ مارٹن نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اس بار اس کی آنکھوں میں الجھن اور پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ باتیں آپ کا وکیل خود ہی عدالت میں کرے گا ـــــ فی الحال آپ ہمارے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلیں" ـــــ آفیسر نے سائیڈ میں لٹکے ہوئے ہولسٹر کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔ وہ شاید ریوالور نکالنا چاہتا تھا۔

"مجھے ہیڈ کوارٹر لے جانے کی ضرورت نہیں ـــــ میں آپ کو سب کچھ یہیں بتا دیتا ہوں لیکن میری جان کی حفاظت آپ کی ذمہ داری ہو گی" ـــ یکلخت مارٹن کے چہرے پر مردنی سی چھا گئی اور وہ شدید خوفزدہ نظر آنے لگا۔

"اوہ! ـــ اگر ایسی بات ہے تو پھر تم ہیڈ کوارٹر چلو ـــــ وہاں تمہاری حفاظت کا زیادہ معقول بندوبست ہو جائے گا" ـــ آفیسر نے ہولسٹر سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔

"آپ نہیں جانتے ـــ ہیڈ کوارٹر پہنچنے سے پہلے ہی مجھے گولی مار دی جائے گی ـــ آپ پلیز دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دیں ـــ میں آپ کو تمام تفصیل بتا دیتا ہوں ـــ یہ ایک بین الاقوامی سازش ہے۔ اتنی بڑی سازش کہ آپ سن کر حیرت زدہ رہ جائیں گے" ـــ مارٹن نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے وہ شدید خوفزدہ ہو چکا ہو۔

"ٹھیک ہے ـ ـــ مطمئن ہو کر بتاؤ ـــ ہم تمہاری پوری پوری حفاظت کریں گے" ـــــ آفیسر نے کہا اور پھر اس نے مڑ کر ایک آفیسر کو دروازہ بند کرنے کا اشارہ کیا۔ اس آفیسر نے مڑ کر دروازے کو چٹخنی لگا دی جبکہ دوسرے آفیسر نے جیب سے ایک نوٹ بک اور پنسل نکال لی۔ وہ شاید اس کا بیان نوٹ کرنا چاہتا تھا۔

"تشریف رکھیے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو ایک اہم دستاویز دکھاؤں" ـــــ مارٹن نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے

جیب میں تیزی سے ہاتھ ڈالا جیسے دستاویز دکھانا چاہتا ہو۔ آفیسرز اس وقت کرسیوں کی طرف بڑھ رہے تھے مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑے کیونکہ جب مارٹن کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس میں دستاویز کی بجائے ایک چھوٹا سا اور عجیب ساخت کا پستول تھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اپنے ریوالوروں کی طرف ہاتھ بڑھاتے۔ مارٹن نے ٹریگر دبا دیا۔ پستول میں سے نیلے رنگ کی شعاع نکلی اور دھار کی صورت میں وہ یکے بعد دیگرے ان چاروں آفیسروں کے سینوں پر پڑی۔ اور ان چاروں کی آنکھیں ایک لمحے کیلئے پھٹیں اور دوسرے لمحے ان کے سر ڈھلکتے چلے گئے۔ وہ چاروں ہی بغیر کوئی آواز نکالے ختم ہو چکے تھے۔

مارٹن نے بڑے اطمینان سے پستول واپس جیب میں رکھا اور دوسرے لمحے ان چاروں پولیس آفیسروں کے جسموں میں ہلکے ہلکے دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر ان کے مردہ جسموں میں سے نیلے رنگ کا دھواں نکلنے لگا۔ دھواں ان کے جسم کے ہر مسام میں سے نکل رہا تھا۔ دھواں لمحہ بہ لمحہ دبیز ہوتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے جسموں پر موجود وردیاں ڈھیلی پڑتی چلی گئیں۔ زیادہ سے زیادہ چار پانچ منٹ بعد فرش پر صرف وردیاں اور بوٹ پڑے ہوئے تھے۔ اور چاروں افسروں کے جسم دھوئیں میں تبدیل ہو کر غائب ہو چکے تھے۔ اور دھواں عقبی کھڑکی سے باہر نکل کر فضا میں بکھر گیا تھا۔

مارٹن مسکراتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے ان وردیوں اور بوٹوں کو اکٹھا کیا۔ ان کے ریوالوروں والے ہولسٹرز اٹھائے اور پھر ان کو سمیٹ کر وہ غسل خانے میں آیا۔ اس نے وردیوں کو لائٹر سے آگ لگا دی۔ چند لمحوں بعد جب وردیاں پوری طرح راکھ بن گئیں تو یہ راکھ اس نے پانی کی مدد سے گٹر میں بہا دی۔ اب صرف

بوٹ، ریوالور اور ہولسٹرز غسل خانے میں موجود تھے۔ مارٹن نے بڑے اطمینان سے ان سب چیزوں کو ایک خالی شاپنگ بیگ میں ڈالا اور لا کر الماری میں رکھ دیا۔ پھر اس نے تیزی سے اپنا سامان سمیٹنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد مارٹن نے اپنا بیگ تیار کر لیا۔ شاپنگ بیگ بھی اس نے بیگ میں منتقل کیا اور پھر بیگ اٹھائے وہ بڑے اطمینان سے دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ لفٹ کے ذریعے وہ نیچے ہال میں پہنچا اور اس نے چابی کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے کاؤنٹر مین کو کمرہ خالی کرنے کی اطلاع دی۔

"چار پولیس آفیسرز آپ کے کمرے میں گئے تھے جناب" ۔۔۔ کاؤنٹر مین نے حیرت بھرے لہجے میں مارٹن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔ انہیں کچھ معلومات درکار تھیں ۔۔۔ وہ پوچھ گچھ کر کے چلے گئے ہیں" ۔۔۔ مارٹن نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ ہال میں تو واپس نہیں آئے ۔۔۔" کاؤنٹر مین نے کہا۔

"جب میں آ رہا تھا تو وہ روم نمبر ایک سو بارہ کا دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے" مارٹن نے اس بار سخت لہجے میں کہا جیسے اسے کاؤنٹر مین کی گفتگو سے شدید الجھن ہو رہی ہو۔

"اوہ ۔۔ ٹھیک ہے سر ۔۔۔ چار سو ڈالر کرایہ اور دیگر بل ۔۔۔" کاؤنٹر مین نے رجسٹر کھول کر اندراجات کرتے ہوئے کہا اور مارٹن نے جیب میں ہاتھ ڈال کر نوٹوں کی ایک بڑی گڈی نکالی۔ اس میں سے چار نوٹ کھینچ کر اس نے کاؤنٹر پر پھینکے اور پھر بیگ اٹھا کر وہ تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر مین سر جھکائے رجسٹر میں اندراجات میں مصروف تھا البتہ اس نے نوٹ اٹھا کر کیش باکس میں ڈال دیئے تھے۔

مارٹن کیفے سے باہر آتے ہی تیزی سے کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ البتہ اس نے ایک نظر پارکنگ کی طرف ڈالی جہاں پولیس کی مخصوص جیپ موجود تھی۔

مارٹن آگے بڑھتا بڑھتا یکلخت رکا اور پھر مڑ کر تیزی سے پولیس جیپ کی طرف بڑھنے لگا۔ پولیس جیپ کے پاس پہنچ کر اس نے اپنا بیگ کھولا اور اس میں سے وہ تھیلا بیگ نکال کر جس میں ان پولیس افسروں کے بوٹ، ہولسٹر، ریوالور اور اسٹار موجود تھے۔ جیپ کی اگلی نشست کی طرف اچھال دیا اور پھر تیزی سے واپس کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف مڑتا گیا۔ پارکنگ چوکیدار چونکہ اپنے کسی مہمان سے باتیں کرنے میں مصروف تھا اس لئے اس نے مارٹن کی یہ کارروائی دیکھی ہی نہ تھی۔

کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر آتے ہی مارٹن تھوڑی دور فٹ پاتھ پر پیدل چلتا رہا۔ پھر ایک بس اسٹینڈ پر رک گیا۔ وہاں پہلے ہی کافی لوگ موجود تھے۔ بسیں ہر پانچ منٹ بعد اسٹاپ پر آ کر رکتی تھیں اور پھر تیسری بس میں مارٹن کو جگہ مل گئی اور وہ اطمینان سے بس میں بیٹھ گیا۔ کنڈیکٹر سے اس نے چوتھے اسٹاپ کا ٹکٹ خریدا۔ وہ کیفے کے نزدیک سے ٹیکسی حاصل نہ کیا چاہتا تھا اس لئے اس نے بس کو ترجیح دی تھی۔

چوتھے اسٹاپ پر جیسے ہی بس رکی۔ مارٹن نیچے اترا اور پھر تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

"انگلین روڈ" ۔۔۔۔ مارٹن نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

اب مارٹن ٹیکسی میں بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ پولیس کو اس کی کیفے میں

موجودگی اور کار کے بارے میں کس نے اطلاع دی ہوگی۔ دوسرے لمحے اس کا خیال واکر کی طرف گیا۔ اور پھر غصے کی شدت سے اس کی مٹھیاں بھنچتی چلی گئیں۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ واکر کے علاوہ اور کوئی شخص اطلاع دینے والا نہیں ہو سکتا۔ اس کا مطلب ہے کہ واکر نے پاورلینڈ سے غداری کی ہے اور اب اس کا خاتمہ ہر حالت میں کرنا لازمی ہو گیا ہے۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ عمران کا مشن مکمل ہوتے ہی وہ ہیڈ کوارٹر سے بات کر کے سب سے پہلے اس واکر کو عبرت ناک موت مارے گا۔

"انگلین روڈ آ گئی ہے سر۔ آپ نے کہاں اترنا ہے" ۔۔۔۔ ڈرائیور کی آواز سنائی دی اور مارٹن چونک پڑا۔

"پہلے چوک پر اتار دو" ۔۔۔۔ مارٹن نے کہا اور ڈرائیور نے تھوڑی ہی دور پہلے چوک پر ٹیکسی روک دی اور مارٹن نے نیچے اتر کر اسے کرایہ ادا کیا اور پھر اس وقت تک وہاں رکا رہا جب تک ٹیکسی اگلا موڑ کراس کر کے نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی۔ پھر وہ آگے بڑھا اور سڑک کراس کرتا ہوا سبز رنگ کی ایک چھوٹی سی کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ کوٹھی اس نے پہلے ہی انگیج کر رکھی تھی۔ تاکہ کسی بھی خطرے کی صورت میں وہ اس میں شفٹ ہو سکے۔

عمران کے جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں لیکن وہ ہوش میں تھا۔ اُسے دش ہسپتال کے اسی کمرے میں آیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دو بیڈز پر جوزف اور جوانا پڑے ہوئے تھے۔ جوانا ہوش میں تھا جب کہ جوزف بدستور بے ہوش تھا۔ جوزف کے سر پر اور جوانا کی پسلیوں کے گرد پٹیاں موجود تھیں۔ کمرے میں دو نرسیں اور ایک ڈاکٹر موجود تھا۔ ان میں سے ایک نرس جوانا کو انجکشن لگانے میں مصروف تھی۔

"آپ کو ہوش آ گیا مسٹر" ـــــ عمران کی آنکھیں کھلتے ہی قریب کھڑے ڈاکٹر نے تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"آ تو گیا ہے ـــ اگر آپ کہیں تو میں اسے واپس بھیج دیتا ہوں" ـــ عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر اس حالت میں بھی اس کے منہ سے شگفتہ فقرہ سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔ دوسری نرس بھی مسکراتی ہوئی اس کی طرف بڑھی۔

"ارے نہیں ـــ اب ہم اُسے واپس نہیں جانے دیں گے" ـــــ ڈاکٹر

نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کی نبض چیک کرنے لگا۔

"کلائی پکڑنے سے یہ رکنے والا نہیں ـــ یہ سوچ لیجئے" ـــــ عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"آپ کی خود اعتمادی حیرت انگیز ہے جناب! ـــــ ورنہ اس قدر خوفناک حادثے کے بعد تو لوگوں کے منہ سے ہوش میں آنے کے باوجود کئی گھنٹے بات تک نہیں نکلتی" ـــــ ڈاکٹر نے کہا۔

"حادثے کا اثر ان کی بریکوں پر پڑتا ہو گا اور وہ ٹائٹ ہو جاتی ہوں گی۔ میری تو بریکیں ہی نہیں ہیں ـــ مجبوری ہے ـــ بہرحال میری ٹوٹ پھوٹ کتنی ہوئی ہے تاکہ مجھے اندازہ ہو سکے کہ ڈینٹنگ اور پینٹنگ کا بجٹ کتنا بنے گا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو صرف ضربات آئی ہیں ـــ کوئی فریکچر نہیں ہوا۔ آپ نہایت خوش قسمت واقع ہوئے ہیں ـــ یہ دونوں حبشی شاید آپ کے ساتھی ہیں۔ ان میں سے ایک کی جو ہوش میں ہے دس پسلیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ جب کہ دوسرے کے سر پر چوٹ آئی ہے اور وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آ سکے۔ لیکن ان کی حالت خطرے سے باہر ہے اور وہ کسی بھی وقت ہوش میں آ سکتے ہیں ـــ دو مقامی آدمی ختم ہو گئے ہیں ـــ ایک تو آپریشن تھیٹر میں ہی ختم ہو گیا تھا جب کہ دوسرا ایک گھنٹہ پہلے ختم ہوا ہے" ـــــ ڈاکٹر نے پوری تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔ وہ اب عمران کے بازو میں لگی ہوئی گلوکوز کی سوئی ہٹا رہا تھا۔

"اوہ! ـــ خاصی بڑی ٹریجڈی ہے ـــــ میں نے تو کار میں لفٹ مانگی تھی۔ ورنہ میں تو ان میں سے کسی کو نہیں جانتا ـــ نجانے کیوں یہ حادثہ ہو گیا

ہے" ——— عمران نے متاسفت لہجے میں کہا۔

"آپ کی کار کو بہت تباہ کیا گیا ہے ——— بہرحال ابھی پولیس آنے والی ہے۔ وہ آپ سے بیانات لے گی" ——— ڈاکٹر نے کہا اور پھر وہ مڑ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ نرس بھی اس کے پیچھے ہی چلی گئی۔

"جوانا" ——— عمران نے ڈاکٹر اور نرسوں کے باہر نکلتے ہی کہا۔

"یس ماسٹر" ——— جوانا کی آواز سنائی دی۔

"سنو! ——— مجھ سے کوئی تعلق ظاہر نہ کرنا۔ جو مرضی آئے بہانہ بنا دینا۔ اور ہو سکتا ہے کہ مجھے یہاں سے نکلنا پڑے ——— تم 'ڈروف' کو ہوش آنے کے بعد یہاں سے نکل کر انگلن روڈ کی کوٹھی نمبر تیرہ پر پہنچ جانا ——— وہاں کوڈ ایکسٹو ہوگا۔ اس کے بعد میں تم سے رابطہ قائم کر لوں گا۔ سمجھ گئے" ——— عمران نے دبے لہجے میں جوانا کو ھدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر! ——— میں سمجھ گیا" ——— جوانا نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اُسے مزید ہدایات دیتا، کمرے کے باہر بھاری قدموں کی آواز گونجی اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور اسی ڈاکٹر کے ہمراہ دو پولیس سارجنٹ اندر داخل ہوئے۔

"مسٹر وکٹر مارک ——— اور مسٹر جوانا ہوش میں ہیں ——— آپ ان کا بیان لے سکتے ہیں" ——— ڈاکٹر نے عمران اور جوانا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور دونوں سارجنٹ تیزی سے عمران کی طرف بڑھے کیونکہ اس کا بیڈ دروازے کے قریب تھا اور دوسری بات شاید یہ تھی کہ عمران نے آنکھیں کھول رکھی تھیں جب کہ جوانا آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا۔

"کیا آپ بیان دینے کے لئے تیار ہیں مسٹر" ——— ؟ ایک پولیس آفیسر

نے جیب سے نوٹ بک اور پنسل نکالتے ہوئے کہا۔

"معاف کیجئے ——— ابھی میں نے اپنی جیبیں نہیں ٹٹولیں ——— ہو سکتا ہے کہیں گر پڑا ہو۔ اگر ہوا تو ضرور دوں گا" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور دونوں پولیس آفیسران چونک کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ انہیں شاید عمران کی دماغی صحت پر شک گزر رہا تھا۔ ایسے حادثات میں اکثر ایسا ہو ہی جاتا ہے۔

"جیبیں! ——— کیا مطلب" ——— ؟ ایک پولیس افسر نے کہا۔

"جیب کا مطلب جیب ہی ہوتا ہے جناب! ——— بستر بند تو ہونے سے رہا" ——— عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔

"یہ صاحب خاصے شگفتہ واقع ہوتے ہیں ——— خاصی دلچسپ باتیں کرتے ہیں" ——— ڈاکٹر نے پولیس آفیسران سے کہا۔

"دیکھئے ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ ہم آپ کی بے معنی باتیں سنتے رہیں جنہیں ڈاکٹر صاحب دلچسپ کہہ رہے ہیں" ——— پولیس آفیسر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی جناب! ——— آپ نے بیان مانگا ہے ——— میں نے یہی جواب دیا ہے تاکہ اگر جیب میں پڑا ہوا تو نکال کر دے دوں گا ——— ورنہ مجبوری ہے" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار پولیس آفیسران کے سخت چہروں پر بھی مسکراہٹ رینگ اٹھی۔ وہ اب عمران کے پہلے فقرے کا مطلب اچھی طرح سمجھ گئے تھے۔

"اوہ! ۔۔۔ تو آپ مذاق فرما رہے تھے ۔۔۔ بہرحال پہلے اپنا نام و پتہ بتائیے" پولیس سارجنٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو واقعی میرے نام و پتے کا اب تک علم نہیں ہو سکا ۔۔۔" عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

"ہم آپ سے تصدیق کرانا چاہتے ہیں" ۔۔۔ پولیس سارجنٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو لیجئے ۔۔۔ میں ابھی تصدیق کر دیتا ہوں کہ آپ واقعی پولیس سارجنٹ ہیں ۔۔۔ اور خاصے نرم دل واقع ہوئے ہیں" ۔۔۔ عمران نے ان کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"دیکھیے مسٹر! ۔۔۔ آپ کے زخمی ہونے کی وجہ سے ہم اب تک نرم لہجے میں گفتگو کر رہے ہیں لیکن آپ مسلسل ہمارا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اس لئے پلیز سنجیدگی اختیار کیجئے اور اپنا بیان لکھوائیے کہ یہ حادثہ کس طرح ہوا ۔۔۔" اس بار پولیس سارجنٹ نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا نام ڈاکٹر مارک ہے ۔۔۔ قومیت اطالوی ہے ۔۔۔ میں کار میں سوار تھا کہ ایک دھماکہ ہوا اور میری آنکھیں بند ہو گئیں ۔۔۔ اس کے بعد آنکھیں کھلیں تو پہلے یہ ڈاکٹر صاحب نظر آئے۔ پھر آپ" ۔۔۔ عمران نے چند فقروں میں ہی بیان ختم کر دیا۔

"کار میں اور کون کون سوار تھے" ۔۔۔ پولیس سارجنٹ نے سوالات شروع کئے۔

مگر اس سے پہلے کہ عمران جواب دیتا، کمرے کا عقبی دروازے کا شیشہ ایک چھناکے کے ساتھ ٹوٹا۔ یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے پوری قوت سے

ہاتھ مار کر شیشہ توڑ دیا ہو۔

دوسرے لمحے عقبی برآمدے میں کسی کے زور سے چیخنے اور اس کے ساتھ ہی سب مشین گن کی ریٹ ریٹ ماحول میں گونج اٹھی۔ اس کے ساتھ ہی دو زور کے دھماکے ہوئے اور پھر یوں دھماکے ہوئے جیسے لوہے کی کوئی بڑی چیزیں پختہ فرش پر گری ہوں۔ اس کے بعد تو وہاں ایسی آوازیں ابھر آئیں جیسے بہت سے افراد آپس میں گتھم گتھا ہو گئے ہوں۔ چیخنے کی آواز کو عمران فوراً ہی پہچان گیا کہ یہ آواز صفدر کی ہے۔

پولیس آفیسران اور ڈاکٹر چند لمحوں کے لئے تو بت بنے کھڑے رہے پھر تیزی سے چیختے ہوئے دروازے کی طرف بھاگے اور دروازے سے باہر نکل کر دوڑتے چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی دوسرے لوگوں کے چیخنے اور بھاگنے کی آوازوں سے ہسپتال کا وہ حصہ گونج اٹھا۔

ڈاکٹر اور پولیس سارجنٹس کے باہر نکلتے ہی عمران اچھل کر بستر سے نیچے اترا۔ ایک لمحے کے لئے اس کا توازن خراب ہوا اور ذہن میں دھماکے محسوس ہوئے لیکن عمران فوراً ہی سنبھل گیا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ راہداری میں بھگدڑ سی مچی ہوئی تھی۔ ہسپتال کا عملہ اور بہت سے مریض چیخ چیخ کر بھاگے چلے جا رہے تھے۔ وہ سب سائیڈ وے پر مڑ رہے تھے لیکن عمران سائیڈ وے کی طرف مڑنے کی بجائے تیزی سے سیدھا بھاگتا چلا گیا۔ وہ صفدر کے چیخنے اور فائرنگ کی آوازوں سے ہی سمجھ گیا تھا کہ کار پر حملے کے بعد اس پر دوسرا حملہ کیا جا رہا تھا۔ اگر صفدر بروقت نہ پہنچتا تو اب تک ٹوٹے ہوئے شیشے میں سے ان پر سب مشین گن کی گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جاتی۔ اب عمران کے لئے یہاں ٹھہرنا انتہائی خطرناک تھا اس لئے اس نے

فوری طور پر وہاں سے نکلنے کا فیصلہ کر لیا، اور وہاں سے نکلنے کا اس سے اچھا موقع اور کیا ہو سکتا تھا، ورنہ پولیس کی طویل کارروائی کی وجہ سے وہ پھنس کر رہ جاتا۔

حادثاتی شعبے کے مین دروازے سے باہر نکلتے ہی وہ ایک لفٹ کے ذریعے پہلے اوپر والی منزل پر گیا اور پھر وہاں سے دوسری لفٹ کے ذریعے وہ نیچے اتر آیا۔ اس کے جسم پر ہسپتال کا لباس موجود تھا اور جسم پر بندھی ہوئی پٹیاں اُسے مریض ثابت کر رہی تھیں۔ لیکن اس لباس میں بہت سے مریض گھومتے پھر رہے تھے اس لئے کسی نے اس کی طرف دھیان نہ دیا۔

نیچے اترنے کے بعد عمران تیزی سے بائیں ہاتھ کو مڑتا چلا گیا۔ اس راہداری میں اُسے دُور سے کلاتھ روم کی تختی ایک کمرے کے باہر لگی ہوئی نظر آ گئی تھی کلاتھ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے اندر داخل ہوا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں ہر طرف بڑی بڑی کھلی الماریاں موجود تھیں۔ ان الماریوں کے اندر کپڑوں کے ڈھیر موجود تھے

کمرے کے اندر تقریباً دس افراد کپڑوں کو مختلف خانوں میں رکھنے اور نکالنے میں مصروف تھے۔

دروازے میں داخل ہوتے ہی عمران کو بائیں ہاتھ پر ایک بڑی سی الماری کے اندر مختلف قسم کے اوور کوٹوں کا ڈھیر پڑا ہوا نظر آیا۔ عمران نے تیزی سے ایک اوور کوٹ کھینچا۔ اسی لمحے ایک آدمی نے چیخ کر اُسے رکنے کے لئے کہا لیکن عمران اوور کوٹ کھینچتے ہی تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل کر دوڑتا ہوا واپس راہداری میں سے ہو کر سائیڈ کے ایک خالی کمرے میں گھستا چلا گیا۔ کمرے کا دروازہ چونکہ کھلا ہوا تھا اس لئے اُسے یہ خالی کمرہ نظر آ گیا تھا۔

اندر داخل ہوتے ہی عمران نے تیزی سے دروازہ بند کر دیا۔ دوسرے لمحے اسے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔

"ارے کہاں نکل گیا۔۔۔ ادھر تو کہیں نظر نہیں آ رہا"۔۔۔ ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران خاموشی سے دروازے کی اوٹ میں دیوار سے لگ کر کھڑا رہا۔

چند لمحوں تک ادھر اُدھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیتی رہیں، پھر خاموشی سی چھا گئی۔ عمران نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور پھر سر باہر نکال کر جھانکا۔ جب اُسے کوئی آدمی نظر نہ آیا تو اس نے بڑے اطمینان سے اوور کوٹ اپنے اسی لباس کے اوپر پہنا۔ اس کے ساتھ لگی ہوئی ہسپتال کی چٹ اتار کر اس نے وہیں پھینک دی اور پھر باہر نکل کر وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا صدر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے پیروں میں سلیپر تھے۔ گو یہ سلیپر بھی ہسپتال کی یونیفارم کا حصہ تھے۔ لیکن چونکہ یہ عام نوعیت کے سلیپر تھے اس لئے ان کا پہچان لیا جانا مشکل تھا۔ اوور کوٹ کے رنگ کے بارے میں وہ مطمئن تھا کہ اُسے اوور کوٹ اٹھا کر بھاگتے ہوئے کسی نے کوٹ کے رنگ پر پوری توجہ نہ کی ہو گی۔ اس لئے وہ اطمینان سے چلتا ہوا صدر دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

صدر دروازے سے باہر نکلتے ہی وہ سڑک کے کنارے چلنے والے ہجوم میں شامل ہو گیا۔ اوور کوٹ پہن لینے کی وجہ سے ہسپتال کی یونیفارم اور اس کے جسم پر بندھی ہوئی پٹیاں چھپ گئی تھیں۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ اُسے کرایہ کے لئے فوری طور پر رقم چاہئے تھی۔ جبکہ رقم نام کی کوئی چیز اس کے پاس نہ تھی ایک لمحے کے لئے اس کا خیال گذرنے والے افراد کی جیبوں کی طرف گیا۔ کسی کی جیب

سے بٹوہ اڑا لینا عمران کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ لیکن عمران نے یہ ارادہ بدل دیا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ شخص رقم کے نکل جانے سے شدید مشکل میں پھنس جائے چنانچہ ارادہ بدلتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب اس نے ایک اور خیال پر عمل کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ وہ تیزی سے ایک ایسی ٹیکسی کی طرف بڑھا جس کا ڈرائیور ٹیکسی سے سائیڈ لگائے ایک اور ڈرائیور سے باتیں کر رہا تھا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی پشت پر آیا۔ اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ اٹھا کر اس کے کاندھے پر تھپکی دی۔ جس لمحے اس کے ایک ہاتھ نے ڈرائیور کے کاندھے پر تھپکی دی تھی اسی لمحے اس کا دوسرا ہاتھ انتہائی مہارت سے اس کی سائیڈ جیب میں گھسا اور جب تک ڈرائیور مڑتا۔ عمران کا ہاتھ باہر آ چکا تھا۔ اس جیب کے مخصوص ابھار سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ ڈرائیور کی جیب میں اچھی خاصی رقم ہے۔ اور اس کا خیال سو فیصد درست ثابت ہوا کیونکہ جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو ایک نوٹ عمران کی مٹھی میں بند ہو چکا تھا۔

”جناب میں نے انگلن روڈ پر جانا ہے۔۔۔۔ اگر آپ مجھ پر مہربانی کر سکیں تو۔۔۔۔“ عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔ آپ ہمارے معزز گاہک ہیں۔۔ مہربانی کیسی۔۔۔ میں بصد شوق آپ کی خدمت کروں گا“۔۔۔۔ ڈرائیور نے کہا اور پھر تیزی سے اس نے ٹیکسی کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔

”ارے نہیں۔۔۔ مجھے فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے میں لطف آتا ہے۔۔۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے دروازہ بند کیا اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ کار کی دوسری سائیڈ پر گیا اور اس نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔

عمران بڑے اطمینان سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور سامنے سے گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آیا اور دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ اس کا ساتھی پہلے ہی جا چکا تھا۔

دوسرے لمحے ٹیکسی کا انجن جاگا اور ٹیکسی ایک جھٹکے سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ عمران نے سائیڈ میں کر کے مٹھی کھولی تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا نوٹ موجود تھا۔ نوٹ اتنا بڑا تھا کہ عمران کے خیال کے مطابق کرایہ سے دس گنا زیادہ مالیت کا تھا۔ اب عمران کے چہرے پر اطمینان کے آثار چھا گئے۔

ٹیکسی تیزی سے مختلف سڑکوں پر دوڑتی رہی اور پھر وہ ایک موڑ مڑ کر انگلن روڈ پر پہنچ گئی۔ اس سڑک پر دونوں اطراف میں بڑی بڑی رہائشی کوٹھیاں موجود تھیں۔

”کیفے کے سامنے روک دینا“۔۔۔۔ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے نزدیکی کیفے کے سامنے ٹیکسی روک دی۔ ٹیکسی رکتے ہی عمران تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ میٹر اس کی سیٹ کے سامنے تھا۔ اور واقعی عمران کی جیب میں موجود نوٹ کرایہ کی رقم سے بھی دس گنا زیادہ مالیت کا تھا۔

عمران نے باہر نکلتے ہی جیب سے وہی نوٹ نکالا اور ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اتنے خوبصورت سفر کے لئے بے حد شکریہ۔۔۔ باقی بھی آپ ہی کا ہے۔ اس لئے پورا نوٹ رکھ لیں“۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور کرایہ سے دس گنا زیادہ مالیت کا نوٹ ہاتھ میں پکڑے حیرت سے عمران کو دیکھتا

رہ گیا۔ لیکن عمران بڑی بے نیازی سے مڑا اور پھر کیبن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹیکسی ڈرائیور شاید دل ہی دل میں اتنے سخی مسافر کے قصیدے پڑھ رہا ہوگا لیکن اب اس غریب کو کیا معلوم کہ جس نوٹ کی عمران نے سخاوت کی ہے وہ اس کا اپنا ہی ہے۔

عمران کیبن کے برآمدے میں داخل ہوا تو ٹیکسی ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ عمران نے اپنا رخ موڑا اور برآمدے سے ہوتا ہوا کیبن کی سائیڈ میں آگیا۔ جب ٹیکسی کافی دور نکل گئی تو وہ مڑ کر دوبارہ سڑک پر آگیا اور پھر سڑک کراس کر کے وہ کوٹھیوں کے نمبر دیکھتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران کوٹھی نمبر تیرہ کے پھاٹک پر رک گیا۔ پھاٹک پر ایک بڑی سی نیم پلیٹ موجود تھی جس پر ڈاکٹر ڈوکسی کا نام لکھا ہوا صاف پڑھا جاتا تھا اور نیچے ڈگریوں کی تین قطاریں تھیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے ہاتھ اٹھایا اور پھر کال بیل کے بٹن پر اس کی انگلی جم سی گئی۔ اس نے انگلی اس وقت تک نہ ہٹائی جب تک پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلنے کا کھٹکا اسے سنائی نہ دیا۔

کھڑکی کھلتے ہی ایک نوجوان اچھل کر باہر آیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔ شاید عمران کے مسلسل کال بیل بجانے کی وجہ سے وہ شدید غصے میں تھا۔

"کیا بات ہے ——" نوجوان نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ سر سے پیروں تک غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"بات تو کچھ بھی نہیں —— اور بات ہو بھی کیا سکتی ہے —— اور اگر ہوتی بھی سہی تو ضروری نہیں تھا کہ تمہیں بتائی جاتی —— اور اگر بتا بھی دی جاتی

تو یہ لازمی نہیں ہے کہ تم اس کا مطلب بھی سمجھ جاتے" —— عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح چل نکلی۔ آنکھوں سے شرارت عیاں تھی۔ اب نوجوان کے چہرے پر غصے کی بجائے حیرت کے آثار ابھر آئے۔

"کیا تم پاگل ہو" —— نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہر عقلمند کو پاگل کہا جاتا ہے —— جیسے ڈاکٹر ڈوکسی کو لوگ پاگل کہتے ہیں۔ اب ظاہر ہے وہ پاگل تو نہیں ہو سکتے —— ڈگریوں کی اتنی طویل قطاریں کسی پاگل کو نہیں دی جا سکتیں۔ البتہ اتنی ڈگریاں حاصل کرتے کرتے پاگل پن کے دورے شاید پڑنے لگ جاتے ہوں تو میں کہہ نہیں سکتا" —— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آخر تم یہاں کیوں آئے ہو —— مطلب کی بات کرو" —— نوجوان نے اس بار جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر ڈوکسی کو جا کر کہو کہ پرنس آف ڈھمپ تشریف لائے ہیں" —— عمران نے اس بار بڑے شاہانہ انداز میں کہا اور نوجوان کا چہرہ حیرت کی شدت سے بگڑ گیا تھا۔ اسے شاید یقین ہو گیا تھا کہ اس کا پالا کسی سچ مچ کے پاگل سے پڑ گیا ہے۔

"پرنس آف ڈھمپ" —— نوجوان نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں —— اور سنو —— ہم دوسری بار اپنی بات دوہرانے کے عادی نہیں ہیں —— اور نہ ہی سڑک پر زیادہ دیر رکنے کے عادی ہیں" —— عمران کا لہجہ اور زیادہ شاہانہ ہو گیا۔ اس کے چہرے پر سختی سی چھا گئی تھی اور شاید یہ عمران کے لہجے یا اس کے چہرے کی سختی کا اثر تھا کہ نوجوان چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ پھر جھک کر دوبارہ کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ اس نے عمران کو اندر آنے کے لئے

متعین کیا تھا۔ اس لئے عمران وہیں کھڑا رہا۔ سڑک پر سے ٹریفک تیزی سے گزر رہا تھا اور عمران اب غور سے گزرنے والی کاروں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے سڑک پر گزرنے والی کاروں میں سے اپنے لئے کوئی کار پسند کرنے کی جدوجہد کر رہا ہو۔ لیکن پھر پھاٹک میں ہونے والے کھٹکے سے وہ چونک کر مڑا۔ وہ نوجوان دوبارہ باہر نکل آیا تھا لیکن اس کا انداز اس بار انتہائی مؤدبانہ تھا۔

"تشریف لایئے پرنس! ——— ڈاکٹر صاحب آپ کے منتظر ہیں" ——— نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

اور پھر نوجوان کے پیچھے چلتا ہوا عمران پھاٹک کی چھوٹی سی کھڑکی سے ہو کر اندر داخل ہو گیا۔ کوٹھی خاصی وسیع و عریض تھی۔ اس کا لان انتہائی خوبصورت انداز میں سجا ہوا تھا۔ پورچ میں ایک قیمتی کار موجود تھی۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا پورچ کے قریب سے گزرتا ہوا برآمدے میں پہنچا تو وہاں اس نے ایک بوڑھے کو کھڑا دیکھا۔ بوڑھے کے سر کے دونوں کناروں پر سفید بالوں کی جھالر سی تھی۔ باقی سر انڈے کی طرح صاف تھا۔ قد لمبا تھا لیکن جسم اتنا دبلا پتلا تھا کہ شاید ڈھاکہ کی ململ کے تھان کی طرح انگوٹھی میں سے گزر سکتا تھا۔ اس نے ایک قیمتی گاؤن پہنا ہوا تھا۔ اس کی مونچھیں اور بھنویں تو ایک طرف، پلکیں تک سفید تھیں لیکن آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی اور چہرہ کسی نوجوان کی طرح تر و تازہ اور سرخ و سفید تھا جیسے اس نے مصنوعی مونچھیں بھنویں اور پلکیں لگا رکھی ہوں۔ اس کی تیز نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے ساتھ تین توی ہیکل نوجوان کھڑے ہوئے تھے جن کی بغلوں میں مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔

"کون ہو تم" ——— ؟ بوڑھے جیرج نے پھنسی ہوئی آواز میں پوچھا۔ یہ ڈاکٹر ڈکسی تھا۔ فن لینڈ کا مشہور سائنسدان۔ لیکن اس کی فیلڈ نباتات تھی وہ نباتات کا بین الاقوامی ماہر سمجھا جاتا تھا۔

"ارے تم ابھی تک گلاب کی تازہ شاخ کی طرح تر و تازہ ہو ——— کیا بات ہے کسی بوٹی سے آب حیات ہاتھ لگ گیا ہے" ——— عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا اور ڈاکٹر ڈکسی اس کی آواز سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"ارے آواز تو پرنس کی ہی ہے مگر ———" ڈاکٹر ڈکسی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال تھا کہ پرنس اس چیتھڑے لباس میں سلیپر پہنے یہاں آتا ——— اس چیتھڑے لباس کے لئے ایسے ہی پھٹیچر میک اپ کی ضرورت تھی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اب ڈاکٹر کا شک مکمل طور پر دور ہو گیا تھا۔

"خوش آمدید پرنس! ——— خوش آمدید! ——— یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم سے ایک بار پھر ملاقات ہو گئی" ——— ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر عمران سے بھرپور انداز سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"خوش قسمتی تو ڈاکٹر ڈکسی کا دوسرا نام ہے ——— میں نے تو کم از کم اپنے گھر میں پڑی ہوئی ڈکشنری میں خوش قسمتی کا لفظ کاٹ کر وہاں ڈاکٹر ڈکسی لکھ دیا ہے" ——— عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر ڈکسی کا چہرہ پھول کی طرح کھل اٹھا۔

"اوہ ہوائے! ——— تم واقعی نہیں بدلے" ——— ڈاکٹر ڈکسی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے لئے ہوئے عمارت کے اندر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ جہاں قیمتی صوفے پڑے ہوئے تھے۔ اور عمران نے وہاں پہنچ کر اپنے جسم پر لدا ہوا اوورکوٹ اتار پھینکا۔ اُسے اوورکوٹ پہن کر بڑی کوفت سی ہو رہی تھی لیکن وہ مجبور تھا۔

"ارے! — ہسپتال کی یونیفارم اور پٹیاں — یہ کیا چکر ہے — کیا زخمی ہو گئے تھے" — ڈاکٹر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"گھن چکر ہے ڈاکٹر — گھن چکر" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"گھن چکر — وہ کیا ہوتا ہے" — ڈاکٹر شاید گھن چکر کا محاورہ سمجھ نہ سکا تھا۔

"جس طرح ڈکشنری میں خوش قسمتی کی بجائے ڈاکٹر ڈکسی لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح پولیس کی جگہ گھن چکر لکھا ہوا ہے — یعنی بڑا چکر — بس چکر ہی چکر" — عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ بات ہے — آؤ میرے ساتھ — ڈاکٹر ڈکسی کے گھر میں کوئی زخمی نہیں رہ سکتا" — ڈاکٹر نے اٹھ کر عمران کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب — کیا اب مجھے بھگانا چاہتے ہو — غلطی ہوئی اوورکوٹ اتارنے کی" — عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شریر! — میرا یہ مطلب نہیں تھا — میرے پاس ایسی بوٹیوں کے رس ہیں کہ ایک لمحے میں گہرے سے گہرے زخم مندمل ہو جاتے ہیں — آؤ میرے ساتھ" — ڈاکٹر ڈکسی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ عمران کو لئے مختلف راہداریوں سے گذرتا ہوا ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ یہاں دیواروں

کے ساتھ الماریاں موجود تھیں جن میں مختلف سائزوں میں بے شمار شیشیاں اور بوتلیں پڑی تھیں۔ ایک طرف گملے رکھے ہوئے تھے جن میں عجیب و غریب قسم کے پودے اُگے ہوئے تھے۔ کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی بینچ اور اس کے ساتھ چند کرسیاں پڑی تھیں۔

"کپڑے اتار کر اس بینچ پر لیٹ جاؤ" — ڈاکٹر ڈکسی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیوں — اس بینچ کو کپڑے پسند نہیں ہیں" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن ساتھ ہی اس نے بوشرٹ اتارنی شروع کر دی۔ اور پھر ڈھیلا سا پاجامہ اتار کر عمران واقعی بینچ پر لیٹ گیا۔ اب اس کے جسم پر صرف انڈر ویئر تھا ڈاکٹر نے سوئچ بورڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو بینچ کے عین اوپر انتہائی تیز روشنی والا بلب جل اٹھا۔

عمران کے بازوؤں پر مختلف جگہوں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ اسی طرح باقی جسم بھی تقریباً پٹیوں میں لپٹا ہوا تھا۔ صرف چہرہ اور گردن بچ گئی تھی۔ ڈاکٹر نے ایک کرسی گھسیٹی اور اُسے بینچ کے ساتھ رکھ کر اس نے بڑی مہارت سے پٹیاں کھولنی شروع کر دیں۔ پورے جسم پر لپٹی ہوئی پٹیاں کھول لینے کے بعد اس نے عمران کے جسم پر موجود بے شمار زخموں کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا وہ چند لمحے غور سے زخموں کو دیکھتا رہا۔ پھر اُٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری میں سے ایک لمبی گردن والی بوتل اٹھائی جس میں ہلکے سبز رنگ کا محلول موجود تھا۔ بوتل اٹھا کر وہ واپس کرسی پر آ بیٹھا اور پھر اس نے بوتل کا ڈھکن کھول کر بوتل کے منہ کو عمران کے جسم پر پلٹ دیا۔ بوتل کے منہ سے سبز رنگ کے محلول کی دھار سی نکل کر عمران کے جسم پر پڑی اور تیزی سے پھیلتی

چلی گئی۔

ڈاکٹر نے بوتل ساتھ والی کرسی پر رکھی اور پھر اس کی پتلی پتلی انگلیاں تیزی سے عمران کے جسم پر چلنے لگیں۔ وہ محلول کو بڑی مہارت سے عمران کے جسم پر پھیلا رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس نے وہ محلول عمران کے پورے جسم پر اچھی طرح مل دیا۔ عمران کی پشت، بازو، ٹانگیں غرضیکہ پورا جسم ہلکے سبز رنگ کے محلول سے تر ہو گیا۔

بوتل تقریباً آدھی سے زیادہ خالی ہو چکی تھی۔ جب محلول عمران کے پورے جسم پہ پھیل گیا تو ڈاکٹر نے بوتل کا ڈھکن بند کیا اور پھر اسے اٹھا کر واپس الماری میں رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے الماری کا نچلا خانہ کھول کر اس میں سے روئی کا ایک بڑا بنڈل نکالا اور اسے لے کر واپس کرسی پر آ بیٹھا۔ اس کے بعد اس نے روئی کی مدد سے عمران کے جسم سے محلول صاف کرنا شروع کر دیا۔ اس محلول کی خاصیت واقعی حیرت انگیز تھی کیونکہ جہاں جہاں سے محلول صاف ہوتا جا رہا تھا وہاں سے عمران کے جسم پر موجود زخم نہ صرف مندمل ہو چکے تھے بلکہ ان کے نشانات تک غائب ہو گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر نے عمران کا پورا جسم روئی کی مدد سے صاف کر دیا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم پر کبھی زخم آیا ہی نہ ہو۔

"حیرت انگیز ڈاکٹر ۔۔۔۔ یہ تو واقعی حیرت انگیز محلول ہے" ۔۔۔۔ عمران نے اس بار پُرخلوص لہجے میں کہا۔

"یہ ایمزان کے جنگلوں میں پائی جانے والی ایک نایاب بوٹی کا محلول ہے۔ اس کی حیرت انگیز خاصیت تم نے دیکھ ہی لی ہے پرنس! ۔۔۔۔ وہاں رہنے والے جنگلی اس بوٹی کی باقاعدہ پوجا کرتے ہیں اور اپنی زبان میں اسے کمکی کہتے ہیں"۔

ڈاکٹر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"کمکی نہیں ہو گا ڈاکٹر ۔۔ کام کی کہتے ہوں گے ۔۔۔۔ یعنی کام آنے والی بوٹی" ۔۔۔۔ عمران نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر اس کی اس وضاحت پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب تم نہا لو ۔۔۔۔ میں تمہارے لئے لباس کا بندوبست کرتا ہوں۔ یہ ساتھ ہی باتھ روم ہے" ۔۔۔۔ ڈاکٹر نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے واقعی اس وقت نہانے کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ بوٹی کے محلول نے جسم پر چپچپاہٹ سی پیدا کر دی تھی۔ باتھ روم انتہائی جدید انداز میں بنایا گیا تھا اور خاصا صاف ستھرا تھا۔ اس لئے عمران نے بھی جی بھر کر غسل کیا اور پھر تولیہ لپیٹے وہ باہر آیا تو ڈاکٹر اپنی کرسی پر موجود تھا۔ البتہ ساتھ والی کرسی پر ایک نیا لباس پڑا ہوا تھا۔

"یہ لباس یقیناً تمہارے جسم پر پورا اترے گا" ۔۔۔۔ ڈاکٹر نے لباس اٹھا کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اترے گا نہیں ۔۔ بلکہ چڑھے گا" ۔۔۔۔ عمران نے لباس لیتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

عمران لباس لے کر واپس باتھ روم میں آیا اور تھوڑی دیر بعد جب وہ لباس پہن کر واپس آیا تو لباس اس پر خاصا جچ رہا تھا۔ وہ لباس واقعی اس کے ناپ کا تھا۔

"اب اگر ہوائیڈ کلورائیڈ کا محلول بھی مل جائے تو میں یہ میک اپ صاف کر دوں" ۔۔۔۔ عمران نے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اچھا ــــــ میں ابھی لا دیتا ہوں" ــــــ ڈاکٹر نے کہا اور تیزی سے دائیں طرف دیوار کے ساتھ رکھی ہوئی الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ سوڈا سیلڈ کلورائیڈ کی بوتل اٹھائے واپس آ گیا اور عمران بوتل لئے ایک بار پھر باتھ روم میں پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر آیا تو اب وہ اپنی اصل شکل میں تھا۔

"گڈ! ــــــ اب یہ مشروب پی لو ــــــ تمہاری طاقت بحال ہو جائے گی"۔ ڈاکٹر نے بینچ پر رکھے ہوئے ایک جام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس میں سنہرے رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے جام اٹھایا اور پھر وہ اسے غٹا غٹ پیتا چلا گیا۔ مشروب بے حد ذائقے دار تھا۔ جام ختم کر کے اس نے اسے واپس بینچ پر رکھ دیا۔ واقعی جام پیتے ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں توانائی کی لہریں سی دوڑنے لگی ہوں۔

"یہ آب حیات تو نہیں ہے" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسے ہی سمجھ لو" ــــــ ڈاکٹر نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے لیبارٹری سے نکل کر ایک اور کمرے میں پہنچ گئے۔

یہ کمرہ دفتر کے سے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ڈاکٹر کے اشارے پر عمران ایک آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ ڈاکٹر نے میز کے پیچھے رکھی ہوئی اونچی نشست والی کرسی سنبھال لی۔

"اب بتاؤ پرنس! ــــــ کیسے آنا ہوا ــــــ؟ اور زخمی کیسے ہوئے" ــــــ ڈاکٹر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پاورلینڈ کا نام کبھی سنا ہے ڈاکٹر" ــــــ؟ عمران نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"پاورلینڈ ــــــ نہیں تو ــــــ میں تو یہ نام پہلی بار سن رہا ہوں ــــــ کیا یہ کوئی نیا ملک ہے" ــــــ؟ ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں! ــــــ ایک نیا ملک ہے ــــــ لیکن مجرموں کا ملک ــــــ جہاں دنیا کو تباہ کرنے اور اس پر حکومت کرنے کے لئے خوفناک ہتھیار تیار کئے جا رہے ہیں ان لوگوں نے پوری دنیا سے معروف سائنسدانوں کو اغوا کیا ہے اور ان سے کام لے رہے ہیں ــــــ تم بھی اگر نباتات کے ڈاکٹر نہ ہوتے تو شاید اب تک پاورلینڈ پہنچ چکے ہوتے ــــــ بہرحال میں اس پاورلینڈ کے خطرے سے دنیا کو بچانے کے لئے آیا ہوں" ــــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اکیلے" ــــــ؟ ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں ــــــ پوری ٹیم کے ساتھ" ــــــ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ! ــــــ تو ایکسٹو والا چکر ابھی تک چل رہا ہے ــــــ بڑی ہمت ہے تمہاری کہ اس قدر پُراسرار چکر کو سنبھالے ہوئے ہو" ــــــ ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بڑا جان جوکھوں کا کام ہے ڈاکٹر! ــــــ اگر کہو تو تمہیں ایکس ٹھری بنا دوں" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کیونکہ ڈاکٹر وکی اس کے اصل روپ کو جانتا تھا۔ ایک کیس کے سلسلے میں عمران کو اس کی ضرورت پڑی تھی اور پھر اتفاق سے وہ اس کی اصل حیثیت سے واقف ہو گیا تھا۔ لیکن چونکہ عمران جانتا تھا کہ ڈاکٹر وکی کا سینہ رازوں کا مدفن ہے اس لئے عمران نے

پرواہ نہ کی تھی۔

ڈاکٹر وکسی سے عمران کی پہلی ملاقات آکسفورڈ کے زمانے میں ہوئی تھی آکسفورڈ یونیورسٹی میں ڈاکٹر وکسی شعبہ نباتات کا ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ تھا۔ انتہائی ذہین، شوخ وشنگ اور شگفتہ ذہن رکھنے کی وجہ سے عمران کے ساتھ اس کی گاڑھی چھننے لگی اور پھر وہ ایسے دوست بن گئے کہ ان کی دوستی کی مثالیں دی جاتی تھیں۔

آکسفورڈ سے آنے کے بعد بھی ڈاکٹر وکسی سے کبھی کبھار ملاقات ہو جایا کرتی تھی، اس لئے ان کی دوستی برقرار رہی۔

ڈاکٹر وکسی یوں تو نباتات کا ماہر تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اُسے کرمنالوجی سے بھی بے حد دلچسپی تھی۔ خاندانی رئیس ہونے کی وجہ سے اُسے مال و دولت کی کبھی پرواہ نہ رہی تھی۔ جیفری اور ایکریمیا میں وہ کئی بڑے بڑے زراعتی فارموں کا مالک تھا۔ لاطینی ایکریمیا میں اس کی ملکیت میں سونے کی کئی کانیں تھیں۔ اس نے چونکہ شادی نہ کی تھی۔ اس لئے وہ اکیلا ہی رہتا تھا۔ زیادہ تر وہ دنیا کے ایسے علاقوں کے دورے پر رہتا تھا جہاں گھنے جنگل ہوں۔ ان جنگلات میں موجود نئی سے نئی بوٹیوں پر وہ ریسرچ کرتا رہتا۔ اس کے ریسرچ پیپر دنیا کے بڑے بڑے اخبارات میں چھپتے رہتے تھے اور اُسے متفقہ طور پر نباتات کا بین الاقوامی ماہر سمجھا جانے لگا تھا لیکن اس کی ایک اور حیثیت عمران ہی جانتا تھا۔ ڈاکٹر وکسی نے ایک مخصوص گروپ بنایا ہوا تھا جب وہ اپنی ریسرچ سے تھک جاتا تو وہ جرائم کی دنیا کا رُخ کرتا۔ اور پھر کسی بڑے مجرم یا بین الاقوامی تنظیم کی شامت آجاتی۔ ڈاکٹر وکسی اس مجرم یا تنظیم کے خلاف ایسی ذہانت سے جال بچھاتا کہ پھر اس کے بچ نکلنے

کا ایک فیصد بھی چانس نہ رہتا۔ اس نے اپنے گروپ میں انتہائی دلیر، ذہین اور وفادار لوگ بھرتی کر رکھے تھے۔ جنہیں اتنی بڑی بڑی تنخواہیں دی جاتی تھیں کہ اتنا معاوضہ شاید ایکریمیا کے صدر کے نصیب میں نہ تھا۔ وہ انتہائی ٹھاٹ سے زندگی گذارتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ڈاکٹر وکسی کے حکم پر آگ کے سمندر میں بھی چھلانگ لگانے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ گذشتہ دس سالوں سے ڈاکٹر وکسی نے اپنی مستقل رہائش فن لینڈ میں اختیار کر رکھی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ فن لینڈ کا ذکر آتے ہی عمران کو ڈاکٹر وکسی یاد آگیا اور پھر اس نے بڑی آسانی سے اس کی رہائش گاہ معلوم کر لی تھی تاکہ کسی بھی ضرورت کے وقت اس کی رہائش گاہ اور بذات خود اس کے گروپ کو استعمال کر سکے۔

"ارے نہیں بوائے! ـــ میں باز آیا ـــ مجھے بس ڈاکٹر وکسی ہی رہنے دو ـــ اور ہاں! ـــ تم نے پاور لینڈ سے متعلق تفصیل نہیں بتائی ـــ مجھے اس سے دلچسپی ہونے لگی ہے" ـــ ڈاکٹر وکسی نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور عمران نے پاور لینڈ کے متعلق جو تفصیلات اُسے معلوم تھیں ڈاکٹر کو بتا دیں۔

"تو لیڈی ویشے اس پاور لینڈ کی سربراہ ہے" ـــ ڈاکٹر وکسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تک تو وہی سامنے آئی ہے" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"اب تمہارا پروگرام کیا ہے ـــ تمہارے بیان کے مطابق بغیر ٹرانسمیٹر دیئے پاور لینڈ میں گھسا نہیں جا سکتا ـــ اور وہاں گئے بغیر اُسے کیسے تباہ کیا جا سکتا ہے؟" ـــ ڈاکٹر وکسی نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو میں یہاں فن لینڈ آیا ہوں ـــ مجھے کسی نہ کسی طرح

ٹرانسمٹ فیوز حاصل کرنا ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر کوئی جواب دیتا، کمرے کے دروازے پر ایک نوجوان نظر آیا۔

"کیا بات ہے ڈی" ـــــ ؟ ڈاکٹر نے اسے چونک کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"باس! ـــ ہماری کوٹھی کی نگرانی کی جا رہی ہے" ـــ آنے والے نے جواب دیا۔

"اوہ کیسے" ـــــ ؟ ڈاکٹر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ عمران بھی نگرانی کا سن کر چونک پڑا۔

"سر! ـــ سامنے والی کوٹھی عرصے سے خالی پڑی ہوئی تھی ـــ لیکن تھوڑی دیر پہلے سے وہاں ایک نوجوان نظر آ رہا ہے ـــ وہ بڑے پُراسرار طریقے سے ایک طاقتور دُوربین کی مدد سے کوٹھی کے اندر جھانک رہا ہے" ـــ ڈی نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــ تم دو آدمیوں کو لے کر جاؤ اور اُسے یہاں لے آؤ ـــ میں دیکھتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے" ـــــ ڈاکٹر وکسی نے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں ڈاکٹر! ـــ اس طرح تو کھیل سامنے آ جائے گا ـــ تمہارے آدمی صرف اس کی نگرانی کریں تاکہ پتہ چلے کہ وہ کیا چاہتا ہے اور اس سے ملنے والے لوگ کون ہیں ـــ اس کے بعد کوئی فیصلہ کیا جا سکتا ہے" ـــ عمران نے فوراً قطع کلامی کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے ـــ ٹھیک ہے ـــ ڈی! ـــ جو کچھ پرنس نے کہا ہے اس کی حرف بحرف تعمیل کی جائے" ـــ ڈاکٹر وکسی نے کہا اور ڈی ادب سے

سر جھکاتا ہوا مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"تم کام کو طول دینے کے عادی ہو ـــ میں ابھی اُسے بلوا کر سب کچھ اگلوا لیتا" ـــــ ڈاکٹر وکسی نے کہا۔

"اس طرح سسپنس ختم ہو جاتا ہے ڈاکٹر ـــ ایک مہرہ پٹ جانے سے ساری گیم نہیں جیتی جا سکتی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ڈاکٹر وکسی سر ہلانے لگا۔

عمران نے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"کسے فون کر رہے ہو" ـــــ ؟ ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اپنی مستقبل کی بیوی کو ـــ میں اُسے بتانا چاہتا ہوں کہ میں مرا نہیں زندہ ہوں ـــ ایسا نہ ہو کہ وہ میری موت کی خبر سنتے ہی فوراً کسی اور سے شادی رچا لے" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ڈاکٹر زیر لب مسکرانے لگا۔

"سٹی چارمنگ ہوٹل" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز رسیور پر ابھری۔

"کمرہ نمبر ایک سو بارہ ـــ مس ریٹا سے ملوا دیں" ـــــ عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں جناب" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران خاموش ہو گیا۔

"یس ـــ ریٹا سپیکنگ" ـــــ چند لمحوں بعد رسیور پر جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ریٹھا ـــ ارے اب ریٹھا بھی نام ہونے لگ گئے ہیں ـــ اب تک تو اس سے کپڑے دھوئے جاتے تھے ـــ اگر یہی حال ہوا تو کل تک ڈرائی کلینر بھی کسی کا نام ہوگا" ـــ عمران کی زبان چل پڑی۔ اس کی آنکھوں میں شرارت بھری چمک تھی۔ اور ڈاکٹر وکس کے چہرے پر بھی ہنسی پھوٹ پڑ رہی تھی۔

"تم ۔عم ۔تم وکٹر ہو ـــ تم کہاں ہو" ـــ جولیا کا لہجہ بوکھلایا ہوا تھا۔ اور وہ عمران کا نام لیتے لیتے رک گئی۔

"جہاں مجھ جیسے عاشق ہو سکتے ہیں ـــ ایک ویرانے ـــ میرے چاروں طرف پھیلا ہوا حدِ نگاہ تک ویرانہ ـــ یہاں ریت کے بگولے رقص کر رہے ہیں۔ بادِ صرصر کی سرسراہٹ کانوں میں رس گھول رہی ہے۔ رس بھی لیموں کا انتہائی ترش ـــ اور لیموں بھی کاغذی ـــ اخبار ی کاغذ کا بنا ہوا ـــ" عمران کی زبان ایک بار پھر کھل گئی۔

"بکواس مت کرو ـــ سوائے ٹرٹر کرنے کے تمہیں اور بھی کچھ آتا ہے۔ کیپٹن شکیل پولیس کی حراست میں ہے ـــ صفدر غائب ہے ـــ جوانا اور جوزف ہسپتال میں زخمی پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی کار پر بم پھینکا گیا تھا" ـــ جولیا نے اس کی بات کاٹتے ہوئے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔ غصے کی حالت میں اُسے فرضی نام بھی بھول گئے تھے اور وہ اب ان سب کے اصل نام ہی لئے جا رہی تھی۔

"تم نے شاید اب مراقبہ شروع کر دیا ہے ـــ یا پھر تم پر الہام ہونے لگا ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"الہام نہیں ہے ـــ صدیقی اور چوہان شہر کی سیر کرتے پھر رہے تھے

کہ انہوں نے ایک پولیس وین میں کیپٹن شکیل کو جنرل ہسپتال سے نکلتے دیکھا۔ انہوں نے مزید معلومات کیں تو پتہ چلا کہ جوانا اور جوزف ہسپتال میں موجود ہیں۔ وہ دونوں شدید زخمی ہیں۔ ان کی کار پر بم پھینکا گیا تھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل اکٹھے ہی گئے تھے۔ کیپٹن شکیل کو پولیس اس لئے گرفتار کر کے لے گئی ہے کہ اس نے اس کمرے میں گولیاں برسائی جا رہی تھیں جن میں جوزف اور جوانا موجود ہیں ـــ صفدر کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ہے ـــ کیپٹن شکیل کو پولیس ہیڈ کوارٹر سے کسی خفیہ مقام پر لے جایا گیا ہے۔ اس کا پتہ نہیں چل رہا" ـــ جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مزید معلومات کے لئے مسٹر لوکریں بھی اسی کار میں تھا جس میں جوزف اور جوانا تھے ـــ میں بھی زخمی ہو کر ہسپتال پہنچا اور جس وقت صفدر اور کیپٹن شکیل نے ہمارے کمرے پر حملہ کرنے والوں کو روکا تو میں وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ـــ صفدر یقیناً کسی کے پیچھے گیا ہوگا۔ وہ اطلاع دے گا ـــ تم ایسا کرو کہ صدیقی اور چوہان کی ڈیوٹی لگا دو کہ ان حملہ آوروں کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں" ـــ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"حملہ آوروں کے بارے میں ـــ اوہ ـــ تو وہ حملہ آور تھے۔ ایک آدمی چوتھی منزل سے گر کر ہلاک ہو گیا ہے اور دوسرا فرار ہو گیا ـــ ہلاک ہونے والے کی لاش پولیس ہیڈ کوارٹر میں ہے" ـــ جولیا نے مزید بتایا۔

"اس ہلاک ہونے والے کے بارے میں مجھے مکمل معلومات چاہئیں۔ یہ معلومات حاصل ہوتے ہی ـــ یا صفدر کی طرف سے کوئی اطلاع ملتے

ہی تم ــــ زیرو الیون زیرو فون نمبر پر مجھے اطلاع دو گی ــــ اگر میں موجود نہ ہوں تو پیغام دے دینا ــــ کوڈ ایکسٹو استعمال کرنا" ــــ عمران نے کہا۔

"یہ کس کا نمبر ہے" ــــ ؟ جولیا نے پوچھا۔

"کسی ڈاکٹر وکسی کا ہے" ــــ عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر وکسی اپنے نام کے ساتھ کسی کا اضافہ سن کر مسکرا دیا۔

"او کے" ــــ دوسری طرف سے جولیا نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"اب مجھے میک اپ باکس مہیا کر دو ڈاکٹر ــــ تاکہ میں فیلڈ میں کام کر سکوں ــــ تمہارے پاس بیٹھے بیٹھے تو مجھے دیمک لگ جائے گی" ــــ عمران نے رسیور رکھتے ہی ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فکر نہ کرو ــــ دیمک کا علاج میرے پاس ہے" ــــ ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے سامنے رکھی ہوئی میز کے کنارے پر نصب ایک بٹن دبا دیا۔

چند لمحوں بعد ایک نوجوان کمرے میں داخل ہوا۔

"ولی کہاں ہے سوگی" ــــ ؟ ڈاکٹر نے آنے والے سے پوچھا۔

"وہ چارمنگ اور ڈونشی کو لے کر سامنے والی کوٹھی کی نگرانی کے لئے گیا ہوا ہے" ــــ آنے والے سوگی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ میک اپ باکس لے کر آؤ" ــــ ڈاکٹر نے کہا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"اب تمہارا پروگرام کیا ہے ــــ کچھ مجھے بھی تو بتاؤ۔ شاید میں تمہارے کام آ جاؤں" ــــ ڈاکٹر وکسی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"فی الحال تو آوارہ گردی کا پروگرام ہے ــــ اگر پولیس نے پکڑ لیا تو آپ ضمانت تو کرا ہی لیں گے" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"میں سمجھ گیا ــــ تم پولیس ہیڈ کوارٹر جانا چاہتے ہو" ــــ ڈاکٹر وکسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ تو ابھی تک سمجھدار ہیں ــــ ورنہ میرا تو خیال تھا کہ بڑھاپا انسان کو سٹھیا دیتا ہے" ــــ عمران نے کہا۔

"سنو ! ــــ میرا یہاں خاصا اثر و رسوخ ہے ــــ اگر چاہو تو میں پولیس ہیڈ کوارٹر سے تمہاری مطلوبہ معلومات حاصل کر سکتا ہوں" ــــ ڈاکٹر وکسی نے کہا۔

"ارے نہیں ڈاکٹر ! ــــ یہ غلطی نہ کرنا ــــ اس طرح تم بھی نظروں میں آ جاؤ گے ــــ جب تمہاری ضرورت ہو گی تو میں خود بتا دوں گا۔ البتہ میں نے اپنے دو ساتھی حبشیوں کو کہہ دیا ہے کہ انہیں جب ہسپتال سے فراغت ہو وہ تمہارے پاس آ جائیں ــــ کوڈ ایکسٹو ہی استعمال ہو گا۔ تم انہیں رکھ لینا" ــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ ہو جائے گا ــــ بہرحال میرا گروپ حاضر ہے جس وقت چاہو اسے استعمال کر سکتے ہو" ــــ ڈاکٹر وکسی نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

اسی لمحے سوگی ہاتھ میں میک اپ باکس لئے کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے بڑے مودبانہ انداز میں باکس ڈاکٹر کے سامنے میز پر رکھ دیا اور پھر ڈاکٹر کے اشارے پر باہر چلا گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی عمران نے میک اپ باکس کھولا۔ باکس میں میک اپ کا جدید ترین سامان موجود تھا۔ باکس میں موجود

آئینے کی مدد سے عمران نے وہیں بیٹھ کر ہی میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے۔ تقریباً دس منٹ بعد جب اس نے باکس بند کیا تو ڈاکٹر کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"تم واقعی جادوگر ہو پرنس! ــــ اس قدر کامیاب میک اپ شاید ہی دنیا میں اور کوئی کر سکتا ہو" ــــ ڈاکٹر کے لہجے میں تجسس کا عنصر نمایاں تھا

"گرگٹ میرا استاد ہے ڈاکٹر" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ڈاکٹر بھی ساتھ ہی اٹھا۔

"مجھے ایک کار چاہئے" ــــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ" ــــ ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئے۔

واکر ــــ مارٹن کے کمرے سے نکلتے ہی سیدھا ہوٹل برگنزا پہنچا۔ رچرڈ کی پوری ٹیم وہاں موجود تھی۔ واکر نے رچرڈ کے مخصوص کمرے میں پہنچتے ہی ٹرانسمیٹر پر مارکوتیس کو حاضر ہونے کا حکم دیا اور پھر رچرڈ کی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ چونکہ رچرڈ کا نمبر ٹو تھا اس لئے رچرڈ کی عدم موجودگی میں گروپ کو وہی کنٹرول کرتا رہتا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یس سر" ــــ آنے والے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"مارکوتیس! ــــ تم کیفے شانی لاک پہنچو ــــ وہاں دوسری منزل کے کمرہ نمبر پانچ میں ایک آدمی رہائش پذیر ہے۔ اس کا نام مارٹن ہے ــــ خوبصورت اور وجیہہ آدمی ہے ــــ تم نے اس کی مکمل نگرانی کرنی ہے مکمل نگرانی کا مطلب سمجھتے ہو ناں" ــــ واکر نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر! ــــ میں اچھی طرح سمجھتا ہوں" ــــ مارکوتیس نے اثبات

میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"جاؤ — اور سنو! معمولی سی کوتاہی بھی ناقابلِ برداشت ہوگی"— واکر نے کہا اور مارکوئنس سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد واکر چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا۔ مارٹن نے اُسے جس انداز میں ذلیل کر کے کمرے سے نکالا تھا اس سے اس کے دل میں ایک گانٹھ سی پڑ گئی تھی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ مارٹن ہیڈ کوارٹر کا آدمی تھا۔ اور ہیڈ کوارٹر کے آدمی پر ہاتھ ڈالنا اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دینے کے مترادف تھا۔ اس لیے وہ کوئی ایسا طریقہ سوچ رہا تھا جس سے انتقام کی آگ بھی بجھ سکے اور اس پر کوئی حرف بھی نہ آئے۔

اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح چمکا اور اس کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس نے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا۔ یہ نمبر رچرڈ نے ایکس چینج والوں کو بھاری رشوت دے کر لگوایا تھا۔ اس کا نمبر نہ ہی ڈائریکٹری میں تھا اور نہ ہی اس سے کیے گئے فون کو چیک کیا جا سکتا تھا۔ بلکہ اگر چیک بھی کیا جاتا تو کسی فون بوتھ کا ہی نمبر ملتا۔

واکر نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے اور جیب سے رومال نکال کر اس نے ماؤتھ پیس پر رکھ دیا۔

"پولیس ہیڈ کوارٹر"— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک تیز آواز سنائی دی۔

"سنو! — جو شعبہ ہوٹل برگنزا کے عقب میں کار پر بم پھینکے جانے والے کیس کی تفتیش کر رہا ہے اس سے ملا دو — میں نے اس سلسلے میں ایک اہم اطلاع دینی ہے"— واکر نے رومال ماؤتھ پیس پر ہونے کے باوجود

حتی الوسع آواز بدلتے ہوئے کہا۔

"آپ کون صاحب ہیں — اور کہاں سے بول رہے ہیں"— ؟ دوسری طرف سے چونکتے ہوئے پوچھا گیا۔

"وقت مت ضائع کرو — ایک ایک لمحہ قیمتی ہے — جلدی ملواؤ"۔ واکر نے چیختے ہوئے کہا۔

"اچھا — ہولڈ آن کیجیے — انسپکٹر برگر سے بات کراتا ہوں۔ وہ اس کیس کے انچارج ہیں"— دوسری طرف سے کہا گیا اور واکر خاموش ہو گیا۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ہی رسیور پر ایک اور آواز اُبھری۔

"انسپکٹر برگر بول رہا ہوں"— بولنے والے کے لہجے میں وقار تھا۔ لہجے اور آواز سے ہی محسوس ہوتا تھا کہ وہ کوئی آفیسر ہے۔

"انسپکٹر برگر! — میں ایک عام شہری ہوں — میں آپ کو ایک اہم اطلاع دینا چاہتا ہوں۔ جس کار پر بم پھینکا گیا تھا ہوٹل برگنزا کے عقب میں — اس کے مجرم کو میں اچھی طرح جانتا ہوں"— واکر نے لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔

"کون ہے وہ"— ؟ انسپکٹر برگر نے مختصر لفظوں میں سوال کرتے ہوئے کہا

"اس کا نام مارٹن ہے — وہ کیفے ثنائی لاک کی دوسری منزل کے کمرہ نمبر بائیس میں موجود ہے — اور جس کار سے بم پھینکا گیا ہے وہ کار کیفے کے پارکنگ میں موجود ہے — کار نئے ماڈل کی جیگوار ہے اور اس کا نمبر الیون زیرو الیون زیرو ہے"— واکر نے کہا۔

"لیکن ہم کیسے یقین کریں کہ واقعی کار پر بم پھینکا گیا ہے۔ کیونکہ کار تو بم پروف تھی ــــ اور پھر کوئی شہادت ایسی نہیں ملی جس سے ثابت ہو کہ اس پر بم پھینکا گیا ہے" ــــ انسپکٹر نے جواب دیا۔

"یقین کرنا ــ یا نہ کرنا آپ کی مرضی ہے ــ آپ اس کار کی تلاشی لیں۔ ہو سکتا ہے اس میں کوئی مخصوص سسٹم موجود ہو جس سے کار کے اندر بم مارا جا سکتا ہو ــــ اور اگر آپ اس نمبر کو تلاش کر رہے ہیں جہاں سے میں فون کر رہا ہوں تو آپ وقت ضائع کر رہے ہیں ــ میں ایک پبلک فون بوتھ سے کال کر رہا ہوں" ــــ واکر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ موجود تھی۔

اُسے معلوم تھا کہ اب پولیس حرکت میں آ جائے گی اور پھر مارٹن کو جان بچانی مشکل ہو جائے گی۔ اس طرح مارٹن پھنس بھی جائے گا اور اس کا نام بھی نہ آئے گا۔

چند لمحوں بعد واکر نے ایک بار پھر ٹیلیفون اٹھایا اور اس بار اس نے انکوائری کا نمبر گھمایا۔ انکوائری سے رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے جنرل ہسپتال کے انکوائری سیل کا نمبر پوچھا۔ نمبر معلوم کرنے کے بعد اس نے کریڈل دبا کر دوبارہ نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیئے۔

"انکوائری جنرل ہسپتال" ــــ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"میں چیف رپورٹر ڈیلی مرر بول رہا ہوں ... ہوٹل رگنزا کے عقب میں کار کا جو حادثہ ہوا تھا اس کے زخمیوں کی اب کیا پوزیشن ہے ــــ؟" واکر نے کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ آن کیجئے پلیز" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر وہ خاموش ہو گیا۔ البتہ اس کا دل عام معمول سے کہیں زیادہ زور سے دھڑکنے لگا تھا کیونکہ ہر قسم کی خبر متوقع تھی۔

"ہیلو" ــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز رسیور میں ابھری۔

"یس پلیز" ــــ واکر نے کہا۔

"ایک اور زخمی مر گیا ہے ــــ وہ مقامی تھا۔ پولیس رپورٹ کے مطابق اس کا نام رچرڈ تھا اور وہ مقامی غنڈہ تھا" ــــ انکوائری کلرک نے کہا۔

واکر کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دماغ سُن ہو گیا ہو۔ اس کا باس رچرڈ مر گیا تھا۔

کنگ ڈاک مر گیا تھا۔

"ہیلو ــ ہیلو ــ کیا آپ لائن پر ہیں ــــ؟" اس کے اس طرح خاموش ہو جانے پر دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ہاں ہاں ــــ میں لائن پر ہوں ــــ باقی زخمیوں کی کیا پوزیشن ہے"؟ واکر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"باقی دو حبشی اور ایک اطالوی ہے ــــ ایک حبشی ابھی بیہوش ہے اس کے سر پر چوٹ لگی ہے ــــ جبکہ دوسرا حبشی اور اطالوی ہوش میں آ چکے ہیں" ــــ دوسری طرف سے بتایا گیا۔

"او کے ــــ تھینک یو" ــــ واکر نے کہا اور پھر ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کا چہرہ لٹک گیا تھا اور آنکھوں میں افسردگی تھی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر چونک پڑا اور اس بار اس کے چہرے پر ہلکی سی مسرت کے تاثرات ابھرنے لگے۔ اُسے اچانک خیال آ گیا تھا کہ رچرڈ

کے مرنے کے بعد اب وہ یقیناً گروپ کا باس بن جائے گا۔ اس لحاظ سے ریچرڈ کی موت اس کے لئے باعث مسرت تھی۔

واکر نے سوچا کہ مرنے والے تو واپس نہیں آیا کرتے۔ اس لئے ان کا سوگ منانے کی بجائے اپنے باس بننے کے سلسلے میں کوئی کارروائی کی جائے۔ چونکہ وہ بحیثیت نمبر ٹو ریچرڈ کے بے حد قریب تھا اس لئے اس کا ہیڈ کوارٹر سے بھی اکثر رابطہ رہتا تھا۔

وہ تیزی سے اٹھا اور پھر کمرے کے ایک کونے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کونے کے ساتھ ہی دیوار پر ایک تصویر آویزاں تھی۔ اس نے تصویر کو اٹھا کر ایک طرف کیا اور اس کے پیچھے دیوار پر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو باہر کی طرف کھینچا۔ بٹن کے باہر کھنچتے ہی کونے میں ایک چھوٹا سا دروازہ کھلتا چلا گیا۔

واکر نے تصویر اپنی جگہ واپس درست کی اور پھر تیزی سے اس چھوٹے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازے سے سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں۔ سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس کمرے کی دیوار کے ساتھ ایک بڑی سی مشین نصب تھی جس کے درمیان میں ایک بڑی سی سکرین نصب تھی۔ واکر مشین کے سامنے رکھے ہوئے ستول پر بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے تیزی سے مشین کا مین بٹن آن کر دیا۔ یہ ہیڈ کوارٹر سے رابطے کی خصوصی مشین تھی۔ اور اس مشین کے ذریعے ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا جا سکتا تھا۔

بٹن آن ہوتے ہی مشین میں زندگی کی لہر جاگ اٹھی اور اس پر لگے ہوئے چھوٹے چھوٹے مختلف رنگوں کے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔

مشین کے درمیان سکرین پر بجلی کی لہریں سی کوندنے لگی تھیں۔ چند لمحوں بعد سکرین پر سرخ رنگ چھا گیا۔ اس سرخ رنگ میں مختلف رنگوں کا بنا ہوا دائرہ تیزی سے پھیلنے اور سمٹنے لگا۔ یہ اس بات کی نشانی تھی کہ ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم ہو گیا ہے۔

اب واکر سنبھل کر بیٹھ گیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب اسے ہیڈ کوارٹر کی سکرین پر دیکھا جا رہا ہو گا۔ اور وہاں کی مشین باقاعدہ اس کی سکریننگ کر رہی ہو گی۔

"ہیلو۔ ہیڈ کوارٹر رسیونگ یو" ___ چند لمحوں بعد مشین سے ایک کھڑکھڑاتی آواز نکلی۔

"میں کنگ ڈاگ ہیڈ فرام جیمزی کا نمبر ٹو واکر بول رہا ہوں" ___ واکر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس ___ ہنری فرام ہیڈ کوارٹر ___ کیا بات ہے ___ ریچرڈ کہاں ہے" ___ بولنے والے کا لہجہ یکلخت سخت اور تحکمانہ ہو گیا تھا۔

"باس ___ کنگ ڈاگ ہلاک ہو چکا ہے اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے تاکہ آپ کو رپورٹ دوں" ___ واکر نے جواب دیا۔

"ریچرڈ ہلاک ہو گیا ہے ___ وہ کیسے ___ تفصیلی رپورٹ دو" ___ دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے کو جھٹکا سا لگا تھا۔

"باس ___ آپ نے ریچرڈ کو ایک مشن سونپا تھا کہ پاکیشیا کے علی عمران اور اس کی ٹیم کو ختم کرنا ہے ___ اس سلسلے میں ہم سب شہر میں پھیل گئے تھے پھر ہمیں اطلاع ملی کہ ماسٹر کلر کا جوانا ایک اور حبشی کے ہمراہ ایک طیارے سے ایئرپورٹ پر اترا ہے ___ چنانچہ باس نے فوراً انہیں ہیڈ کوارٹر لے

آنے کا حکم دیا ۔ چنانچہ ہمارے گروپ کے ٹیکسی ڈرائیور نے انہیں ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا۔ یہاں باس نے ان پر تشدد کر کے علی عمران کے متعلق پوچھا۔ لیکن ماسٹر کلر سسیے جوانا نے باس سے سودا بازی کر لی کہ وہ عمران سمیت تمام ٹیم کی شناخت کرانے پر تیار ہے بشرطیکہ اُسے اور اس کے حبشی ساتھی کو پاور لینڈ کا شہری بنا دیا جائے ۔ اس پر باس راضی ہو گیا۔ چنانچہ وہ ان دونوں کو لے کر اوپر اپنے دفتر میں آیا اور مجھے نگرانی کا حکم دیا گیا ــــــ اتنے میں ایک اطالوی یہاں کے مشہور غنڈے شارڈی کے ہمراہ باس کے دفتر میں گئے اور پھر جب وہ واپس نکلے تو رچرڈ کو جوانا نے کاندھے پر لادا ہوا تھا۔ میں نے مداخلت کرنا چاہی۔ لیکن باس نے مجھے اشارہ کر دیا کہ میں مداخلت نہ کروں ــــ باس دانستہ بیہوش بنے ہوئے تھے۔ چنانچہ میں نگرانی کرتا رہا۔ وہ لوگ باس کو لے کر ہیڈ کوارٹر کی عقبی گلی سے ہوتے ہوئے کار میں بیٹھ گئے ــ میں فاصلہ دے کر کار کا تعاقب کرنے لگا کہ اسی لمحے ایک گلی سے ایک اور کار اس کار کے پیچھے لگ گئی جس میں باس دونوں حبشی، وہ اطالوی اور شارڈی موجود تھا۔ پھر اس کار سے کسی میکنزم کی مدد سے باس والی کار پر بم پھینکا گیا ــــ کار تباہ ہو گئی۔ لیکن چونکہ کار مخصوص ساخت کی تھی اور بم پروف بنائی گئی تھی اس لئے کار میں سوار افراد ہلاک نہ ہوئے بلکہ زخمی ہو گئے ــــ انہیں فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا۔ جہاں آپریشن تھیٹر میں شارڈی ہلاک ہو گیا ــــ باقی کو وارڈ میں پہنچا دیا گیا۔ اور ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ باس رچرڈ بھی ہلاک ہو گیا ہے ــــ اطالوی اور دونوں حبشی ابھی زندہ ہیں اور وارڈ میں موجود ہیں ــــ باس کے مرنے کی اطلاع ملتے ہی میں نے آپ کو کال کی ہے تاکہ آپ سے تازہ ترین ہدایات

حاصل کی جا سکیں" ــــ واکر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ اطالوی کون ہے ــ معلوم کیا" ــــ ؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"نہیں جناب! ــــ ویسے آپ حکم دیں تو میں اُسے اغوا کر کے اس کی اصلیت کا پتہ کر سکتا ہوں" ــــ واکر نے جواب دیا۔

"ان کی کار پر حملہ کس نے کیا تھا" ــــ ؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"معلوم نہیں جناب! ــــ وہ کار اچانک غائب ہو گئی تھی" ــــ واکر نے جان بوجھ کر لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"ہوں ــ ٹھیک ہے ــــ رچرڈ کے مرنے کے بعد میں تمہیں باقاعدہ طور گروپ کا انچارج بناتا ہوں۔ تمہیں باس کارڈ بھیج جائے گا" ــــ ہنری نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا اور واکر کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ پاور لینڈ گروپ کا باس بن جانا اس کے لئے بہت بڑا اعزاز تھا۔

"تھینک یو باس! ــــ میں آپ کی توقعات پر پورا اتروں گا" ــــ واکر نے انتہائی جوشیلے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن موجودہ مشن کی تکمیل تک تم اور تمہارا گروپ ہیڈ کوارٹر سے بھیجے گئے خصوصی نمائندے مارٹن کے تحت کام کرے گا ــــ تم نے اس کے احکامات کی مکمل تعمیل کرنی ہے، ہر لحاظ سے" ــــ ہنری نے سخت لہجے میں کہا اور واکر کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے جسم سے تمام خون نچوڑ لیا ہو۔

"مارٹن! ــــ باس! یہ مارٹن صاحب کون ہیں ــــ اور ان سے رابطہ کیسے قائم ہو گا" ــــ ؟ واکر نے بجھے بجھے لہجے میں پوچھا۔

"وہ تم سے خود ہی رابطہ قائم کرے گا ـــــ میں اسے ہدایات دے دونگا" ـــــ ہنری نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ واکر نے مشین آف کی اور پھر تھکے تھکے قدموں سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا دوبارہ دفتر میں پہنچ گیا۔ اس کے ذہن میں بھونچال سا آیا ہوا تھا۔ اب وہ خود ہی اپنے جال میں بری طرح پھنس گیا تھا۔ اس نے چیف باس سے مارٹن کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا تھا جب کہ وہ نہ صرف مارٹن سے مل چکا تھا بلکہ اُسے اپنا نام بھی بتا چکا تھا۔ اب جبکہ چیف باس اس سے رابطہ قائم کرے گا تو تمام صورت حال سامنے آجائے گی اور اس طرح اس کی وفاداری مشکوک ہو جائے گی اور پھر اس کا نتیجہ سوائے اس کی فوری موت کے اور کچھ نہ نکل سکے گا۔

واکر بیٹھا یہی بات سوچ رہا تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور واکر نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ـــ واکر سپیکنگ" ـــــ واکر نے بجھے بجھے لہجے میں کہا۔

"مارکوئیس بول رہا ہوں سر ـــــ مارٹن کی کار کو پولیس والے اپنے ہیڈ کوارٹر کی ورکشاپ میں لے گئے ہیں ـــــ مارٹن کو اس کی اطلاع نہیں دی گئی ـــــ مزید یہ کہ پولیس کے افراد سفید کپڑوں میں مارٹن کے کمرے کی باقاعدہ نگرانی کر رہے ہیں" ـــــ مارٹن نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ اب میری نئی ہدایت سنو! ـــ تم نے مارٹن کو فوری طور پر ہلاک کرنا ہے ـــ ہر قیمت پر ـــ اُسے بے دریغ گولیوں سے چھلنی کر دو ـــ چاہے اس کے لئے تمہیں کتنا بڑا رسک ہی کیوں نہ لینا پڑے" واکر نے سخت لہجے میں مارکوئیس کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ـــ حکم کی تعمیل ہو گی" ـــــ مارکوئیس نے جواب دیا۔

"تعمیل ہوتے ہی مجھے رپورٹ دو ـــ اور سنو! ـــ میں کوتاہی اور ناکامی کے الفاظ برداشت نہیں کروں گا" ـــــ واکر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ـــ مارکوئیس کبھی اپنے مشن میں ناکام نہیں ہوا" ـــ مارکوئیس نے جواب دیا۔

"میں تمہاری رپورٹ کا منتظر رہوں گا" ـــــ واکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس کی زندگی صرف اسی صورت میں بچ سکتی ہے کہ مارٹن چیف باس سے رابطہ قائم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے۔ اور اُسے یقین تھا کہ مارکوئیس اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔ کیونکہ مارکوئیس کی فطرت کو وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ انتہائی دلیر اور سچا نشانہ باز تھا۔ اس لئے اُسے امید تھی کہ وہ حکم کی تعمیل میں اپنی جان تک لڑا دے گا۔

صفدر نے ہسپتال سے نکلتے ہی ایک خالی ٹیکسی انگیج کی اور اُسے موٹر رجسٹریشن آفس چلنے کے لئے کہا اور پھر مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد تھوڑی سی دیر میں ٹیکسی نے اسے موٹر رجسٹریشن آفس کے سامنے اتار دیا۔ یہ ایک بہت بڑی عمارت تھی جس میں کئی شعبے تھے۔

صفدر ٹیکسی کو فارغ کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا انکوائری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"میں ڈیلی نیوز سروس کا خصوصی رپورٹر ہوں ___ مجھے ایک کار کی رجسٹریشن کے بارے میں معلومات چاہئیں" ___ صفدر نے انکوائری کلرک کے پاس جا کر بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"سوری ___ سوائے پولیس کے ہم قانوناً رجسٹریشن ریکارڈ کے بارے میں کسی کو معلومات مہیا نہیں کر سکتے" ___ انکوائری کلرک نے بڑے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو دوست ___ ہم لوگ بھی عوام کے لئے کام کرتے ہیں۔ اس کے باوجود معلومات کا معقول معاوضہ بھی ادا کرتے ہیں ___ کیا پچاس ڈالر تمہیں بُرے لگتے ہیں" ___ صفدر نے دوسرا داؤ استعمال کیا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے پچاس ڈالر کا نوٹ نکال کر اسے انگلیوں میں مروڑنا شروع کر دیا۔ اس ملک میں پہنچنے سے پہلے ہی عمران نے انہیں خاصی بڑی کرنسی دے دی تھی تاکہ انہیں کسی پریشانی کا شکار نہ ہونا پڑے۔

"اس مہنگائی کے دور میں پچاس ڈالر کی کیا وقعت ہے ___ کم از کم سو ڈالر کی بات کرو تو شاید میں تمہارے حق میں سوچنے کی کوشش کروں" ___ کاؤنٹر کلرک نے جواب دیا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں پیدا ہونے والی چمک صفدر نے بخوبی دیکھ لی۔

"ٹھیک ہے ___ مجھے منظور ہے" ___ صفدر نے جیب سے ایک اور نوٹ نکالتے ہوئے کہا۔ اور کاؤنٹر کلرک نے تیزی سے دونوں نوٹ صفدر کے ہاتھوں سے جھپٹ لئے اور اس کے چہرے پر اب مسکراہٹ دوڑنے لگی تھی۔

"فرمائیے جناب ! ___ آپ کی خدمت کے لئے تو ہم ہر وقت تیار رہتے ہیں ___ نمبر بتائیے" ___ انکوائری کلرک نے تیزی سے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے اُسے کار کا نمبر اور ماڈل بتا دیا ___ انکوائری کلرک نے سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور پھر مختلف نمبر دبا دیئے۔

"ہیلو ___ گریسی بول رہا ہوں ___ انکوائری ___ پولیس ھیڈکوارٹر نے ایک کار کی رجسٹریشن تفصیلات فوری طور پر طلب کی ہیں" ___ انکوائری کلرک نے صفدر کو آنکھ مارتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات

سُن کر اس نے صفدر کے بتاتے ہوئے نمبر دوہرا دیئے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسیور رکھ دیا۔

"ابھی چند لمحوں میں تفصیلات مل جائیں گی ــــ ویسے بائی دی وے یہ تو بتاؤ کہ اخبار کو اس کار کی رجسٹریشن سے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے ــــ؟" انکوائری کلرک نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

"سوڈالر لینے کے بعد تمہیں اس سوال کا حق نہیں رہا دوست ــــ ویسے بھی معلومات اگر فروخت ہوتی ہیں تو پھر خریدی بھی جاتی ہیں ــــ اگر تم دلچسپی لینا چاہتے ہو تو دو سو ڈالر دو ــــ میں بتا دیتا ہوں" ــــ صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ! ــــ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے ــــ ہوگی کچھ" ــــ انکوائری کلرک نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور صفدر مسکرا دیا۔

چند لمحوں بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور انکوائری کلرک نے ریسیور اٹھا لیا وہ دوسری طرف سے ہونے والی بات سنتا رہا۔ پھر اس نے تھینک یو کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

"یہ کار ماڈل موٹر ہائر کمپنی کی ملکیت ہے ــــ اس کمپنی کا صدر دفتر ولنگٹن روڈ پر ہے" ــــ انکوائری کلرک نے کہا اور صفدر اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تیزی سے واپس مڑ گیا۔ مسئلہ مزید الجھ گیا تھا کہ کار کرایہ پر حاصل کی گئی تھی۔ اب اُسے ہائر کمپنی سے معلومات حاصل کرنا ہوں گی۔ کیونکہ وہ لوگ گرین کارڈ کے بغیر موٹر کرایہ پر نہیں دیتے اور گرین کارڈ ایسی چیز ہے جسے نہ ہی جعلی طور پر بنایا جا سکتا تھا اور نہ اُسے چھپایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے عمارت سے باہر آکر ایک خالی ٹیکسی انگیج کی اور پھر اُسے

ولنگٹن روڈ پر چلنے کے لئے کہا۔ اور ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔

ایک موڑ مڑتے ہی جیسے ٹیکسی آگے بڑھی اُسے رکنا پڑا۔ کیونکہ ٹریفک بلاک تھی اور وہاں بہت سے لوگ اکٹھے تھے۔ درمیان میں ایک کار پچکی ہوئی پڑی تھی۔ پولیس کے افراد بھی وہاں موجود تھے۔ اور وہ وہاں رکی ہوئی ٹریفک کو بحال کرنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی کو راستہ ملا اور وہ آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی آگے بڑھی۔ مگر جب وہ پچکی ہوئی کار کے قریب سے گزری تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ پچکی ہوئی کار پر موجود نمبر پلیٹ وہی تھی جسے صفدر تلاش کر رہا تھا۔

"ٹیکسی آگے کر کے روک دو دوست ــــ مجھے یہاں ایک دوست نظر آگیا ہے۔ اس سے فوری ملنا ضروری ہے" ــــ صفدر نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی ایک طرف کر کے روک دی۔ صفدر نے میٹر دیکھ کر کرایہ ادا کیا اور پھر تیزی سے واپس اس پچکی ہوئی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند ہی لمحوں بعد صفدر کو معلوم ہو گیا تھا کہ کار تیز رفتاری کی وجہ سے ایک بڑے ٹرالے سے ٹکرا گئی تھی اور اس میں سوار واحد آدمی جو کار ڈرائیو کر رہا تھا شدید زخمی ہو گیا ہے۔ اُسے فوری طور پر نزدیکی پورٹ ٹولیو ہسپتال میں پہنچا دیا گیا ہے۔ پھر صفدر نے پورٹ ٹولیو ہسپتال کا پتہ معلوم کر لیا۔ وہ چند بلاک دور تھا۔ اس قسم کے چھوٹے چھوٹے ہسپتال ایمرجنسی سے نمٹنے کے لئے نزدیک نزدیک بنائے گئے تھے۔

صفدر پیدل چلتا ہوا پورٹ ٹولیو ہسپتال کی عمارت تک پہنچ گیا اور پھر

وہاں بھی انکوائری کلرک کو پچاس ڈالر کا نوٹ دینا پڑا۔ البتہ پچاس ڈالر کے نوٹ نے اُسے ڈرائیور کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں خاصی مدد دی۔ اس کی جیب سے نکلنے والے کاغذات کی بنیاد پر اس کا نام کارل تھا۔ قومیت فن لینڈ کی تھی۔ اس کی رہائش گرین وڈ بلاکس میں تھی فلیٹ نمبر ۱۱۲۔

صفدر نے دوسرے لمحے گرین وڈ بلاک میں پہنچنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق اس کی رہائش گاہ سے شاید اس کے متعلق مزید معلومات حاصل ہو سکیں۔

گرین وڈ بلاک ایک پانچ منزلہ عمارت تھی جس میں تمام رہائشی فلیٹ تھے۔ صفدر لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر پہنچ گیا۔ کیونکہ نیچے لگے ہوئے بورڈ کی مدد سے اس نے معلوم کر لیا تھا کہ کمرہ نمبر ایک سو بارہ چوتھی منزل پر ہے۔ چوتھی منزل کی گیلری میں داخل ہوتے ہی وہ تیزی سے مطلوبہ کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

گیلری سنسان پڑی ہوئی تھی اور تقریباً تمام کمروں کے دروازے بند تھے۔ سب لوگ شاید کام پر گئے ہوئے تھے۔ کمرہ نمبر ایک سو بارہ کے باہر کارل آرکس کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔ صفدر نے بڑے اطمینان سے ایک تار کی مدد سے آٹومیٹک لاک کھول لیا اور پھر دروازہ دھکیلتا ہوا وہ فلیٹ میں داخل ہو گیا۔

یہ دو کمروں پر مشتمل ایک چھوٹا سا فلیٹ تھا لیکن فلیٹ میں داخل ہوتے ہی صفدر چونک پڑا کیونکہ فلیٹ کی ہر چیز پر گرد کی دبیز تہہ موجود تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کئی دنوں سے اس میں کوئی داخل نہیں ہوا۔ اور صفدر سمجھ گیا کہ فلیٹ میں کارل کی رہائش نہیں ہے بلکہ صرف گرین کارڈ

میں کسی نہ کسی پتے کے اندراج کے لئے اسے کرایہ پر لیا گیا ہے۔ اس لئے صفدر قدرے مایوس ضرور ہوا لیکن اس کے باوجود اس نے تلاشی لینے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ اب یہاں تک پہنچ جانے کے بعد یوں واپس چلا جانا اس کے لئے ناممکن تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں اس نے فلیٹ کی ہر چیز کھنگال ڈالی۔ لیکن کوئی ایسی چیز اُسے نہ ملی جس سے کوئی کلیو مل جاتا۔ وہ مایوس ہو کر واپس لوٹنے ہی لگا تھا کہ اچانک اس کی نظریں ایک طرف پڑی ہوئی ردی کی ٹوکری پر پڑیں جس میں پھاڑے ہوئے کاغذات کے ٹکڑے موجود تھے۔ صفدر نے ردی کی ٹوکری اٹھا کر میز پر پلٹ دی اور پھر ایک ایک ٹکڑے کو غور سے دیکھنے لگا۔

چند لمحوں بعد صفدر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس کی نظریں ایک سُرخ رنگ کے کارڈ پر پڑ گئی تھیں۔ اس کارڈ کے کونے میں ایک سات رنگوں کا دائرہ سا بنا ہوا تھا جس کے نیچے باریک الفاظ میں پاور لینڈ پرنٹ تھا۔ کارڈ کی پشت پر کیفے شائی لاک کمرہ نمبر بائیس اور مارٹن چیف باس کے الفاظ درج تھے۔ یہ ایک اہم کلیو تھا۔ اس لئے صفدر نے کارڈ جیب میں ڈالا اور پھر فلیٹ سے نکل کر وہ چند لمحوں بعد واپس سڑک پر پہنچ گیا۔ اب اس نے فوری طور پر کیفے شائی لاک پہنچنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ تاکہ مارٹن کا حدود اربعہ معلوم کر سکے۔ جسے چیف باس لکھا گیا تھا۔

چیف باس کے الفاظ سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہی اس گروہ کا انچارج ہے جس گروہ نے اس طرح دن دہاڑے بھرے ہسپتال میں یوں بڑی دلیری سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے لئے حملہ

کر دیا تھا۔

اب صفدر کو یہ بھی یقین آ گیا تھا کہ کار تباہ کرنے والا گروپ بھی اسی مارٹن کا ہی ہوگا۔ اور جب اُسے علم ہوا ہوگا کہ عمران اور اس کے ساتھی صرف زخمی ہوتے ہیں تو پھر اس نے ہسپتال پر حملہ کر دیا۔

ٹیکسی تیزی سے سڑکوں پر دوڑتی جا رہی تھی اور صفدر خاموش بیٹھا ابھی خیالات میں غرق تھا۔ اب تک اُسے عمران کے فن لینڈ آنے کا مقصد سمجھ میں نہ آیا تھا۔ پاور لیسنڈ فن لینڈ میں تو نہ تھا۔ اور نہ ہی عمران نے کسی خاص ٹارگٹ کی نشاندہی کی تھی۔ لیکن فن لینڈ پہنچتے ہی جس طرح پے در پے جو واقعات ہوئے تھے اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ یہاں پاور لیسنڈ کا کوئی ایسا ٹارگٹ موجود ہے جسے وہ عمران کے ہاتھوں میں نہ جانے دینا چاہتے ہوں گے۔ لیکن سوال یہ تھا کہ ان کی یہاں آمد کا انہیں کیسے پتہ چل گیا اور پھر ایک اور پہلو بھی اُسے دعوتِ فکر دے رہا تھا کہ حملے صرف عمران، جوزف اور جوانا پر ہو رہے ہیں جبکہ ٹیم کے باقی ممبران حسبِ معمول پُرسکون تھے۔ اس کی کوئی وجہ صفدر کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ اچانک جیسے سیاہ بادلوں میں بجلی کوندتی ہے اسی طرح صفدر کے ذہن میں جھماکا ہوا۔ اور وجہ اس کی سمجھ میں آ گئی۔

جوانا ماسٹر کلر کا ممبر تھا۔ اور ماسٹر کلر کا گروپ ان علاقوں میں یقیناً جانا پہچانا ہوگا۔ اس لئے جوانا کو پہچان لیا گیا ہوگا۔ اور پھر جوانا کی مدد سے عمران کو ٹارگٹ بنایا گیا ہوگا۔ جوانا کی شخصیت ایسی تھی کہ اگر اس کا میک اپ بھی کر دیا جاتا تب بھی وہ اپنے مخصوص ڈیل ڈول کی وجہ سے پہچانا جا سکتا تھا۔ اور پھر شاید عمران بھی اُسے ہمراہ اسی لئے لے آیا ہوگا

ٹارگٹ کے طور پر استعمال کر سکے۔

اب صورتِ حال واضح ہوتی جا رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ یہاں عمران کے خلاف دو گروپ کام کر رہے تھے۔ ایک گروپ نے جوانا کے ذریعے عمران سے رابطہ قائم کیا ہوگا جبکہ دوسرے گروپ نے اس پر براہِ راست حملہ کر دیا۔ اور یہ دوسرا گروپ یقیناً مارٹن کا ہوگا۔

"صاحب۔ کیفے شانی لاک آ گیا ہے" ـــــ اچانک ڈرائیور کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور صفدر بُری طرح چونک اٹھا۔ اُسے احساس تک نہ ہوا تھا کہ ٹیکسی اپنی منزل پر پہنچ کر رک بھی گئی تھی۔

صفدر سر ہلاتا ہوا ٹیکسی سے اترا اور کرایہ ادا کر کے وہ کیفے شانی لاک کے مین گیٹ میں داخل ہو گیا۔ چونکہ اُسے مارٹن کے کمرے کا نمبر معلوم تھا اس لئے وہ کاؤنٹر کی طرف جانے کی بجائے سیدھا لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند ہی لمحوں میں لفٹ نے اُسے دوسری منزل پر پہنچا دیا لیکن لفٹ سے اترتے ہی وہ یہ دیکھ کر ٹھٹک گیا کہ کمرہ نمبر بائیس کے سامنے چار پولیس آفیسران کھڑے تھے اور ان میں سے ایک بڑی شدت سے دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور صفدر کو مارٹن کی ایک جھلک نظر آئی۔ وہ خاصا خوبصورت اور وجیہہ نوجوان تھا۔ پولیس آفیسران کے اندر جاتے ہی آٹومیٹک دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی صفدر ستون کی آڑ سے آگے بڑھا۔ وہ پولیس آفیسران کی وجہ سے آگے بڑھنے کی بجائے ستون کی آڑ میں ہو گیا تھا۔ ساتھ والے کمرے کا دروازہ بند تھا اور اس کے ہینڈل پر موجود گرد کی تہہ بتا رہی تھی کہ کمرہ خالی ہے۔ صفدر تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھا اور پھر اس

نے جیسے ہی ہینڈل دبایا، دروازہ کھلتا چلا گیا۔ صفدر نے اندر داخل ہو کر دروازے کی چٹخنی پکڑ کر آہستہ سے چڑھائی اور پھر اس نے کمرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔

دونوں کمروں کے درمیان کوئی روشندان تک نہ تھا جس سے وہ دوسری طرف جھانک سکتا۔ یا ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سن سکتا۔ اس لئے وہ تیزی سے عقبی کھڑکی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے عقبی کھڑکی کھول کر جھانکا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ کھڑکی کے نیچے ایک بڑا سا آرائشی ڈبہ بنا ہوا تھا جس میں ایک آدمی آسانی سے چھپ سکتا تھا۔ ہر کھڑکی کے نیچے اس طرح کے ڈبے بنے ہوئے تھے جن کی بلندی اتنی تھی کہ آدھی کھڑکیاں ان ڈبوں میں چھپ گئی تھیں۔

صفدر بڑی آہستگی سے ڈبے کے اندر اتر گیا۔ ساتھ والے کمرے کی کھڑکی آدھی کھلی ہوئی تھی۔ صفدر نے ادھر اُدھر دیکھا نیچے سڑک پر ٹریفک جاری تھی۔ اور پھر صفدر بڑی آہستگی سے ساتھ والے ڈبے میں اتر گیا۔ اب وہ قدرے جھک کر کھڑا ہو گیا۔ اس طرح اُسے باہر سے بھی نہ دیکھا جا سکتا تھا اور اب اندر ہونے والی گفتگو اُسے واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔ البتہ وہ خود کھڑکی کے پٹ کی آڑ میں تھا۔

"مگر کس جرم میں ــــ اور کیوں ـــــــ؟" ایک حیرت بھری آواز صفدر کے کانوں میں پڑی۔

"ہوٹل رگنزا کے عقب میں آپ کی کار سے ایک کار پر بم مارا گیا ہے ـــ اس سلسلے میں ہم تفتیش کر رہے ہیں" ـــ ایک کرخت سی آواز سنائی دی اور صفدر سمجھ گیا کہ یہ آواز یقیناً پولیس آفیسر کی ہو سکتی ہے اور

اس سے صاف ظاہر تھا کہ پہلی آواز مارٹن کی تھی۔

پھر وہ کمرے میں ہونے والی گفتگو سنتا رہا۔ اُسے اس وقت بے حد حیرت ہوئی جب مارٹن نے خود ہی سب کچھ بتانے کی حامی بھر لی۔ اس کی چھٹی حس ہوشیار کا الارم بجانے لگی۔ کیونکہ وہ ایسے مجرموں کی نفسیات سے اچھی طرح واقف تھا۔ یہ لوگ اس انداز میں بھی ڈاج دیا کرتے تھے۔

مارٹن اب پولیس سے اپنا تحفظ اور اپنی حفاظت کی گارنٹی مانگ رہا تھا اور صفدر سوچ رہا تھا کہ دن دہاڑے ہسپتال میں حملہ کرنے والے گروپ کا انچارج اتنا بودا اور بزدل نہیں ہو سکتا۔ یقیناً مارٹن کوئی خاص چال چل رہا تھا چنانچہ اس نے رسک لینے کا فیصلہ کیا۔ اور پھر اس نے انتہائی آہستگی سے چوکھٹ سے اپنا سر اوپر کو اٹھایا۔ دوسرے لمحے وہ قدرے مطمئن ہو گیا کیونکہ کھڑکی پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ اس لئے اُسے اندر سے نہ دیکھا جا سکتا تھا۔ دو پردوں کے درمیان ایک معمولی سی جھری سے اس نے آنکھ لگا دی۔ اب اُسے کمرے کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔

کمرے میں اس خوبصورت اور وجیہہ آدمی کے ساتھ وہی چاروں پولیس آفیسران موجود تھے۔ جو صفدر کے سامنے کمرے میں داخل ہوتے تھے۔ ایک پولیس آفیسر مڑ کر دروازے کی چٹخنی چڑھا رہا تھا۔ جب کہ دوسرے نے جیب سے نوٹ بک اور پنسل نکال لی تھی۔ وہ شاید مارٹن کا بیان نوٹ کرنے کے لئے تیار ہو رہے تھے۔

"تشریف رکھیئے ـــــ اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو ایک اہم دستاویز دکھاؤں" ـــــ مارٹن کے لہجے میں اطمینان کی جھلکی تھی۔ اور صفدر چونک گیا۔ وہ مارٹن کے لہجے میں پنہاں پُراسراریت بھانپ گیا تھا جب کہ

سیدھے سادھے پولیس آفیسران ہر خطرے سے بے نیاز مطمئن کھڑے تھے اور پھر صفدر نے مارٹن کے ہاتھ میں ایک عجیب ساخت کا چپٹا سا پستول دیکھا پولیس آفیسران کے ہاتھ تیزی سے سائیڈ ہولسٹروں کی طرف بڑھے مگر مارٹن نے پستول کا ٹریگر دبا دیا۔

پستول میں سے نیلے رنگ کی شعاع نکلی اور دھار کی صورت میں یکے بعد دیگرے ان چاروں کے سینوں پر پڑی اور ان چاروں پولیس آفیسران کی آنکھیں ایک لمحے کے لئے پھٹیں، دوسرے لمحے ان کے سر ڈھلکتے چلے گئے۔ وہ چاروں ہی بغیر کوئی آواز نکالے ختم ہو چکے تھے۔

مارٹن نے بڑے اطمینان سے پستول واپس جیب میں رکھ لیا تھا۔ اور صفدر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ان چاروں پولیس آفیسران کے مردہ جسموں میں ہلکے ہلکے دھماکوں کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ان کے مردہ جسموں میں سے نیلے رنگ کا دھواں نکلنے لگا۔ دھواں ان کے جسم کے ہر مسام سے نکل رہا تھا۔ دھواں لمحہ بہ لمحہ دبیز ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ ان کے جسموں پر موجود وردیاں ڈھیلی پڑتی چلی جا رہی تھیں۔

اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد فرش پر صرف وردیاں اور بوٹ پڑے ہوئے تھے۔ پولیس آفیسران کے جسم دھوئیں میں تبدیل ہو کر غائب ہو چکے تھے اور دھواں پردوں کی جھری سے باہر نکل رہا تھا۔ صفدر نے سانس روک لیا تھا۔ اسے خطرہ تھا کہ یہ دھواں جو اس کے اوپر سے گذر رہا تھا کہیں اسے بھی نقصان نہ پہنچائے لیکن یہ دھواں تیزی سے بکھرتا چلا جا رہا تھا۔

مارٹن نے آگے بڑھ کر فرش پر پڑی ہوئی وردیاں اور بوٹ سمیٹے ریوالور اور ہولسٹر اٹھائے اور پھر وہ دروازے کے ساتھ والے دروازے میں داخل ہو گیا

جو صفدر کے خیال کے مطابق باتھ روم کا دروازہ تھا۔

صفدر سمجھ گیا کہ وہ ان وردیوں کو جلانے کے لئے اندر گھسا ہے تاکہ پولیس آفیسران کی وہاں موجودگی کا کوئی نشان تک باقی نہ رہے۔ چنانچہ اب اس نے مارٹن سے براہ راست دو دو ہاتھ کرنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ اب اس بات کا تو علم ہو چکا تھا کہ کار پر بم پھینکنے والا مارٹن ہی تھا۔

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ کھڑکی کراس کر کے اندر داخل ہو لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے ارادے پر عمل کرتا، باتھ روم کا دروازہ کھلا اور مارٹن باہر نکلتا نظر آیا۔ اب اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا شاپنگ بیگ کے سے انداز کا۔ مارٹن تیزی سے کھڑکی کے قریب موجود الماری کی طرف بڑھا اور صفدر نیچے جھک گیا۔ پھر اس نے سر اٹھایا تو اس نے مارٹن کو سامان سمیٹتے ہوئے دیکھا صفدر سمجھ گیا کہ اب وہ فرار ہو رہا ہے۔ چنانچہ وہ واپس مڑا اور پھر انتہائی احتیاط اور آہستگی سے ساتھ والے ڈبے میں اترا اور وہاں سے کھڑکی کے ذریعے واپس کمرے میں پہنچا اس نے بڑی آہستگی سے چٹخنی ہٹائی اور پھر دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

اسی لمحے مارٹن ہاتھ میں ایک بیگ اٹھائے اپنے کمرے سے باہر آیا۔ اس نے ایک نظر صفدر پر ڈالی اور پھر تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ صفدر بھی رکے بغیر اس کے ساتھ چلتا ہوا لفٹ میں پہنچ گیا۔ لفٹ میں دونوں اکیلے ہی تھے لیکن ایک دوسرے سے بالکل اجنبی۔

مارٹن کا چہرہ قطعی پرسکون تھا جیسے چار پولیس آفیسران کو قتل کرنے کی بجائے اس نے چار مکھیاں مار ڈالی ہوں۔

لفٹ نے چند لمحوں میں انہیں ہال میں پہنچا دیا۔ پھر مارٹن تو کاؤنٹر کی

طرف بڑھتا چلا گیا۔ جبکہ صفدر تیز تیز قدم اٹھاتا مین گیٹ کی طرف بڑھا۔ وہ مارٹن سے پہلے باہر پہنچ کر اس کے تعاقب کے لئے کسی ٹیکسی کا بندوبست کرنا چاہتا تھا۔

کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکلتے ہی صفدر کی نظریں سڑک کے پار ایک گلی پر پڑیں جہاں ایک دروازے کے سامنے ایک ہیوی موٹر سائیکل کھڑا ہوا تھا۔ صفدر نے سر ہلایا اور پھر تیزی سے سڑک کراس کر کے وہ اس گلی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ اس موٹر سائیکل کو استعمال کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ کیونکہ اس طرح اُسے تعاقب کرنے میں آسانی رہتی۔

صفدر موٹر سائیکل کے سامنے ایک لمحے کے لئے رُکا اور پھر اس نے جیب سے چابیوں کا ایک گچھا نکالا۔ اس میں ماسٹر کی موجود تھی۔ اس نے ادھر اُدھر دیکھا اور دوسرے لمحے ماسٹر کی تیزی سے موٹر سائیکل کے ہینڈل کے تالے میں گھس کر تیزی سے گھوم گئی۔ ساتھ ہی کھٹک کی ہلکی سی آواز ابھری اور لاک کھلتا چلا گیا۔ صفدر نے چابی باہر نکالی اور پھر وہ سڑک کی طرف دوبارہ بڑھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی بنگلے سے ٹہلنے کے لئے باہر نکلا ہو۔ اسی لمحے اُسے مارٹن کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکلتا نظر آیا۔ اور وہ گیٹ سے باہر نکلتے ہی رُکے بغیر فٹ پاتھ پر پیدل ہی دائیں طرف چلنے لگا۔ اب صفدر الجھن میں پھنس گیا کہ کیا وہ پیدل ہی کہیں جانے کا ارادہ رکھتا ہے یا فی الحال وقتی طور پر کیفے سے دُور نکل جانا چاہتا تھا۔ لیکن تھوڑی ہی دور آگے ایک بس سٹاپ پر اس کے رُکتے ہی صفدر نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ بس کے ذریعے سفر کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ بس سٹاپ پر موجود طویل قطار کے آخر میں کھڑا ہو گیا تھا۔ صفدر کو اندازہ ہو گیا کہ ایک دو بسوں

میں اس کے سوار ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ کیونکہ قطار خاصی طویل تھی۔

اب صفدر کے لئے دو صورتیں تھیں کہ وہ اس کے ساتھ ہی بس میں سوار ہو جاتا ——— یا پھر موٹر سائیکل کے ذریعے بس کا تعاقب کرتا۔ اور پھر اس نے موٹر سائیکل کے ذریعے ہی تعاقب کرنے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ ہو سکتا تھا کہ وہ بس سے کسی بھی اسٹاپ پر اتر کر ٹیکسی لے لیتا۔ اور صفدر ہاتھ ملتا رہ جاتا۔ دوسری بات یہ بھی تھی کہ وہ اُسے اپنے ساتھ بس میں دیکھ کر چونک بھی سکتا تھا۔

صفدر تیزی سے واپس مڑا اور پھر اس گلی کی طرف بڑھنے لگا جس میں موٹر سائیکل کھڑی تھی۔ موٹر سائیکل وہاں موجود تھی۔ صفدر نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ماسٹر کی اس کے سوئچ میں ڈال کر گھمائی تو نیوٹل لائٹ جل اٹھی اور دوسرے لمحے صفدر اچھل کر اس پر بیٹھا اور پھر خود کار سٹارٹنگ بٹن دباتے ہی موٹر سائیکل کا نفیس انجن جاگ پڑا۔ صفدر نے گیئر لگا کر ایکسیلیٹر گھمایا تو موٹر سائیکل ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور دوسرے لمحے وہ سڑک پر آ کر تیزی سے ٹریفک میں شامل ہو گئی۔ اس نے صرف ایک لمحے کے لئے مڑ کر گلی کی طرف دیکھا لیکن وہاں خاموشی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ موٹر سائیکل کا مالک ابھی تک اس کی چوری سے واقف نہ ہو سکا تھا۔ اب صفدر مطمئن ہو گیا۔ اس نے بس اسٹاپ سے تھوڑا آگے بڑھ کر موٹر سائیکل روک لی۔

مارٹن ابھی تک قطار میں کھڑا تھا۔ لیکن اب قطار خاصی سکڑ چکی تھی اور پھر چند لمحوں بعد ایک بس اسٹاپ پر آ کر رکی اور مارٹن بس میں سوار ہو گیا۔

جب بس آگے بڑھ کر صفدر کو کراس کر گئی تب صفدر اس کے پیچھے چلنے لگا۔ وہ ہر اسٹاپ پر رفتار آہستہ کر کے موٹر سائیکل کو کسی نہ کسی سائیڈ

میں روک لیتا اور پھر بس سے اترنے والوں کو چیک کرتا۔ چوتھے اسٹاپ پر مارٹن بس سے اترا اور پھر پیدل ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دور آگے جانے کے بعد اس نے ایک ٹیکسی انگیج کر لی۔ اور پھر صفدر کافی فاصلہ رکھ کر ٹیکسی کا تعاقب کرنے لگا۔

مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد ٹیکسی انگلن روڈ پر پہنچ کر ایک چوک پر رک گئی اور مارٹن نیچے اتر آیا۔ اس کے ہاتھ میں بدستور بیگ موجود تھا۔ صفدر نے کافی دور ہی ایک درخت کی آڑ میں موٹر سائیکل روک دی۔ جب ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو مارٹن سڑک کراس کر کے آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی سی دیر بعد وہ سبز رنگ کی ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر آ پہنچ گیا۔ اور پھر پھاٹک کھل گیا۔ صفدر نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔ ایک بار تو اس نے سوچا کہ کوٹھی کے اندر داخل ہو کر مارٹن سے کچھ معلومات کرے۔ لیکن پھر اس نے سوچا کہ جولیا کو اطلاع کر دی جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اسے اس بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو چکی ہوں۔ یا کم از کم وہ ہسپتال میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلومات تو حاصل کر سکتی ہے۔ چنانچہ اس نے موٹر سائیکل کو وہیں درخت کی آڑ میں سٹینڈ کیا اور اس کا انجن بند کر کے وہ چوک کی طرف بڑھنے لگا۔ جہاں ایک پبلک فون بوتھ موجود تھا۔

مارٹن نے کوٹھی میں داخل ہوتے ہی سیدھا تہہ خانے کی سیڑھیوں کا رخ کیا۔ اور پھر سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ تہہ خانے میں ایک دیوار کے ساتھ چھوٹی سی مشین نصب تھی جس پر مختلف رنگوں کے بلب موجود تھے۔ درمیان میں ایک سکرین تھی۔

مارٹن نے اپنا بیگ ایک طرف رکھا اور پھر مشین کے سامنے بیٹھ کر اسے آن کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ بیگ میں سے تیز سیٹی کی آواز بلند ہوئی اور مارٹن نے مشین کے سوئچ کی طرف بڑھتا ہوا اپنا ہاتھ روک لیا۔ اس نے تیزی سے بیگ اٹھا کر اسے کھولا اور پھر اس میں سے وہ کیسٹ ریکارڈر نکال لیا جو دراصل ایک جدید ترین ٹرانسمیٹر تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا۔

"ہیلو — اشارکا لنگ بلیک مسن۔ اوور" — ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی دوسری طرف سے اشار کی آواز سنائی دی۔

"یس — بلیک من سپیکنگ! — تم کہاں رہ گئے تھے۔ اتنی دیر بعد

کال کیا ہے۔ اوور" ——— ؟ مارٹن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"سوری باس! ——— واقعات ہی ایسے پیش آگئے تھے۔ اوور" ——— اشار نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"کیا واقعات پیش آگئے ——— تفصیل سے بتاؤ۔ اوور" ——— مارٹن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"باس! ——— اسکائی اور موان نے اس اطالوی اور حبشیوں کے کمرے پر حملہ کرنے کے لئے اس کے عقبی دروازے کا شیشہ توڑا ہی تھا کہ دو افراد ان پر چڑھ دوڑے ——— اور پھر وہاں خوفناک جنگ ہوئی ——— موان چوتھی منزل سے گر کر دم توڑ گیا۔ جب کہ اسکائی فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ مگر اس کی کار کا ایکسیڈنٹ ہوگیا اور اس کی لاش کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہوگئی۔ اوور" ——— اشار نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔ اور مارٹن یوں حیرت سے بت بنا رپورٹ سن رہا تھا جیسے کسی سنسنی خیز ڈرامے کی کہانی سن رہا ہو۔ اسے یقین نہ آرہا تھا کہ اس کے گروپ کے ساتھ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ اسکائی اور موان تو لڑائی بھڑائی کے فن میں طاق تھے۔

"اور تم کہاں تھے۔ اوور" ——— ؟ چند لمحوں بعد مارٹن نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"آپ نے مجھے صرف نگرانی کا حکم دیا تھا ——— اس لئے میں نے کوئی مداخلت نہ کی اور میرا وہاں مداخلت کرنے کا جواز بھی نہ تھا ——— ورنہ میں بھی دھر لیا جاتا ——— وہاں پولیس موجود تھی ——— اسکائی اور موان نے بغیر کچھ دیکھے بھالے حملہ کر دیا تھا ——— اندھا حملہ ——— جب اسکائی فرار ہوا تو میں اس کے پیچھے گیا۔ لیکن وہ اتنی بے تحاشا تیز رفتاری سے کار چلا رہا تھا جیسے وہ

پاگل ہوگیا ہو ——— اور پھر میری نظروں کے سامنے اس کا ایکسیڈنٹ ہوگیا۔ جب میں نے اس کی لاش دیکھی تو میں نے آپ سے ہدایت لئے بغیر ان کا مشن مکمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ تاکہ مشن بھی مکمل ہو جائے اور ان دونوں کی موت کا انتقام بھی لیا جاسکے ——— چنانچہ میں واپس پلٹا اور پھر ہسپتال پہنچا۔ لیکن ابھی میں ٹیکسی اسٹینڈ کے پاس پہنچا تھا کہ ہمارا اصل شکار یعنی اس اطالوی کو ایک بڑا سا اوورکوٹ پہنے ایک ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے میں نے دیکھا ——— چونکہ آپ نے بتایا تھا کہ ہمارا اصل شکار وہی اطالوی ہے اس لئے میں نے اس کی ٹیکسی کا تعاقب کیا ——— وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر انگلین روڈ پہنچا اور ایک کیفے کے سامنے اتر گیا۔ ٹیکسی کے چلے جانے کے بعد وہ پیدل چلتا ہوا یہاں کی ایک کوٹھی میں داخل ہوا ہے ——— یہ کوٹھی کسی ڈاکٹر ڈکسی کی ہے ——— وہ اب تک کوٹھی کے اندر ہے۔ اوور" ——— اشار نے جواب دیا اور مارٹن رپورٹ کا آخری حصہ سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو ——— ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی میں۔ اوور" ——— ؟ مارٹن نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر! ——— میں نے خود اسے اپنی آنکھوں سے اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور میں اس کوٹھی کی نگرانی کر رہا ہوں۔ اوور" ——— اشار نے جواب دیا۔

"تم اس وقت کوٹھی سے کتنے فاصلے پر ہو۔ اوور" ——— ؟ مارٹن نے پوچھا۔

"میں کیفے کے پاس ایک پبلک بوتھ میں کھڑا ہوں ——— بظاہر میں نے ریسیور اٹھا رکھا ہے ——— لیکن وائرلیس ٹرانسمیٹر پر آپ سے بات کر رہا ہوں۔

یہاں سے وہ کوٹھی صاف نظر آ رہی ہے۔ اوور"۔۔۔۔ اسٹار نے جواب دیا۔

"اُسے کوٹھی میں گئے کتنی دیر ہوئی ہے۔ اوور"۔۔۔۔؟ مارٹن نے ایک خیال کے آتے ہی پوچھا۔

"دس منٹ ہو گئے ہیں جناب!۔۔۔۔ بوتھ خالی نہ تھا اس لئے میں انتظار کرتا رہا۔۔۔۔ اس کے علاوہ چونکہ یہ سڑک خاصی پُر ہجوم ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ مجھے مشکوک سمجھ لیا جاتا۔ اوور"۔۔۔۔ اسٹار نے جواب دیا۔

"او کے!۔۔۔۔ تم نے بے حد قیمتی معلومات پہنچائی ہیں۔۔۔۔ تمہاری ڈیوٹی اب صرف اتنی ہے کہ اس کوٹھی کی نگرانی کرو۔۔۔۔ اگر وہ اطالوی اس کوٹھی سے نکلے تو اس کی نگرانی کرنا۔۔۔۔ اُسے کسی حالت میں بھی ہاتھ سے نہ نکلنے دینا۔۔۔۔ اور سنو!۔۔۔۔ میں بھی اس وقت ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی کے بالمقابل سبز رنگ کی کوٹھی میں موجود ہوں۔۔۔۔ کیفے میں نے چھوڑ دیا ہے۔۔۔۔ نگرانی اس وقت تک جاری رہے گی جب تک میں تمہیں مزید ہدایات نہ دوں۔ اوور"۔۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

"یس سر!۔۔۔۔ مگر سبز کوٹھی میں آپ کب پہنچے۔۔۔۔؟ میں نے تو آپ کو چیک نہیں کیا۔ اوور"۔۔۔۔ اسٹار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ابھی چند لمحے پہلے ہی پہنچا ہوں۔۔۔۔ اور چوک سے اتر کر پیدل ہی آیا ہوں۔ اوور"۔۔۔۔ مارٹن نے جواب دیا۔

"اوہ!۔۔۔۔ شاید اس وقت میں نزدیکی کیفے کے باتھ روم میں تھا۔ میں مجبور ہو گیا تھا۔ اوور"۔۔۔۔ اسٹار نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔ تم نگرانی کرو۔۔۔۔ میں جلد ہی تمہیں کال کروں گا۔۔۔۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ مارٹن نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ٹرانسمیٹر آف

۔۔۔تے ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے مشین آن کرنے کا ارادہ بدل دیا تھا۔ ۔۔۔ مشین کے ذریعے وہ واکر کی شکایت چیف باس سے کرنا چاہتا تھا لیکن ۔۔۔ مسئلہ زیادہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔ اس کے دو بہترین کارکن مارے جا چکے ۔۔۔ اور وہ اطالوی جو یقیناً علی عمران تھا سامنے والی کوٹھی میں موجود تھا۔ ۔۔۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ اس کوٹھی کا اندرونی محل وقوع چیک کر کے خود ۔۔۔ کوٹھی میں داخل ہو اور عمران کو اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ ۔۔۔ دے۔ اس کے بعد چیف باس سے بات چیت کرتا رہے گا۔

چنانچہ اس نے ایک الماری سے طاقتور دُوربین نکالی اور پھر ۔۔۔ جانے کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا عمارت کی پہلی منزل پر پہنچا اور پھر برآمدے ۔۔۔ سے اوپر جانے والی سیڑھیاں چڑھتا ہوا وہ سامنے والی بالکونی کے پیچھے ۔۔۔ کمرے میں آ گیا۔ اس نے کھڑکی کھولی۔ یہاں سے ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی ۔۔۔ اندرونی منظر صاف نظر آ رہا تھا۔

اس نے دُوربین آنکھوں سے لگائی اور ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی کی اندرونی ۔۔۔ صورت حال کا معائنہ کرنے لگا۔

ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی خاصی وسیع و عریض تھی اور پھر اُسے برآمدے میں ۔۔۔ مسلح افراد کھڑے نظر آ گئے اور مارٹن کے چہرے پر سلوٹیں پڑنے لگیں۔ ان ۔۔۔ افراد کی یہاں موجودگی کا مطلب تھا کہ یہاں آسانی سے داخل نہیں ۔۔۔ ہو جا سکتا۔

مارٹن کافی دیر تک جائزہ لیتا رہا۔ پھر وہ اوپر والی منزل سے اتر کر ۔۔۔ نیچے گیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی میں کیسے داخل ہوا ۔۔۔ جائے۔ آخر سوچ سوچ کر اس نے ایک فیصلہ کر ہی لیا اور پھر وہ میک اپ

باکس لے کر بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے جب میک اپ باکس بند کیا تو و
ایک نئے چہرے کا مالک ہو چکا تھا۔ میک اپ باکس واپس الماری میں ا
کر وہ ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔ اور اس نے ایک قیمتی لباس پہنا اور پھر آ
میں اپنا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد وہ ڈریسنگ روم سے نکل کر وہ با
اس تہہ خانے میں پہنچا جہاں اس کا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن
تھوڑی ہی دیر بعد اشار سے اس کا رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو۔ بلیک سن کالنگ۔ اوور" ۔۔۔ مارٹن بار بار یہی فقرہ دوہ
رہا تھا۔

"یس۔ اشار اٹنڈنگ۔ اوور" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ٹرانسمیٹر
اشار کی آواز ابھری۔

"کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ۔۔۔؟ مارٹن نے پوچھا۔

"باس!۔۔۔ ابھی تک وہ اطالوی کوٹھی سے باہر نہیں نکلا ۔۔۔ البتہ
لے ایک اور بات نوٹ کی ہے ۔۔۔ ڈاکٹر وکسن کی کوٹھی سے دو مسلح افر
نکلے ہیں ۔۔۔ وہ آپ والی سبز کوٹھی کے گرد چھپے ہوئے ہیں۔ شاید وہ آ
کی کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہیں ۔۔۔ یا پھر ہو سکتا ہے کہ وہ خود اپنی کو
کی نگرانی کر رہے ہوں۔ کیونکہ ان کا انداز ایسا ہے کہ دونوں ہی صورت
ممکن ہو سکتی ہیں۔ اوور" ۔۔۔ اشار نے جواب دیا۔

"اوہ!۔۔۔ وہ میری کوٹھی کی کس طرف موجود ہیں۔ اوور" ۔۔۔؟ ما
نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ایک آدمی دائیں سائیڈ پر ہے ۔۔۔ ایک عقب سے ذرا ہٹ

جو ہے۔ اوور" ۔۔۔ اشار نے جواب دیا۔

"اوہ!۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ تم ان کا خیال رکھو اور جب یہ نگرانی ختم
دیں تب مجھے اطلاع کرنا۔ اوور" ۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

"مگر باس!۔۔۔ اگر اس دوران وہ اطالوی کوٹھی سے نکل آیا تو۔؟
ور" ۔۔۔ اشار نے پوچھا۔

"تو تم مجھے اطلاع کر کے اس کی نگرانی کرنا۔ اوور" ۔۔۔ مارٹن نے
ب دیا۔

"ٹھیک ہے باس۔ اوور" ۔۔۔ اشار نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ مارٹن نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کی
یشانی پر سوچ کی سلوٹیں ایک بار پھر ابھر آئی تھیں۔

اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس کوٹھی میں داخل ہو کر عمران کو ختم کرے۔
س کوٹھی سے اس کے نکلنے کا انتظار کیا جائے ۔۔۔؟ کوٹھی میں
بعد مسلح افراد اور پھر نگرانی کرنے والے افراد نے اس کو تذبذب
ڈال دیا تھا۔

ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کی وجہ سے وہ اپنے مشن میں کامیاب
ہو سکے۔ اور مارٹن علی عمران کو اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر اسے ذرا سا
موقع مل گیا تو پھر نہ صرف اس کا ہلاک ہونا ناممکن ہو جائے گا۔
لہ وہ خود بھی اس کے ہاتھوں میں پھنس جائے گا ۔۔۔ اس لئے اس
آخر کار یہی فیصلہ کیا کہ عمران کو کوٹھی سے باہر نکلنے دیا جائے۔ اس کے
کسی بھی کھلی جگہ پر اسے گھیر کر مارا جا سکتا ہے۔

چنانچہ وہ اب اشار کی اطلاع کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ لیکن اسے

انتظار کرتے کرتے آدھا گھنٹہ گذر گیا۔ لیکن اشار کی کال وصول نہ ہوئی تو
اس کو بے چینی سی محسوس ہونے لگی۔ اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کو اٹھایا اور
اس کا بٹن دبا کر اشار کو کال کرنے میں مصروف ہو گیا۔

لیکن کافی دیر تک کال کرنے کے باوجود جب اشار کی طرف سے
کوئی جواب نہ ملا تو اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

ابھی ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اُسے بیگ میں رکھا ہی تھا کہ
اُسے دروازے سے باہر کھٹکا سا محسوس ہوا اور وہ چونک کر اٹھ کھڑا
ہوا۔ اس کے اعصاب یکلخت تن گئے تھے۔

مارکوئیس کو مارٹن کے قتل کی ہدایت تو مل گئی اور اس نے حامی بھی بھر لی
تھی لیکن یہاں ماحول ایسا تھا کہ وہ اندھا دھند رسک نہ لے سکتا تھا۔ اُسے
معلوم تھا کہ اگر وہ پکڑا گیا تو کنگ ڈاگ اپنے اصول کے مطابق اس کے پیچھے
نہ آئے گا۔ کنگ ڈاگ نے ہمیشہ ہاتھ پیر بچا کر کام کرنے کی ہدایت کی تھی۔
چونکہ مارٹن کے کمرے کے باہر پولیس والے موجود تھے اس لئے مارکوئیس نے
کوئی خاص موقع ڈھونڈنے تک اپنا مشن ملتوی کر دیا۔

کافی دیر بعد مارکوئیس یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ چار پولیس افسران مارٹن کے
کمرے کا دروازہ کھلوا کر داخل ہو گئے تھے۔ معاملہ اب زیادہ گھمبیر ہوتا چلا جا رہا
تھا۔ مارکوئیس، مارٹن کے سامنے والے خالی کمرے میں چھپا ہوا تھا اور بند
دروازے کی معمولی سی جھری سے نگرانی میں مصروف تھا۔ پولیس افسران
کے اندر جاتے ہی سفید کپڑوں میں نگرانی کرنے والے ایک ایک کر کے چلے
گئے۔ پولیس افسران کو اندر گئے ہوئے جب کافی دیر ہو گئی تو اُسے بے چینی

سی محسوس ہونے لگی۔ لیکن چار پولیس افسران کی موجودگی میں مارٹن پر گولی چلانے کا مطلب صریحاً خودکشی تھی۔ اس لئے مجبوراً وہ انتظار کرتا رہا۔

کافی دیر بعد مارٹن کے کمرے کا دروازہ کھلا اور مارٹن اکیلا ہاتھ میں ایک بیگ اٹھائے باہر نکلا۔ ابھی مارکوئیس سوچ ہی رہا تھا کہ وہ چاروں پولیس افسران کہاں گئے کہ اسی لمحے ساتھ والے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان بھی باہر آگیا۔ یہ نوجوان اس کے سامنے ہی ساتھ والے کمرے میں گیا تھا اس کا انداز بتا رہا تھا کہ اس کا تعلق بھی پولیس سے ہے۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے لفٹ میں سوار ہو کر نیچے چلے گئے تو مارکوئیس تیزی سے باہر نکلا اور اس نے مارٹن کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید مارٹن نے چاروں پولیس افسران کو بیہوش کر دیا ہوگا۔ لیکن کمرہ اور باتھ روم دونوں خالی پڑے ہوئے تھے۔

مارکوئیس حیرت کے عالم میں تیزی سے واپس مڑا اور پھر لفٹ کے ذریعے نیچے ہال میں آیا تو مارٹن اس وقت تک وہاں سے جا چکا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مین گیٹ سے باہر آیا۔ تو اس نے مارٹن کو کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر دائیں طرف مڑتے ہوئے دیکھا۔ اب وہ موقع آگیا تھا جب وہ اپنا مشن مکمل کر سکتا تھا چنانچہ اس نے تیزی سے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ باہر آکر وہ جیسے ہی دائیں طرف مڑا، وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مارٹن بس اسٹاپ پر کھڑے مسافروں کی طویل قطار میں شامل تھا۔ چونکہ اس کے پیچھے بھی قطار میں پانچ چھ افراد تھے اس لئے وہ صحیح نشانہ نہ لے سکتا تھا۔ چنانچہ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا آگے بڑھا اور پھر خود بھی جا کر بس اسٹاپ کی قطار میں شامل ہو گیا۔ اب مارٹن اس سے سات افراد

آگے تھا لیکن وہاں لوگوں کا ہجوم اتنا تھا کہ مارکوئیس اگر مارٹن کو یہاں گولی مار دیتا تو اس کا بچ نکلنا انتہائی مشکل ہو جاتا۔ چنانچہ وہ خاموش کھڑا رہا۔

تھوڑی دیر بعد ایک بس میں وہ مارٹن سمیت سوار ہو گیا۔ اس نے آخری اسٹاپ کا ٹکٹ لے لیا۔ کیونکہ مارٹن کو اس سے کافی دور نشست ملی تھی اور بس کھچا کھچ بھری ہوئی تھی اور اسے معلوم نہ تھا کہ مارٹن نے کہاں کا ٹکٹ لیا تھا۔ چوتھے اسٹاپ پر مارٹن اچانک اتر گیا۔ اور مارکوئیس کو نکلنے میں چند لمحوں کی دیر ہو گئی اور پھر وہ نیچے اتر کر جب مارٹن کو تلاش کرنے لگا تو اس نے مارٹن کو ایک ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے دیکھا۔ ٹیکسی اس کے سامنے ہی آگے بڑھتی چلی گئی۔ اور مارکوئیس حیران پریشان ادھر ادھر خالی ٹیکسی کو تلاش کرتا رہ گیا۔ اور پھر اسے خالی ٹیکسی ملتے ملتے دس منٹ لگ گئے۔ مارکوئیس نے اسے تیز رفتاری سے سیدھا چلنے کے لئے کہا۔ اور ساتھ ہی ایک بڑا نوٹ ٹیکسی ڈرائیور کی گود میں پھینک دیا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔

"حکم جناب" ——— ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"زیرو سکس تھری نائن نمبر کی ٹیکسی دس منٹ پہلے چلی ہے ——— اسے ٹن کر کے اس کا تعاقب کرنا ہے" ——— مارکوئیس نے تیز لہجے میں اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی کی رفتار تیز کر دی۔ وہ گاڑیوں کو کراس کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

آگے چوک پر پہنچ کر اس نے ٹیکسی کی رفتار آہستہ کر لی۔ شاید وہ سوچ رہا تھا کہ اب کس طرف کو مڑے۔ مارکوئیس بھی خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ کیونکہ اسے بھی معلوم نہ تھا کہ مارٹن کی ٹیکسی کس طرف کو گئی ہے۔

"آپ کا آدمی کسی رہائشی کالونی کی طرف گیا ہوگا ——— یا تجارتی علاقے

کی طرف ——— ؟ ڈرائیور نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ. ہاتشی کالونی کی طرف ہی گیا ہوگا" ——— مارکوئیس نے چند لمحے سوچتے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی دائیں طرف موڑ لی اور پھر اسی طرح وہ مختلف چوکوں سے ٹیکسی موڑتا چلا گیا لیکن مارٹن کی ٹیکسی کہیں بھی نظر نہ آئی۔

جب وہ انگلین روڈ پر پہنچے تو اچانک وہی ٹیکسی انہیں واپس آتی دکھائی دی۔ وہ خالی تھی۔ ڈرائیور نے ہاتھ باہر نکال کر اُسے روکا۔

"مسافر کہاں اُتارا ہے دوست" ——— ؟ ٹیکسی ڈرائیور نے آنکھ مارتے ہوئے پوچھا۔

"پہلے چوک پر" ——— اس ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"آپ کا آدمی چوک پر اترا ہے جناب" ——— ڈرائیور نے چوک کے قریب کار روکتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ... میں سمجھ گیا ——— تھینک یو" ——— مارکوئیس نے جواب دیا اور پھر وہ دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اب وہ اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ ٹریفک اس روڈ پر خاصی تھی۔ فٹ پاتھوں پر بہت سے افراد پیدل بھی چل رہے تھے۔ لیکن مارٹن اُسے کہیں بھی نظر نہ آرہا تھا وہ خاموشی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اُسے یقین تھا کہ یہیں کہیں قریب ہی کسی کوٹھی میں گھسا ہوگا۔ لیکن کس کوٹھی میں ——— ؟ یہی بات اُسے معلوم نہ تھی۔ اب ظاہر ہے وہ ہر کوٹھی میں گھس کر تو مارٹن کی تلاش نہ کر سکتا تھا۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ پوری انگلین روڈ گھومنے کے بعد وہ

واپس مڑا تو اچانک ایک کوٹھی کی بالکونی سے اُسے چمک سی محسوس ہوئی۔ وہ ایک درخت کی آڑ میں ہو کر اس جگہ کو غور سے دیکھنے لگا۔ چمک کئی بار اُسے دکھائی دی۔ اب وہ چمک کو چیک کر چکا تھا۔ یہ دُوربین کے شیشے کی چمک تھی اور سبز رنگ کی ایک چھوٹی سی کوٹھی کی بالکونی کے پیچھے کھڑکی میں سے دکھائی دے رہی تھی۔ اس کوٹھی میں سے کوئی دُوربین سے چیک کر رہا تھا۔ وہ خاموش کھڑا دیکھتا رہا۔

چند لمحوں بعد چمک ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی کھڑکی بھی بند ہو گئی مارکوئیس کو کسی کی شکل نظر نہ آئی تھی۔ ابھی وہ کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ اب مارٹن کو کہاں ڈھونڈے کہ تھوڑی دیر بعد اس نے سبز رنگ کی کوٹھی کے سامنے والی کوٹھی کا پھاٹک کھلتے دیکھا اور اس میں سے دو افراد تیزی سے باہر نکلے اور سبز رنگ کی کوٹھی کی سائیڈ میں آکر مخصوص جگہوں پر چھپ گئے۔ ان کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اس کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہیں۔ مارکوئیس خاموش کھڑا تھا۔ وہ کافی دیر تک سوچتا رہا کہ واکر کو اپنی ناکامی کی رپورٹ دے کر یہاں سے نکل جائے لیکن وہ جانتا تھا کہ واکر نے ناکامی کی رپورٹ سنتے ہی اُسے پہلی فرصت میں گولی مار دینی ہے۔ یہی ان کے گروپ کا اصول تھا۔ اچانک اُسے ایک خیال آیا کہ کیوں نہ اس سبز رنگ کی کوٹھی میں گھس کر کسی شخص کو ختم کر دے اور پھر واکر کو رپورٹ دے دے کہ اس نے مارٹن کو ختم کر دیا ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ مارٹن کا رابطہ واکر کے ساتھ ہو اور اس طرح وہ پھنس جائے۔

"بھائی صاحب! ——— آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں" ——— ؟ اچانک اُسے ایک آواز سنائی دی اور وہ چونک کر مڑا۔ تو ایک دربان ٹائپ کا شخص

اس کے قریب کھڑا اُسے بڑے مشکوک انداز میں دیکھ رہا تھا۔ وہ شاید پچھلی کوٹھی کا دربان تھا۔

"میرا ایک دوست یہاں آیا ہے ——— مجھے اس کی کوٹھی کا نمبر نہیں معلوم ——— اُسے تلاش کر رہا ہوں" ——— مارکوتیس نے نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کب آیا ہے ——— ؟ کیا نام ہے اس کا" ——— ؟ دربان نے پوچھا۔

"اس کا نام گارنر ہے ——— ابھی پندرہ منٹ پہلے یہاں پہنچا ہے۔ اس کے ہاتھ میں بیگ تھا اور اس نے کتھئی رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا"۔ مارکوتیس نے مارٹن کا نام تو غلط بتا دیا البتہ لباس مارٹن کا ہی بتا دیا۔

"اوہ! ——— وہ صاحب تو اس سامنے والی خالی کوٹھی میں گئے ہیں۔ میں نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا ہے" ——— دربان نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— بہت بہت شکریہ" ——— مارکوتیس اس اتفاق پر حیران رہ گیا کہ جب کلیو ملنے پر آتا ہے تو کس طرح مل جاتا ہے۔

"ہاں! ——— میں کوٹھی کے باہر پہرہ دے رہا تھا ——— میں نے انہیں خود اندر جاتے دیکھا ہے ——— بڑا خوبصورت سا آدمی ہے آپ کا دوست"۔ دربان نے کہا اور مارکوتیس کو یقین آ گیا کہ دربان نے ٹھیک حلیہ بتایا ہے۔

"شکریہ! ——— آپ نے میری الجھن دور کر دی" ——— مارکوتیس نے کہا اور پھر تیزی سے سبز رنگ کی کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دربان سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ وہ پچھلی کوٹھی کی طرف جا رہا تھا۔ مارکوتیس آگے بڑھتا ہوا اچانک سائیڈ کی گلی میں گھس گیا کیونکہ اُسے

معلوم تھا کہ سبز کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہو گی۔ اس لئے براہ راست اندر جانے سے وہ چیک ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے سائیڈ کی کوٹھی سے اندر داخل ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

سائیڈ روڈ سے گذر کر وہ سبز کوٹھی کے عقب میں بنی ہوئی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ کیونکہ عقبی کوٹھی کے گیٹ پر بڑا سا تالا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے۔ اب مارکوتیس کے راستے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی تھی۔

اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ کوٹھی کی چھوٹی سی دیوار کو آسانی سے پھاند گیا۔ کوٹھی واقعی خالی پڑی ہوئی تھی۔ وہ کوٹھی کی سائیڈ سے ہوتا ہوا عقبی دیوار تک پہنچ گیا۔ اس طرف سبز کوٹھی کی عقبی دیوار تھی۔ مارکوتیس چند لمحے خاموش کھڑا دوسری طرف سے ہونے والی کسی آہٹ کا جائزہ لیتا رہا۔ لیکن سبز کوٹھی میں بھی خاموشی تھی۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ کوٹھی کی عقبی دیوار پر چڑھ گیا۔ اندر خاموشی طاری تھی وہ آہستہ سے اندر کود گیا۔ اور پھر دبے قدموں چلتا ہوا وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔

عمارت کے اندر پہنچ کر اس نے تمام کمرے چیک کر ڈالے۔ مگر وہاں کوئی شخص موجود نہ تھا۔ اب تو وہ بے حد حیران ہوا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آخر مارٹن کہاں گیا۔ اور اچانک اُسے ایک دروازے کی جھریوں میں روشنی سی نظر آئی وہ ٹھٹھک گیا۔ اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا تو نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ سیڑھیوں پر روشنی تھی اور سیڑھیوں کے اختتام پر ایک اور

دروازہ نظر آرہا تھا جو یقیناً کسی تہہ خانے کا دروازہ تھا۔

مارکوتیس نے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر انتہائی آہستگی سے چلتا ہوا سیڑھیاں اترتا گیا۔ آخری سیڑھی پر پہنچ کر اچانک اس کا پیر پھسلا اور اس نے اپنے آپ کو سنبھلنے کے لئے دیوار کا سہارا لیا تو ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور دیوار سے ٹکرا گیا۔ کھٹکا سا ہوا لیکن مارکوتیس گرنے سے بچ گیا۔ وہ چند لمحے خاموش کھڑا رہا لیکن جب بند دروازے کی دوسری طرف کوئی ردعمل نہ ہوا تو اس نے آہستگی سے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اس نے ایک طرف ہو کر اندر جھانکا۔ اسے کمرے کے اندر دیوار کے ساتھ ایک مشین نصب دکھائی دی اور اس مشین کو دیکھتے ہی وہ چونک پڑا کیونکہ وہ اس مشین کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ یہ پاورلینڈ کے ہیڈ کوارٹر سے رابطے کی خصوصی مشین تھی اور مارکوتیس، گنگ ڈاگ کے دفتر کے نیچے بنے ہوئے خفیہ کمرے میں اس مشین کو اچھی طرح دیکھ چکا تھا۔ مشین کو دیکھتے ہی اس کا ذہن گھوم گیا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ مارٹن پاورلینڈ کا شہری ہے" ـــــ اس نے بے اختیار بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"مارٹن سنو! ـــ اگر تم اندر موجود ہو تو میری بات سنو! ـــــ میں بھی پاورلینڈ کا آدمی ہوں ـــ گنگ ڈاگ کا آدمی ـــ مجھے شاید غلطی سے تمہیں قتل کرنے کا مشن سونپا گیا ہے ـــــ اگر تم واقعی پاورلینڈ کے آدمی ہو تو میں تمہیں قتل نہیں کر سکتا ـــ کیونکہ پاورلینڈ کے ہر آدمی کی حفاظت ہم سب کا فرض ہے" ـــــ مارکوتیس نے اونچی آواز میں کہا۔

"تم کون ہو ـــ اور کس نے تمہیں بھیجا ہے ـــــ؟" اندر سے ایک

کرخت آواز سنائی دی۔

"میرا نام مارکوتیس ہے ـــــ مجھے گنگ ڈاگ کے نمبر ٹو واکر نے تمہارے قتل کا حکم دیا تھا" ـــــ مارکوتیس نے جواب دیا۔

"میں پاورلینڈ کے ہیڈ کوارٹر کا آدمی ہوں ـــ چیف باس کا خاص آدمی ـــ واکر پاورلینڈ کا غدار ہے ـــ اگر تم پاورلینڈ کے آدمی ہو تو اپنا ریوالور اندر پھینک دو" ـــــ اندر سے سخت لہجے میں کہا گیا اور پھر مارکوتیس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور اندر پھینک دیا۔ دوسرے لمحے ایک شخص تیزی سے دروازے میں نمودار ہوا مگر اس کی شکل دیکھتے ہی مارکوتیس بری طرح چونک پڑا کیونکہ وہ مارٹن ہرگز نہ ہو سکتا تھا۔

"تم ـــ تم مارٹن تو نہیں ہو" ـــ مارکوتیس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میں میک اپ میں ہوں ـــــ اندر آجاؤ" ـــــ دروازے پر کھڑے ہوئے آدمی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور مارکوتیس اندر تہہ خانے میں داخل ہو گیا۔

"مجھے تفصیل بتاؤ کہ تم میرے پیچھے یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ میرے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ اس کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہے ـــ؟" مارٹن نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنی ایک پنڈلی ننگی کر دی اور مارکوتیس کی نظریں اس کی پنڈلی پر جم گئیں جہاں ہیڈ کوارٹر کی مخصوص نیلی لکیر صاف نظر آرہی تھی۔

"ہاں! ـــ نگرانی تو ہو رہی ہے ـــــ سامنے والی کوٹھی کے دو آدمی موجود ہیں، مگر میں عقبی کوٹھی پھلانگ کر اندر گھسا ہوں" ـــــ مارکوتیس نے بتایا اور پھر اس نے کیفے شائی لاک سے لیکر اب تک کے تمام واقعات

تفصیل سے سنا دیتے۔ اس کو اب مارٹن کے ہیڈ کوارٹر کے آدمی ہونے کا مکمل ثبوت مل چکا تھا۔

"ہوں! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکر اب کھل کر غداری پر اُتر آیا ہے اب مجھے پہلے اس کا بندوبست کرنا ہو گا ـــــ تمہارا گروپ میں کیا نمبر ہے" مارٹن نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

"نمبر تھری ـــــ میں ڈاکر کے بعد ہوں" ـــــ مارکوئیس نے جواب دیا۔

"اوکے! ـــــ پھر تم ہی اس گروپ کے انچارج بننے کے لائق ہو۔ میں ابھی چیف باس سے رابطہ قائم کر کے تمہاری سفارش کرتا ہوں۔ دروازہ بند کر دو" ـــــ مارٹن نے غصیلے لہجے میں کہا اور مارکوئیس نے مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔

مارٹن غصے میں بل کھاتا ہوا سٹول پر بیٹھ کر مشین کو آن کرنے میں مصروف ہو گیا۔ مارکوئیس ساتھ ہی خاموش کھڑا تھا اور اپنے انچارج بننے کا سن کر اس کا دل خوشی سے اچھل رہا تھا۔

صفدر جب پبلک فون بوتھ کے قریب پہنچا تو بوتھ پر لگا ہوا "آؤٹ آف ورک" کا بورڈ دیکھ کر اس کا منہ بن گیا۔ اب ایک ہی صورت تھی کہ وہ نزدیکی کیفے سے فون کرے۔ چنانچہ وہ مڑ کر کیفے کی طرف بڑھنے لگا۔ کیفے میں داخل ہو کر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ لیکن کاؤنٹر پر اسے ٹیلیفون سیٹ نظر نہ آیا۔

"فرمایئے" ـــــ کاؤنٹر پر کھڑی ہوئی لڑکی نے صفدر کے قریب آتے ہی کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے فون کرنا ہے" صفدر نے کہا۔

"اوہ سوری! ـــــ ابھی ہمارے کیفے کو فون نہیں ملا ـــــ ہم نے ابھی حال ہی میں کیفے کا افتتاح کیا ہے ـــــ آپ باہر پبلک بوتھ سے کال کر لیں" ـــــ لڑکی نے جواب دیا۔

"لیکن اس پر "آؤٹ آف ورک" کا بورڈ لگا ہوا ہے" ـــــ صفدر نے

جواب دیا۔

"ارے آپ دائیں طرف والے پبلک بوتھ کی طرف گئے ہوں گے۔ وہ تو آؤٹ آف آرڈر ہے ـــــ بائیں طرف بھی فون بوتھ ہے۔ وہ صحیح کام کر رہا ہے" ـــــ لڑکی نے کہا۔

"شکریہ" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر واپس گیٹ کی طرف مڑ گیا۔

کیفے سے نکل کر وہ بائیں طرف مڑتا چلا گیا۔ کیفے کے اختتام پر ذرا سا ہٹ کر فون بوتھ موجود تھا۔ صفدر اس کے قریب پہنچا تو اس نے ایک ملیے تڑنگے نوجوان کو اندر موجود پایا۔ اس نوجوان کا رُخ سڑک کی طرف تھا جب کہ صفدر سائیڈ سے آیا تھا اس لئے شاید وہ اُسے نہ دیکھ سکا تھا۔ بوتھ کی سائیڈ کا اندھا شیشہ درمیان سے کٹا ہوا تھا۔ شاید اسے ہوا کے نکاس کے لئے گول کاٹا گیا تھا۔ نوجوان کی آواز باہر آ رہی تھی اور پھر صفدر کے کانوں میں جیسے ہی اس کی آواز پڑی، وہ ٹھٹھک گیا۔ اور پھر دوسرے لمحے وہ آہستہ سے آگے بڑھتا ہوا اندھے شیشے کے ساتھ چپٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اب اندر کھڑے نوجوان کو وہ اس وقت تک نظر نہ آ سکتا تھا جب تک وہ فون بوتھ سے نکل کر مڑ کر سائیڈ میں نہ پہنچ جائے۔

"میں نے اس اطالوی کو ایک بڑا سا اوور کوٹ پہنے ایک ٹیکسی میں بیٹھے ہوئے دیکھا ـــــ چونکہ آپ نے بتایا تھا کہ ہمارا اصل شکار وہی اطالوی ہے اس لئے میں نے اس کی ٹیکسی کا تعاقب کیا۔ وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر انگلش روڈ پہنچا اور ایک کیفے کے سامنے اتر گیا۔ ـــــ ٹیکسی چلے جانے کے بعد وہ پیدل چلتا ہوا یہاں کی ایک کوٹھی میں داخل ہوا ہے۔ یہ کوٹھی کسی

ڈاکٹر ڈکسی کی ہے ـــــ وہ اب تک کوٹھی کے اندر ہے۔ اوور" ـــــ نوجوان کہہ رہا تھا اور پھر اوور کا لفظ سن کر صفدر سمجھ گیا کہ نوجوان نے بظاہر رسیور اٹھا رکھا ہے لیکن وہ بات ٹرانسمیٹر پر کر رہا ہے۔ وہ دراصل اطالوی کے لفظ سے چونکا تھا۔ اس سے پہلے ہسپتال کا لفظ بھی اس کے کانوں میں پڑ چکا تھا۔

"یس سر۔ ـــــ میں نے خود اُسے اپنی آنکھوں سے اندر داخل ہوتے دیکھا ہے ـــــ اور میں اس کوٹھی کی نگرانی کر رہا ہوں۔ اوور" ـــــ نوجوان نے دوسری طرف سے کوئی بات سن کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں کیفے کے پاس ایک پبلک بوتھ میں کھڑا ہوں ـــــ بظاہر میں نے رسیور اٹھا رکھا ہے لیکن واچ ٹرانسمیٹر پر آپ سے بات کر رہا ہوں یہاں سے وہ کوٹھی صاف نظر آ رہی ہے۔ اوور" ـــــ نوجوان کی آواز سنائی دی۔

"دس منٹ ہو گئے ہیں جناب! ـــــ بوتھ خالی نہ تھا اس لئے میں انتظار کرتا رہا۔ اس کے علاوہ چونکہ یہ سڑک خاصی پُرہجوم ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ مجھے مشکوک سمجھ لیا جاتا۔ اوور" ـــــ نوجوان باتوں میں مصروف تھا صفدر صرف اس کی آواز ہی سن سکتا تھا۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔ وہ نوجوان دوسری طرف سے بات سن رہا تھا۔

"یس سر ـــــ مگر کوٹھی میں آپ کب پہنچے ـــــ میں نے تو آپ کو چیک نہیں کیا۔ اوور" ـــــ نوجوان کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور اس بار صفدر واقعی اچھل پڑا۔ سبز کوٹھی کا حوالہ سنتے ہی وہ ساری بات سمجھ گیا کہ یہ نوجوان مارٹن کا ساتھی ہے۔ کیونکہ مارٹن اس کے سامنے ہی سبز کوٹھی میں داخل ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران ہسپتال سے نکل کر یہاں کسی ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی میں داخل ہوا ہے۔ اور یہ نوجوان ہسپتال سے تعاقب کرتا ہوا

یہاں تک پہنچا ہے۔ اسے شاید مارٹن کے یہاں آنے کی اطلاع نہیں ہے اس لئے وہ ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا تھا۔

اسی لمحے اسے رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی اور صفدر چونک کر تیزی سے پلٹا اور فون بوتھ کے دروازے کے عقبی طرف پلٹ گیا۔

نوجوان فون بوتھ سے نکل کر مڑا اور پھر سڑک کراس کرتا ہوا ایک بک سٹال کی طرف بڑھنے لگا۔ صفدر سمجھ گیا کہ وہ اب بک سٹال پر ٹھہر کر نگرانی کرے گا اسے شاید نگرانی کا حکم ملا ہوگا۔ جب اس نوجوان کی فون بوتھ کی طرف پشت ہوئی تو صفدر تیزی سے فون بوتھ میں داخل ہوا۔ اس نے جیب سے سکے نکال کر خانے میں ڈالے اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے جولیا کے ہوٹل کے نمبر ڈائل کئے۔

"یس۔۔۔ سٹی چارمنگ ہوٹل"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز رسیور میں سنائی دی۔

"کمرہ نمبر ایک سو بارہ۔۔۔ مس ریٹا سے بات کرا دیں"۔۔۔ صفدر نے نرم لہجے میں کہا۔

"یس سر۔۔۔ ہولڈ آن کریں"۔۔۔ دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یس ریٹا سپیکنگ"۔۔۔ چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

"مس ریٹا!۔۔۔ میں چارلی بول رہا ہوں"۔۔۔ صفدر نے اپنا نیا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ چارلی!۔۔۔ تم کہاں غائب ہو گئے تھے۔۔۔ میں اب خود تمہاری تلاش کے لئے جانے والی تھی"۔۔۔ جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مس ریٹا!۔۔۔ میں ایک خاص کلیو کے پیچھے تھا۔۔۔ آپ کو ہسپتال

کے واقعات کا تو علم ہوگا"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں!۔۔۔ ابھی ابھی وکٹر کا بھی فون آیا تھا۔۔۔ ملیک پولیس ہیڈ کوارٹر میں ہے۔ تمہارے پاس کیا اطلاعات ہیں"۔۔۔؟ جولیا نے جواب دیا۔

"وکٹر نے کہاں سے فون کیا تھا"۔۔۔؟ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"یہ تو مجھے معلوم نہیں۔۔۔ البتہ اس نے مفرور حملہ آور کی تلاش کا کہا ہے اور اس نے کسی ڈاکٹر ڈکسی کے فون نمبر زیرو الیون زیرو پر رپورٹ دینے کے لئے کہا ہے"۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"میں سمجھ گیا۔۔۔ میں نے حملہ آوروں کے سرغنہ کو تلاش کر لیا ہے۔ اور نہیں!۔۔۔ کسی کو مفرور حملہ آور کی تلاش میں بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے وہ کار کے ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکا ہے"۔۔۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"حملہ آوروں کا سرغنہ۔۔۔ مگر وہ کہاں ہے"۔۔۔؟ جولیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ڈاکٹر ڈکسی کی سامنے والی کوٹھی میں۔۔۔ اس کا ایک ساتھی بھی میری نظروں میں آ چکا ہے۔۔۔ بہرحال میں وکٹر سے براہ راست بات کر لیتا ہوں۔ کیونکہ دیر خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔ اوکے"۔۔۔ صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر جولیا کی بات سنے بغیر اس نے کریڈل دبا دیا۔ اس کے بعد اس نے جیب سے اور سکے نکال کر بوتھ میں ڈالے۔ یورپ کا ماحول چونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ یہاں سکوں کے بغیر فون نہیں ہو سکتا اس لئے کوٹ کی چھوٹی جیب وہ سکوں سے بھر لیتا تھا۔

سکے ڈال کر صفدر نے زیرو الیون زیرو نمبر گھمائے۔ چند لمحے دوسری طرف

گھنٹی بجتی رہی پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس — ڈاکٹر وکسی ریذیڈنس" — ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"یہاں ایک اطالوی آئے ہوں گے — وہ میرے ساتھی ہیں۔ ان سے ایمرجنسی بات کرنی ہے — انہیں کہہ دیں کہ لاٹن پر بارلی ہے" — صفدر نے کہا۔ اس نے عمران کا نام اس لئے نہ لیا تھا کہ معلوم نہیں عمران نے اپنے آپ کو کیا کہہ کر متعارف کرایا ہو۔

"اوہ پرنس! — وہ تو کار میں بیٹھ کر جا رہے ہیں" — دوسری طرف سے کہا گیا۔

"انہیں فوراً روکیں اور میری بات کرائیں — یہ ضروری ہے" — صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

"او کے — آپ ہولڈ کریں — اگر وہ چلے نہیں گئے تو میں بات کراتا ہوں" — دوسری طرف سے کہا گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ہلکی سی کھٹک کی آواز سنائی دی۔

"میں چارلی چیپلن صاحب! — فرمایئے! — آجکل کونسی فلم چل رہی ہے" — رسیور پر عمران کی مخصوص آواز ابھری اور صفدر کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"فلم آپ کے سامنے والی کوٹھی میں چل رہی ہے — مار دھاڑ سے بھرپور" — صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! — وہاں سے تو خود فلم دیکھنے کی کوشش کی گئی تھی۔ شاید دوربین سے" — عمران کی آواز سنائی دی۔

"ہو سکتا ہے — بہرحال آپ پر ہسپتال میں حملہ آور دونوں افراد اور آپ

کی کار پر بم پھینکنے والے گروپ کا سرغنہ سامنے والی سبز رنگ کی کوٹھی میں موجود ہے — اس کا نام مارٹن ہے — وہ پہلے کینفے شانی ٹاک میں رہائش پذیر تھا۔ اس نے وہاں چار پولیس آفیسروں کو عجیب ساخت کے پستول سے دھوئیں میں تبدیل کر دیا اور خود یہاں آگیا — اس کا ایک ساتھی بھی یہاں قریب ہی موجود ہے جس نے آپ کو ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی میں داخل ہوتے چیک کیا ہے اور مارٹن کو اس کی اطلاع بھی دے دی ہے۔ وہ آپ کا تعاقب ہسپتال سے کر رہا تھا؟" — صفدر نے کہا۔

"اوہ! — تم تو پیر چھوٹی شاہ ٹائپ کی الہامی باتیں کر رہے ہو — مجھے تفصیل بتاؤ" — اس بار عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

اور پھر صفدر نے ہوٹل سٹی چارمنگ سے نکل کر عمران کو فون کرنے تک کے تمام واقعات تفصیل سے سنا دیئے۔

"اوہ! — اس کا مطلب ہے کہ یہ پاورلینڈ کا دوسرا گروپ ہے۔ بہرحال تم نے بے حد کام کی بات معلوم کی ہے — اس کا ساتھی کہاں ہے" —؟ عمران نے پوچھا۔

"وہ سامنے ایک بک سٹال پر کھڑا شاید آپ کی کوٹھی کی نگرانی کر رہا ہے" صفدر نے جواب دیا۔

"اس کا پورا حلیہ اور لباس کے متعلق بتاؤ" — عمران نے پوچھا اور صفدر نے اس نوجوان کا حلیہ اور لباس کی تفصیلات بتا دیں۔

"او کے! — تم وہیں ٹھہرو — جب کچھ لوگ اس آدمی کو اغوا کر کے ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی میں لے جائیں تو تم مارٹن کی کوٹھی کے قریب پہنچ جانا — میں میک اپ میں کوٹھی سے نکل کر آؤں گا اور پھر مارٹن سے

بھی بات ہو جائے گی" ـــــ عمران نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" ـــــ صفدر نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سن کر اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔ اور پھر اطمینان سے چلتا ہوا فون بوتھ سے باہر نکلا۔ اس نے ایک نظر اس بک سٹال پر ڈالی جہاں مارٹن کا آدمی موجود تھا۔ وہ ایک موٹا سا رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ صفدر اطمینان سے چلتا ہوا اپنے موٹر سائیکل کی طرف بڑھنے لگا۔ مگر ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ اس نے ایک پولیس کار کو اس موٹر سائیکل کے قریب رکتے دیکھا اور صفدر یوں تیزی سے سڑک کی طرف مڑ گیا جیسے اُسے بھوت نظر آ گئے ہوں۔ وہ بال بال بچا تھا۔ موٹر سائیکل کے مالک نے یقیناً چوری کی رپورٹ لکھوا دی تھی اور پولیس نے وہ موٹر سائیکل برآمد کر لی تھی اب ظاہر ہے صفدر اس پر سوار ہوتا تو وہ بھی ساتھ ہی برآمد ہو جاتا۔ چنانچہ اس نے سڑک کراس کرنے میں ہی عافیت سمجھی اور پھر سڑک کراس کر کے وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس بک سٹال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں مارٹن کا ساتھی موجود تھا۔ بک سٹال سے دو دکانیں پہلے ایک برگر شاپ تھی۔ صفدر اس کے کاؤنٹر پر رکا اور اس نے ایک برگر طلب کیا۔ اب ظاہر ہے اُسے انتظار کرنا تھا اور اس نے سوچا کہ انتظار کے دوران اگر برگر ہی کھا لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔

"کیا بات ہے ـــ کس کا فون تھا پرنس" ـــــ ڈاکٹر ڈوگلس نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

عمران اس وقت رسیور رکھ کر مڑا ہی تھا۔

عمران کار میں بیٹھ ہی رہا تھا کہ ملازم نے آ کر اطلاع دی کہ کوئی چارلی ان سے ایمرجنسی بات کرنا چاہتا ہے اور چارلی کا نام سنتے ہی عمران سمجھ گیا کہ کال صفدر کی ہو گی۔ ظاہر ہے صفدر نے کسی خاص بات کے لئے ہی جولیا کو رپورٹ دینے کی بجائے براہ راست کال کرنا مناسب سمجھا ہو گا۔

"وہ جس کی تلاش میں ہم کنوؤں میں بانس ڈالنے کی تیاریاں کر رہے تھے وہ آپ کا ہمسایہ نکلا" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ـــ میں سمجھا نہیں ـــ میرا ہمسایہ" ـــــ ڈاکٹر ڈوگلس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ـــ مجھ پر حملہ کرنے والے گروپ کا سرغنہ ـــــ دوسرے لفظوں

میں پاورلینڈ کا آدمی سامنے والی سبز رنگ کی کوٹھی میں موجود ہے۔ اس کا نام مارٹن ہے ۔۔۔ اس کا ایک ساتھی یہاں سے قریب چوک پر ایک کیفے پر موجود ہے" ۔۔۔ عمران نے بتایا۔

"اوہ۔۔۔ اسی لئے تو میں کہہ رہا تھا کہ اسے یہاں اغوا کرا لوں ۔۔۔ مگر تم نے نگرانی کا چکر چلا دیا" ۔۔۔ ڈاکٹر ڈکسی نے بڑے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"نگرانی کے نتیجے میں ہی تو معلوم ہوا کہ وہ کون ہے ۔۔۔ ورنہ شاید معلوم ہی نہ ہوتا۔ اور اس کا ساتھی اپنے پورے گروپ کو طلب کرا لیتا۔ آپ ایسا کریں کہ اپنے آدمی بھیج کر اس کے ساتھی کو اغوا کرا لیں ۔۔۔ مارٹن سے میں خود نمٹ لوں گا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اس کا حلیہ بتاؤ ۔۔۔ ابھی پانچ منٹ میں وہ یہاں ہوگا" ۔۔۔ ڈاکٹر ڈکسی نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

عمران نے صفدر کا بتایا ہوا حلیہ ڈاکٹر ڈکسی کو سنا دیا۔

ڈاکٹر ڈکسی حلیہ سنتے ہی تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اور عمران ظاہر ہے اب باہر جا کر کیا کرتا۔ وہ وہیں کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کاش ان لوگوں کے جسموں میں وہ ٹرانسمٹ فیوز موجود ہو۔ ریچرڈ کی پنڈلی تو صاف تھی۔ وہ دراصل فن لینڈ آیا ہی اس لئے تھا کہ یہاں پاورلینڈ کے کسی ایسے آدمی کو ڈھونڈ نکالے جس کی پنڈلی میں ٹرانسمٹ فیوز موجود ہو۔ وہ اس ٹرانسمٹ فیوز کو درست حالت میں حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ اس پر ریسرچ کر کے وہ خود اس نظام کو سمجھ سکے۔ اور اس کے بعد وہ اپنے اور اپنے ساتھیوں میں وہ ٹرانسمٹ فیوز لگا کر پاورلینڈ میں داخلے کا راستہ بنا سکے۔

جب ڈاکٹر ڈکسی کو کمرے سے گئے ہوئے دس منٹ سے بھی زیادہ وقت گزر گیا تو عمران اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آیا۔ ڈاکٹر ڈکسی پورچ میں موجود تھا۔ عمران جب ڈاکٹر کے پاس پہنچا تو اسی لمحے کوٹھی کے ادھ کھلے پھاٹک سے ایک کار اندر داخل ہوئی۔ کار تیزی سے دوڑتی ہوئی پورچ میں آ رکی اور دوسرے لمحے اس کے دروازے کھلے اور دو افراد نے باہر نکل کر ایک بیہوش آدمی کو باہر کھینچ لیا۔ اس پر نظریں ڈالتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ مارٹن کا ساتھی ہے۔

"یہ آ گیا پرنس" ۔۔۔ ڈاکٹر ڈکسی نے مسکراتے ہوئے بیہوش آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اسے اٹھا کر اندر پہنچاؤ۔۔۔ میں ذرا اس کو ٹٹول لوں کہ اس کے جسم پر گوشت ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر ڈاکٹر ڈکسی کے اشارے پر ان میں سے ایک نے اسے اٹھا کر کاندھے پر لادا اور کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اور ڈاکٹر ڈکسی اس کے پیچھے تھے۔ عمران کے کہنے پر اس بیہوش آدمی کو ایک صوفے پر ڈال دیا گیا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے اس کی پتلون کے پائنچے اوپر کی طرف اٹھائے۔ دوسرے لمحے اس کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس آدمی کی پنڈلی پر نیلے رنگ کی وہ مخصوص لکیر صاف نظر آ رہی تھی۔ جو اس نے ریڈی ایشلے کی پنڈلی پر دیکھی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ ٹرانسمٹ فیوز اس کی پنڈلی میں موجود ہے۔

"ڈاکٹر۔۔۔ فوراً لیبارٹری میں چلو۔۔۔ یہ میرے مطلب کا آدمی ہے" ۔۔۔ عمران نے تیزی سے جھک کر اس آدمی کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر لادا اور پھر تیزی سے لیبارٹری کی طرف تقریباً بھاگنے لگا۔ ڈاکٹر ڈکسی اس کے پیچھے تھا۔

لیبارٹری کے بند دروازے پر پہنچ کر عمران رک گیا۔ اس کے انداز میں بے چینی تھی۔ اُسے صرف یہ خطرہ تھا کہ کہیں پاور لینڈ ہیڈ کوارٹر والے اسے چیک نہ کر رہے ہوں اور وہ ٹرانسمٹ فیوز ہی نہ اڑا دیں۔

ڈاکٹر دکسی نے آگے بڑھ کر لیبارٹری کا بند دروازہ کھولا اور عمران نے آگے بڑھ کر اُسے بنچ پر لٹا دیا۔

"ڈاکٹر! میں نے اس کا آپریشن کرنا ہے۔ گہری بیہوشی کی دوا" عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے تیز دھار خنجر نکالتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر دکسی سر ہلاتا ہوا ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری میں سے ایک بوتل اٹھائی اور پھر واپس آ کر اس نے اس کا ڈھکن کھولا اور اُسے بنچ پر بیہوش پڑے ہوئے شخص کی ناک سے لگا دیا۔ ڈھکن کھلتے ہی بوتل میں سے گیس اس طرح نکلی جیسے پریشر سے پھینکی جا رہی ہو۔ اور دوسرے لمحے ڈاکٹر نے بوتل ہٹا کر ڈھکن دوبارہ لگا دیا۔

"اب یہ چار پانچ گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا۔ اور یہ بیہوشی اتنی گہری ہو گی کہ اس کے جسم کے ٹکڑے اڑا دو۔ اسے محسوس نہ ہو گا" ڈاکٹر دکسی نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتے ہوئے اس کی ننگی پنڈلی پر جھک گیا۔

عمران نے خنجر کی مدد سے بڑی مہارت سے اس کی پنڈلی کے گوشت کو اس نیلی لکیر کے قریب سے کاٹنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد خنجر لہو سے لتھڑ چکا تھا اور عمران کے ہاتھ میں ایک نیلے رنگ کی چپٹی سی پتی موجود تھی۔ جس جگہ سے عمران نے وہ چپٹی پتی نکالی تھی وہاں اب شگاف نظر آ رہا تھا جس میں سے خون نکل رہا تھا۔

"تم اس کا زخم بند کرو ڈاکٹر! میں اسے چیک کر لوں" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور خنجر ایک طرف پھینک کر اس نے جیب سے ایک پتلی سی تار نکالی اور اس کے چپٹے سرے کو اس نے پتی سے چھوا۔ اس کے ہاتھ میں سنسناہٹ سی محسوس ہوئی اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"ڈاکٹر! تمہارے پاس سائنس لیبارٹری تو نہیں ہو گی" عمران نے مڑ کر پوچھا۔

"میرے پاس تو نہیں ہے۔ البتہ یہاں سے قریب ہی ڈاکٹر آلیری کی لیبارٹری موجود ہے۔ وہ میرا دوست ہے" ڈاکٹر دکسی نے جو اس آدمی کی پنڈلی کے زخم پر دوا مل رہا تھا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ بھروسے کا آدمی ہے" ؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں! بھروسے کا آدمی ہے" ڈاکٹر دکسی نے جواب دیا۔

"گڈ! تم مجھے فوراً وہاں لے چلو۔ جلدی، جس قدر بھی جلدی ہو سکے" عمران نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"ہاں آؤ چلو۔ مگر وہ سامنے والی کوٹھی میں موجود سرغنہ کا کیا ہو گا؟" ڈاکٹر نے کہا۔

"کیا تم اُسے اغوا کرا سکتے ہو" ؟ عمران نے لیبارٹری کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں کیوں نہیں۔ میں نے تو پہلے ہی کہا تھا" ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"تو اُسے اغوا کرا لو۔ زندہ یا مردہ۔ جس حالت میں بھی ہاتھ آئے" عمران نے کہا اور ڈاکٹر نے سر ہلا دیا۔ پھر ڈاکٹر تو باہر نکل کر اپنے آدمیوں

کو ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔ البتہ عمران کو صفدر کا خیال آ گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر فیوز اپنی جیب میں ڈال لیا تھا۔

جب ڈاکٹر ڈکسی نے اپنے آدمیوں کو ہدایات دے دیں تو وہ کار میں بیٹھ گیا۔ عمران اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

"باہر ذرا کار روکنا ۔۔۔۔ میں اپنے آدمی کو ساتھ لے لوں" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ڈاکٹر نے سر ہلا دیا۔

ڈاکٹر نے کار کوٹھی سے باہر نکال کر ایک طرف کر کے روک دی اور عمران دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ اور پھر اسے سبز کوٹھی سے ذرا ہٹ کر ایک درخت کے ساتھ کھڑا صفدر نظر آ گیا۔ عمران نے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے مخصوص اشارہ کیا تو صفدر چونک پڑا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا عمران کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

"صفدر! ۔۔۔ کار میں بیٹھو" ۔۔۔۔ عمران نے اس کے قریب آتے ہی آہستہ سے کہا اور صفدر خاموشی سے سر ہلاتا ہوا کار کی پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔ عمران نے آگے والی نشست سنبھال لی اور پھر عمران کے کہنے پر ڈاکٹر ڈکسی نے کار آگے بڑھا دی۔

صفدر ڈاکٹر ڈکسی کی وجہ سے خاموش تھا جب کہ عمران جیب سے وہ ٹرانسمیٹر فیوز نکال کر اس کے معائنے میں غرق ہو گیا۔ اس لئے کار میں خاموشی سی طاری رہی۔

مارٹن نے مشین کا سوئچ آن کیا اور پھر جیسے ہی سکرین روشن ہوئی اس نے گفتگو نشر کرنے والا سوئچ دبا دیا۔ سکرین پر پہلے تو آڑھی ترچھی لکیریں سی نمودار ہوئیں پھر سکرین پر سرخ رنگ چھا گیا۔ اس سرخ رنگ میں مختلف رنگوں کا بنا ہوا دائرہ تیزی سے پھیلنے اور سمٹنے لگا۔ اور مارٹن کے ساتھ ساتھ مارکوس بھی چوکنا ہو گیا۔ کیونکہ اس دائرے کا مطلب تھا کہ دوسری طرف سے انہیں سکرین پر باقاعدہ چیک کیا جا رہا ہے۔ اس خصوصی مشین میں یہ خاصیت تھی کہ اس پر ہونے والی کال کو دنیا کے کسی بھی حصے میں کسی بھی ٹرانسمیٹر پر چیک نہ کیا جا سکتا تھا اور ہیڈ کوارٹر میں ایسی مشینری موجود تھی کہ کال کرنے والے کی آواز اور اس کی تصویر کو کمپیوٹر کے ذریعے ایک لمحے میں چیک کرایا جاتا تھا اور رابطہ بھی اسی صورت میں قائم ہو سکتا تھا جب کہ کمپیوٹر مشین چلانے والے کو اوکے کر دیتا۔

"ہیلو ۔۔۔ ہیلو مارٹن کالنگ چیف باس۔ اوور" ۔۔۔۔ سکرین پر

سمٹتے چھیلتے دائرے کو دیکھتے ہی مارٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس ــــ ہنری سپیکنگ۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے ہنری کی آواز سنائی دی۔

"باس! ــــ اہم اطلاعات دینے کے لئے کال کی ہے۔ اوور" ــــ مارٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بولو۔ اوور" ــــ ہنری نے مختصر لفظوں میں جواب دیتے ہوئے کہا اور مارٹن نے شروع سے لیکر اب تک کی تمام تفصیل بتا دی کہ کس طرح عمران کی کار پر حملہ کیا گیا اور پھر کس طرح وہ زخمی ہو کر ہسپتال پہنچا۔ جہاں اسکائی اور سوان نے حملہ کیا۔ ــــ مگر وہ نہ صرف ناکام رہے۔ بلکہ اپنی جانوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ اور پھر اس نے رچرڈ کے مرنے کے ساتھ ساتھ واکر کی غداری اور اس کی پولیس کو مخبری کے ساتھ ساتھ مارکوپس کی آمد تک سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔

"تو علی عمران اطالوی کے روپ میں تمہارے سامنے والی کوٹھی میں موجود ہے۔ اوور" ــــ ؟ ہنری نے بڑے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"یس باس! ۔ وہ کسی ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی ہے۔ ــ اور اسٹار نے رپورٹ دی ہے کہ ڈاکٹر وکسی کے آدمی میری کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہیں۔ اوور" ــــ مارٹن نے جواب دیا۔

"اور تم ان نگرانی کرنے والوں کے ڈر سے اندر چھپے بیٹھے ہو ــــ مارٹن! ــــ تمہاری صلاحیتوں کو کیا ہوا ہے ــــ ؟ کیا تم ذہنی اور جسمانی طور پر مفلوج ہو گئے ہو ــــ ؟ اور وہ تمہارا احمق ساتھی اسٹار صرف علی عمران کی کار کی نگرانی کرتا رہا ہے ــــ میں نے تمہیں کیا حکم دیا تھا کہ مجھے علی عمران

کی لاش چاہیئے ــــ ہر قیمت پر ــ ہر حالت میں چاہیئے ــــ اس کے لئے تمہیں پورا جینیری شہر ہی کیوں نہ اڑانا پڑے ــــ کیا تم اس ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی کو ریڈ نیچ بم سے نہیں اڑا سکتے ــــ ؟ زیرو پاور سے اس کوٹھی کی اینٹ سے اینٹ نہیں بجائی جا سکتی ــــ ؟ کیا ٹیکسی پر بم نہ پھینکا جا سکتا تھا ــــ ؟ کیا میں تمہارے اور تمہارے اس احمق ساتھی کے لئے ریڈ وارننگ جاری کر دوں۔ اوور" ــــ ؟ ہنری نے غصے کی شدت سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ غصے کی شدت سے دانت پیس رہا ہے۔

"سوری باس! ــــ میں نے واقعی اس لائن پر سوچا ہی نہ تھا۔ حالانکہ میرے پاس ریڈ نیچ بم بھی موجود ہے اور زیرو بم بھی ــــ۔ دراصل میں واکر کی مخبری کی وجہ سے ذہنی طور پر الجھ گیا تھا۔ اوور" ــــ مارٹن کا چہرہ ریڈ وارننگ کے الفاظ سنتے ہی ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔

"واکر کو گولی مار دو ــ یہ مسائل بعد میں نمٹتے رہیں گے ــــ تم علی عمران کو ختم کرو۔ ۔ ابھی اور اسی وقت ــــ اور مجھے رپورٹ دو کہ تم نے اس کی لاش حاصل کر لی ہے ــــ میں تمہاری کال کا انتظار کروں گا ــــ اور سنو! ــــ ناکامی کی صورت میں مجھے رپورٹ دینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ خودکشی کر لینا۔ اوور" ــــ ہنری نے انتہائی کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس! ــــ آپ کو مایوسی نہیں ہو گی۔ اوور" ــــ مارٹن نے انتہائی مستعد لہجے میں جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور مارٹن نے تیزی

نے مشین کے سوئچ آف کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے انداز میں ایسی پھرتی تھی کہ جیسے جسم میں خون کی بجائے پارہ دوڑنے لگا ہو۔

مشین آف کر کے اس نے اسی مشین کے نچلے حصے میں بنے ہوئے ایک خانے کو کھولا اور پھر اس میں سے ایک لوہے کا صندوق سا باہر کھینچ لیا۔ یہ خاصا وزنی تھا اس کی ساخت موٹر بیٹری جیسی تھی۔ البتہ اس کی سائیڈ میں ایک پتلی سی تار اور اس کے ساتھ ہی سُرخ رنگ کی پنسل سی لٹکی ہوئی تھی۔

"مارکوئیس! ــ اسے میرے ساتھ اٹھا کر اوپر والی منزل میں پہنچاؤ۔ میں پہلے اس ڈاکٹر کی کوٹھی تباہ کر دوں ــــ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا" ــــ مارٹن نے قریب کھڑے ہوئے مارکوئیس سے مخاطب ہو کر کہا اور مارکوئیس نے سر ہلاتے ہوئے ایک طرف سے اس بیٹری نما صندوق کو اٹھا لیا اور دوسری طرف سے اُسے مارٹن نے اٹھایا ہوا تھا۔ یہ اپنے حجم سے کہیں زیادہ وزنی تھا۔ ان دونوں کے چہرے وزن کی وجہ سے سُرخ ہو رہے تھے۔ وہ اس مشین کو اٹھائے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر پہنچے اور پھر برآمدے میں پہنچ کر انہوں نے اوپر جانے والی سیڑھیاں چڑھنا شروع کر دیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ بالکونی کے پچھلے کمرے میں پہنچ گئے۔ جب بالکونی کے اس کمرے میں پہنچ کر ان دونوں نے وہ مشین رکھی تو وہ دونوں بُری طرح ہانپ رہے تھے۔

"یہ کیا چیز ہے جناب! ــــ؟ بہت ہی وزنی ہے" ــــ مارکوئیس نے پوچھا۔

"یہ زیرو بم ہے ــــ انتہائی خطرناک بم ــــ تم دیکھنا کہ سامنے والی اتنی بڑی کوٹھی کیسے ایک لمحے میں راکھ کا ڈھیر بن جائے گی" ــــ مارٹن نے جواب دیا اور پھر اس نے مشین کے ساتھ لگی ہوئی ایک چھوٹی سی تار کو ہک سے نکال

کر اس کے سرے کی تینوں تاریں دیوار کے ساتھ نصب پاور پلگ کے تینوں سوراخوں میں پھنسا دیں اور پاور پلگ کا بٹن آن کر دیا۔

بٹن آن ہوتے ہی مشین کے اوپر والی سطح پر ہلکی سی روشنی پھیل گئی اس کی سطح کے نیچے لگی ہوئی کوئی ٹیوب نما چیز جل اٹھی تھی۔ یہ روشنی سبز رنگ کی تھی۔

"سامنے والی کھڑکی کھول دو" ــــ مارٹن نے مارکوئیس سے مخاطب ہو کر کہا اور مارکوئیس نے آگے بڑھ کر وہ کھڑکی کھول دی۔ اب اس کھڑکی میں سے ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی صاف نظر آ رہی تھی۔

مارٹن نے ایک نظر اس کوٹھی پر ڈالی اور پھر اس نے مشین کے ساتھ لگی ہوئی تار جس کے سرے پر سرخ رنگ کی پنسل لگی ہوئی تھی ہک سے نکالی اور سپرنگ نما تار کو کھینچتا ہوا وہ کھڑکی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسی لمحے اُسے خیال آیا کہ جب تک زیرو بم پوری طرح چارج نہ ہو جائے وہ کیوں نہ اسٹار سے رپورٹ لے لے کہ وہ اطالوی کہیں باہر تو نہیں نکل گیا۔ کیونکہ زیرو بم کو کام کرنے کے لئے تیار ہونے میں دس منٹ لگ جاتے تھے۔

"مارکوئیس" ــــ مارٹن نے مڑ کر اپنے قریب کھڑے ہوئے مارکوئیس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس" ــــ مارکوئیس نے کہا۔

"نیچے جا کر تہہ خانے میں میرا بیگ پڑا ہوا ہے ــــ وہ اٹھا لاؤ۔ لیکن ذرا جلدی" ــــ مارٹن نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ــــ مارکوئیس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اب وہ مارٹن کو ہی ذہنی طور پر اپنا باس سمجھنے لگا تھا اور پھر وہ تیزی سے

مڑ کر نیچے جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مارٹن ہاتھ میں سرخ رنگ کی پنسل پکڑے کھڑکی کے پاس خاموش کھڑا تھا۔ ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی اس کی نظروں کے سامنے تھی۔ اس کا پورچ خالی پڑا ہوا تھا۔ البتہ برآمدے میں ایک مسلح شخص موجود تھا جو بڑی بے چینی سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا اور بار بار مڑ کر پھاٹک کی طرف دیکھ رہا تھا۔

مارٹن مڑ کر زیرو بم کو دیکھ لیتا تھا۔ اس کی سطح پر پھیلی ہوئی روشنی ابھی تک سبز رنگ کی تھی۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ جیسے ہی یہ روشنی سرخ رنگ میں تبدیل ہوگی زیرو بم خوفناک تباہی پھیلانے کے لئے تیار ہو جائے گی۔

ابھی وہ زیرو بم کو چیک کر رہا تھا کہ اسے نچلی منزل میں ایک ہلکے سے کھٹکے اور پھر کسی کے کراہنے کی آواز سنائی دی اور مارٹن بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پنسل کو کھڑکی کے پٹ کے ساتھ ہینڈل سے لٹکایا اور پھر جیب سے ریوالور نکالتا ہوا تیزی سے نیچے کی طرف لپکا۔ لیکن ابھی وہ سیڑھیوں تک نہ پہنچا تھا کہ سیڑھیوں کے دروازے میں سے کوئی سایہ اس پر جھپٹا اور وہ اسے رگیدتا ہوا سائیڈ کی دیوار تک لیتا چلا گیا۔ لیکن مارٹن کے جسم نے انتہائی پھرتی سے حرکت کی اور وہ سایہ جو تقریباً اس پر سوار تھا چیختا ہوا سیڑھیوں کے دروازے سے جا ٹکرایا۔ دوسرے لمحے ایک دھماکہ ہوا اور مارٹن کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور سے شعلہ نکلا اور وہ سایہ جو دروازے سے ٹکرا کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا چیختا ہوا منہ کے بل سیڑھیوں پر گرا اور پھر قلابازیاں کھاتا ہوا سیڑھیوں پر گرتا چلا گیا۔ گولی اس کے سینے پر لگی تھی۔

مارٹن تیزی سے اس کے پیچھے لپکا اور پھر وہ سیڑھیاں اترتا چلا گیا لیکن جیسے ہی وہ سیڑھیوں کے اختتام پر پہنچا، اچانک ٹھک کی ہلکی سی آواز ابھری اور

مارٹن کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سینے میں دہکتا ہوا انگارہ گھستا چلا گیا ہو اور دوسرے لمحے وہ چیخ مار کر منہ کے بل آخری سیڑھی سے نیچے برآمدے کے فرش پر گرتا چلا گیا۔ لیکن ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور ابھی تک اس کے ہاتھوں میں تھا۔ اس کے ذہن پر تکلیف اندھیروں نے یلغار کر دی تھی لیکن اس نے تیزی سے سر کو جھٹکا اور دوسرے لمحے اس نے بڑی پھرتی سے جسم کو قوس کی صورت میں گھمایا اور پھر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ اور برآمدے میں ایک اور چیخ بلند ہوئی اور پھر دھماکے سے کوئی شخص نیچے گرتا ہوا محسوس ہوا۔ مارٹن نے سر کو بار بار جھٹک کر اپنے ذہن پر چھانے والے اندھیروں کو دور کرنے کی کوشش کی۔ اس کے ایک ہاتھ میں ریوالور تھا جب کہ دوسرا ہاتھ اس نے اپنے سینے پر رکھا ہوا تھا جہاں اسے گولی لگی تھی۔ اور پھر وہ تقریباً لڑکھڑاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ برآمدے میں ہی اسے سیڑھیوں کے قریب مارکومیں کی لاش پڑی ہوئی دکھائی دی۔ اس کی پشت میں گولی لگی تھی اور وہ پہلو کے بل پڑا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں ابھی تک وہ بیگ موجود تھا جو مارٹن نے اسے لانے کے لئے کہا تھا۔

مارٹن لڑکھڑاتا ہوا اٹھا اور پھر اسی طرح سینے کو پکڑے وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ وہ ایک ایک سیڑھی بڑی مشکل سے چڑھ رہا تھا۔ کیونکہ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے لمحہ بہ لمحہ اس کے جسم میں سے زندگی نکلتی چلی جا رہی ہو۔ لیکن وہ اپنی بے پناہ قوت ارادی کے بل پر اوپر چڑھتا چلا گیا۔ کئی بار وہ اس بری طرح لڑکھڑایا کہ جیسے ابھی لڑھکتا ہوا واپس نیچے جا گرے گا۔ لیکن اس نے عین آخری لمحات میں اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھر آخری سیڑھی چڑھنے کے بعد اس کی ہمت اچانک جواب دے گئی۔ اور وہ منہ کے بل فرش پر گر گیا۔

چند لمحے وہاں پڑے رہنے کے بعد اس نے ایک بار پھر ہمت کی اور

اس بار اٹھ کر آگے بڑھنے کی بجائے وہ رینگتا ہوا کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے ذہن پر گہری دُھند چھاتی چلی جا رہی ہو۔ اُسے ہر چیز دُھند میں لپٹی ہوئی سی نظر آ رہی تھی، لیکن وہ مسلسل سر کو جھٹکتا ہوا آگے بڑھتا گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ زیروبم مشین کے پاس پہنچ گیا۔ زیروبم مشین کی سطح پر اب سُرخ رنگ کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اور اس روشنی کو دیکھتے ہی اس کے ذہن سے یکلخت دھند چھٹ گئی اور اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ڈوبتا ہوا دل پھر تیزی سے دھڑکنے لگا ہو اور اس بار وہ اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اور پھر لڑکھڑاتا ہوا وہ کھلی کھڑکی کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور ایک طرف پھینکا اور پھر کھڑکی کا سہارا لے کر وہ کھڑا ہو گیا۔ ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی اُسے صاف نظر آ رہی تھی اس نے دانت بھینچتے ہوئے کھڑکی کے ہینڈل سے لٹکی ہوئی سُرخ رنگ کی پنسل اتاری اور پھر اس کا رُخ ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی کی طرف کر کے اس نے ایک نظر مڑ کر زیروبم کی مشین کی طرف دیکھا جس کی سطح پر سُرخ رنگ کی روشنی جھلکتی ہوئی صاف نظر آ رہی تھی۔

دوسرے لمحے مارٹن نے سُرخ پنسل کے کونے میں ابھرے ہوئے سفید رنگ کے ایک چھوٹے سے بٹن کو دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی اس کے ہاتھ کو ایک جھٹکا سا لگا اور اس کے ساتھ ہی زیروبم کی مشین میں گڑگڑاہٹ سی پیدا ہوئی۔ دوسرے لمحے پنسل کے آخری سرے پر سُرخ رنگ کا شعلہ سا چمکا اور پھر وہ شعلہ فضا میں تیرتا ہوا ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مارٹن کی نظریں اس شعلے پر جمی ہوئی تھیں اس وقت وہ اپنی تمام تکلیف بھول چکا تھا۔ جیسے ہی شعلہ ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی کی اصل عمارت کے

اوپر پہنچا۔ مارٹن نے ایک بار پھر سفید بٹن دبا دیا۔

اس بار بٹن دبتے ہی مارٹن کے ہاتھ کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اور اس کے ساتھ ہی زیروبم مشین میں پیدا ہونے والی گڑگڑاہٹ ایک ہلکے سے دھماکے کے ساتھ خاموش ہو گئی۔ پنسل کے آخری سرے سے نیلے رنگ کی شعاع نکلی اور دوسرے لمحے کوٹھی کی عمارت پر موجود شعلہ تیزی سے عمارت پر گرتا چلا گیا۔

جیسے ہی وہ شعلہ عمارت سے ٹکرایا، ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ مارٹن کو اپنے والی کوٹھی بھی لرزتی ہوئی محسوس ہوئی اور وہ بے اختیار لڑکھڑا کر نیچے گر پڑا۔ دوسرے لمحے اس کا کمرہ تیز روشنی سے بھر گیا۔ اور مارٹن کے زرد چہرے پر سُرخی سی جھلکنے لگی وہ گھٹنوں کے بل اٹھا اور اس نے کھڑکی میں سے دیکھا تو ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی سے آگ کا ایک بلند مینار سا یوں اوپر اٹھ رہا تھا جیسے آتش فشاں پھٹنے سے اس میں سے آگ کا مینار بلند ہوتا ہے۔ اس آگ میں اس نے کوٹھی کے ملبے کو تنکوں کی طرح فضا میں بکھرتے ہوئے صاف طور پر دیکھا اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو چکا تھا۔ ظاہر ہے کوٹھی کے اندر موجود اطالوی اب تک راکھ کا ڈھیر بن چکا ہو گا۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور اس بار وہ اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی کے تباہ ہوتے ہی اس کے جسم میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی اور پھر وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا ایک ہاتھ ابھی تک سینے پر جما ہوا تھا اور اس کے تمام کپڑے اس کے اپنے خون سے لتھڑ چکے تھے۔ کیونکہ اس کے سینے سے خون مسلسل رس رہا تھا لیکن مشن کی کامیابی نے

اُسے ایک نیا حوصلہ دے دیا تھا۔

سیڑھیاں اس نے تقریباً لڑھکتے ہوئے طے کیں اور پھر برآمدے میں موجود لاشوں کو پھلانگتا ہوا وہ تہہ خانے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے دانت بھینچے ہوئے تھے اور اس کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ صرف اپنی بے پناہ قوت ارادی کے بل پر حرکت کر رہا ہے۔ پھر گولی ایسی مہلک جگہ پر نہ لگی تھی کہ وہ فوری ہلاک ہو جاتا۔

وہ تہہ خانے کی سیڑھیاں اترتا ہوا دوبارہ تہہ خانے میں پہنچ گیا اور پھر چند لمحوں تک وہ سٹول پر بیٹھ کر بُری طرح ہانپتا رہا۔ اس کے بعد اس نے مشین کا سوئچ آن کر دیا۔

"یس ـــ ہنری فرام ہیڈ کوارٹر۔ اوور" ـــ رابطہ قائم ہوتے ہی مشین سے ہنری کی آواز سنائی دی۔

"مارٹن سپیکنگ باس ! ـــ ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی تباہ ہو گئی ہے ـــ میں نے زیرو بم مارا ہے۔ اوور" ـــ مارٹن نے دھیمے اور اٹکتے ہوئے لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیا ہوا ہے مارٹن ! ـــ ؟ تمہارے سینے سے خون نکل رہا ہے اور کپڑے بھی خون سے لتھڑے ہوئے ہیں۔ اوور" ـــ ؟ دوسری طرف سے ہنری کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"واکر کے آدمیوں نے حملہ کر دیا ہے ـــ وہ مجھے قتل کرنا چاہتے تھے انہوں نے مارکوئیس کو بھی ہلاک کر دیا ہے اور مجھے بھی گولی مار دی ہے۔ میں نے ان دونوں کو ختم کر دیا ہے ـــ میرا ذہن ڈوب گیا تھا لیکن میں نے چونکہ آپ سے ہر قیمت پر مشن مکمل کرنے کا وعدہ کیا تھا اس لئے میں

نے اسی حالت میں جا کر کوٹھی اڑا دی ہے۔ اوور" ـــ مارٹن نے رک رک کر بات مکمل کرتے ہوئے کہا۔

مارٹن کو یہی خیال تھا کہ ان پر حملہ واکر کے آدمیوں نے کیا ہے کیونکہ اور تو کوئی اس کمین گاہ سے واقف ہی نہ تھا۔ اس لئے اس نے رپورٹ میں واکر کا ہی نام لے دیا۔

"اوہ ـــ ویری گڈ ـــ تم نے بے پناہ حوصلے سے کام لیا ہے مارٹن ! میں واکر کو عبرت ناک موت ماروں گا ـــ میں نے اس کے لئے ریڈ وارننگ دے دی ہے ـــ لیکن کیا تم نے زیرو بم کا فائر کرنے سے پہلے اس بات کی تصدیق کر لی تھی کہ علی عمران اس کوٹھی میں ہی موجود تھا۔ اوور" ـــ ؟ ہنری نے پوچھا۔

مارٹن ایک لمحے کے لئے خاموش رہا۔ وہ بھلا کیا جواب دیتا کہ وہ اس بات کی تصدیق کرنا ہی چاہتا تھا کہ اس پر حملہ ہو گیا۔ لیکن اسی لمحے اسے خیال آیا کہ اگر اطالوی کوٹھی سے نکلتا تو اشار اُسے ضرور اطلاع کر دیتا لیکن اشار کی طرف سے کوئی اطلاع نہ ملی تھی۔

"یس باس ! ـــ میں نے خود اپنی آنکھوں سے اُسے ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی کے برآمدے میں کھڑے دیکھا تھا ـــ اور میری آنکھوں کے سامنے وہ زیرو بم کا شکار ہوا تھا۔ اوور" ـــ مارٹن نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اب وہ انکار کر کے اپنے مشن کا نتیجہ تو ہلکا نہ کر سکتا تھا۔

"ویری گڈ ! ـــ تم ایسا کرو کہ فوری طور پر یہ مشین بند کر دو ـــ میں تمہیں ٹرانسمٹ کر رہا ہوں تاکہ ہیڈ کوارٹر میں تمہارا فوری علاج ہو سکے۔

اوور اینڈ آل" ـــــــ ہنری نے کہا۔

مارٹن نے ڈھیلے ہاتھوں سے مشین کا سوئچ آف کر دیا۔ اب اس کے ذہن پر ایک بار پھر اندھیروں نے یلغار کر دی تھی۔ دوسرے لمحے اُسے اپنی پنڈلی میں بلکی سی سرسراہٹ کا احساس ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن گہرے اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔

دوسرے لمحے دیوار کے ساتھ نصب مشین میں ایک زبردست دھماکہ ہوا اور پھر اس مشین میں آگ بھڑک اٹھی۔ آگ نے مشین کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

چند لمحوں بعد پوری مشین جل کر سیاہ ہو گئی۔

عمران کا چہرہ مشین کے ڈائل پر نظریں ڈالتے ہی مسرت سے چمک اٹھا۔ اس کے دل میں مسرت کی بے پناہ لہر سی اٹھی اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے مشین کا بٹن آف کر دیا۔

"کیا ہوا عمران ـــــ کیا کامیابی ہوئی" ـــــــ؟ قریب بیٹھے ہوئے ڈاکٹر ڈکسی نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"کامیابی ـــــ ارے کامیابی تو ہمارے گھر کی لونڈی ہے ڈاکٹر" ـــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ تم نے ٹرانسمٹ فیوز کا فارمولا سمجھ لیا ہے"۔ ڈاکٹر ڈکسی نے خوشی سے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"نہ صرف فارمولا سمجھ لیا ہے ـــــ بلکہ اس کا آپریٹنگ پروسیس بھی سمجھ لیا ہے ـــــ اب میں آسانی سے نہ صرف پاور لینڈ میں ٹرانسمٹ ہو سکتا ہوں بلکہ جب چاہوں واپس بھی آ سکتا ہوں" ـــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ تقریباً آدھے گھنٹے سے مسلسل لیبارٹری میں مختلف تجربات میں مصروف تھا۔ ڈاکٹر آلیری کی یہ لیبارٹری واقعی انتہائی جدید ترین تھی اور اس میں ہر قسم کی اعلیٰ ترین مشینری موجود تھی۔

جب عمران ڈاکٹر دکسی اور صفدر کے ہمراہ یہاں ڈاکٹر آلیری کی کوٹھی میں پہنچا تو اُسے اس وقت بڑی مایوسی ہوئی جب ڈاکٹر آلیری کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ کسی سائنس کانفرنس میں شرکت کے لئے باہر گیا ہوا ہے۔ لیکن چونکہ ڈاکٹر آلیری کا لیبارٹری انچارج ڈاکٹر دکسی سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے ڈاکٹر دکسی کے زور دینے پر لیبارٹری کھول دی گئی اور پھر عمران صفدر کو باہر چھوڑ کر ڈاکٹر دکسی کے ہمراہ لیبارٹری میں داخل ہو گیا اور اب وہ کامیابی پر مسکرا رہا تھا۔

"تو کیا ان فیوز کی تیاری کے لئے لیبارٹری کی دوبارہ ضرورت پڑے گی ـــــ؟" ڈاکٹر دکسی نے پوچھا۔

"ہاں ـــ پڑے گی تو ضرور ـــ لیکن اس کے لئے انتہائی قیمتی سامان خریدنا پڑے گا ـــ اور ہوسکتا ہے کہ سارا سامان یہاں چیئری میں مہیا نہ ہوسکے ـــ" عمران نے جواب دیا۔

"تم فکر نہ کرو ـــ تم سامان کی فہرست مجھے دے دینا ـــ میں اُسے مہیا کروں گا چاہے وہ دنیا کے کسی کونے سے ہی کیوں نہ میسر ہوسکا" ڈاکٹر دکسی نے پُرجوش لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ ڈاکٹر ـــ تم واقعی عظیم ہو ـــ آؤ اب چلیں ـــ اب ذرا مارٹن سے بھی ملاقات ہو جائے۔ وہ یقیناً تمہاری کوٹھی میں پہنچ چکا ہوگا" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر دکسی اثبات میں سر ہلاتا ہوا اس کے

ساتھ لیبارٹری سے باہر نکلتا چلا آیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب ـــ کیا کام ہو گیا ـــ؟" صفدر نے ان کے باہر آتے ہی پوچھا۔

"کام نہیں ـــ بلکہ کامیابی ـــ کبھی تو مونث کا بھی ذکر کر دیا کرو۔ ذرا جی ہی خوش ہو جاتا ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

ڈاکٹر دکسی نے لیبارٹری انچارج کا شکریہ ادا کیا۔ اور وہ تینوں ایک بار پھر کار میں بیٹھ کر ڈاکٹر آلیری کی کوٹھی سے باہر نکل آئے۔ ڈاکٹر دکسی کار ڈرائیو کر رہا تھا جب کہ عمران اس کے ساتھ والی سیٹ پر اور صفدر پچھلی نشست پر بیٹھا تھا۔

ڈاکٹر آلیری کی کوٹھی ساتھ والی کالونی میں تھی اور چونکہ وہ اس کالونی کے آخری سرے پر الگ تھلگ بنی ہوئی تھی اس لئے اس تک پہنچنے اور واپس جانے کے لئے خاصا بڑا چکر کاٹ کر جانا پڑتا تھا۔

کار چلتے ہی عمران نے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور اسے بغور دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ اس نے ٹرانسمٹ فیوز پر اپنی ریسرچ کے نوٹس اس کاغذ پر تحریر کئے تھے۔ وہ انہیں اس نظریے سے چیک کر رہا تھا کہ ان کی مدد سے ٹرانسمٹ فیوز اور اس کے آپریشن کے لئے مطلوبہ سامان کی فہرست تیار کرسکے۔ کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی چلی جارہی تھی۔

"ارے یہ کیا ـــ؟" ڈاکٹر دکسی کے منہ سے اچانک آواز بلند ہوئی اور ساتھ ہی کار ایک زوردار جھٹکا کھا کر لہرائی۔

عمران نے چونک کر سر اٹھایا۔ اسی لمحے کار کو زوردار بریک لگے اور

پھر ڈاکٹر وکسی دروازہ کھول کر نیچے اترا اور آگے بھاگتا چلا گیا۔ عمران اور صفدر بھی اس کے پیچھے اُترے اور پھر وہ دونوں بھی حیرت کا زبردست جھٹکا کھا کر رہ گئے۔ کیونکہ ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی کے گرد پولیس اور فائر بریگیڈ کے انجن پھیلے ہوئے تھے۔ اور بے شمار لوگ جمع تھے۔ اور کوٹھی راکھ کا ڈھیر بن چکی تھی اس میں سے آگ کے شعلے ابھی تک نکل رہے تھے۔ فائر بریگیڈ کا عملہ اس آگ کو بجھانے میں مصروف تھا۔

"اوہ بے چارہ ڈاکٹر وکسی" ـــــ عمران کے منہ سے نکلا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ لیکن آگے موجود پولیس افسروں نے اُسے آگے جانے سے روک دیا۔

"کوٹھی کو کیا ہوا ـــــ؟ یہ کیسے جلی" ـــــ؟ عمران نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

"معلوم نہیں ـــــ اس میں اچانک آگ بھڑک اٹھی اور پوری کوٹھی تباہ ہو گئی ہے ـــــ ویسے عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ آگ کے شعلوں میں کوٹھی کی عمارت کا ملبہ تنکوں کی طرح اُڑتا پھر رہا تھا ـــــ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس پر کوئی طاقتور بم مارا گیا ہے" ـــــ پولیس آفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں ڈاکٹر وکسی کا مہمان ہوں ـــــ کیا میں اندر جا سکتا ہوں" ـــــ؟ عمران نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"سوری سر! ـــــ ابھی آپ یہیں رکیں ـــــ ڈاکٹر وکسی صاحب اندر گئے ہیں ـــــ لیکن اب وہ راکھ کو دیکھ کر کیا کریں گے۔ کوٹھی کی ہر چیز جل چکی ہے۔ راکھ کا ڈھیر بن چکی ہے" ـــــ پولیس آفیسر نے جواب دیا اور عمران

چند لمحے خاموش کھڑا جلتی ہوئی کوٹھی کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اچانک اس کی نظریں مقابل کی سبز کوٹھی پر پڑیں۔ اس کے اوپر والی بالکونی کے پیچھے کمرے کی کھڑکی پوری طرح کھلی ہوئی تھی۔ اور عمران کا ذہن تیزی سے گھوم گیا۔

"آؤ چارلی" ـــــ عمران نے صفدر کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا۔ جو خود حیرت سے بُت بنا جلتی ہوئی کوٹھی کو دیکھ رہا تھا۔ حالانکہ تقریباً ایک گھنٹہ پہلے وہ اُسے بالکل درست حالت میں چھوڑ کر گئے تھے۔

عمران صفدر کو لئے تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس نے سبز کوٹھی میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا تھا۔ کوٹھی کی اس طرح اچانک تباہی میں اُسے مارٹن کا ہاتھ نظر آتا تھا۔ یقیناً اس کھلی کھڑکی سے کوٹھی پر کوئی خوفناک بم پھینکا گیا تھا۔ اور عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ سب کچھ اس کی وجہ سے ہوا تھا انہیں شاید عمران کے کوٹھی سے باہر نکلنے کا پتہ نہ چل سکا تھا۔ اور انہوں نے اُسے ختم کرنے کے لئے پوری کوٹھی ہی پھونک ڈالی تھی۔

پچھلی گلی میں سے ہوتے ہوئے وہ جلد ہی سبز کوٹھی کے عقبی گیٹ کی طرف پہنچ گئے۔ اور دوسرے لمحے یہ دیکھ کر ٹھٹھک گیا کہ عقبی دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور کوٹھی کے اندر مکمل خاموشی طاری تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے۔

عمران تیزی سے اندر داخل ہوا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے تھا۔ اور پھر برآمدے میں پہنچتے ہی وہ ٹھٹھک گئے۔ برآمدے میں اوپر جانے والی سیڑھیوں کے قریب ہی تین افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان میں سے دو کو تو عمران نے پہچان لیا۔ یہ دونوں ڈاکٹر وکسی کے آدمی تھے۔ انہیں عمران نے اس وقت ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی کے برآمدے میں کھڑے دیکھا

تھا جب عمران ڈاکٹر وکسی کے پاس پہنچا تھا۔ تیسرا شخص البتہ اجنبی تھا اس کے ہاتھ میں ایک سیاہ رنگ کا بیگ تھا۔

"یہ بیگ مارٹن کے ہاتھ میں تھا جب وہ اس کوٹھی میں داخل ہوا تھا"۔۔۔۔ صفدر نے بیگ دیکھتے ہی کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اور پھر انہوں نے کوٹھی کے مختلف کمرے چیک کئے۔

تھوڑی سی دیر میں وہ تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ جہاں دیوار کے ساتھ ایک مشین نصب تھی۔ مشین کے سامنے رکھے ہوئے سٹول پر خون کے دھبے موجود تھے اور سٹول کے اردگرد فرش پر بھی خون کے گہرے دھبے موجود تھے۔ اسی طرح مشین کے ایک دو سوئچوں پر بھی خون آلود انگلیوں کے نشانات ابھرے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ البتہ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ خون کے چند قطرے دروازے سے سٹول تک جاتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

عمران غور سے مشین کی ساخت کو دیکھتا اور پھر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ مشین جل کر سیاہ ہو چکی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے مشین کو آگ لگا کر باقاعدہ جلایا گیا ہو۔

"یہ مشین ہیڈ کوارٹر سے رابطے کا جدید ترین ٹرانسمیٹر معلوم ہوتا ہے۔ آؤ پہلے اوپر چیک کر لیں"۔۔۔۔ عمران نے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے صفدر سے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر پہنچے تو عمران کمرے میں پہنچتے ہی ٹھٹھک گیا۔ ایک بیٹری نما مشین کمرے کے وسط میں پڑی تھی جس سے نکلنے والی ایک تار ابھی تک پاور پلگ کے سوراخوں میں پھنسی ہوئی تھی۔ ایک طرف ریوالور پڑا ہوا تھا جب کہ دوسری سپرنگ نما تار کے سرے

پر موجود سرخ رنگ کی پنسل کھڑکی کے قریب گری پڑی تھی۔ کمرے میں اور خاص طور پر کھڑکی کے قریب خون کے خاصے گہرے دھبے موجود تھے۔ عمران نے پاور پلگ سے تار علیحدہ کر دی۔ اور پھر اس نے جھک کر زیرو بم کی مشین کو غور سے دیکھا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ کس چیز کی مشین ہے۔۔۔ بیٹری جیسی"۔۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"یہ الکم ریز پھینکنے والی مشین ہے صفدر!۔۔۔ یہ ریز جہاں پڑ جائیں وہاں خوفناک تباہی مچا دیتی ہیں۔۔۔۔ اور ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی اسی مشین سے تباہ کی گئی ہے"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔

"مشین چلانے والا شاید بھاگ گیا ہے"۔۔۔۔ صفدر نے سیڑھیاں اترتے ہوئے کہا۔

"وہ مارٹن تھا۔۔۔ میرا خیال ہے کہ وہ شدید زخمی ہو گیا تھا۔۔۔ اسی زخمی حالت میں اس نے ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی تباہ کر دی اور پھر اس نے جا کر ہیڈ کوارٹر رپورٹ دی اور مجھے یقین ہے کہ اسے ٹرانسمٹ کر کے واپس ہیڈ کوارٹر بلا لیا گیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

"یہ بیگ اٹھا لو۔۔۔ شاید اس میں سے کوئی کام کی چیز مل جائے"۔۔۔۔ عمران نے برآمدے میں پہنچتے ہوئے کہا۔

صفدر نے مردہ آدمی کے ہاتھ سے بیگ کا ہینڈل علیحدہ کر کے بیگ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اور پھر وہ دونوں عقبی دروازے سے نکل کر گلی میں سے ہوتے ہوئے دوبارہ سڑک پر پہنچ گئے۔ اب وہاں مجمع پہلے سے بھی زیادہ تھا۔ پولیس کی نفری بھی بڑھ چکی تھی۔

کوٹھی کی آگ بجھ چکی تھی۔ عمران نے ایک پولیس آفیسر سے ڈاکٹر وکسی

سے متعلق پوچھا۔

"ڈاکٹر وکسی ـــ وہ بے چارہ تو صدمے کی وجہ سے ختم ہوگیا ہے"۔ پولیس آفیسر نے افسوس بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب ـــ ؟ میں سمجھا نہیں" ـــ ؟ عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

"ڈاکٹر وکسی کی ساری عمر کی کمائی اس کی لیبارٹری تھی ـــ آگ نے اس لیبارٹری کو پھونک ڈالا تھا ـــ اور جب آگ بجھنے کے بعد انہوں نے لیبارٹری کو دیکھا تو ان پر صدمے کی شدت سے دل کا دورہ پڑا۔ اور وہ ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی ختم ہوگئے" ـــ پولیس آفیسر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دل و دماغ مفلوج ہوگیا ہو۔ ڈاکٹر وکسی کی اس طرح اچانک موت نے اس پر عجیب اثر ڈالا تھا۔ وہ جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کا عادی تھا۔ ڈاکٹر وکسی کی موت کا سن کر بت بنا کھڑا رہ گیا۔ اُسے سب سے زیادہ صدمہ اس بات کا تھا کہ ڈاکٹر وکسی اس کی وجہ سے موت کے گھاٹ اُتر گیا تھا۔

"آپ ڈاکٹر وکسی کو جانتے ہیں" ـــ ؟ پولیس آفیسر نے عمران کی حالت دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ـــ وہ میرے چچا کے ماموں کی خالہ زاد بہن کے داماد کا چچیرا بھائی تھا" ـــ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔ حیرت اور اچانک صدمے کا جھٹکا وہ سہار چکا تھا اور پولیس آفیسر حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھتا رہ گیا۔ وہ شاید دل ہی دل میں اس رشتے کی پیچیدگیوں

پر غور کر رہا تھا۔

اور پھر عمران اُسے غور کرتا چھوڑ کر پیچھے ہٹا اور پھر تیزی سے ہجوم میں شامل ہوگیا۔ صفدر بھی اس کے ساتھ تھا۔

وہ دونوں ہجوم میں شامل ہو کر کھسکتے ہوئے روڈ کے بڑے چوک تک پہنچ گئے۔ جلد ہی انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

"سٹی چارمنگ ہوٹل" ـــ عمران نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ صفدر بھی عمران کے ساتھ ہی پچھلی نشست پر بیٹھ گیا تھا۔

پاور لینڈ کے ہیڈ کوارٹر میں لیڈی ایشلے اور ترمذی اپنے مین دفتر میں بیٹھے اہم فائلوں کے مطالعے میں مصروف تھے کہ اچانک دفتر کا دروازہ کھلا اور ہنری مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"ہیلو" ــــ ہنری نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہیلو ہنری ــ آؤ بیٹھو! ــ آج خلاف توقع مین آفس میں کیسے آنا ہو گیا" ــــ ؟ ترمذی نے بھی مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مادام کو خوشخبری سنانے آیا ہوں ــ ان کے دشمن سے انتقام لے لیا گیا ہے ــ علی عمران ہلاک ہو چکا ہے" ــــ ہنری نے میز کے سامنے پڑی ہوئی کرسی کو اپنی طرف گھسیٹتے ہوئے جواب دیا اور لیڈی ایشلے چونک کر ہنری کو دیکھنے لگی۔

"اچھا ــ واقعی" ــــ ؟ لیڈی ایشلے نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں مادام! ــ بڑی مشکل سے اس شیطان کا خاتمہ ہوا ہے ــ ہیڈ کوارٹر کے چھ بہترین آدمی ضائع ہوئے ہیں ــ ایک شدید زخمی حالت میں یہاں ہسپتال میں پڑا ہوا ہے ــ بہرحال یہ بات مسرت خیز ہے کہ پاور لینڈ پر سے سب سے بڑا خطرہ ٹل گیا ہے" ــــ ہنری نے جواب دیا۔

"مجھے تفصیل بتاؤ کہ وہ آخر کس طرح مرا ــ اس کی لاش کہاں ہے" ــ ؟ لیڈی ایشلے نے پوچھا اور ہنری نے اُسے پوری تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"لیکن یہ سب کچھ تو مارٹن کا بیان ہے ــ جب تک اس کی لاش نہ دیکھی جائے اس وقت تک کیا کہا جا سکتا ہے" ــــ لیڈی ایشلے نے بے یقینی سے لہجے میں کہا۔

"میں احمق نہیں ہوں مادام! ــ میں نے بعد میں انکوائری کرائی ہے علی عمران کی مسخ شدہ لاش کوٹھی کے اندر سے مل گئی ہے ــ پوری طرح تسلی کر لینے کے بعد ہی میں نے آپ کو رپورٹ دی ہے" ــــ ہنری نے پوری تسلی سے جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اس نے ایسی کوئی انکوائری نہ کی تھی۔ کیونکہ مارٹن اس کا خاص آدمی تھا اور اُسے مارٹن کی بات پر سو فیصد یقین تھا لیکن یہ بات وہ بھی جانتا تھا کہ لیڈی ایشلے اور ترمذی صرف مارٹن کی بات پر اعتبار کرنے پر تیار نہ ہوں گے۔

"اوہ! ــ پھر تو ٹھیک ہے ــ بہرحال تھینک یو ہنری! ــ تم نے میرا انتقام بھی لے لیا ــ اور دوسری بات یہ کہ اب کم از کم تمہیں خود تو یقین آ گیا کہ عمران ختم ہو گیا ہے" ــــ لیڈی ایشلے نے قدرے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ہنری مسکرا کر رہ گیا۔

"مادام! ــ آپ سمجھ نہیں سکتیں کہ عمران کیا بلا تھا ــ اگر یہ ہلاک

نہ ہوتا تو مجھے واقعی چین نہ آتا" ___ ہنری نے کہا۔

"اچھا چھوڑو اس ٹاپک کو ___ ختم ہو گیا اس کا سلسلہ ___ مجھے یہ بتاؤ کہ سپیشل لیبارٹری کی کارکردگی کہاں تک پہنچی ہے" ___ ترمذی نے جو خاموش بیٹھا ہوا تھا، پہلی بار گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے ہنری سے سوال کیا۔

"کام انتہائی تیز رفتاری سے ہو رہا ہے ___ خاص طور پر پاکیشیا کے سائنسدان تو بے حد ذہین ثابت ہو رہے ہیں ___ ان کی وجہ سے کام کی رفتار اور بھی زیادہ تیز ہو گئی ہے ___ بہرحال دو ماہ بعد بم تیار ہو جائے گا" ___ ہنری نے جواب دیا۔

"جلدی کراؤ یار ___ تاکہ ہم دنیا پر قبضہ کر لیں" ___ ترمذی نے ہنستے ہوئے کہا اور ہنری بھی ہنس پڑا۔

"اب ہو جائے گا ___ پاورلینڈ کو کون روک سکتا ہے قبضہ کرنے سے" ___ ہنری نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہنری ___ اب میں پاکیشیا جا سکتی ہوں" ___ اچانک لیڈی ایشلے نے کہا اور ہنری کے ساتھ ساتھ ترمذی بھی چونک پڑا۔

"کیوں ___ پاکیشیا کیوں جانا چاہتی ہو" ___ ہنری کی بجائے ترمذی نے حیرت بھرے انداز میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے وہ ملک بے حد پسند آیا ہے ترمذی ___ اب جبکہ عمران ختم ہو چکا ہے ___ میں وہاں چند روز رہنا چاہتی ہوں ___ میرے خیال میں اب تو ہنری کو بھی اعتراض نہ ہوگا" ___ لیڈی ایشلے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ___ ظاہر ہے اب مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے ___ لیکن ایک بات

بتا دوں کہ وہاں سیکرٹ سروس ابھی تک موجود ہے ___ تم کسی پھڈے میں ٹانگ نہ اڑا دینا ___ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے پیچھے لگ جائیں" ___ ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہنری ___ تم مسلسل پاورلینڈ کی توہین کرتے چلے جا رہے ہو ___ اگر پاورلینڈ کی حیثیت اتنی رہ گئی ہے کہ وہ سیکرٹ سروس اور کسی ایک آدمی سے بھی ڈرتا ہے ___ تو پھر اسے ختم ہی کر دینا چاہئے" ___ لیڈی ایشلے نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں مادام ___ میں بس احتیاط کو پسند کرتا ہوں" ___ ہنری نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے آفس سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"تم خواہ مخواہ ہنری کو ناراض کر دیتی ہو ___ اس وقت پاورلینڈ انتہائی اہم دور سے گزر رہا ہے ___ جب دنیا پر ہمارا قبضہ ہو جائے گا اس کے بعد پوری دنیا تمہاری اپنی ہوگی۔ خوب گھومنا پھرنا" ___ ترمذی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سچ پوچھو ترمذی ___ مجھے تو ہنری کی بات پر یقین نہیں آیا ___ جو تفصیل ہنری نے بتائی ہے وہ نامکمل ہے ___ وہ صرف مجھ پر اپنی برتری ثابت کرنے کے درپے ہے ___ اس لئے میں چاہتی ہوں کہ خود پاکیشیا جا کر تحقیقات کروں" ___ لیڈی ایشلے نے کہا۔

"تو اس کے لئے پاکیشیا جانے کی ضرورت کیا ہے ___ عمران یہاں چینیری میں ختم ہوا ہے ___ وہاں جا کر بھی تحقیقات ہو سکتی ہیں" ___ ترمذی نے جواب دیا۔

"ہاں! ۔۔۔ یہ بھی درست ہے ۔۔۔ یہاں تو ہم ویسے بھی اکثر جاتے رہتے ہیں اور یہاں جانے میں تو مبنری کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے اب ہم پابند تو نہیں ہو گئے" ۔۔۔ ترمذی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ۔۔۔ میں آج ہی جیفری پہنچتی ہوں ۔۔۔ وہاں پہنچ کر میں خود ہی معلوم کر لوں گی کہ اصل صورت حال کیا ہے" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے جواب دیا اور ترمذی نے سر ہلا دیا۔ لیڈی ایشلے نے دوبارہ اپنے سامنے رکھی ہوئی فائل کھول لی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گئی۔

سٹی چارمنگ ہوٹل پہنچتے ہی عمران نے سب سے پہلے جوزف، جوانا اور کیپٹن شکیل کے بارے میں معلوم کیا۔

کیپٹن شکیل کو پولیس والوں نے خود ہی رہا کر دیا تھا کیونکہ وہ اس واردات میں حملہ آور ثابت نہ ہوا تھا اور جوزف اور جوانا نے تو اس تمام جھگڑے سے قطعی لاعلمی ظاہر کر دی تھی اس لئے پولیس نے ان کے ہوٹل کا پتہ نوٹ کر کے انہیں بھی فارغ کر دیا تھا۔ البتہ پولیس والے بڑی شدت سے اس اطالوی کو ڈھونڈ رہے تھے جو اچانک ہسپتال سے غائب ہو گیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اطالوی ان کے ہاتھ کہاں آتا تھا۔

جوزف اور جوانا کو ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا تھا اور وہ اب اپنے پہلے سے طے شدہ ہوٹل سیگال میں پہنچ گئے تھے۔ جب کہ کیپٹن شکیل پولیس سے رہا ہو کر سٹی چارمنگ ہوٹل آ گیا تھا۔ البتہ یہاں اس نے اپنا کمرہ الگ کرا لیا تھا تاکہ اگر پولیس اس کی نگرانی کرے تو وہ اس کے ساتھیوں کو ٹریس نہ کر سکے۔

لیکن پولیس کی نگرانی کا اب تک کوئی ثبوت نہ مل سکا تھا۔

"تم آخر کیا کرتے پھر رہے ہو ــــ ہم مکمل اندھیرے میں رہ کر کام نہیں کر سکتے ــــ ہمیں بتاؤ کہ تمہارا یہاں مشن کیا ہے" ــــ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر غصیلے لہجے میں کہا۔

صفدر اور تنویر بھی پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے۔

"میں یہاں تنویر اور تمہاری شادی کرانے کے لئے آیا ہوں ــــ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہاں بوڑھوں کی شادی کرانے والے کو انعام ملتا ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تنویر تو مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ البتہ جولیا نے تیزی سے اپنا ہاتھ پیر میں پہنے ہوئے سینڈل کی طرف بڑھایا۔

"ارے ارے ــــ ابھی اسے سلامت رہنے دو ــــ ایسا نہ ہو کہ یہ تنویر کے سر سے پہلے ہی ٹوٹ جائے" ــــ عمران نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ! ــــ اب تم حد سے بڑھتے جا رہے ہو" ــــ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اس کا غصہ مصنوعی ہے۔

"حد سے بڑھنے کا نام ہی تو شادی ہے مسٹر تنویر" ــــ عمران نے جواب دیا اور اس بار صفدر کے قہقہے سے کمرہ گونج اٹھا۔ جولیا مغربی لڑکی ہونے کے باوجود مشرقی لڑکی کی طرح شرما گئی۔ جب کہ تنویر کے چہرے پر بے اختیار مسرت کے گلاب کھل اٹھے۔

"تم باز نہیں آؤ گے سور ــــ میں ابھی ایکسٹو سے بات کرتی ہوں" ــــ جولیا نے جب اور کوئی جواب نہ بنا تو وہ اٹھ کر تیزی سے اس میز کی طرف بڑھی جس پر ٹیلیفون پڑا ہوا تھا۔

"ارے ارے ــــ اسے نہ بتانا ــــ ورنہ یہ شادی ..... رک جائے گی" ــــ عمران نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا اور جولیا مسکرا کر واپس پلٹ آئی۔ ظاہر ہے وہ اس طرح عام ہوٹل سے ایکسٹو کو کال تو نہ کر سکتی تھی۔

"ویسے عمران صاحب! ــــ اب پروگرام کیا ہے" ــــ ؟ صفدر نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"پروگرام بدل گیا ہے ــــ اب صرف میں یہاں رکوں گا۔ باقی سب لوگ واپس چلے جائیں گے۔ یہاں کا مشن مکمل ہو گیا ہے" ــــ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر مشن ختم ہو گیا ہے تو تم یہاں کیوں رک رہے ہو" ــــ ؟ جولیا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے اور تمہارے مشن میں بڑا فرق ہے" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب" ــــ ؟ جولیا عمران کی سنجیدگی دیکھ کر چونک پڑی۔

"تمہارا ـ یعنی عورت کا مشن شادی کر کے بچے پیدا کرنا ہے ــــ اور میرا یعنی مرد ــــ" عمران نے علیحدہ علیحدہ مشن کی تفصیل بتانا شروع کی۔

مگر دوسرے لمحے وہ تیزی سے نیچے جھکا اور جولیا کا پھینکا ہوا پرس اس کے سر پر سے گذر کر کمرے کے دروازے سے جا ٹکرایا۔

"خود ہی تو پوچھ رہی ہو ــــ اور جب میں نے بتانا شروع کیا تو ــــ" عمران نے خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تم سے تو بات کرنا ہی حماقت ہے ــــ میں ایکسٹو سے بات

کروں گی" ___ جولیا نے انتہائی غصیلے انداز میں کہا اور پھر اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

"آپ مس جولیا کو بے حد تنگ کرتے ہیں" ___ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تنگ نہ کروں تو یہ سمارٹ کیسے رہ سکتی ہے ___ یہ تو پھیل کر بھینس سے بھی زیادہ موٹی ہو جائے گی اور پھر تنویر اس سے عشق کرنے کی بجائے اس کے چھپے ہوئے سائے سے بھی بچنے کا منصوبہ بناتا پھرے گا" ___ عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب! ___ مجھے ایکسٹو نے یہاں آنے سے قبل سختی سے ہدایت کی تھی کہ میں آپ سے نہ الجھوں ___ لیکن آپ اب یہ میری برداشت سے باہر ہوتے جا رہے ہیں" ___ تنویر نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"تو بھائی تم بھی جولیا کی طرح کمرہ برداشت سے باہر نکل جاؤ ___ اس میں غصے ہونے والی کونسی بات ہے" ___ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر ٹیلیفون والی میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے رسیور اٹھایا اور ایکسچینج کو اس نے ہوٹل سیگال میں جوزف اور جوانا سے بات کرانے کے لئے کہا۔ پھر رسیور رکھ دیا۔ اس دوران جولیا بھی واپس آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔ کمرے میں اب مکمل خاموشی طاری تھی۔

چند لمحوں بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس" ___ عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل سیگال میں مسٹر جوانا سے بات کریں" ___ آپریٹر نے مودبانہ لہجے میں کہا اور چند لمحوں بعد جوانا کی آواز رسیور پر ابھری۔

"ہیلو ___ کون بول رہا ہے" ___ ؟ جوانا کی آواز میں ہلکا سا غصہ شامل تھا۔

"تمہارے سامنے کون بول سکتا ہے مسٹر جوانا ___ کس کی جرأت ہے کہ دیو کے سامنے زبان ہلا کر اپنی ہڈیاں تڑوائے ___ ویسے تمہاری پسلی کی ہڈیوں کا کیا حال ہے ___ شاید تم نے اپنے سے بھی بڑے دیو کے سامنے زبان ہلا دی ہو گی" ___ عمران نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ماسٹر آپ! ___ میں اور جوزف دونوں ٹھیک ہیں۔ لیکن کمروں میں بے کار بیٹھے ہوئے ہیں ___ میں نے ہسپتال سے فارغ ہوتے ہی ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی اپروچ کیا تھا۔ مگر پتہ چلا کہ وہ کوٹھی جل چکی ہے۔ اور ڈاکٹر ڈکسی فوت ہو چکا ہے" ___ جوانا نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہارے ڈر سے اپنی کوٹھی کو آگ لگا کر مر گیا ہے بیچارہ ___ بہرحال تم اور جوزف دونوں اب فارغ ہو ___ تم دونوں پہلی فرصت میں واپس چلے جاؤ ___ میں ابھی بعد میں آؤں گا" ___ عمران نے کہا۔

"نہیں باس! ___ جب تک مشن مکمل نہیں ہو جائے گا ___ ہم واپس نہیں جائیں گے ___ پہلے ہم لاعلمی میں مار کھا گئے تھے۔ لیکن اب" ___ جوانا نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لاعلمی کی مار سے علم کی مار زیادہ سخت ہوتی ہے ___ مشن تو مکمل ہو گیا ہے ___ میں نے تو صرف ایک پرانے دوست کی یہاں قبر تلاش کر لی ہے اور پھر اس پر فاتحہ پڑھ کر واپس آجاؤں گا" ___ عمران نے جواب دیا۔

"فاتحہ! ___ وہ کیا ہوتا ہے" ___؟ جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ اس نے شاید یہ لفظ پہلی بار سنا تھا۔

"جیسے فرانس میں ڈوئل ہوتی ہے ___ اسی طرح پاکیشیا میں فاتحہ ہوتی ہے ___ تلواروں سے لڑا جاتا ہے" ___ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے تو پھر میں کیسے جا سکتا ہوں ___ میں تمہیں سیکنڈ کروں گا" ___ جوانا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"سیکنڈ کرنے کی ضرورت نہیں ___ کیونکہ مقابل تو پہلے ہی مر چکا ہے اسی لئے تو میں اب فاتحہ پڑھ رہا ہوں۔ اس کی زندگی میں فاتحہ پڑھ کر میں نے مرنا تھا" ___ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور کمرے میں بیٹھے ہوئے سب لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔ عمران بڑی صفائی اور سنجیدگی سے بیچارے جوانا کو احمق بنائے جا رہا تھا۔

"جیسے آپ کی مرضی ماسٹر" ___ جوانا کو شاید بات پوری طرح سمجھ نہ آئی تھی اس لئے اس نے مزید الجھنے کی بجائے جان چھڑانے میں ہی عافیت سمجھی ہو گی۔

"جوزف کہاں ہے" ___؟ عمران نے پوچھا۔

"موجود ہے ماسٹر" ___ جوانا نے کہا اور پھر شاید عمران کا عندیہ سمجھ کر اس نے رسیور جوزف کو دے دیا تھا۔

"یس باس" ___ جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف! ___ تم جوانا کے ساتھ واپس چلے جاؤ ___ میں بھی فاتحہ پڑھ کر واپس آجاؤں گا ___ سمجھ گئے" ___ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس! ___ جیسے آپ کا حکم" ___ جوزف نے بڑے فرمانبردارانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ بائی" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب! ___ اب آپ کے یہاں رکنے کی وجہ تو لنظا ھر نظر نہیں آتی ___ اور پھر پاور لینڈ کا مشن تو ابھی شروع ہی نہیں ہوا" ___ صفدر نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دیکھو صفدر! ___ پہلے تو میرا خیال تھا کہ یہاں جیفری میں ایسے لوگ مل جائیں گے جو پاور لینڈ میں داخلے کا کوئی نہ کوئی کلیو دے دیں گے۔ اور ہم سب اس کلیو کی بنا پر پاور لینڈ میں داخل ہو جائیں گے ___ لیکن یہاں آ کر پتہ چلا کہ وہاں کے داخلے کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔ صرف ٹرانسمٹ ہو کر ہی وہاں پہنچا جا سکتا ہے ___ ان لوگوں نے ایسی ریز پاور لینڈ کے گرد پھیلا رکھی ہیں کہ ٹھوس جسم کسی طور بھی اس میں داخل نہیں ہو سکتا ___ اب مسئلہ یہ تھا کہ ٹرانسمٹ ہونے اور اسے کنٹرول کرنے والی مشینری کونسی ہے ___؟ چنانچہ میں نے ایسے آدمی کی تلاش شروع کر دی جس کے پاس وہ ٹرانسمٹ فیوز ہو۔ چنانچہ ایک آدمی

مل گیا ــــ اور اس سے ٹرانسمٹ فیوز حاصل کر کے میں نے ڈاکٹر آلبیری کی لیبارٹری میں اس پر ریسرچ کی اور میں اس کا فارمولا اور اس کا آپریٹنگ پروسیس سمجھ گیا ــــ لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ ایسے ٹرانسمٹ فیوز تیار کرنے کے لئے ایسا جدید ترین سائنسی سامان چاہئے جو شاید یہاں نہ ملے ــــ اور نہ ہی یہاں ایسی لیبارٹری میسر ہو سکے جس میں وہ ٹرانسمٹ فیوز اور اس کی آپریٹنگ مشین تیار ہو سکے ــــ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ لوگوں کو یہاں سے واپس بھیج کر میں واپس پاکیشیا جانے کی بجائے ایکریمیا جا کر اس کا سامان مہیا کروں گا اور پھر اس سامان سے بہت سارے ٹرانسمٹ فیوز تیار کر کے ہم باقاعدہ ٹیم کی صورت میں پاور لینڈ میں داخل ہوں گے۔ اب ظاہر ہے اس پر کچھ عرصہ لگ ہی جائے گا ــــ ایسی صورت میں آپ سب کا یہاں بے کار بیٹھنا فضول ہے۔ وہاں پاکیشیا میں بھی کوئی کام پڑ سکتا ہے" ــــ عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ــــ واقعی اس صورت میں تو ہمارا یہاں رہنا بے کار ہی ہے۔" صفدر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"بس یہی بات میں سمجھانا چاہتا تھا ــــ اس لئے مس جولیا! ــــ آپ اپنی ٹیم کو لے کر واپس ایکسٹو کے پاس پہنچ جائیں ــــ جب ٹرانسمٹ فیوز تیار ہو جائیں گے تو پھر ہم وہاں سے پوری ٹیم تیار کر کے پاور لینڈ میں داخل ہو جائیں گے" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جولیا کی سمجھ میں بھی ساری بات آ گئی تھی اس لئے اس نے بھی سر ہلا دیا۔

"او کے ــــ گڈ بائی" ــــ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے وہ تیز تیز

قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ چونکہ اب وہ اطالوی کی بجائے میک اپ میں تھا اس لئے اُسے یقین تھا کہ اُسے کوئی نہیں جانتا اور وہ اطمینان سے ہوٹل کے ہال میں سے ہوتا ہوا مین گیٹ سے باہر نکل آیا۔ باہر سڑک پر آ کر وہ چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے ایک خالی ٹیکسی کو اشارہ کیا اور ٹیکسی کی پچھلی نشست پر بیٹھتے ہوئے ڈرائیور کو گرین پارک ہوٹل چلنے کے لئے کہا۔ گرین پارک ہوٹل شہر سے ہٹ کر مضافات میں ایک جدید ترین ہوٹل تھا۔ اور عمران کو اس کا ماحول بے حد پسند تھا۔ وہ جب بھی جیفری آتا تھا اسی ہوٹل میں ٹھہرتا تھا۔ اس لئے اس نے اس بار بھی اسی ہوٹل میں رہنے کا پروگرام بنایا تاکہ وہاں رہ کر وہ ٹرانسمٹ فیوز کے سامان کے متعلق معلومات جمع کر سکے۔

ٹیکسی ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور پھر سڑک پر دوڑنے والی بے شمار گاڑیوں میں شامل ہو کر آگے بڑھتی چلی گئی۔

دروازے پر دستک ہوئی تو صوفے پر تقریباً لیٹی ہوئی لیڈی ایشلے چونک پڑی۔ وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"یس۔ کم ان"۔۔۔ اس نے کرخت لہجے میں کہا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ نوجوان کے چہرے پر جوش کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا رپورٹ ہے پارکر"۔۔۔ لیڈی ایشلے نے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے چونک کر پوچھا۔

"مادام!۔۔۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔۔۔ ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی کے جلنے سے پہلے اس میں سے ایک کار نکل کر گئی تھی۔ اس کار میں ڈاکٹر وکسی اور ایک اجنبی سوار تھے۔۔۔ اس اجنبی نے باہر نکل کر سامنے والی سبز کوٹھی کی سائیڈ میں کھڑے ہوئے ایک اور آدمی کو بلایا اور پھر اسے بھی کار میں سوار کر کے کار چلی گئی۔۔۔ اس کے بعد کوٹھی پر زیرو بم فائر کیا گیا

تھا۔ بعد ازاں ڈاکٹر وکسی اور وہ دونوں اجنبی کار میں واپس آئے تھے۔۔۔ ڈاکٹر وکسی تو اتر کر کوٹھی کے اندر چلا گیا۔۔۔ جب کہ وہ دونوں اجنبی ایک شہادت کے مطابق اس سبز کوٹھی کے عقبی حصے میں داخل ہوئے تھے۔۔۔ وہ کافی دیر بعد واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں وہ بیگ تھا جو مارٹن لے کر اس کوٹھی میں داخل ہوا تھا۔۔۔ انہیں جب پولیس آفیسر سے ڈاکٹر وکسی کے ہارٹ اٹیک سے فوت ہو جانے کا علم ہوا تو وہ دونوں ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر وہاں سے چلے گئے۔۔۔ میں نے اس ٹیکسی ڈرائیور کو ڈھونڈ نکالا اور اس نے بتایا کہ وہ دونوں سٹی چارمنگ ہوٹل میں گئے تھے۔ اس ہوٹل میں تحقیقات کی تو پتہ چلا کہ وہاں ایک گروپ ٹھہرا ہوا ہے جس کی لیڈر ایک یورپین عورت ہے۔۔۔ اس کا نام ریٹا ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو سیاح ظاہر کیا تھا۔ یہ دونوں اجنبی اس عورت کے کمرے میں گئے۔۔۔ پھر ہوٹل سیگال میں کال کی گئی۔ چونکہ سٹی چارمنگ ہوٹل ایک بلیک میلر کی ملکیت ہے۔ چنانچہ وہاں خفیہ طور پر تمام کالوں کا باقاعدہ ٹیپ ریکارڈ رکھا جاتا ہے تاکہ اعلیٰ حلقوں کے لوگوں کی کالوں سے مواد حاصل کر کے انہیں بلیک میل کیا جا سکے۔۔۔ چنانچہ اس کال کا ٹیپ میں نے حاصل کر لیا۔۔۔ اس ٹیپ کی مدد سے مجھے معلوم ہوا کہ ہوٹل سیگال میں ٹھہرے ہوئے دو حبشیوں سے بات چیت کی گئی ہے۔۔۔ گو اس بات چیت کا کوئی سر پیر سمجھ میں نہیں آتا۔ لیکن یہ دونوں حبشی وہی ہیں جو علی عمران کے ساتھی بتائے جاتے ہیں"۔۔۔ پارکر نے تفصیل بتائی اور پھر اس نے جیب سے ایک کیسٹ نکال کر لیڈی ایشلے کی طرف بڑھا دی۔

"گڈ ——— تم نے حیرت انگیز برق رفتاری سے کام لیا ہے بارکر ——— مجھے تمہاری کارکردگی پر فخر ہے" ——— لیڈی ایشلے نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور بارکر سے وہ کیسٹ لے لی۔

"میڈم! ——— ہوٹل سٹی چارمنگ کا ایکسچینج آپریٹر میرا دوست تھا۔ اس لئے مجھے یہ معلومات بھی مل گئیں اور کیسٹ بھی ——— ورنہ تو بڑی مشکل ہو جاتی" بارکر نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب وہ اجنبی اسی ہوٹل میں ہے" ——— ؟ لیڈی ایشلے نے پوچھا۔

"یس میڈم! ——— میں ٹوٹی کو وہاں چھوڑ آیا ہوں تاکہ اس اجنبی کی نگرانی کر سکے" ——— بارکر نے جواب دیا۔

"گڈ ——— تم واقعی ذہین آدمی ہو ——— آج سے پہلے تمہاری ایسی صلاحیتیں پاورلینڈ کے سامنے نہ آئی تھی ——— بہرحال میں تمہیں نمبر ٹو بنانے کو سوچ رہی ہوں" ——— لیڈی ایشلے نے کہا اور بارکر کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا۔ مادام ایشلے کا نمبر ٹو ہونا ہیڈ کوارٹر میں بہت بڑا عہدہ تھا۔ اتنا بڑا کہ شاید بارکر اتنے بڑے عہدے کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔

"میں پاورلینڈ میں شامل ہونے سے پہلے ویسٹرن کارمن کی ملٹری سیکرٹ سروس میں شامل تھا ——— وہاں میرا چیف سے جھگڑا ہو گیا اور بعد میں کورٹ مارشل کر کے مجھے موت کی سزا دی گئی۔ جس پر میں فرار ہو گیا۔ اور پھر میں نے یہاں فن لینڈ میں آ کر ایک جوا خانہ کھول لیا اور منشیات کی سمگلنگ میں مصروف ہو گیا ——— میرا ایک طاقتور گروپ بن گیا تھا۔ اس کے بعد میں پاورلینڈ سے متعلق ہو گیا میڈم" ——— بارکر نے اپنے متعلق بتلاتے ہوئے کہا۔ وہ شاید نمبر ٹو بننے کے لئے اپنی اہلیت جتانا چاہتا تھا۔

"گڈ ——— اسی لئے تم نے اتنی جلدی اتنی اہم معلومات حاصل کر لی ہیں۔ بہرحال تمہاری اس کارکردگی کا تمہیں شاندار انعام دیا جائے گا" ——— لیڈی ایشلے نے کہا اور پھر اس نے سامنے رکھی میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

"مور سپیکنگ میڈم" ——— دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز ابھری۔

"میرے کمرے میں ایک کیسٹ ریکارڈر بھجوا دو" ——— میڈم نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

بارکر ابھی تک مودبانہ انداز میں کھڑا ہوا تھا۔

"تم بیٹھ جاؤ بارکر! ——— اب کم از کم تم اس قابل ہو گئے ہو کہ میرے سامنے بیٹھ سکو" ——— مادام نے مسکراتے ہوئے کہا اور بارکر نے اس اعزاز پر جھک کر سلام کیا اور پھر بڑے مودبانہ انداز میں سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ مادام کی نظریں اس کے گٹھے ہوئے اور صحت مند جسم کا جائزہ لے رہی تھیں اور اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک ابھر آئی تھی۔

"تم شادی شدہ ہو" ——— ؟ اچانک میڈم نے سوال کیا۔

"نو میڈم! ——— میں نے یہ بکھیڑا کبھی نہیں پالا" ——— بارکر نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"گڈ" ——— مادام نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید بات کرتی، دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس ——— کم ان" ——— میڈم ایشلے نے سخت لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید قسم کا بڑا سا کیسٹ ریکارڈر تھا۔

"اسے میز پر رکھ دو" ـــــ میڈم نے اپنے سامنے رکھی ہوئی میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور نوجوان نے اُسے میز پر رکھ دیا۔ اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"یہ کیسٹ اس میں لگا دو بارکر" ـــــ میڈم نے بارکر سے مخاطب ہو کر کہا اور بارکر نے اٹھ کر بڑی پھرتی سے کیسٹ لگایا اور پھر بٹن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے کمرے میں عمران کی آواز گونجی، وہ جوانا سے باتیں کر رہا تھا۔ لیڈی ایشلے عمران کی آواز سنتے ہی چوکنا ہو گئی۔ اس کے چہرے پر یکلخت مسرت کے آثار چھلک گئے۔ اس نے ہنری کے خلاف ایک ٹھوس ثبوت حاصل کر لیا تھا۔

ہنری کی رپورٹ غلط تھی کہ عمران ختم ہو چکا ہے۔ عمران زندہ تھا۔ لیڈی ایشلے عمران کی آواز اچھی طرح پہچانتی تھی۔ اس لئے آواز سنتے ہی اُسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ اجنبی عمران ہی ہے۔ اس نے اپنا میک اپ بدل لیا تھا۔

اب صورت حال بھی اس پر واضح ہو گئی تھی کہ مارٹن نے جب ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی پر زیرو بم فائر کیا تھا تو اس سے پہلے ہی عمران ڈاکٹر ڈکسی سمیت کوٹھی سے باہر جا چکا تھا۔ اس لئے وہ مرنے سے بچ گیا جبکہ ہنری نے صرف اپنے خاص آدمی مارٹن کے بیان پر ہی بھروسہ کر لیا تھا۔ بہرحال اب وہ آسانی سے عمران کو گرفتار کر کے ہنری کو بتا سکتی تھی کہ لیڈی ایشلے صلاحیتوں کے لحاظ سے کسی سے کم نہیں ہے۔

کمرے میں خاموشی طاری تھی۔ بارکر کیسٹ ریکارڈر کا بٹن آف کر کے دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"یہ اجنبی ہی علی عمران ہے ـــــ میں اس کی آواز پہچانتی ہوں ـــــ بارکر! ـــــ تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں یہاں" ـــــ لیڈی ایشلے نے دوبارہ گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"آپ حکم فرمائیں میڈم! ـــــ یہ پورا چینری شہر آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑے گا" ـــــ بارکر نے جواب دیا۔

"جو میں پوچھ رہی ہوں ـــ اس کا جواب دو ـــ مجھے فالتو باتیں پسند نہیں ہیں" ـــــ مادام نے غصیلے لہجے میں کہا اور بارکر سہم گیا۔ دراصل وہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی مادام سے بے تکلف ہو گیا تھا۔

"سوری میڈم! ـــ میرے گروپ میں پچاس افراد ہیں" ـــ بارکر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مادام مزید بات کرتی، میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون بج اٹھا۔ مادام نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــ مادام کا لہجہ تلخ تھا۔

"بارکر کے لئے کال ہے میڈم! ـــ بولنے والا ٹونی ہے۔ اس کا اصرار ہے کہ بات اہم ہے اس لئے فوری رابطہ کرایا جائے" ـــ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

مادام نے ٹونی کا نام سنتے ہی خاموشی سے رسیور بارکر کی طرف بڑھا دیا۔ کیونکہ بارکر پہلے ہی بتا چکا تھا کہ وہ علی عمران کی نگرانی پر ٹونی کو چھوڑ آیا ہے۔

"یس ـــ بارکر سپیکنگ" ـــ بارکر نے اٹھ کر مادام کے ہاتھ سے رسیور لیتے ہوئے کہا۔

"ٹونی بول رہا ہوں باس! ـــ وہ اجنبی شی چارمنگ ہوٹل سے نکل

گرگرین پارک ہوٹل میں پہنچا ہے ـــــ اس نے یہاں کمرہ نمبر تیرہ بک کرایا ہے اور اس وقت وہ کمرے کے اندر موجود ہے" ـــــ دوسری طرف سے ٹونی نے کہا۔

"اچھا ـــ اس کی مکمل نگرانی کرو ـــ وہ تمہاری نظروں سے ہرگز اوجھل نہ ہونے پائے" ـــ بارکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"وہ اجنبی ہوٹل گرین پارک میں پہنچ گیا ہے مادام" ـــ بارکر نے رسیور رکھ کر مودبانہ لہجے میں مادام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سنو بارکر! ـــ اب تمہاری اصل صلاحیتوں کا امتحان ہے ـــ علی عمران کو اس کے ہوٹل سے اغوا کرو ـــ اور اس کے تمام ساتھیوں کو ان کے ہوٹل سے ـــ حبشی جوزف اور جوانا بھی اغوا ہونے چاہئیں ـــ اور ان سب کو یہاں لا کر جینیری ہیڈ کوارٹر کے بلیو روم میں قید کر دو ـــ کیا تم ایسا کر سکتے ہو" ـــــ ؟ مادام نے کہا۔

"یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے مادام! ـــ کم از کم بارکر کے لئے یہ کام بالکل آسان ہے ـــــ حکم کی تعمیل ہوگی" ـــ بارکر نے بڑے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم یہ مشن کیسے انجام دو گے ـــ؟ مجھے تفصیلات بتاؤ" ـــ مادام نے کہا۔

"مادام! ـــ علی عمران کو رات کو سوتے ہوئے بیہوش کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کا اغوا آسان ہو جائے گا ـــــ اس کے ساتھیوں کو بھی آسانی سے اغوا کیا جا سکتا ہے کیونکہ جن کمروں میں وہ رہائش پذیر ہیں

وہاں سے خفیہ راستے باہر نکلتے ہیں ـــ اور انہیں بھی زود اثر بیہوش کر دینے والی گیس سے اغوا کیا جا سکتا ہے" ـــــ بارکر نے جواب دیا۔

"لیکن کیا ہوٹل کی انتظامیہ تم سے تعاون کرے گی" ـــ ؟ مادام نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"مادام! ـــ اب آپ سے کیا چھپانا ـــ سٹی چارمنگ ہوٹل میری اپنی ملکیت ہے اور میں نے بطور سائیڈ بزنس یہ کام کیا ہوا ہے ـــ اس لئے وہاں سب کچھ ہو سکتا ہے" ـــــ بارکر نے جواب دیا اور مادام کا چہرہ چمک اٹھا۔ بارکر اس کی توقع سے کہیں زیادہ تیز ثابت ہو رہا تھا۔ اب وہ سمجھ گئی تھی کہ بارکر اتنی آسانی سے کس طرح وہ ٹیپ لے آیا ہے۔ بارکر کا حوالہ اُسے ترمذی نے دیا تھا۔ وہ ترمذی کے سابقہ گروپ کا خاص آدمی تھا اور ترمذی کے کہنے پر ہی اُسے پاورلینڈ سے متعلق کیا گیا تھا۔ لیکن چونکہ وہ ترمذی سے ہی منسلک تھا اس لئے وہ اُسے براہ راست نہ جانتی تھی۔ ترمذی نے اُسے بتایا تھا کہ جینیری میں اس کا خاص آدمی بارکر موجود ہے۔ وہ تمہارے بے حد کام آئے گا اور پھر اس نے بارکر سے رابطہ قائم کر کے اُسے مادام ایشیلے سے مکمل تعاون کا حکم بھی دے دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بارکر کی ان صلاحیتوں پر حیران ہو رہی تھی۔ جینیری میں مادام ایشیلے کے لئے شروع سے ہی ایک بڑی کوٹھی ریزرو رہتی تھی۔ جہاں اس کا مخصوص عملہ رہتا تھا وہ جب بھی جینیری آتی یہیں قیام کرتی تھی اور یہاں اس نے ہر قسم کے انتظامات کر رکھے تھے۔ اس نے بارکر کو یہیں بلا کر اس کے ذمے تحقیقات کا کام لگایا تھا۔

"گڈ ـــ اور وہ حبشی جوزف اور جوانا" ـــــ ؟ مادام نے کہا۔

"میڈم! ـــ جوانا سے کسی زمانے میں میرے گہرے تعلقات رہے

ہیں۔ بعد میں وہ ماسٹر کلرز میں شامل ہو گیا تھا ۔۔۔ لیکن اب بھی میرے اس سے تعلقات موجود ہیں ۔۔۔ میں دوستانہ تعلقات کی بنا پر بھی ان دونوں کو اغوا کر سکتا ہوں ۔۔۔ صرف یہ ہوگا کہ انہیں لے آنے کے لئے مجھے خود جانا پڑے گا"۔۔۔ بارکر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تمام کام ہوشیاری سے ہونا چاہیے ۔۔۔ خاص طور پر علی عمران کا اغوا ۔۔۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہوشیار ہو جائے اور سارا کھیل ہی بگڑ جائے"۔۔۔ مادام نے اُسے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں مادام ۔۔۔ اور بارکر کی صلاحیتوں پر اعتماد کریں"۔۔۔ بارکر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جا کر حکم کی تعمیل کرو ۔۔۔ جب سب لوگ بلیو روم میں پہنچ جائیں تو مجھے مطلع کرو ۔۔۔ میں تمہارا انتظار کروں گی"۔۔۔ مادام نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یس مادام ۔۔۔ میں جلد ہی آپ کو کامیابی کی خبر سناؤں گا"۔۔۔ بارکر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر مادام کو سلام کر کے وہ کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

مادام کا چہرہ مسرت سے چمک رہا تھا وہ سوچ رہی تھی کہ جیسے ہی یہ سب لوگ بلیو روم میں اکٹھے ہوں گے وہ ہنری اور ترندی کو ہیڈ کوارٹر سے بلا لے گی اور پھر انہیں بتائے گی کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ اُسے یقین تھا کہ عمران کو اپنے سامنے زندہ دیکھ کر ہنری پھر کبھی اس کے سامنے سر نہ اٹھا سکے گا۔

عمران کی آنکھ کھلی تو ایک لمحے کے لئے وہ حیرت سے ادھر اُدھر دیکھتا رہا۔ دوسرے لمحے اس نے اچھل کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ ایک سٹریچر نما تختے سے پوری مضبوطی سے بندھا ہوا تھا۔ اس کے جسم کو چمڑے کے مضبوط تسموں سے سٹریچر سے باندھ دیا گیا تھا۔ اس کے چونکنے کی وجہ یہی تھی کہ آنکھ کھلنے پر اس نے اپنے آپ کو ہوٹل کے کمرے کی بجائے اجنبی جگہ پر دیکھا تھا۔

یہ ایک وسیع کمرہ تھا جس میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی روشندان۔ پورا کمرہ ٹھوس دیواروں پر مشتمل تھا۔ صرف اونچی چھت سے ایک فانوس لٹک رہا تھا جس میں موجود بے شمار بلب جل رہے تھے۔

رات کو عمران اپنے کمرے میں سویا تھا اور اس نے اپنے طور پر دروازہ اندر سے بند کر دیا تھا۔ پھر وہ یہاں کیسے پہنچ گیا۔ اس بات پر اُسے حیرت تھی۔ ظاہر ہے اُسے ہوٹل سے اغوا کیا گیا تھا۔ لیکن کس نے اغوا کیا تھا اور

کیسے ـــــ یہ بات اس کے ذہن میں نہ آ رہی تھی، اور پھر اس نے گردن موڑ کر اِدھر اُدھر دیکھا تو اُسے حیرت کا دوسرا شدید جھٹکا لگا۔ پوری ٹیم اس کی طرح سٹریچرز سے بندھی ہوئی اس بند کمرے میں موجود تھی۔ جوزف اور جوانا تک موجود تھا۔

"حیرت ہے ـــــ یہ لوگ تو جادوگر معلوم ہوتے ہیں" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

عمران کے سب ساتھیوں کی آنکھیں بند تھیں اور یوں لگ رہا تھا جیسے وہ گہری نیند سو رہے ہوں۔ اور دوسری حیرت انگیز بات یہ تھی کہ سب اپنے اصل چہروں میں تھے۔ ان کے میک اپ صاف کر دیئے گئے تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ کوئی ایسا چکر چل گیا ہے کہ وہ سب لوگ نہ صرف ٹریس ہو گئے ہیں بلکہ بڑے اطمینان سے انہیں اغوا بھی کر لیا گیا ہے۔ اس کے ساتھیوں کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ سب بیہوش تھے اور ظاہر ہے عمران کو بھی گہری نیند سوتے ہوئے بیہوش کر کے یہاں لایا گیا ہوگا۔ لیکن یہ لوگ کون ہیں۔ ان کا تعلق پاور لینڈ سے ہے یا کوئی اور چکر ہے ـــــ ؟ اس بات کا اندازہ تو اس وقت ہو سکتا تھا جب ان میں سے کوئی سامنے آتا۔

عمران کے ہاتھ سٹریچر کے نیچے موڑ کر باندھے گئے تھے اور عمران نے اپنے دونوں بندھے ہوئے ہاتھوں کو حرکت دی تو اس کا دل بلیوں اچھل پڑا۔ اس کے دونوں ہاتھوں کو کلائی کے اوپر کر کے باندھا گیا تھا۔ اور وہ اس طرح آسانی سے اپنے ناخنوں میں موجود تیز بلیڈوں کو استعمال کر سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر یہ کام شروع بھی کر دیا۔ اور چند لمحوں بعد اس کی کلائیاں آزاد ہو گئیں۔ اب وہ آسانی سے جسم پر بندھے ہوئے دوسرے سٹریپ بھی کاٹنے کے قابل ہو گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کا جسم بندشوں سے قطعی آزاد ہو گیا۔ وہ تیزی

سے اس سٹریچر سے نیچے اترا اور پھر اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا۔ اس نے باری باری ان کی بندشیں بھی اپنے ناخنوں کے بلیڈوں سے کاٹ دیں اور پھر اس نے باری باری ہر ایک کی ناک اور منہ بند کر کے انہیں جبراً ہوش میں لانا شروع کر دیا۔ جب وہ آخری آدمی کو بھی ہوش میں لے آیا تو اسے اس تمام کارروائی میں کم از کم بیس پچیس منٹ لگ ہی گئے۔

"عمران صاحب! ـــــ یہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں" ـــــ تقریباً سب نے ہی اپنے اپنے انداز میں یہی سوال کیا۔

"جہاں تک میرا آئیڈیا ہے کہ ہم پاور لینڈ کی قید میں ہیں ـــــ کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی دوسری پارٹی اس وقت ایسی نہیں ہے جو ہماری مہمانی کا بوجھ سنبھال سکے" ـــــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ لیکن انہیں ہم سب کے بارے میں کیسے علم ہوا ـــــ اور پھر ہمیں احساس تک نہیں ہوا ـــــ ہم سب رات کو اپنے اپنے کمروں میں سوئے تھے اور اب آنکھیں یہاں کھلی ہیں" ـــــ تقریباً سب نے کہا۔

"عقلمند کہتے ہیں کہ نیند موت کی بہن ہوتی ہے۔ تو شکر کرو کہ تم نیند میں ہونے کے باوجود اس کی بہن کے مہمان نہیں بن گئے ـــــ ورنہ آنکھ قبر میں کھلتی اور منکر نکیر سر پر سوار ہوتے" ـــــ عمران نے مسکرا کر جواب دیا۔

"یہ کمرہ بھی تو قبر کی طرح ہی ہے ـــــ کہیں کوئی دروازہ یا کھڑکی نہیں ہے۔ لیکن گھٹن کا احساس بھی نہیں ہو رہا" ـــــ صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سب نے اس کی تائید میں سر ہلا دیا۔

"یہ قبر اگر نہیں بھی ہے تو قبر میں تبدیل ہو سکتا ہے ـــــ پاور لینڈ اگر ہمارا میزبان ہے تو اس نے ہم سے کوئی رعایت نہیں کرنی۔ اس لئے آپ

فاسٹ ایکشن کے لئے ہر لمحے تیار رہیں ۔۔۔ اب سب دوبارہ سٹریچروں پر لیٹ جائیں اور سٹریپس کو اسی طرح سیٹ کر لیں کہ محسوس یہی ہو جیسے آپ لوگ بندھے ہوئے ہیں ۔۔۔ اس طرح مدافعت کے لئے چند لمحے مل جائیں گے۔"

عمران نے کہا اور پھر وہ خود اپنے سٹریچر نما تختے پر لیٹ گیا اور اس نے نیچے لٹکے ہوئے سٹریپس کو دونوں ہاتھوں سے تختے کے نیچے ایسی گانٹھیں دے کر باندھ دیا کہ بوقت ضرورت وہ جسم کے ایک ہی جھٹکے سے آزاد ہو سکے اور دونوں ہاتھ اسی انداز میں نیچے موڑ کر تختے کے درمیان کر لئے۔ پوری ٹیم نے بھی عمران کی طرح کارروائی کی اور پھر وہ خاموش لیٹے کسی کی آمد کے منتظر ہو گئے۔

لیکن اس کمرے کی ہر دیوار اسی طرح اپنی جگہ پر قائم تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ انہیں اس بند کمرے میں ڈال کر انہیں بھول گئے ہوں۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ یہ خاموشی بہرحال ٹوٹے گی اور پھر وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد فانوس میں جلنے والے بلبوں کی روشنی یکلخت تیز ہو گئی۔ روشنی اتنی تیز ہو گئی تھی کہ فی الواقع ان کی آنکھیں چندھیا گئیں۔

چند لمحوں بعد ہی روشنی دوبارہ ہلکی ہو گئی اور پھر سرسر کی آواز سے ان کے دائیں طرف والی دیوار درمیان سے پھٹ کر دونوں اطراف میں سمٹتی چلی گئی۔

لیڈی ایشلے اپنے کمرے میں بڑی بے چینی سے ٹہل رہی تھی اس کے چہرے پر زبردست جوش کے آثار نمایاں تھے۔ آنکھوں میں فتح اور کامیابی کی چمک تھی۔ اس وقت صبح ہونے والی تھی اور بارکر نے ابھی آکر اطلاع دی تھی کہ علی عمران سمیت ان کی پوری ٹیم جینری ہیڈ کوارٹر کے بلیو روم میں قید ہو چکی ہے۔ ان سب کو سوتے ہوئے زود اثر بیہوشی کی گیس چھوڑ کر بیہوش کیا گیا اور پھر بڑی آسانی سے انہیں اغوا کر کے بلیو روم میں پہنچا دیا گیا۔

لیڈی ایشلے نے بارکر کو وہیں ٹھہر کر ان سب کی نگرانی کا حکم دیا اور پھر خود اس نے ہیڈ کوارٹر میں ترمذی اور سنزی سے رابطہ قائم کرنے کے لئے اپنے اسسٹنٹ مور کو کہہ دیا۔ وہ چاہتی تھی کہ ان دونوں کو بلا کر پہلے اپنی صلاحیتوں کا ان پر اظہار کرے اور پھر ان سب کے سامنے انہیں گولیوں سے بھون ڈالے۔

چنانچہ اب وہ ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم ہونے کی منتظر تھی۔ چونکہ لیڈی

ایشلے نے رابطہ فون پر کرنے کا حکم دیا تھا اس لئے اس کا اسسٹنٹ مور ہیڈ کوارٹر جا کر رابطہ مشین کو فون کے ساتھ منسلک کرنے میں مصروف تھا اور ظاہر ہے اس کے لئے کچھ دیر تو لگنی تھی۔ لیکن لیڈی ایشلے پر ہر لمحہ بھاری پڑ رہا تھا۔ وہ جلد از جلد ہنری اور ترمذی پر اپنی صلاحیتوں کا رعب ڈالنا چاہتی تھی۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور لیڈی ایشلے نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔۔۔ ایشلے سپیکنگ" ۔۔۔۔ لیڈی ایشلے نے تیز لہجے میں کہا۔

"مادام!۔۔۔ میں مور بول رہا ہوں ۔۔۔ ہیڈ کوارٹر میں باس ہنری سے رابطہ قائم ہو گیا ہے۔ بات کریں" ۔۔۔۔ اس کے اسسٹنٹ مور کی آواز سنائی دی اور لیڈی ایشلے کی آنکھوں میں موجود چمک کچھ اور بڑھ گئی اور پھر ہلکی سی کلک کی آواز رسیور پر ابھری۔

"یس۔۔۔ ہنری فرام ہیڈ کوارٹر" ۔۔۔۔ ہنری کے لہجے میں تحکم اور رعونت نمایاں تھی۔

"میں ایشلے بول رہی ہوں چینزی سے" ۔۔۔۔ لیڈی ایشلے نے اپنے جوش کو جبراً دباتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ مادام آپ!۔۔۔ خیریت" ۔۔۔۔ ہنری نے اس بار نرم لہجے میں کہا لیکن حیرت کا عنصر بھی اس کی آواز میں نمایاں تھا۔

"ہنری!۔۔۔ تمہارے لئے ایک خوشخبری ہے ۔۔۔ جس آدمی کی عظمت کے سامنے تم خوفزدہ تھے ۔۔۔ وہ اس وقت اپنے تمام ساتھیوں سمیت میری قید میں ہے" ۔۔۔۔ لیڈی ایشلے نے کھلے اور طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھا نہیں میڈم!۔۔۔ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں" ۔۔۔۔ ہنری نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں سمجھاتی ہوں۔۔۔ تمہارے آدمی مارٹن نے تمہیں غلط رپورٹ دی تھی ۔۔۔ ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی جس وقت مارٹن نے زیرو بم فائر کر کے تباہ کی تھی اس وقت علی عمران کوٹھی میں موجود ہی نہ تھا ۔۔۔ اس لئے وہ ہلاک نہیں ہوا تھا بلکہ صاف بچ نکلا تھا" ۔۔۔۔ مادام ایشلے نے رک رک کر اور الفاظ کو چبا چبا کر فقرہ مکمل کیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے مادام!۔۔۔ آپ کو غلط رپورٹ دی گئی ہے۔ یہ کوئی نقلی علی عمران ہو گا ۔۔۔ یہ لوگ بے حد چالاک اور انتہائی عیار ہیں۔ عمران کی موت کے بعد ان کے کسی ساتھی نے عمران کا روپ دھار لیا ہو گا۔ اس کا میک اپ کر لیا ہو گا" ۔۔۔۔ ہنری نے با اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات بھی ہے تو میں نے تم سے رابطہ بھی اسی لئے قائم کیا ہے کہ تم فوراً چینزی میں میری کوٹھی پر پہنچو ۔۔۔ اور پھر اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ کر تسلی کر لو کہ کیا حقیقت ہے اور کیا نہیں" ۔۔۔۔ مادام ایشلے نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ لوگ کیا آپ کی کوٹھی میں موجود ہیں" ۔۔۔۔ ہنری نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ میں نے ان سب کو چینزی ہیڈ کوارٹر کے بلیو روم میں قید کر رکھا ہے ۔۔۔ اور یہ سب لوگ بے ہوشی کے عالم میں بندھے ہوئے

ں" ـــــ مادام ایشلے نے جواب دیا۔

"یہ آپ کے سپتے کیسے چڑھے" ــــ ؟ ہنری نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

"یہ تفصیل بھی سُنادوں گی ـــ تم آتو جاؤ ـــ تاکہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے" ـــ لیڈی ایشلے نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں وہ پہنچ رہا ہوں" ـــ ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ترمذی کو بھی ساتھ لیتے آنا ـــ تاکہ وہ بھی دیکھ لے کہ ایشلے کی صلاحیتوں میں کمی نہیں ہوئی" ـــ لیڈی ایشلے نے کہا۔

"لیکن اس طرح مین ھیڈکوارٹر خالی ہو جائے گا ـــ اصول کے مطابق ایک کو لازماً ھیڈکوارٹر میں موجود رہنا چاہیئے" ـــ ہنری نے جواب دیا۔

"اوکے ! ـــ یہ بھی ٹھیک ہے ـــ بہرحال وہ تو ویسے بھی اس معاملے میں غیر جانبدار ہے ـــ یہ تو تمہارا اور میرا مسئلہ ہے۔ تم اکیلے ہی آجاؤ" ـــ مادام ایشلے نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں کچھ دیر بعد ٹرانسمٹ ہو کر آپ کی کوٹھی میں پہنچ جاؤں گا ـــ میرا انتظار کریں" ـــ ہنری نے جواب دیا۔

"تم کتنی دیر میں یہاں پہنچ رہے ہو ـــ فوراً ہی آجاؤ" ـــ لیڈی ایشلے نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے سپیشل لیبارٹری کے ایک اہم مسئلے پر ہائی لیول میٹنگ بلائی ہوئی ہے ـــ یہ بہت ضروری ہے ـــ ورنہ بے حد نقصان کا بھی

خطرہ ہے ـــ میں بہرحال ایک گھنٹے کے اندر پہنچ جاؤں گا" ـــ ہنری نے جواب دیا۔

"اوکے ! ـــ میں انتظار کروں گی ـــ ایک گھنٹے بعد ہی سہی" ـــ مادام ایشلے نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت اور کامیابی کی جھلک کچھ اور بڑھ گئی تھی۔

مادام ایشلے کو یقین تھا کہ بلیو روم سے ان قیدیوں کا فرار ناممکن ہے۔ اس لئے وہ مطمئن تھی۔ ویسے بھی باڈی گارڈز وہاں موجود ہی تھے۔ چنانچہ اس نے میز پر پڑا ہوا ایک رسالہ اٹھایا اور پھر کمرے سے باہر کھڑے ہوئے دربان کو بلا کر بلیک کافی لانے کی ھدایت کر دی۔ اب ایک گھنٹہ تو بہرحال گذارنا ہی تھا۔

عمران نے ادھ کھلی آنکھوں سے جائزہ لینے میں مصروف تھا اس کے اعصاب تنے ہوئے تھے۔ دیوار ہٹتے ہی دس کے قریب مشین گنوں سے مسلح افراد تیزی سے اندر داخل ہوئے اور پھر وہ سائیڈوں میں ہوتے چلے گئے۔ ان کے ساتھ ایک لمبا تڑنگا آدمی تھا جس کے چہرے پر خشونت اور غصے کے آثار نمایاں تھے۔

"یہ ابھی تک بیہوش پڑے ہیں" ـــــ اس لمبے تڑنگے آدمی نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ـــ ایک مسلح شخص نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ باقی پڑے رہیں ـــ البتہ اس کی جگہ بدل دو" ـــ لمبے تڑنگے آدمی نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ـــــ اسی مسلح آدمی نے کہا اور پھر اس کے اشارے پر دو افراد مشین گنوں کو کاندھوں سے لٹکا کر تیزی سے عمران کی طرف بڑھے اور دوسرے لمحے ان دونوں نے دونوں اطراف سے اس سٹریچر کو اٹھا لیا جس پر عمران لیٹا ہوا تھا۔

وہ دونوں سٹریچر کو اٹھاتے تیزی سے خلا کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران اس نئی صورت حال کی بنا پر کوئی فیصلہ نہ کر سکا۔ اور وہ دونوں اسے اٹھائے تیزی سے اس خلا سے باہر نکلتے چلے گئے۔ باہر ایک راہداری تھی اور وہ عمران کا سٹریچر اٹھائے تیزی سے اس راہداری کے شمال کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

راہداری کے اختتام پر ایک دیوار تھی۔ مگر ان دونوں کے وہاں پہنچتے ہی دیوار خود بخود ایک طرف ہٹ گئی اور وہ اس کی دوسری طرف آ گئے۔ دوسری طرف ایک سنسان سی سڑک تھی جس کے کنارے پر ایک بند ویگن موجود تھی۔ وہ عمران کو اٹھاتے اس ویگن کے پچھلے حصے کی طرف بڑھے، اسی لمحے ویگن کا پچھلا دروازہ خود بخود کھل گیا! دران دونوں نے عمران کا سٹریچر دھکیل کر ویگن کا دروازہ باہر سے بند کر دیا۔ کھٹک کی تیز آواز آئی اور ویگن کے دروازے کو تالا لگ گیا۔

چند لمحوں بعد ویگن تیز رفتاری سے آگے بڑھتی گئی، ویگن کے پچھلے حصے پر عمران اکیلا موجود تھا۔ وہ حیران تھا کہ آخر یہ کیا چکر چل پڑا ہے اور اسے یوں اپنے ساتھیوں سے علیحدہ کر کے کہاں لے جایا جا رہا ہے۔

ویگن تیز رفتاری سے چلتی رہی اور پھر تقریباً بیس منٹ کے مسلسل سفر کے بعد اس کی رفتار آہستہ ہونا شروع ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک جھٹکے

سے رُک گئی۔ اور عمران سمجھ گیا کہ وہ کسی نئی منزل پر پہنچ گیا ہے۔
ویگن کا پچھلا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور عمران کے سٹریچر کو باہر کھینچ لیا گیا۔ عمران نے دیکھا کہ وہ ایک وسیع کوٹھی کے پورچ میں موجود ہے۔ اس کے سٹریچر کو اٹھائے دونوں افراد تیزی سے عمارت کے اندر بڑھتے چلے گئے ایک راہداری سے گذر کر وہ سیڑھیاں اتر کر ایک بڑے سے تہہ خانے میں پہنچے اور پھر انہوں نے سٹریچر تہہ خانے میں رکھا اور مشینی انداز میں واپس مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان کے باہر جاتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

اسی لمحے عمران نے ایک جھٹکے سے اپنے آپ کو سٹریچر کی عارضی بندشوں سے چھڑایا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب تک وہ اس لئے خاموش تھا کہ وہ یہ فیصلہ نہ کر سکا تھا کہ اسے پہلے اس بند کمرے میں قید کرنے کے بعد کیوں اس طرح اٹھا کر لایا جا رہا ہے۔ لے آنے والوں کے انداز سے ظاہر تھا کہ وہ عمران کو تو پہچانتے ہیں لیکن کسی وجہ سے وہ عمران کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہی وجہ عمران جاننا چاہتا تھا تاکہ صحیح صورت حال سامنے آسکے۔

عمران کو اپنے ساتھیوں کی طرف سے زیادہ فکر اس لئے نہ تھی کہ وہ آزاد ہو جانے کے بعد بخوبی اپنا دفاع کر سکتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ جانتا تھا کہ اگر یہ سارا چکر پاورلینڈ والوں کا ہے تو پھر انہیں زیادہ دلچسپی عمران کے ساتھ ہی ہے۔

عمران نے دروازے کے ہینڈل کو دبا کر اندر کی طرف کھینچا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ عمران دروازہ کھول کر باہر نکلا اور پھر چھوٹی راہداری سے گذر کر

احتیاط سے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔

سیڑھیوں کا اختتام جس کمرے میں ہوتا تھا وہاں سے اُسے کسی کی آواز آرہی تھی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران دروازے کی اوٹ میں پہنچ کر رُک گیا۔ اور پھر اس نے بڑی احتیاط سے اوٹ میں سے جھانکا تو اس نے ان دونوں کو ایک میز کے گرد کھڑے دیکھا میز پر ایک ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔

"ہیلو۔۔۔ راؤش کالنگ چیف باس ہنری۔ اوور"۔۔۔ ایک آدمی بار بار یہی فقرہ دوہراتے چلا جا رہا تھا۔

"یس ہنری کالنگ۔ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک آواز گونجی اور عمران آواز سنتے ہی سمجھ گیا کہ یہ اسی لمبے تڑنگے آدمی کی آواز ہے جس نے عمران کی جگہ تبدیل کرنے کے لئے کہا تھا۔

"عمران کو تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا ہے باس۔ اوور"۔۔۔ بولنے والے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اس کی کیا پوزیشن ہے۔ اوور"۔۔۔ ہنری نے پوچھا۔

"وہ ابھی تک بیہوش ہے باس۔ اوور"۔۔۔ راؤش نے جواب دیا۔

"تہہ خانے کے دروازے کو لاک کر دیا ہے نا۔ اوور"۔۔۔ ہنری نے سوال کیا۔

"نہیں باس!۔۔۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ وہ تو گہری بے ہوشی کا شکار ہے۔ اوور"۔۔۔ راؤش نے جھجکتے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ احمق۔ نانسنس۔۔۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔۔۔ وہ کسی بھی وقت ہوش میں آسکتا ہے۔ فوراً دروازہ باہر سے لاک کر دو۔ اور تم

دونوں باہر احتیاط سے نگرانی کرنا ___ اگر وہ کوئی غلط حرکت کرے تو اُسے فوراً گولیوں سے بھون ڈالنا۔ اوور" ___ ہنری نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یس ___ بہتر باس! ___ ایسا ہی ہوگا۔ اوور" ___ راڈش نے جواب دیا۔

"اب پروگرام سُن لو ___ اچھی طرح اور احتیاط سے ___ میں نے عمران کی جگہ اس کے میک اپ میں دوسرا آدمی بلیو روم میں پہنچا دیا ہے۔ اس کے بعد میں لیڈی ایشلے کے ہمراہ وہاں پہنچوں گا ___ اور اس پر ثابت کروں گا کہ اس نے جس عمران کو گرفتار کیا ہے وہ نقلی ہے ___ اصلی عمران تو پہلے ہی قتل ہو چکا ہے اور اس کی لاش میرے پاس محفوظ ہے۔ اور پھر میں اسے لے کر تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا ___ روانگی سے پہلے میں تمہیں ریڈ کاشن دے دوں گا ___ ریڈ کاشن ملتے ہی تم نے فوری طور پر عمران پر ریڈ فائر کھول دینا ہے۔ اس سے عمران جھلس اور جل کر ختم ہو جائے گا ___ بس یہ خیال رکھنا کہ اس کا چہرہ قدرے محفوظ رہے ___ ریڈ فائر اس کی ناک پر کر دینا ___ جب وہ ختم ہو جائے تو اس کے جسم پر اتنا کریم مل دینا تاکہ اس کی لاش پرانی نظر آئے ___ ہمارے پہنچنے سے پہلے یہ کارروائی مکمل ہو جانی چاہئے۔ اوور" ___ ہنری نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس ___ ہم اپنے فرائض سے مکمل طور پر آگاہ ہیں۔ اوور" ___ راڈش نے جواب دیا۔

"اوکے ___ اوور اینڈ آل" ___ دوسری طرف سے کہا گیا اور بات

والے نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"جیگر ___ تم جا کر تہہ خانے کا دروازہ باہر سے لاک کر دو۔ اور خود وہیں ٹھہر کر نگرانی کرو ___ میں سٹور سے ریڈ کاشن ریسیور ___ اتنا کریم اور ریڈ فائر اٹھا کر لے آؤں ___ کیونکہ ریڈ کاشن کے بعد ہمیں تمام کارروائی سیکنڈوں میں مکمل کرنی ہو گی" ___ راڈش نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے" ___ جیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑ کر سیڑھیوں والے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ جب کہ راڈش قریبی دروازے سے باہر نکل گیا۔

عمران دروازے کی اوٹ میں خاموش کھڑا ہوا تھا۔ پھر جیسے ہی جیگر سیڑھیاں اترنے کے لئے دروازہ کراس کرتا ہوا اوٹ سے سامنے آیا، عمران بھوکے چیتے کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ اس نے انتہائی برق رفتاری سے اس کی گردن کے گرد اپنا ایک بازو ڈال کر اسے اپنے سینے سے چپکا لیا۔ مشین گن چونکہ جیگر کے کاندھے سے لٹکی ہوئی تھی اس لئے وہ اب اسے استعمال نہ کر سکتا تھا۔

جیگر اس اچانک افتاد پر گھبرا گیا۔ اور اسی لمحے سے عمران نے فائدہ اٹھایا جیگر کی گردن کے گرد جیسے ہی اس کا بازو صحیح طریقے سے جما، اس نے انتہائی زوردار جھٹکا دیا اور جیگر کا جسم بری طرح پھڑپھڑانے لگا۔ مگر عمران نے دوسرے بازو سے اس کے نچلے جسم کو اپنے جسم کے ساتھ رکھ کر جکڑا ہوا تھا اس لئے جیگر باوجود کوشش کے اپنے آپ کو عمران کی گرفت سے نہ بچا سکا تھا۔ عمران نے بازو کو دوسرا جھٹکا دیا۔ یہ جھٹکا پہلے سے کہیں زیادہ زوردار

تھا اور اس بار کراک کی آواز ابھری اور جیگر کا جسم یکلخت ڈھیلا پڑتا چلا گیا اس کی گردن ٹوٹ چکی تھی۔

عمران کو جب یقین ہو گیا کہ جیگر واقعی مر چکا ہے تو اس نے گردن کے گرد لپٹا ہوا بازو ہٹایا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے جسم کو سنبھال کر اس نے اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار لی اور پھر اس کے مُردہ جسم کو سیڑھیوں سے نیچے لڑھکا دیا۔ اور جیگر کا مُردہ جسم لڑھکتا ہوا آخری سیڑھی سے نیچے راہداری کے فرش پر جا گرا۔

عمران ہاتھ میں مشین گن سنبھالے دروازے کی اوٹ سے نکلا اور تیزی سے چلتا ہوا کمرے کے اس دروازے کے پیچھے جا کر رک گیا جس سے راڈش باہر نکلا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی قدموں کی آواز باہر برآمدے میں ابھری۔ آنے والا اسی دروازے کی طرف ہی آ رہا تھا۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کو نال کی طرف سے پکڑ لیا اور پھر راڈش بڑے اطمینان سے چلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ اسے عمران کی وہاں موجودگی کا ذرہ برابر بھی علم نہ ہو سکا۔ اس نے ایک بڑا سا بیگ اٹھایا ہوا تھا۔

جیسے ہی راڈش کی پشت عمران کی طرف ہوئی، عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے لہرایا اور مشین گن کا دستہ پوری قوت سے راڈش کی کھوپڑی پر پڑا۔ راڈش کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ منہ کے بل فرش پر گرتا چلا گیا۔ بیگ اس کے ہاتھ سے ضرب لگتے ہی نکل گیا تھا۔ اس نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اُسے مُڑ کر دیکھنے کی مہلت نہ دی اور مشین گن کی دوسری ضرب اس کی کھوپڑی پر جما دی اور راڈش

بے حس و حرکت ہو گیا۔

عمران نے اُسے پلٹ کر سیدھا کیا اور پھر جھک کر اس کی نبض کو دیکھنے لگا۔ نبض بتا رہی تھی کہ راڈش گہری بیہوشی میں مبتلا ہو چکا ہے اور اب کم از کم دو تین گھنٹوں سے پہلے اس کا ہوش میں آنا ممکن نہیں تھا۔

عمران نے فرش پر پڑا بیگ اٹھایا اور اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ اس میں ایک گیس لائٹ ٹائپ کا آلہ موجود تھا جس کا شیشہ سُرخ رنگ کا تھا اور عمران سمجھ گیا کہ یہ ریڈ کاشن ریسیور ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک لمبی سی نلکی تھی جس پر سرخ رنگ کا بینڈ تھا۔ اس نلکی کا ایک سرا سوئی کی طرح باریک تھا جب کہ پچھلے سرے پر سفید رنگ کا پریسنگ بٹن تھا۔ نلکی کے اوپر کسی نامانوس سی زبان کے چند الفاظ بھی درج تھے۔ اس کے علاوہ بیگ میں سفید رنگ کی کریم کی ایک بڑی سی بوتل تھی۔ عمران اس کریم کے فنکشن سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس سامان کو اچھی طرح دیکھنے کے بعد اس نے بیگ کو وہیں رکھا اور مشین گن اٹھائے وہ کمرے سے باہر آیا۔ اس نے بڑی احتیاط سے کوٹھی کے ایک ایک کمرے کا جائزہ لیا لیکن کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ ان دونوں کے علاوہ اس عمارت میں اور کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ البتہ باہر پورچ میں دہی ویگن کھڑی تھی جس سے عمران کو بلیو روم سے لایا گیا تھا۔

عمران نے سٹور بھی چیک کیا اور پھر اُسے اس سٹور میں سے جدید ترین ٹائپ کا میک اپ باکس بھی مل گیا۔ اس نے وہ باکس اٹھایا اور پھر واپس اسی کمرے میں پہنچ گیا جہاں راڈش بیہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران نے اس کی قد و قامت دیکھتے ہی اُسے صرف بیہوش کرنے پر اکتفا کیا تھا اس نے

اس کا لباس اتار کر خود پہنا اور اپنا لباس اسے پہنا دیا۔ اس کے بعد اس نے میک اپ باکس کھولا اور پھر راڈش کے چہرے پر اپنا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ اور چہرے پر اپنا میک اپ کرنے کے بعد اس نے اس کی آنکھوں کا رنگ بھی ایک شیشی میں سے چند قطرے ڈال کر بدل دیا۔ اس کے بعد بالوں کا نمبر آیا اور چند لمحوں بعد فرش پر بیہوش پڑا ہوا راڈش مکمل طور پر عمران کے میک اپ میں موجود تھا۔

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد عمران نے بڑی پھرتی سے اپنے چہرے پر راڈش کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ انتہائی تیز رفتاری سے چل رہے تھے اور تھوڑی ہی دیر بعد اس نے اپنے چہرے پر راڈش کا میک اپ مکمل کر لیا۔

میک اپ سے فارغ ہونے کے بعد اس نے جھک کر بیہوش پڑے ہوئے راڈش کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے فرش پر پڑا ہو بیگ اٹھایا اور پھر سیڑھیاں اتر کر وہ جیگر کی لاش کو پھلانگتا ہوا تہہ خانے میں پہنچا اور اس نے بیگ میں سے ریڈ کاشن والا آلہ نکال کر ایک طرف رکھ دیا۔ ریڈ فائر اور کریم کی ٹیوب نکال کر اس کے ساتھ رکھی اور پھر اس نے راڈش والے لباس کے اندرونی جیب میں موجود ایک باریک سا خنجر باہر نکال لیا۔ لباس کی جیبوں کی تلاشی وہ پہلے ہی لے چکا تھا اس لئے اُسے خنجر کی موجودگی کا علم تھا۔

اس نے راڈش کی پتلون کا پائنچہ اٹھایا۔ وہ اس کی پنڈلی پر نیلی لکیر لباس اتارتے وقت دیکھ چکا تھا۔ چنانچہ اس نے خنجر کی مدد سے بڑی پھرتی سے ٹرانسمٹ فیوز اس کی پنڈلی سے نکال لیا۔ گوشت کٹنے کی شدید تکلیف

کی بنا پر ہی راڈش خود بخود ہوش میں آگیا۔

اس نے ہوش میں آتے ہی کراہ کر اٹھنا چاہا، مگر بندھے ہوئے جسموں کی وجہ سے وہ صرف سر کو ہی ہلا سکا۔

عمران ٹرانسمٹ فیوز کو رومال میں لپیٹ کر اپنی جیب میں منتقل کر چکا تھا۔ راڈش نے جب آنکھیں کھول کر اپنے سامنے کھڑے عمران کو دیکھا تو حیرت کی زیادتی سے اس کی آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔ کیونکہ اُسے اپنے سامنے اپنی ہی شکل نظر آ رہی تھی۔

"کک ۔۔۔ کون ہو تم" ۔۔۔۔ اس نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"راڈش" ۔۔۔۔ عمران نے راڈش کے ہی لہجے میں جواب دیا اور راڈش اپنا ہی لہجہ سن کر حیرت کی شدت سے دوبارہ بیہوش ہوتے ہوتے بچا۔ اُسے اس حیرت کی وجہ سے اپنی ٹانگ کی تکلیف بھی بھول گئی تھی۔

"میں تمہارا ہمزاد ہوں راڈش ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تمہیں انٹرویو دیتا رہوں ۔۔۔ اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو میرے دو سوالوں کے جواب دے دو" ۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"مگر تم کون ہو ۔۔۔؟ راڈش تو میں ہوں" ۔۔۔۔ راڈش نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"سنو ۔۔۔ تم نے یہ بتانا ہے کہ ہنری کا پاور لینڈ میں کیا عہدہ ہے"؟ عمران نے سوال کرنے کے ساتھ ہی اس کے سینے پر رکھا ہوا خنجر اٹھا کر اس کی نوک اس کی گردن پر رکھ دی تھی۔

"وہ چیف باس ہے" ____ راڈش نے قدرے خوفزدہ لہجے میں جواب دیا۔

"لیڈی ایشلے اس کی ماتحت ہے" ____؟ عمران نے دوسرا سوال کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ____ وہ چیئرمین ہے ____ ہنری اور ترمذی ڈائریکٹرز ہیں" ____ راڈش نے جواب دیا۔

"پاورلینڈ میں داخلے کا ٹرانسمٹ کے علاوہ اور راستہ کونسا ہے" ____؟ عمران نے خنجر کی نوک کو قدرے زور سے دباتے ہوئے کہا۔

"کوئی راستہ نہیں ہے ____ اسے مخصوص لہروں سے کیموفلاج کر دیا گیا ہے ____ صرف ٹرانسمشن نظام سے ہی وہاں انسان اور دوسری چیزیں جا سکتی ہیں ____ میں سچ کہہ رہا ہوں، دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے" راڈش نے تکلیف سے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

"بلیو روم سے عمران کو کیوں نکالا گیا ہے" ____؟ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"م ____ مگر تم ____" راڈش نے شاید سنبھل کر سوال کرنا چاہا مگر اس سے پہلے کہ اس کا سوال مکمل ہوتا، عمران نے خنجر کی نوک کو اور زیادہ دبا دیا اور راڈش بے اختیار سر مارنے لگا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑتا چلا گیا۔

"بتاؤ ____ ورنہ ابھی شہ رگ کاٹ دوں گا" ____ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"بب ____ بتاتا ہوں ____ بتاتا ہوں" ____ راڈش نے خوفزدہ لہجے

میں جواب دیا اور عمران نے خنجر پر دباؤ کم کر دیا۔

"جہاں تک مجھے معلوم ہے، ہنری نے اپنے طور پر عمران کو قتل کرا دیا تھا ____ اور چیئرمین مادام ایشلے کو رپورٹ دے دی تھی کہ عمران مر چکا ہے ____ لیکن چیئرمین مادام ایشلے نے اپنے گروپ کے آدمیوں کی مدد سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے چیئرمین ہیڈ کوارٹر کے بلیو روم میں قید کرا دیا ____ اور پھر ہنری باس کو بلایا تاکہ اس کی رپورٹ کو جھوٹ ثابت کر سکے ____ باس ہنری کو معلوم ہوا تو اس نے ہمیں ساتھ لیا ____ ہم اس کے گروپ کے آدمی ہیں اور پھر وہ ہمیں لیکر چیئرمین ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا ____ چیئرمین ہیڈ کوارٹر باس ہنری نے تعمیر کرایا تھا اس لئے بلیو روم کا ایک خفیہ راستہ اسے معلوم تھا ____ اس نے اپنی بات سچ منوانے کے لئے وہاں سے عمران کو اغوا کر لیا اور اس کی جگہ عمران کے میک اپ میں اپنا آدمی لٹا دیا ____ اس آدمی کو ختم کر دیا گیا ہوگا تاکہ وہ صحیح بات نہ بتا سکے ____ اس طرح مادام ایشلے کی رپورٹ جھوٹی ہو جائے گی ____ اور پھر باس ہنری، مادام ایشلے کو یہاں اپنے پوائنٹ پر لا کر عمران کی لاش دکھا کر اس بات کو سچ منوائے گا کہ اس کی رپورٹ درست تھی" ____ راڈش نے اس بار بغیر رکے پوری بات بتا دی اور عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔

عمران راڈش کے چہرے کی ساخت دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ راڈش مضبوط قوت ارادی کا مالک نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے صرف خنجر کی نوک اس کی شہ رگ پر رکھ کر پوچھ گچھ شروع کر دی تھی اور اس کا اندازہ درست ثابت ہو رہا تھا۔

"تم ہیڈکوارٹر سے آئے ہو ــــ اب آخری بات بتادو کہ ہنری اور مادام لیشئے خود بخود کیسے ٹرانسمٹ ہو جاتے ہیں ــــــ؟ اور اگر انہیں روکنا ہو تو اس کا کیا طریقہ کار ہے" ــــــ؟ عمران نے خنجر کی نوک پر قدرے دباؤ ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"ان کے جسموں میں آٹومیٹک نظام موجود ہے ــــ اس لئے انہیں صرف اسے دبانا پڑتا ہے اور وہ ٹرانسمٹ ہو جاتے ہیں" ــــــ راڈش نے جواب دیا۔

"اگر انہیں ایسا کرنے سے روکنا ہو تو" ــــــ عمران نے پوچھا۔

"ایک ہی صورت ہے کہ وہ اس فیوز کو دبا نہ سکیں ــــ ان کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں" ــــ راڈش نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی اور سوال کرتا۔ اچانک کمرے میں سرخ رنگ کا جھماکا سا ہوا اور عمران اور راڈش نے چونک کر دائیں طرف دیکھا جہاں ریڈ کاشن رسیور پڑا ہوا تھا۔ اس میں سے بار بار سرخ رنگ کی لائٹ جل بجھ رہی تھی۔ اور اُسے دیکھتے ہی راڈش کی نظروں میں اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ اُسے معلوم تھا کہ اب تھوڑی ہی دیر میں ہنری یہاں پہنچ جائے گا اور پھر اس کی جان بچ جائے گی۔ لیکن دوسری لمحے وہ خوف سے بُری طرح چیخنے لگا جب اس نے عمران کو تیزی سے ریڈ فائر نلکی اٹھاتے دیکھا۔

"تم ــــ مجھے مت مارو ــــ مت مارو" ــــــ راڈش نے موت کے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

لیکن عمران جانتا تھا کہ ریڈ کاشن ملتے ہی وہ بے دریغ عمران پر ریڈ فائر

کھول دیتا۔ چنانچہ اس نے دانت بھینچتے ہوئے ریڈ فائر نلکی کی نوک کا رُخ اس کی ناف کی طرف کرتے ہوئے پیچھے موجود بٹن کو پریس کر دیا۔

بٹن پریس ہوتے ہی نلکی کی نوک سے سُرخ رنگ کی شعاع نکل کر راڈش کے جسم پر ناف والی جگہ سے ٹکرائی اور دوسرے لمحے ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور راڈش کے جسم میں سے سُرخ رنگ کے شعلے نکلے اور راڈش کی آخری دلخراش چیخ نے کمرہ ہلا دیا۔

شعلے صرف ایک لمحے کے لئے بلند ہوتے اور دوسرے لمحے وہ غائب ہو گئے اور عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ راڈش کا پورا جسم گردن تک بُری طرح جھلس کر رہ گیا تھا۔ کپڑے تقریباً راکھ ہو چکے تھے۔ جب کہ اس میں سے جھانکنے والا جسم یوں لگتا تھا جیسے آگ میں جھلس گیا ہو۔ چہرے پر بھی کہیں کہیں جھلسنے کے نشانات موجود تھے۔ لیکن شکل بہرحال پہچانی جاتی تھی۔

راڈش ختم ہو چکا تھا۔ عمران نے بڑی پھرتی سے ریڈ فائر کو جیب میں رکھا اور پھر اس نے ریڈ کاشن رسیور کے پاس رکھی ہوئی کریم کی ٹیوب اٹھائی اور پھر اس نے راڈش کے مردہ جسم پر کریم ملنی شروع کر دی اور جہاں جہاں کریم لگتی جاتی وہاں سے ایسے معلوم ہونے لگتا جیسے جسم کو اس حالت میں آئے ہوئے تین چار روز گذر چکے ہوں۔ نمایاں حصوں پر کریم لگانے کے بعد عمران نے ٹیوب بند کی اور پھر اُسے جیب میں ڈال کر وہ تیزی سے مڑا اور پھر ریڈ کاشن رسیور جو اب بند ہو چکا تھا اٹھا کر وہ کمرے سے باہر آ گیا۔ اور دروازہ بند کر کے وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ مشین گن اس کے کاندھے سے ابھی تک لٹکی ہوئی تھی۔

ریڈ کاٹن ریسیور اس نے انتہائی تیزی سے جاکر سٹور روم میں رکھا اور پھر دوبارہ برآمدے میں آکر کھڑا ہوگیا۔

ابھی اسے وہاں کھڑے ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ کوٹھی کا پھاٹک خود بخود کھلا اور پھر ایک سیاہ رنگ کی کار اندر داخل ہوئی۔ اور پھر کار کی سٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہنری کے ساتھ موجود لیڈی ایشلے کو اس نے دور ہی سے پہچان لیا تھا۔

"مادام! ——— باس ہنری تشریف لائے ہیں" ——— ایک نوجوان نے اندر داخل ہوکر مودبانہ لہجے میں کہا اور مادام ایشلے جو رسالے کے مطالعے میں مصروف تھی، چونک پڑی۔ اس نے رسالہ پھرتی سے میز پر رکھا اور ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھنے لگی۔ ہنری سے بات ہوئے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔

"کیا میں اندر آسکتا ہوں" ——— اچانک دروازے پر ہنری کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ہنری ——— آؤ آؤ ——— میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی" ——— مادام ایشلے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مادام! ——— میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ آپ کو یقیناً غلط فہمی ہوئی ہوگی اصل عمران تو ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی میں ختم ہو چکا ہے" ——— ہنری نے اندر آتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس کا فیصلہ ابھی ہو جائے گا ——— آؤ میرے ساتھ" ——— مادام نے

طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ دیکھ لیتے ہیں" ــــ ہنری نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ مادام کے ساتھ چلتا ہوا کمرے سے باہر آگیا۔ پورچ میں سیاہ رنگ کی کار موجود تھی ۔ یہ کار مادام الشلے کے استعمال میں رہتی تھی۔ ڈرائیور نے جو پورچ میں ہی موجود تھا، ان کو کار کی طرف آتے دیکھ کر جلدی سے کار کا دروازہ کھول دیا۔

"تم یہیں ٹھہرو ــــ میں خود ڈرائیو کروں گی" ــــ مادام الشلے نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور سر ہلاتا ہوا مودبانہ انداز میں پیچھے ہٹ گیا۔

مادام الشلے نے ہنری کو ساتھ والی سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی ۔ دوسرے لمحے کار ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور کوٹھی سے باہر نکل کر دائیں طرف جانے والی ٹریفک میں شامل ہو گئی۔

"آپ نے اسے کیسے گرفتار کیا مادام" ــــ؟ ہنری نے کار کے کوٹھی سے باہر نکلتے ہی سوال کیا اور مادام نے بڑے فخریہ انداز میں اس کو اپنی تحقیقات کے متعلق بتا دیا۔

"لیکن عمران کی لاش تو میرے پاس محفوظ ہے ــــ پھر یہ عمران کہاں سے پیدا ہو گیا" ــــ؟ ہنری نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"لاش تمہارے پاس محفوظ ہے ــــ کیا مطلب" ــــ؟ مادام نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے اس کی لاش ڈاکٹر ڈکسی کی تباہ شدہ کوٹھی سے اٹھوا لی تھی اور اسے زیرو پوائنٹ پر رکھوا دیا تھا ــــ میں نے سوچا تھا کہ شاید آپ میری رپورٹ پر یقین نہ کریں تو میں اس کی لاش ہیڈ کوارٹر منگوا کر آپ کے

سامنے پیش کر دوں گا ــــ لیکن اس کی نوبت ہی نہ آئی اور لاش بدستور زیرو پوائنٹ پر پڑی رہی" ــــ ہنری نے جواب دیا۔

"تو کیا اب بھی وہ لاش موجود ہے" ــــ؟ مادام نے پوچھا۔

"ہاں ــــ ظاہر ہے جب تک میں اسے ضائع کرنے کا حکم نہ دوں گا، وہ تو وہاں پڑی رہے گی" ــــ ہنری نے جواب دیا۔

"یہ تو اچھا ہوا ــــ اب چیزی ہیڈ کوارٹر سے تمہاری تسلی کے بعد ہم زیرو پوائنٹ جا کر اس لاش کو بھی چیک کر لیں گے کہ وہ کس کی لاش ہے"۔ مادام نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا اور ہنری کے لبوں پر ہلکا سا طنزیہ تبسم پھیل گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر مادام کو پتہ چل جائے کہ ایک گھنٹے کی مہلت اس نے کیوں لی تھی اور اس ایک گھنٹے کے دوران کس طرح عمران کو تبدیل کیا جا چکا ہے تو مادام کا کیا ردعمل ہو گا۔ لیکن ظاہر ہے مادام کو اس کا پتہ ہی نہ چل سکتا تھا۔ مادام تو ایک طرف رہی ہیڈ کوارٹر میں موجود افراد تک کو اس تبدیلی کا علم نہ تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد مادام کی کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی اور پھر سُرخ رنگ کی ایک بڑی سی کوٹھی کے گیٹ کے سامنے جا کر رُک گئی۔

مادام نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان باہر نکل آیا۔ اس نے ہنری اور مادام کو دیکھتے ہی تیزی سے سیلوٹ کیا اور پھر تقریباً بھاگتا ہوا واپس کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بھاری پھاٹک کھلتا چلا گیا اور مادام نے کار اندر کی طرف بڑھا دی۔ وسیع و عریض لان کراس کر کے اس نے پورچ میں پہنچ کر کار روک

دی اور پھر وہ دونوں باہر آ گئے۔ پورچ سے ملحقہ برآمدے میں تین افراد موجود تھے جن میں سے ایک بارکر تھا۔ باقی دو ہیڈ کوارٹر کے لوگ تھے انہوں نے ان دونوں کو دیکھتے ہی بڑے مؤدبانہ انداز میں سیلوٹ کیا۔

"قیدی موجود ہیں بارکر ـــــــ ؟" مادام ایشلے نے بارکر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس مادام! ـــــ وہ بلیو روم سے بھلا کہاں جا سکتے ہیں" ـــــ بارکر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور ہنری دھیرے سے مسکرا دیا۔

"آؤ ہنری! ـــــ اور اب خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو کہ کیا واقعی بلیو روم میں موجود عمران اصل ہے یا نقل" ـــــ مادام نے طنزیہ لہجے میں کہا اور ہنری نے جواب میں صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے راہداری سے گذر کر ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ اس کمرے سے ہوتے ہوئے وہ ایک اور راہداری میں آئے اور پھر اس راہداری کے اختتام پر موجود سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ بارکر ان کے پیچھے تھا۔

سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ ایک اور تنگ سی راہداری میں پہنچے اس راہداری کی دونوں دیواریں سپاٹ تھیں۔ ان میں کوئی دروازہ وغیرہ نظر نہ آ رہا تھا۔ البتہ راہداری میں پانچ افراد سٹین گنوں سے مسلح بڑے چوکنے انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔ ہنری اور مادام ایشلے کو دیکھتے ہی ان کے اعصاب تن گئے اور چہروں پر سنجیدگی پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی مادام ایشلے ان کی طرف توجہ کئے بغیر آگے بڑھتی چلی گئی۔ ہنری اس کے پیچھے تھا۔ اور سب سے آخر میں بارکر تھا۔ راہداری کے اختتام سے ذرا پہلے

مادام ایشلے رک گئی۔

"دروازہ کھولو" ـــــ مادام ایشلے نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بارکر نے آگے بڑھ کر سپاٹ دیوار کی ایک ابھری ہوئی اینٹ کو دبایا تو اس ابھری ہوئی اینٹ سے ذرا ہٹ کر دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوا۔ جس کے لوہے کے پٹ بند تھے۔

بارکر نے دروازے کے ہینڈل کو مخصوص انداز میں تین بار نیچے اور دو بار اوپر کیا اور پھر دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اور پھر دروازہ کھلتے ہی بارکر بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک طرف ہٹ گیا اور مادام ایشلے اور ہنری اندر داخل ہو گئے۔ ان کے بعد بارکر اندر داخل ہوا۔

کمرہ خاصا بڑا تھا۔ اس کی دائیں ہاتھ والی دیوار خالی تھی جب کہ باقی تینوں دیواروں کے ساتھ بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں۔ درمیان میں ایک بڑی سی میز تھی جس کے پیچھے دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ مادام ایشلے اور ہنری ان کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

بارکر نے سائیڈ کی دیوار میں لگی ہوئی ایک مشین کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی مشین میں گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی اور اس کے ساتھ ہی سپاٹ دیواریں روشن ہوتی چلی گئی جیسے شفاف شیشے کی بنی ہوئی ہو۔

چند لمحوں بعد اس دیوار سے دوسری طرف کا حصہ صاف نظر آنے لگا۔ یہ ایک اور وسیع کمرہ تھا جس میں کہیں کوئی دروازہ یا روشندان نظر نہ آ رہا تھا۔ اس کمرے کی چھت کے ساتھ ایک بڑا سا فانوس جل رہا تھا۔ جس کے بلبوں سے نکلنے والی خاصی تیز روشنی نے اس کمرے کو جگمگا رکھا تھا۔ کمرے میں ایک قطار میں سٹریچر نما تختے پڑے ہوئے تھے جن پر مختلف

افراد آنکھیں بند کئے لیٹے ہوئے تھے۔ ان سب کے جسموں کو چمڑے کے سٹریپز سے باندھا گیا تھا۔ ان میں ایک عورت اور دو دیو ہیکل حبشی بھی موجود تھے۔

"دیکھو ہنری! ۔۔۔ یہ ہیں عمران اور اس کے ساتھی" ۔۔۔ مادام ایشلے نے بڑے فاخرانہ انداز میں ہنری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باقی ساتھیوں کو تو میں جانتا نہیں اس لئے کچھ کہہ نہیں سکتا ۔۔۔ البتہ انتہائی بائیں جانب جو شخص پڑا ہوا ہے ۔۔۔ وہ شکل سے تو عمران لگتا ہے لیکن اس کا قد و قامت عمران کی طرح نہیں ہے مگر اس سے ملتا جلتا ضرور ہے" ۔۔۔ ہنری نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی نظریں انتہائی بائیں جانب سٹریچر پر لیٹے ہوئے شخص پر جمی ہوئی تھیں جس کی گردن ایک طرف کو جھکی ہوئی تھی۔

"خدا کا تو کوئی علاج نہیں ہے ۔۔۔ اگر تم چاہو تو اسے یہاں منگوا کر دکھا دوں ۔۔۔ تاکہ تم ہر طرح سے تسلی کر لو" ۔۔۔ مادام ایشلے نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"آپ نے تسلی کر لی ہے" ۔۔۔ ؟ ہنری نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ یہ مقامی لوگوں کے میک اپ میں تھا۔ میک اپ واشر مشین سے اس کا میک اپ صاف کیا گیا تو اس کی اصل شکل سامنے آگئی اور تم جانتے ہو کہ ہماری میک اپ واشر مشین کتنی جدید اور قابل اعتماد ہے" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے جواب دیا۔

"آپ نے واشر مشین کو صرف ایک بار استعمال کیا ہوگا" ۔۔۔ ہنری نے الفاظ کو چباتے ہوئے کہا۔

"ایک بار ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ ؟ ایک بار ہی تو استعمال ہوتی ہے" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"مادام! ۔۔۔ آپ ان جاسوسوں کو نہیں جانتیں ۔۔۔ یہ لوگ بیک وقت دو دو میک اپ کر لیتے ہیں تاکہ اگر ایک میک اپ صاف ہو جائے، تو میک اپ صاف کرنے والا مطمئن ہو جائے ۔۔۔ آپ اسے دوبارہ اسی میک اپ واشر مشین سے گذاریں تو ہو سکتا ہے اس کا اصل چہرہ سامنے آجائے" ۔۔۔ ہنری نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے ۔۔۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ عمران کے سلسلے میں ایسا نہیں ہوگا ۔۔۔ کیونکہ واقعات اور تحقیقات کی روشنی میں یہی عمران ہے" ۔۔۔ مادام نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ البتہ ہنری نے صاف محسوس کر لیا کہ یہ ڈبل میک اپ والی بات اس کے ذہن میں بیٹھ چکی ہے۔

"ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے ۔۔۔ آپ اسے یہاں منگوا کر میک اپ واشر مشین سے گذاریں ۔۔۔ بات صاف ہو جائے گی کہ یہ اصلی عمران ہے ۔۔۔ یا ڈبل میک اپ میں کوئی اور شخص ہے" ۔۔۔ ہنری نے فیصلہ کن انداز میں کہا اور مادام ایشلے نے سر ہلا دیا۔

"بارکر! ۔۔۔ عمران پر میک اپ واشر مشین ایک بار پھر استعمال کرو تاکہ ہنری کی تسلی ہو جائے" ۔۔۔ مادام ایشلے نے ایک طرف کھڑے ہوئے بارکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس میڈم" ۔۔۔ بارکر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ ہنری نے دیکھا کہ بارکر کی آنکھوں میں بھی الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے اور ہنری کے لبوں پر

ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ تیرنے لگی۔ وہ دل ہی دل میں ہنس رہا تھا کہ ایشلے ہنری کو نیچا دکھانا چاہتی تھی۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ ابھی چند لمحوں بعد ہی اس ایشلے کی آنکھیں ہمیشہ کے لئے جھک جائیں گی۔

بارکر مادام کا حکم سنتے ہی تیزی سے ایک دوسری مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے مشین کا بٹن آن کیا اور پھر مشین کے چلتے ہی اس نے اس کی مختلف نابوں کو گھمانا شروع کر دیا۔ پھر انہیں سیٹ کرنے کے بعد اس نے سرخ رنگ کا ایک بٹن دبایا تو عمران والے سٹریچر کے عین اوپر چھت سے دو رسیاں تیزی سے نیچے لٹکتی چلی آئیں۔ ان رسیوں کے سروں پر آہنی کنڈے لگے ہوئے تھے۔

جیسے ہی یہ رسیاں عمران والے سٹریچر کے پاس پہنچیں، بارکر نے یہ بٹن دبا دیا۔ اور رسیوں پر لگے ہوئے آہنی کنڈے سٹریچر کے دونوں طرف میں بنے ہوئے دو سوراخوں میں گھستے چلے گئے۔ اور اسی لمحے رسیاں اوپر کو سمٹیں اور سٹریچر عمران سمیت انتہائی تیز رفتاری سے چھت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جب وہ چھت کے قریب پہنچا تو چھت پر سٹریچر جتنا خلا پیدا ہوا اور سٹریچر پلک جھپکنے میں اس خلا میں غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی چھت دوبارہ برابر ہو گئی۔

چند لمحوں بعد مادام ایشلے والے کمرے کی چھت میں خلا نمودار ہوا اور پھر سٹریچر اس میں سے نکل کر تیزی سے نیچے آتا گیا۔ جب سٹریچر کی ٹانگوں نے زمین کو چھوا تو بارکر نے ایک اور بٹن دبا دیا اور آہنی کنڈوں نے سٹریچر کو چھوڑ دیا اور رسیاں تیزی سے واپس سمٹتی ہوئی چھت میں غائب ہو گئیں۔

"ارے یہ تو مر چکا ہے" ــــــ ہنری نے سامنے رکھے ہوئے سٹریچر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مر چکا ہے ــــــ نہیں، یہ تو بیہوش تھا" ــــــ مادام نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس مادام! ــــ یہ مر گیا ہے ــــ یہ بیہوشی میں ہی ختم ہو گیا ہے ــــ شاید یہ گیس کا دباؤ برداشت نہیں کر سکا" ــــــ بارکر نے قریب آ کر سٹریچر پر پڑے ہوئے عمران کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مرنا تو اس نے بہرحال تھا ہی ــــ اس کی خوش قسمتی ہے کہ یہ آسان موت مر گیا ــــ بہرحال تم اسے میک اپ واش مشین میں ڈال کر ہنری کی تسلی کرا دو" ــــــ مادام ایشلے نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے بارکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

بارکر عمران کا سٹریچر دھکیلتا ہوا ایک تیسری مشین کے پاس لے گیا اس نے مشین کے ساتھ ہک میں لٹکا ہوا ایک بڑا سا کنٹوپ اتارا اور اسے عمران کے سر اور چہرے کے گرد چڑھا کر اس کا کلپ کس دیا۔ اس کے بعد اس نے مشین کو آن کر دیا۔

مشین پر موجود چھوٹے چھوٹے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ اور ڈائلوں پر موجود سوئیاں تیزی سے تھرتھراتی ہوئی آگے بڑھنے لگیں۔ مشین میں گھوں گھوں کی آواز نکلنے لگی۔

بارکر کی نظریں ڈائلوں پر جبکہ ہنری اور مادام ایشلے کی نظریں اس کنٹوپ پر جمی ہوئی تھیں۔ کنٹوپ میں گہرا دودھیا رنگ بھر چکا تھا۔ ہنری کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ موجود تھی جبکہ مادام ایشلے کے چہرے پر

تذبذب کے آثار نمایاں تھے۔

چند لمحوں بعد بارکر نے مشین کا بٹن آف کر دیا اور اس کے ساتھ ہی مشین ساکت ہوتی چلی گئی۔ بارکر نے چند لمحوں کے توقف کے بعد کنٹوپ عمران کے چہرے سے ہٹا لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی مادام ایشلے کی حیرت بھری چیخ سنائی دی۔

"یہ کیا ۔۔۔ یہ تو کوئی اور ہے" ۔۔۔ مادام ایشلے حیرت سے پاگل ہو رہی تھی۔

بارکر بھی آنکھیں پھاڑے حیرت سے سٹریچر پر پڑے ہوئے نامعلوم شخص کو دیکھ رہا تھا۔

"اب یقین آگیا مادام ۔۔۔ آپ کو چکر دیا گیا ہے ۔۔۔ یہ شخص ڈبل میک اپ میں تھا" ۔۔۔ ہنری نے فاتحانہ انداز میں کہا۔ اس کا ڈرامہ کامیاب ہو چکا تھا۔

"تم درست کہتے تھے ہنری! ۔۔۔ واقعی یہ لوگ بے حد عیار ہیں۔ لیکن تم نے جس عمران کو مارا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ بھی اسی طرح ڈبل میک اپ میں ہو" ۔۔۔ مادام ایشلے نے اپنی بات رکھنے کی آخری کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اس کی لاش محفوظ ہے ۔۔۔ اور زیرو پوائنٹ پر پورٹیبل میک اپ واش مشین بھی ہے ۔۔۔ آپ تسلی کر لیں" ۔۔۔ ہنری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں ضرور چیک کروں گی" ۔۔۔ مادام ایشلے نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"بڑی خوشی ہے مادام! ۔۔۔ ہنری نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں" ۔۔۔ ہنری نے فخریہ لہجے میں کہا اور مادام نے بے اختیار دانت بھینچ لئے۔ اُسے واقعی ہنری کے سامنے بے پناہ شرمندگی اٹھانی پڑی تھی۔ وہ سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ اس طرح بھی ہو سکتا ہے ورنہ وہ کبھی ہنری کو ہیڈ کوارٹر سے نہ بلاتی۔ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔ اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔ جی چاہتا تھا کہ اپنی ہی بوٹیاں نوچ لے۔ جب کہ ہنری کے چہرے پر غرور اور فخر کی جھلک تھی۔ وہ یوں سر اٹھائے چل رہا تھا جیسے اس نے بہت بڑی جنگ جیت لی ہو۔

راہداری سے گذر کر وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر پہنچ گئے۔ بارکر بھی شرمندہ حالت میں ان کے پیچھے تھا۔ اس کا چہرہ بجھا ہوا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ مادام کی ذہنی کیفیت اس وقت کیا ہے اس لئے اس نے کچھ کہنے کی جرأت نہ کی اور خاموشی سے ان کے پیچھے چلتا ہوا اوپر آگیا۔

جب وہ تینوں واپس پورچ میں پہنچے تو ہنری نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر جیب کے اندر پڑے ہوئے ریڈ کاشن ٹرانسمیٹر کے بٹن کو بار بار دبانا شروع کر دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ اس آلے سے نکلنے والی وائرلیس لہریں ریڈ کاشن رسیور پر وصول ہو رہی ہوں گی اور جب تک وہ مادام ایشلے کو لے کر زیرو پوائنٹ پر پہنچے گا۔ وہاں ٹاؤنش اور جیگرا اپنا کام مکمل کر چکے ہوں گے۔

"اب میں کار چلاؤں گا مادام ۔۔۔ آپ ساتھ والی سیٹ پر تشریف رکھیے" ۔۔۔ ہنری نے کہا اور مادام سر ہلاتی ہوئی ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھول کر

سیٹ پر ڈھیر ہو جانے والے انداز میں بیٹھ گئی۔

ہنری نے مسکراتے ہوئے دروازہ کھولا اور پھر سٹیرنگ پر بیٹھ کر اس نے بڑے اطمینان سے دروازہ بند کیا۔ اسی لمحے بارکر آہستہ سے مادام کی طرف والی کھڑکی کی طرف بڑھا۔

"مادام! — باقی لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے" —— ؟ بارکر نے جھجکتے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"گولی مار دو — ان سب کو بھون ڈالو — اور کیا کرنا ہے ان کا" — مادام نے جیسے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔ اور بارکر مودبانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔

ہنری نے کار اسٹارٹ کی اور پھر دوسرے لمحے وہ چکر کاٹ کر تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

عمران برآمدے میں خاموش کھڑا رہا اور ہنری کی کار لان کو عبور کرتی ہوئی تیزی سے پورچ کے اندر آ کر رک گئی۔ کوٹھی کا پھاٹک ابھی تک کھلا ہوا تھا دوسرے لمحے عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ دس مسلح افراد بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے پھاٹک کے اندر داخل ہوتے اور پھر وہ کوٹھی میں پھیلتے چلے گئے۔

"ہیلو راڈش! — کیا پوزیشن ہے" —— ؟ ہنری نے کار سے باہر آتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"اوکے باس" —— عمران نے راڈش کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیڈی ایشلے بھی کار سے باہر آ گئی تھی۔

"جیگر کہاں ہے" —— ؟ ہنری نے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ عقبی طرف موجود ہے باس! — ادھر کھٹکا سا ہوا تھا اس لئے

میں نے اُسے ادھر بھیج دیا تھا" ـــــ عمران نے بہانہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ شاید وہ کھٹکا ہمارے ہی آدمیوں کا ہوگا ـــ میں نے دس افراد کو پہرے پر لگایا ہوا تھا" ـــــ ہنری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"عمران کی لاش کہاں ہے ہنری! ـــ پہلے مجھے وہ دکھاؤ۔ بعد میں باتیں کر لینا" ـــــ مادام ایشلے نے جو بڑے بیزار سے انداز میں کھڑی تھی، ہنری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مادام ـــ آیئے" ـــــ ہنری نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ راہداری کی طرف چل پڑا۔ اس وقت تک ان دس مسلح افراد میں سے دو آدمی برآمدے تک پہنچ چکے تھے اور عمران کے ساتھ وہ دونوں بھی ہنری اور مادام ایشلے کے پیچھے چل پڑے۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب آگے پیچھے چلتے ہوئے تہہ خانے میں پہنچ گئے جہاں راڈش کی لاش عمران کے روپ میں سٹریچر پر موجود تھی۔

"یہ ہے عمران کی لاش میڈم! ـــ میں نے اسے ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی سے اٹھوا کر یہاں محفوظ کر لیا تھا" ـــــ ہنری نے لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ! ـــ مگر کیا یہ ضروری ہے کہ یہ واقعی علی عمران ہے ـــ یہاں بھی تو ڈبل میک اپ کا چکر چل سکتا ہے" ـــــ مادام ایشلے نے کہا اور عمران اس کی بات سُن کر چونک پڑا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ـــ آپ تسلی کر لیں ـــ میں میک اپ واشر مشین یہیں منگوا لیتا ہوں" ـــــ ہنری نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے مڑ کر اپنے پیچھے کھڑے ہوئے مسلح افراد میں سے ایک کو سٹور سے پورٹیبل واش مشین لے آنے کے لئے کہا۔

اور وہ سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ عمران خاموش کھڑا تھا۔ ان مسلح افراد کی اچانک آمد نے اس کے پروگرام میں خلل ڈال دیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اب عمران پیچھے تو نہ ہٹ سکتا تھا۔ اسٹور روم سے وہ پہلے ہی مطلوبہ اسلحہ اٹھا کر اپنی جیبوں میں منتقل کر چکا تھا۔

پورٹیبل واش مشین آنے تک کمرے میں خاموشی طاری رہی۔ مادام کی نظریں سٹریچر پر پڑی ہوئی لاش پر جمی رہیں۔

"اس کا میک اپ چیک کرو" ـــــ ہنری نے مشین لے آنے والے سے کہا اور اس نے آگے بڑھ کر مشین لاش کے سرہانے کے پاس رکھی اور پھر اس کا پلگ دیوار کے نچلے حصے میں لگے ہوئے پاور پلگ سے منسلک کر دیا۔ اس کے بعد اس نے مشین کا کنٹوپ لاش کے چہرے پر چڑھا کر مشین کا بٹن آن کر دیا۔ مشین کا کنٹوپ دودھیا رنگ کا ہو گیا۔ کچھ دیر تک مشین چلتی رہی پھر ہنری نے کنٹوپ ہٹانے کا اشارہ کیا اور عمران بڑی آہستگی سے پیچھے ہٹنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ کنٹوپ ہٹتے ہی راڈش کی اصل شکل سامنے آ جائے گی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا راز بھی کھل جائے گا اس نے اپنا ہاتھ کوٹ کی جیب میں ڈالا اور جیب میں موجود ریڈ ناتھ پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ یہ اس کی نظر میں انتہائی قیمتی ہتھیار تھا۔ اس سے دھماکہ بھی پیدا نہ ہوتا تھا اور ٹارگٹ بھی بغیر شور مچائے ڈھیر ہو جاتا تھا۔

کنٹوپ ہٹتے ہی ہنری اور مادام ایشلے کے ساتھ ساتھ دونوں مسلح افراد بھی بُری طرح اچھل پڑے۔

"راڈش ـــ راڈش کی لاش" ـــــ ہنری اور دونوں مسلح افراد تیزی سے

مڑے۔ کیونکہ ان کے خیال کے مطابق تو راڈش کمرے میں موجود تھا۔ جب کہ مادام ایشلے بے اختیار مسرت سے ہنس پڑی۔

"یہ عمران ہے ہنری" ـــــ مادام نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ کیا چکر ہے ـــــ تم کون ہو" ـــــ ہنری نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

"چکر بہت سیدھا ہے مسٹر ہنری ـــــ اور اپنے ہاتھ بلند کر لو۔ ورنہ" عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا اور ساتھ ہی ریڈ فائر کی نلکی باہر نکال لی۔ ظاہر ہے اس کا رُخ ان چاروں کی طرف ہی تھا۔

"اوہ تم ـــــ تم" ـــــ ہنری نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے مسلح ساتھیوں نے کاندھوں سے لٹکی ہوئی مشین گنیں سیدھی کرنی چاہیں مگر عمران نے انتہائی پھرتی سے ریڈ فائر کا بٹن پریس کر دیا۔ اور دوسرے لمحے ہنری کے ساتھی شعلوں کی لپیٹ میں آکر فرش پر ڈھیر ہوتے چلے گئے ریڈ فائر دیکھتے ہی ہنری اور مادام ایشلے نے بڑی پھرتی سے دونوں ہاتھ اونچے کر لیے۔ وہ ریڈ فائر کی تباہ کاری کو اچھی طرح جانتے تھے۔

"یہ کون ہے ہنری" ـــــ؟ مادام ایشلے نے حیرت بھرے لہجے میں ہنری سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ اشارہ عمران کی طرف ہی تھا۔

"مجھ حقیر فقیر۔ پُر تقصیر۔ ہیچ میدان بندہ نادان کو علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس سی کہتے ہیں" ـــــ عمران نے باقاعدہ اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"تم ـــــ تم علی عمران ہو" ـــــ ان دونوں کے چہرے حیرت اور خوف سے بگڑتے چلے گئے۔

"ہاں! ـــــ جس کی لاشوں سے تم میک اَپ اتارتے پھر رہے ہو" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے دروازے کی طرف کھٹکا سا محسوس ہوا اور عمران بے اختیار سائیڈ میں ہٹا تاکہ آنے والے کو کور کر سکے۔ اور اسی ایک لمحے سے ہنری نے فائدہ اٹھایا۔ اس کی لات بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی۔ اور عمران کے ہاتھ سے ریڈ فائر نکل کر دور کونے میں جا گرا۔ اور دوسرے لمحے ہنری نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"اپنے ہاتھ اونچے کر لو ـــــ ورنہ ڈھیر کر دوں گا" ـــــ ہنری کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"گولی مار دو ـــــ ہنری! گولی مار دو اسے" ـــــ مادام نے صورتحال بدلتے ہی چیختے ہوئے کہا۔ اور ہنری نے بے اختیار ٹریگر دبا دیا۔

مگر عمران بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ بدل گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی کمرہ چیخ کی آواز سے گونج اٹھا۔ گولی عمران کی سائیڈ سے نکلتے ہی ٹھیک دروازے کے سنٹر میں لگی جہاں ایک مسلح شخص اسی لمحے اندر داخل ہو رہا تھا۔ کھٹکا بھی شاید اس کے سیڑھیاں اترنے کا ہوا تھا۔ ـــ

ہنری نے جھنجھلا کر دوبارہ ٹریگر دبایا اور عمران نے ایک بار پھر سنگ آرٹ کا مظاہرہ کیا اور گولی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر پڑی۔ پھر تو ہنری پر جیسے پاگل پن کا دورہ پڑ گیا۔ مادام ایشلے کے سامنے اس کی نشانہ بازی کا جو حشر ہو رہا تھا۔ اس نے اسے پاگل تو کرنا ہی تھا۔

ہنری مسلسل ٹریگر دباتا چلا گیا لیکن ایک گولی بھی عمران کو نہ لگی جب ریوالور سے ٹرچ کی آواز نکلی تو اسی لمحے عمران کا ہاتھ کوٹ کی جیب سے باہر

نکلا اور پھر کمرے میں ہلکا سا دھماکہ ہوا اور زرد رنگ کی گیس کمرے میں انتہائی تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔

عمران نے اسٹور سے اٹھایا ہوا بیہوش کر دینے والی گیس کا بم فرش پر دے مارا تھا۔ جبکہ ہنری اور مادام ایشلے کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھا تھا۔ چنانچہ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے۔ دونوں ہی لہرا کر زمین بوس ہوتے چلے گئے۔ اور عمران سانس روکے کھڑا رہا۔ البتہ اس کے کان بیرونی آہٹ پر لگے ہوئے تھے گیس پہلے تو کمرے میں پھیلتی چلی گئی۔ پھر آہستہ آہستہ دروازے سے باہر نکلتی چلی گئی۔ جب کمرے کی فضا صاف ہو گئی تو عمران نے آہستہ سے سانس لیا۔ گیس کی بو جب محسوس نہ ہوئی تو اس نے ایک طویل سانس لیا۔
اور پھر وہ ہنری اور مادام کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے ان کی نبضیں چیک کیں۔ نبضوں کی حالت سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ دونوں ہی گہری بیہوشی کا شکار ہو چکے ہیں۔

عمران تیزی سے واپس مڑا اور پھر کمرے سے باہر نکل کر سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ وہ باہر موجود مسلح افراد کا پہلے بندوبست کرنا چاہتا تھا۔ ان میں سے تین تو ختم ہو چکے تھے جبکہ باقی سات افراد ابھی موجود تھے۔ جب عمران برآمدے میں پہنچا تو اس نے چار افراد کو وہیں برآمدے میں کھڑا دیکھا انہوں نے شاید دھماکوں کی آوازیں سن لی تھیں۔ لیکن وہ شاید بغیر اجازت اندر جانے سے کترا رہے تھے۔

"یہ اندر کیسے دھماکے ہو رہے ہیں راڈش" ـــــ ان میں سے ایک نے عمران سے مخاطب ہو کر بڑے بے چین لہجے میں کہا۔

"عمران کی لاش پر نشانہ بازی ہو رہی ہے" ـــــ عمران نے بڑے

مطمئن لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا" ـــــ پوچھنے والے کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے

"سنو! ـــــ باس کا حکم ہے کہ تم سب کوٹھی سے باہر پہرہ دو ـــــ باس کو خطرہ ہے کہ عمران کے ساتھی یہاں حملہ کرنے والے ہیں" ـــــ عمران نے اس بار تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مگر اس کے ساتھی تو ہیڈ کوارٹر میں ہیں ـــــ وہ یہاں کیسے آسکتے ہیں"؟ پوچھنے والے نے حجت کرتے ہوئے کہا۔

"وہ وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو چکے ہیں ـــــ باس کو کاشن مل گیا ہے اسی لئے تو حکم دیا ہے" ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا ـــــ ٹھیک ہے" ـــــ اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب تیزی سے مڑ کر پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

جب وہ پھاٹک کھول کر باہر نکل گئے تو عمران تیزی سے واپس مڑا اور پھر راہداری سے گزر کر وہ سیڑھیاں اتر کر جیسے ہی تہہ خانے میں داخل ہوا۔ اس کے سر پر ایک زوردار ضرب لگی اور وہ بے اختیار منہ کے بل فرش پر گرتا چلا گیا۔

مگر نیچے گرتے ہی اس نے انتہائی پھرتی سے قلابازی کھائی اور اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے اپنے پر جھکنے والے آدمی کے سینے پر پوری قوت سے پڑیں اور وہ کراہتا ہوا فرش پر جا گرا۔ اور دوسرے لمحے وہ سر پٹختا ہوا ساکت ہو گیا۔ اس کے ناک اور منہ سے خون نکل رہا تھا۔ عمران حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔ یہ وہ شخص تھا جسے ہنری کی چلائی ہوئی گولی لگی تھی۔

عمران اُسے پھلانگتے ہوئے باہر گذر گیا تھا۔ اس نے یہ سوچا بھی نہ تھا کہ گولی لگ جانے کے باوجود یہ زندہ ہوگا۔ لیکن شاید وہ آخری لمحات میں ہوش میں آگیا تھا۔ اور اس نے عمران کے سر پر مشین گن کے دستے کا وار کیا تھا اُسے شاید مشین گن سیدھی کرنے کا موقع نہ ملا تھا۔ ورنہ وہ عمران کو بے خبری میں بھون ڈالتا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس سے واقعی غلطی ہوگئی تھی اُسے اس آدمی کو چیک کرنا چاہیئے تھا۔ ہنری اور مادام بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران تیزی سے ان کی —— طرف بڑھا۔ اس نے ان کی پنڈلیوں کو چیک کیا اور پھر ان دونوں کی پنڈلیوں پر نیلے رنگ کی لکیریں دیکھ کر وہ مسکرا دیا اس نے جیب سے باریک دھار والا خنجر نکالا۔ اُسے معلوم تھا کہ ان دونوں کی پنڈلیوں میں آٹومیٹک ٹرانسمٹ فیوز موجود ہے اور یہی وہ چیز تھی جو وہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے خنجر بلند کیا تاکہ ہنری کی ٹانگ سے آٹومیٹک ٹرانسمٹ فیوز باہر نکال لے۔

" یہ کیا ہو رہا ہے " —— اچانک دروازے سے کسی کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر پوری قوت سے اڑتا ہوا بولنے والے کی طرف بڑھا اور بولنے والے کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ سینہ پکڑے منہ کے بل فرش پر گرتا چلا گیا۔ خنجر ٹھیک اس کے دل پر لگا تھا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے عمران سے دھماکوں کے سلسلے میں پوچھ گچھ کی تھی۔ وہ شاید عمران کی باتوں سے مطمئن نہ ہوا تھا۔ اس لئے خاموشی سے تہہ خانے میں پہنچ گیا تھا۔

عمران اس بار بھی بال بال بچا تھا ورنہ بے خبری میں اُسے مارا جا سکتا

تھا۔ عمران نے بڑی پھرتی سے اس آدمی کا بازو پکڑ کر اسے اندر کی طرف گھسیٹا اور پھر دروازہ بند کر کے اس نے چٹخنی چڑھا دی تاکہ پھر کوئی مداخلت نہ کر سکے۔ اس نے خنجر کو اس آدمی کے سینے سے کھینچا اور ایک بار پھر ہنری کی طرف بڑھا۔ اس بار پھر وہ جلد از جلد ٹرانسمٹ فیوز نکالنا چاہتا تھا۔ پھر وہ جیسے ہی ہنری کی ٹانگ پر فیوز نکالنے کے لئے جھکا۔ اس کے سینے پر ہنری کی لات پوری قوت سے پڑی اور عمران اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔ دوسرے لمحے ہنری اچھل کر اس کے سینے پر آگرا۔ ہنری کا چہرہ بُری طرح بگڑا ہوا تھا وہ شاید اچانک ہی ہوش میں آگیا تھا۔

عمران پہلے تو بے خبری میں ہی مار کھا گیا تھا لیکن اب وہ سنبھل گیا تھا۔ چنانچہ اس نے تیزی سے دونوں گھٹنے سمیٹے اور ہنری اچھل کر پیچھے جا گرا۔ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ خنجر اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔

ہنری بھی نیچے گرتے ہی اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔ دونوں ہی خالی ہاتھ تھے۔

" تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے " —— ہنری نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے زمین پر پیر مارا۔

عمران نے اس کی ٹانگ کو حرکت میں آتے دیکھ کر ہی اپنی جگہ سے چھلانگ لگا دی اور اس طرح نہ صرف وہ عین اس جگہ پیدا ہونے والے گڑھے میں گرنے سے بچ گیا بلکہ اس نے بڑی پھرتی سے ہنری کو بھی چھاپ لیا تھا اور ہنری کو دھکیلتا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔

ہنری نے بڑی پھرتی سے جوجتسو کا خوفناک وار عمران پر کرنا چاہا، مگر عمران انتہائی پھرتی سے نیچے بیٹھ گیا اور پھر نہ صرف وہ اس وار سے اپنے

آپ کو بچا گیا بلکہ اس نے ہنری کو اٹھا کر اپنے سر کے اوپر سے دوسری طرف پٹخ دیا۔ اس بار ہنری، مادام ایشلے کے جسم پر ایک زوردار دھماکے سے جا گرا اور مادام ایشلے کے حلق سے کراہ کی آواز بلند ہوئی شاید پھیپھڑوں پر یکلخت دباؤ پڑنے کی وجہ سے وہ ہوش میں آگئی تھی یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی تھی کہ پھیپھڑوں میں موجود ہوا دباؤ کی وجہ سے کراہ کی صورت میں باہر نکلی ہو۔ عمران کو چیک کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ کیونکہ ہنری نیچے گرتے ہی کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور اس کی دونوں ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے عمران کی گردن کے گرد پڑیں اور اس کے ساتھ ہنری تیزی سے کروٹ بدل گیا۔

عمران بھی فرش پر گر کر کروٹ بدلنے پر مجبور ہو گیا۔ اس نے ہنری کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر اپنی گردن ٹانگوں سے نکالنا چاہی۔ لیکن ہنری انتہائی تیز رفتاری سے کروٹیں بدلتا چلا جا رہا تھا اور عمران کو ایک لمحے کے لئے بھی سنبھلنے کا موقع نہ دے رہا تھا۔

اسی الٹ پھیر میں اچانک عمران کا ہاتھ خنجر سے ٹکرایا اور عمران نے بڑی پھرتی سے خنجر کو قبضہ میں کیا اور پھر اس کا ہاتھ مشین کی سی تیزی سے اپنی گردن کے گرد لپٹی ہوئی ہنری کی ٹانگوں سے ٹکرایا۔ اس کے ساتھ ہی خنجر ہنری کی پنڈلی میں گھستا چلا گیا۔ ہنری کے حلق سے چیخ نکلی اور اس نے خنجر کے دوسرے وار سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے تیزی سے کروٹ بدلی لیکن اس بار عمران کی دونوں ٹانگیں کمرے کے ایک کونے میں جم چکی تھیں۔ اس لئے وہ نہ صرف سنبھل گیا تھا بلکہ اب ہنری اسے الٹنے میں بھی ناکام رہا۔ اور عمران کا خنجر ایک بار پھر اس کی پنڈلی میں گھسا اور ہنری نے چیخ

مار کر تیزی سے اپنی ٹانگیں سمیٹنے کی کوشش کی۔

عمران کی گردن کے گرد موجود ہنری کا لیگ لاک ختم ہو چکا تھا۔ عمران نے اس کی ٹانگیں سمیٹتے ہی تیزی سے ہاتھ بڑھایا اور پھر ہنری کا ایک بوٹ اس کے ہاتھ میں آگیا۔ اور عمران کا خنجر ایک بار پھر لہراتا ہوا ہنری کی پنڈلی میں گھستا چلا گیا۔ اور اس بار چونکہ عمران کا ہاتھ لمبائی کے رخ میں پڑا تھا اس لئے ہاتھ کھینچتے ہی وہ اس کی پنڈلی کو چیرتا چلا گیا۔ اس بار ہنری نے اپنے دوسرے بوٹ کی ضرب عمران کے ہاتھ پر ماری اور عمران کے ہاتھ سے اس کا بوٹ نکلتا چلا گیا۔

عمران نے انتہائی تیز رفتاری سے اپنے جسم کو سمیٹا اور پھر وہ برق رفتاری سے الٹی قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور پھر ہنری پر جھپٹا۔ لیکن منہ کے بل فرش سے جا ٹکرایا۔ اس نے دونوں ہاتھ فرش پر ٹیک کر اپنے آپ کو بچا لیا تھا ورنہ اس کا چہرہ فرش سے ٹکرا کر رگڑا جاتا۔

ہنری اور مادام ایشلے دونوں ہی اچانک غائب ہو چکے تھے۔ عمران سیدھا ہوتے ہی ان پر اسی لئے جھپٹا تھا کیونکہ اس نے مادام کو اپنی پنڈلی پر دباؤ ڈالتے دیکھ لیا تھا۔ جب کہ اس کا دوسرا ہاتھ فرش پر پڑے ہوئے ہنری کے بازو پر جما ہوا تھا۔ عمران نے اپنے طور پر ان پر جھپٹنے کی کوشش کی تھی تاکہ کم از کم وہ ہنری کو گھسیٹ لے۔ لیکن پلک جھپکنے میں مادام ایشلے اور ہنری دونوں غائب ہو چکے تھے۔ اور عمران منہ کے بل عین اسی جگہ گرتا چلا گیا۔ جہاں چند لمحے پہلے ہنری موجود تھا۔

فرش سے ٹکراتے ہی عمران ایک بار پھر اچھلا اور اس بار وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اور پھر اس کی آنکھوں میں مسرت کی چمک پیدا ہوئی۔ خون میں لپٹا ہوا

ٹرانسمٹ فیوز فرش پر پڑا ہوا تھا جہاں ہنری کی پنڈلی تھی۔ عمران نے جھپٹ کر وہ فیوز اٹھا لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے فرش پر پڑی ہوئی ایک لاش سے اُسے رگڑ کر صاف کیا اور پھر اس کے چہرے پر مسرت کے آثار پھیلتے چلے گئے۔ یہ فیوز اس فیوز سے مختلف تھا جو اس نے پہلے ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی میں پاورلینڈ کے آدمی کی پنڈلی سے نکالا تھا۔ اور دوسرے لمحے وہ ساری پوزیشن سمجھ گیا۔ خنجر کے پے در پے وار نے ہنری کی پنڈلی سے ٹرانسمٹ فیوز باہر نکال پھینکا تھا اور ہنری صرف مادام ایشلے کے ٹرانسمٹ فیوز کی وجہ سے ٹرانسمٹ ہوگیا تھا۔ یہ عمران کے لئے ایک نیا تجربہ تھا۔ اس کا مقصد تھا کہ ٹرانسمٹ فیوز والا جس چیز کو پکڑ لے وہ بھی ساتھ ہی ٹرانسمٹ ہو جاتی تھی۔

عمران نے پھرتی سے فیوز جیب میں ڈالا اور پھر فرش پر پڑی ہوئی ایک مشین گن اٹھا کر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اب وہ جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور پھر بھاگتا ہوا سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ ظاہر ہے ہنری کے ساتھی کوٹھی سے باہر پہرہ دے رہے تھے۔ عمران چاہتا تو ہنری والی سیاہ کار یا وہ ویگن استعمال کرتا جس سے اُسے لایا گیا تھا۔ لیکن اُسے خدشہ تھا کہ ہو سکتا ہے کہ ان میں کوئی ایسا سسٹم موجود ہو۔ جس سے وہ انہیں تباہ کر سکتے ہوں۔ چنانچہ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا ساتھ والی کوٹھی کی درمیانی دیوار کی طرف بڑھا اور پھر ایک ہی چھلانگ میں وہ دیوار کے اوپر موجود تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے دوسری کوٹھی میں جھانکا اور لان میں کسی کو نہ پاکر وہ آہستہ سے نیچے اتر گیا ادھر دیوار کے ساتھ مہندی کی بڑی سی باڑ تھی۔

جیسے ہی عمران نیچے گرا اس نے کوٹھی کے اندر کھٹکا سا سنا تو وہ وہیں

باڑ کے پیچھے ہی دبک گیا۔

اسی لمحے اس نے برآمدے میں ایک بوڑھے مرد اور ایک نوجوان عورت کو دیکھا۔ وہ پورچ میں کھڑی ہوئی کار کی طرف بڑھ رہے تھے۔ عمران کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ دونوں کار میں بیٹھ گئے اور کار تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

پھاٹک کے قریب پہنچ کر کار رکی اور پھر نوجوان عورت تیزی سے کار سے اتری اور اس نے پھاٹک کھول دیا۔ بوڑھا مرد ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا وہ کار کو پھاٹک سے باہر نکالتا چلا گیا۔ جب کار باہر چلی گئی تو نوجوان عورت نے پھاٹک بند کیا اور پھر اس کی ذیلی کھڑکی سے وہ بھی باہر چلی گئی۔ اور کھڑکی باہر سے بند ہوگئی۔

عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا باڑ کے پیچھے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ نوجوان عورت کے پھاٹک خود کھولنے سے وہ سمجھ گیا تھا کہ کوٹھی میں وہی دونوں ہی تھے۔ ان کے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا۔ چنانچہ وہ تیزی سے لان میں دوڑتا ہوا کوٹھی کی عمارت کے اندر کی طرف بڑھتا گیا اور چند لمحوں بعد اس کے خیال کی تصدیق ہوگئی۔ کوٹھی واقعی خالی پڑی ہوئی تھی اور پھر ایک بڑے سے کمرے میں پہنچتے ہی عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ کمرے میں بکھرے ہوئے سامان کو دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ وہ بوڑھا الیکٹرونک انجینئر تھا کیونکہ اس کمرے میں موجود ورکشاپ نما لیبارٹری بتا رہی تھی کہ یہاں الیکٹرونک کے سلسلے میں تجربات ہوتے رہتے ہیں۔

عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ہنری کی پنڈلی سے نکالا ہوا ٹرانسمٹ فیوز نکالا اور دوسرے لمحے وہ اُسے اس لیبارٹری میں ہی چیک کرنے میں مصروف

ہوگیا۔ الیکٹرونکس کے نازک آلات اس کے کام آسکتے تھے۔ ٹرانسمٹ فیوز کا سسٹم تو وہ پہلے ہی سمجھ چکا تھا۔ اب تو صرف اس نے اتنا ہی چیک کرنا تھا کہ یہ آٹومیٹک ٹرانسمٹ کیسے ہو جاتا ہے۔ گو اس کے ذہن میں اس سلسلے میں بھی ایک آئیڈیا موجود تھا۔ لیکن چیکنگ پھر بھی ضروری تھی۔ دوسرے لمحے اس نے اُسے کھول کر باقاعدہ اس طرح چیک کرنا شروع کر دیا جیسے کسی اہم ایجاد کے سلسلے میں تحقیقات کر رہا ہو۔

اس ٹرانسمٹ فیوز کی مشینری پہلے والے فیوز سے کہیں زیادہ پیچیدہ اور نازک تھی۔ عمران بیٹھا غور سے اُسے جانچ رہا تھا کہ اچانک اس نے فیوز کی ایک تار کو معمولی سی حرکت کرتے محسوس کیا۔ اور اس نے انتہائی پھرتی سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے فیوز کو پوری قوت سے کمرے کے دروازے کی طرف اچھال دیا۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کمرے کی چھت اس کے اوپر آن گری ہو۔ اس کے حلق سے بے اختیار چیخ سی نکلی اور پھر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

عمران کے ساتھی بڑی خاموشی سے اپنے اپنے تختوں پر لیٹے ہوئے یہ ساری کارروائی دیکھ رہے تھے۔ عمران جس اطمینان سے ان کے ساتھ چلا گیا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ عمران خود ان کے ساتھ جانا چاہتا ہے۔ اس لئے کسی نے مداخلت کرنے کی بھی کوشش نہ کی۔

عمران کے جانے کے چند لمحوں بعد اس جیسا ہی ایک اور سٹریچر اندر لایا گیا اور پھر اُسے عمران والی جگہ پر رکھ کر وہ لوگ تیزی سے واپس نکلتے چلے گئے۔

ان کے باہر جاتے ہی دیوار پھر پہلے کی طرح برابر ہوگئی۔ عمران کی جگہ پر جو شخص لایا گیا تھا اس کی شکل وصورت اور قدوقامت بالکل عمران جیسا تھا۔ البتہ اس کی ٹیڑھی گردن کا انداز بتا رہا تھا کہ اُسے ھلاک کر دیا گیا ہے۔

"یہ کیا چکر ہے صفدر" ——— ؟ اچانک جولیا نے دبلے دبے لہجے میں اپنے قریب موجود صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اغوا کرنے والوں کی آپس میں ٹھن گئی ہے۔ اور وہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے یہ ڈرامہ کر رہے ہیں" ـــــ صفدر نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیا۔

"لیکن اس میں عمران کی تبدیلی کا کیا جواز ہے" ـــــ؟ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

"جواز بنایا گیا ہے ـــ جس نے اغوا کیا ہے۔ اس کے اغوا کو غلط ثابت کرنے کے لئے دوسری پارٹی نے اصل عمران کی بجائے نقلی عمران یہاں ڈال دیا ہے" ـــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"بات حلق نہیں اترتی ـــ بہرحال اب ہمارا کیا پروگرام ہونا چاہیئے"۔؟ جولیا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پروگرام تو ظاہر ہے یہاں سے باہر نکلنے کا ہی ہو سکتا ہے ـــ لیکن جب تک یہ دیواریں نہ ہٹیں ـــ ہم باہر کیسے جا سکتے ہیں۔ اور پھر ابھی تک تو وہ مطمئن ہیں کہ ہم بدستور بیہوش ہیں ـــــ اور اسی بات کا ہم نے فائدہ اٹھانا ہے ـــــ ورنہ یہی بند کمرہ ہمارا مدفن بھی بن سکتا ہے" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ فی الحال حالات کو جانچا جائے ـــ پھر جیسا موقع ہوگا۔ ویسا ہی کر لیا جائے گا" ـــــ جولیا نے اس بار فیصلہ کن لہجے میں کہا

"مگر باس" ـــــ اسی لمحے جوزف کی آواز سنائی دی۔ وہ شاید عمران کے بارے میں فکر مند تھا۔

"تمہارا باس ڈھیٹ ہے ـــــ وہ مرنے والوں میں سے نہیں ہے۔ اس لئے تم فکر نہ کرو" ـــــ تنویر نے جھلاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"منہ سنبھال کر بات کرو ـــــ باس کی عدم موجودگی میں اس کے خلاف ایک لفظ بھی تمہارے لئے موت کا پروانہ بن سکتا ہے" ـــ جوزف نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

"لڑنے کی ضرورت نہیں ـــــ اس وقت ہم دشمنوں کے قبضے میں ہیں خاموش رہو" ـــــ اس بار صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے بعد جوزف اور تنویر دونوں میں سے کسی کی آواز سنائی نہ دی۔

سٹریچر نما اور تختوں پر بیٹھے بیٹھے انہیں کافی دیر ہو گئی لیکن نہ ہی کوئی شخص اندر آیا اور نہ ہی انہیں کسی نے چھیڑا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ انہیں یہاں ڈال کر بھول ہی گئے ہوں۔

"میرا خیال ہے کہ ہم یہاں پڑے وقت ضائع کر رہے ہیں ـــ ہمیں کچھ کرنا چاہیئے" ـــــ کافی دیر بعد صدیقی نے خاموشی کا پردہ چاک کیا۔

"سوائے دیواروں سے سر پھوڑنے کے اور کیا کر سکتے ہیں" ـــ صفدر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ اور ایک بار پھر پہلی جیسی خاموشی چھا گئی۔

لیکن تھوڑی دیر بعد اچانک فانوس کی روشنی یکلخت تیز ہو گئی۔ اور انہوں نے بے اختیار آنکھیں موند لیں۔ البتہ ان کے اعصاب تن گئے تھے۔ وہ موندی ہوئی آنکھوں سے ماحول کا جائزہ لے رہے تھے۔ اور پھر چند لمحوں بعد ان کے سامنے کی دیوار تیزی سے شفاف ہوتی چلی گئی اور پھر انہیں دیوار کی دوسری طرف ایک بڑا سا کمرہ نظر آیا جس میں مختلف مشینری نصب تھی۔ درمیان میں ایک میز کے پیچھے ایک مرد اور عورت بیٹھے ہوئے تھے۔ مرد کو انہوں نے فوراً ہی پہچان لیا۔ یہ وہی تھا جو عمران کو لے گیا تھا۔ جب کہ عورت کو بھی خاور، صدیقی، کیپٹن شکیل اور صفدر

نے پہچان لیا تھا۔ یہ مادام الیشلے تھی جو پہلے بھی ان کے ہاتھوں سے نکل جانے میں کامیاب ہوگئی تھی۔

کمرے میں ایک اور آدمی بھی موجود تھا۔ وہ ایک مشین کو آپریٹ کر رہا تھا۔ مرد اور عورت آپس میں باتیں کر رہے تھے لیکن ان کی آوازیں اس کمرے میں نہ پہنچ رہی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد انہیں چھت پر ایک کھٹکا سا محسوس ہوا اور پھر انہوں نے دو مضبوط سی رسیاں چھت سے نیچے آتے دیکھیں ان رسیوں کے سروں پر آہنی کنڈے لگے ہوئے تھے۔ رسیاں عمران والے تختے کے عین اوپر تھیں اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ان رسیوں کے کنڈے عمران کے تختے کے دونوں سروں پر جم گئے۔ دوسرے لمحے نقلی عمران والا تختہ ان رسیوں کی مدد سے بلند ہوتا چلا گیا۔ اور پھر چھت کے خلا میں جاکر غائب ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی چھت دوبارہ برابر ہوگئی

چند لمحوں بعد وہی تختہ دوسرے کمرے کی چھت سے نیچے اترتا ہوا دکھائی دیا۔ اور پھر اس آپریٹر نے اس تختے کو گھسیٹ کر ایک اور مشین کے ساتھ رکھا اور اس پر موجود نقلی عمران کے منہ پر ایک کنٹوپ چڑھا دیا۔

تھوڑی دیر بعد کنٹوپ ہٹایا گیا اور اس بار انہوں نے مادام الیشلے کو چونک کر کھڑا ہوتے دیکھا۔ اس کا ساتھی مرد بھی کھڑا ہوگیا تھا لیکن اس کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ جب کہ وہ آپریٹر بھی حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ وہ آپس میں باتیں کرتے رہے۔ پھر وہ تینوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ دیوار البتہ اسی طرح روشن تھی۔

"میرا خیال ہے کہ اس لمبے تڑنگے آدمی کا ڈرامہ کامیاب رہا ہے ہمیں اغوا مادام الیشلے نے کیا تھا۔ لیکن اس آدمی نے عمران کو بدل کر اس کی کارکردگی کو ناکامی میں بدل دیا ہے" ______ صفدر نے دبے دبے لہجے میں کہا اور اس بار جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ اب حالات کی اس نہج کو سمجھ گئی تھی۔

چند لمحوں بعد انہیں کمرے کا دروازہ ایک بار پھر کھلتا نظر آیا اور وہی آپریٹر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے چار مسلح افراد تھے جنہوں نے ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑی ہوئی تھیں۔

آپریٹر تیزی سے دائیں طرف نصب مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے مشین پر لگے ہوئے چند بٹن دبائے تو شفاف دیوار درمیان سے پھٹ کر دونوں اطراف میں کھسکتی چلی گئی۔

دیوار کے ہٹتے ہی آپریٹر اور چاروں مسلح افراد تیزی سے اس بڑے کمرے میں داخل ہوگئے۔ جہاں جولیا اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

"انہیں گولیوں سے بھون ڈالو ______ ایک بھی زندہ نہ بچے" ______ آپریٹر نے اندر آتے ہی چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

اور اس کے ساتھیوں نے مشین گنیں سیدھی کیں اور قطار کی صورت میں پھیلتے چلے گئے تاکہ بیک وقت ہر ایک پر فائر کھول سکیں کہ اچانک صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور چوہان یکلخت اڑتے ہوئے ان چاروں پر آگرے۔ چونکہ یہ چاروں ان کی سیدھ میں تھے اس لئے انہوں نے ہی حرکت میں آنا ضروری سمجھا۔ مشین گن بردار اور وہ آپریٹر چونکہ ان کی طرف سے مطمئن تھے کہ وہ بیہوش پڑے ہوئے ہیں اور تختوں کے ساتھ

بندھے ہوئے ہیں اس لئے ان کے تصور میں بھی یہ بات نہ تھی کہ وہ اس طرح ان پر اچانک دھاوا بول دیں گے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بروقت اپنا دفاع نہ کر سکے۔ اور دوسرے لمحے ان چاروں کی مشین گنیں زمین پر پڑی تھیں اور وہ عمران کے ساتھیوں کی گرفت میں تڑپ رہے تھے۔ آپریٹر جو کہ بارکر تھا اس اچانک کایا پلٹ پر ایک لمحے کے لئے بت بنا کھڑا رہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا۔ مگر اسی لمحے صفدر نے اپنی گرفت میں موجود شخص کو انتہائی پھرتی سے اس پر دھکیل دیا۔ اب باقی ساتھی بھی اچھل کر پیچھے آئے اور اس بار مسئلہ چند ہی لمحوں میں نمٹ گیا۔

مشین گنوں سے مسلح افراد دیکھتے ہی دیکھتے اپنی گردنیں تڑوا بیٹھے جب کہ صفدر، بارکر کو اوندھے منہ زمین پر ڈال کر خود اس پر چڑھا بیٹھا تھا۔ اس نے انتہائی بے دردی سے اس کے بال پکڑ کر اس کا چہرہ پوری قوت سے فرش پر دے مارا۔ اور آپریٹر کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی۔

"بولو! — مادام ایشلے کہاں گئی ہے" — صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ — وہ باس ہنری کے ساتھ گئی ہے" — بارکر نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

"کہاں — جلدی بولو" — صفدر نے ایک بار پھر اس کا منہ فرش پر مارتے ہوئے کہا۔ اس کے انداز میں اتنی وحشت تھی کہ جیسے وہ کسی انسان کی بجائے کسی سانپ کا سر کچل رہا ہو۔

"ز — ز — زیرو — پوائنٹ پر" — بارکر کے حلق سے بے اختیار

نکلا۔ وہ نجانے اب تک ہوش میں کیسے تھا۔

"کہاں ہے زیرو پوائنٹ" — صفدر نے اس کے بال پکڑ کر اس کا سر اوپر کرتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ایک بار پھر اس کے سر کو فرش پر مارنا چاہتا ہو۔

"مت مارو — مجھے مت مارو — میں مر جاؤں گا" — بارکر نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"بولو — زیرو پوائنٹ کہاں ہے" — صفدر نے اس کے سر کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"وہ — وہ ہنری کے آدمیوں کی جگہ ہے — بیکر سٹریٹ میں پندرھویں کوٹھی" — بارکر نے بے اختیار جواب دیا۔

"وہ وہاں کیوں گئے ہیں" — صفدر نے اس کے سر کو فرش کی طرف جھکاتے ہوئے کہا۔

"باس ہنری اصل عمران کی لاش دکھانے گیا ہے" — بارکر نے جواب دیا اور صفدر نے دوسرا ہاتھ اس کے مخالف سمت والے کاندھے پر رکھ کر اس نے سر کو دوسری سمت میں تیزی سے گھما دیا۔ کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی صفدر کے جسم کے نیچے دبا ہوا بارکر کا جسم تیزی سے کانپا اور پھر ساکت ہو گیا اور صفدر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تم نے اس سے یہاں موجود لوگوں کے متعلق پوچھنا تھا" — جولیا نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے — میں ساری بات سمجھ گیا ہوں" — صفدر نے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے بھاگتا ہوا اس دیوار کی طرف بڑھا جو

پہلے کھلی تھی اور جس میں سے عمران کو باہر نکالا گیا تھا۔ اس نے اس کے کونے میں جا کر دیوار کی جڑ میں زور سے پیر مارا تو دیوار ایک بار پھر درمیان سے پھٹ کر سمٹتی چلی گئی۔

"آؤ ۔۔۔ یہ راستہ یقیناً خفیہ طور پر عمارت سے باہر نکلے گا" ۔۔۔ صفدر نے کہا اور پھر باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے اس خالی جگہ کو کراس کر کے ایک راہداری میں پہنچ گئے۔

راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا جو بند تھا۔ صفدر اس دروازے کا جائزہ لیتا رہا اور پھر اس نے اس کی دہلیز کے قریب دائیں طرف ایک چھوٹا سا بٹن تلاش کر لیا۔

اس بٹن کو دباتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا اور تازہ ہوا کے جھونکے محسوس ہوئے۔ وہ سب تیزی سے دروازے کو کراس کر گئے۔ اور اب انہوں نے اپنے آپ کو ایک ویران سی سڑک پر موجود پایا۔ دروازہ ایک دیوار میں نصب تھا۔

جیسے ہی وہ باہر نکلے، صفدر جھکا اور اس نے اسی کونے میں موجود اسی طرح کے بٹن کو دبایا۔ اس بٹن کے دبتے ہی نہ صرف دروازہ بند ہو گیا بلکہ سرر کی آواز سے دروازے کے سامنے دیوار بھی برابر ہو گئی۔ اب کوئی بھی اس دیوار کو دیکھ کر یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ وہاں کبھی دروازہ بھی موجود تھا۔

سڑک ویران پڑی ہوئی تھی اور وہ سب تیزی سے سڑک کراس کر کے سامنے والی عمارتوں کی درمیانی سٹریٹ میں بھاگتے چلے گئے۔ اور پھر مختلف گلیوں سے گزرنے کے بعد وہ جلد ہی ایک بڑے چوک میں آ گئے

"میں اور کیپٹن شکیل بیکر سٹریٹ جاتے ہیں ۔۔۔ تم سب لوگ کسی

ہوٹل میں پہنچ جاؤ ۔۔۔ بولو کون سے ہوٹل میں جاؤ گے تاکہ ہم بعد میں تم سے وہاں لنک کر سکیں" ۔۔۔ صفدر نے تیز لہجے میں جولیا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم سب کیوں نہ بیکر سٹریٹ جائیں ۔۔۔ ہو سکتا ہے وہاں عمران کو ہماری ضرورت ہو" ۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"نہیں! ۔۔۔ وہاں زیادہ بھیڑ نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتی ہے ۔۔۔ اور پھر ہماری ابھی تلاش شروع ہو جائے گی ۔۔۔ اور اکٹھے ہونے کی صورت میں ہمارا پکڑا جانا بھی یقینی ہے" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو پھر ایسا ہے کہ ہم کسی ہوٹل میں ٹھہرنے کی بجائے ریلوے اسٹیشن پہنچ جاتے ہیں ۔۔۔ وہاں بھیڑ میں ہم آسانی سے وقت گذار سکتے ہیں" ۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا اور پھر کیپٹن شکیل کا ہاتھ پکڑ کر وہ تیزی سے ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"چند باتیں وضاحت طلب ہیں ۔۔۔ یا تو تم نجومی ہو گئے ہو ۔۔۔ یا پھر تمہارا دماغ ضرورت سے زیادہ تیز ہو گیا ہے" ۔۔۔ ٹیکسی میں بیٹھتے ہی کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔۔۔ میں تمہاری الجھن سمجھ گیا ہوں۔ اس ابھار کا پتہ مجھے پہلے ہی چل گیا تھا۔ میرا بیڈ، ظاہر ہے اب اسے بیڈ ہی کہوں گا" ۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا ۔۔۔ "اس دیوار کے نزدیک تھا اور فراغت کے وقت میں اسی دیوار کا جائزہ لیتا رہا، کیونکہ

اسی دیوار سے پرنس کو لے جایا گیا تھا" ——— صفدر نے جواب دیا۔ گو وہ اُردو میں بات کر رہا تھا لیکن پھر بھی اس نے احتیاطاً عمران کا نام نہ لیا تھا۔

"چلو یہ مسئلہ تو حل ہو گیا ——— لیکن وہ بٹن" ——— کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کامن سینس کی بات تھی ——— اکثر اخباریوں کے ایسے اختتام پر جب دیوار آجائے تو یا بٹن دبانا ہے یا اخبار یا کوئی بک" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور کیپٹن شکیل سر ہلا کر رہ گیا۔

"تم تو مجھے شرلاک ہومز کے بھی استاد لگتے ہو ——— بہرحال تم نے اس آپریٹر سے یہ کیوں پوچھا کہ مادام کہاں گئی ہے ——— کیا تمہیں معلوم تھا کہ جہاں مادام گئی ہے ——— وہیں پرنس بھی ہوگا" ——— کیپٹن شکیل کے سوالات کا سلسلہ بدستور جاری تھا۔

"گفتگو تو جاہے کمرے میں سنائی نہ دے رہی تھی لیکن میں بخوبی سُن رہا تھا" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہوئی" ——— کیپٹن شکیل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کبھی گونگوں کے اسکول میں گئے ہو" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"گونگوں کے اسکول میں ——— نہیں تو" ——— کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں سچ مچ کی حیرت نمایاں تھی۔

"وہاں استاد گونگوں اور بہروں کو ہونٹوں کے ملنے سے گفتگو کرنے اور سمجھنے کا فن سکھاتے ہیں ——— اور تمہاری اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ میں نے اس فن میں باقاعدہ ڈپلوما حاصل کیا ہوا ہے ——— تمہارے ہونٹ

دیکھ کر سمجھ جاؤں گا کہ تم کیا کہہ رہے ہو ——— اور میں نے ہنری اور مادام لیشے کے ہونٹوں کی حرکات کا باقاعدہ جائزہ لیا تھا اور بعد میں اس آپریٹر نے خود ہی تصدیق کر دی کہ ہنری وان مادام لیشے کو اصل پرنس دکھانے گیا ہے" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"گڈ ——— ویری گڈ! ——— تمہاری صلاحیتیں واقعی قابل داد ہیں ——— مجھے تو تمہاری شاگردی کرنا پڑے گی" ——— کیپٹن شکیل نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سر! ——— بیکر اسٹریٹ آگئی ہے" ——— اسی لمحے ٹیکسی ڈرائیور کی آواز سنائی دی۔ اور وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ اپنی باتوں میں مگن ہو کر انہیں احساس تک نہ ہوا تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔

"چوک پر روک دو" ——— صفدر نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی تھوڑی دور موجود چوک کے قریب روک دی۔

ٹیکسی سے اتر کر وہ دونوں اس وقت تک وہاں کھڑے رہے جب تک ٹیکسی آگے بڑھ کر ان کی نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی۔ اس کے بعد دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ ان کی نظریں کوٹھیوں کے نمبروں پر جمی ہوئی تھیں۔ اور پھر تھوڑی سی تلاش کے بعد انہیں پندرہ نمبر کوٹھی نظر آگئی۔ کوٹھی کا پھاٹک بند تھا۔

"ارے اس کی تو باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے" ——— اچانک کیپٹن شکیل نے چونکتے ہوئے کہا اور صفدر نے بھی سر ہلا دیا۔ کچھ لوگ جن کے انداز کی لفظوں میں مشین گنوں کا ابھار صاف نمایاں تھا۔ کوٹھی کے گرد اس انداز میں

گھومتے محسوس ہو رہے تھے جیسے اس کی نگرانی کر رہے ہوں۔

"اب کیا کریں ـــــ کیا اندر جائیں" ـــــــ صفدر نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔ وہ دونوں ایک عمارت کی آڑ میں کھڑے تھے۔

"براہ راست تو جانا مشکل ہے ـــــ البتہ دائیں بائیں موجود کوٹھیوں میں داخل ہو کر شاید پہنچ جائیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

اسی لمحے انہوں نے سولہ نمبر کوٹھی کا پھاٹک کھلتے دیکھا۔ ایک کار اس میں سے باہر نکلی اور گیٹ کراس کر کے سامنے رک گئی۔ سٹیرنگ پر ایک بوڑھا آدمی موجود تھا۔ پھاٹک بند ہوا اور پھر اس کی ذیلی کھڑکی سے ایک نوجوان لڑکی باہر آئی۔ اس نے ذیلی کھڑکی کو لاک کیا اور پھر کار میں بیٹھ گئی دوسرے لمحے کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

"لو کام بن گیا شکیل ـــــ اس لڑکی نے پھاٹک لاک کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اندر کوئی موجود نہیں ہے ـــــ اور یہ ہے بھی ملحقہ کوٹھی"۔ صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل نے تائید میں سر ہلا دیا۔

"تم پہلے اس کی سائیڈ گلی میں پہنچو ـــــ میں تھوڑی دیر بعد آؤں گا۔ اکٹھے جانا ٹھیک نہیں ہے" ـــــ صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل اطمینان سے چلتا ہوا سڑک کراس کر کے اس کوٹھی کی سائیڈ گلی کی طرف بڑھنے لگا۔

جب وہ گلی میں داخل ہوا تو چند منٹ بعد صفدر بھی حرکت میں آیا لیکن وہ کیپٹن شکیل کی طرح براہ راست جانے کی بجائے پہلے آگے بڑھتا گیا اور پھر کچھ فاصلے پر اس نے سڑک کراس کی اور دوسری طرف کی ایک اور گلی میں گھس گیا۔ اس گلی کے اختتام پر وہ واپس مڑا اور پھر دو کوٹھیاں چھوڑ کر وہ

اسی گلی کے دوسری طرف سے اندر داخل ہوا جہاں کیپٹن شکیل پہلے سے موجود تھا۔

کیپٹن شکیل ایک کوڑے کے ڈرم کی آڑ میں رکا ہوا تھا۔ صفدر کے وہاں پہنچتے ہی وہ باہر آ گیا۔ گلی سنسان پڑی ہوئی تھی، چنانچہ کیپٹن شکیل نے پہل کی اور ایک ہی جمپ میں وہ چھوٹی دیوار کے اوپر پہنچ گیا دوسرے لمحے وہ آہستگی سے دوسری طرف اترتا چلا گیا۔ صفدر نے بھی اس کی پیروی کی اور چند لمحوں بعد وہ دونوں اندر پہنچ چکے تھے۔

کوٹھی واقعی خالی پڑی ہوئی تھی اور پھر وہ دونوں آہستہ سے لان کراس کرتے ہوئے پندرہ نمبر کوٹھی کی دیوار کی طرف بڑھنے لگے۔ مگر ابھی وہ مطلوبہ دیوار تک پہنچے نہ تھے کہ اچانک وہ ٹھٹھک گئے۔ کوٹھی کی عمارت کے اندرونی طرف انہیں کھٹکا سا سنائی دیا۔ ایسا کھٹکا جیسے کوئی دھات کی چیز فرش پر گری ہو۔

"اندر تو کوئی ہے" ـــــ صفدر نے کیپٹن شکیل کا ہاتھ دباتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"ایسا نہ ہو کہ ہم دیوار پر چڑھیں تو وہ باہر آ جائے ـــــ ویسے یہ اندرونی دیوار خاصی اونچی ہے ـــــ پہلے اسے چیک کر لیں کہ اندر کون ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے ـــــ ہمارا مقصد تو پندرہ نمبر میں جانے کا ہے" ـــــ صفدر نے کہا لیکن کیپٹن شکیل اس کی بات سنی ان سنی کرتا ہوا تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مجبوراً صفدر کو بھی اس کے پیچھے جانا پڑا۔ وہ برآمدے میں سے ہوتے ہوئے بڑی احتیاط سے اندرونی راہداری میں

تک گئے۔ دوسرے لمحے انہیں ایک دروازے سے روشنی کی لکیر سی باہر آتی دکھائی دی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ دیوار کے ساتھ چپک کر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے لیکن دروازہ ابھی خاصا دور تھا کہ اچانک کوئی چیز انہیں دروازے کی چوکھٹ میں گرتی دکھائی دی۔ اور وہ دونوں بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ دھماکہ اتنا شدید تھا کہ وہ دونوں دھماکے کے ردعمل سے فرش پہ گر گئے۔

پہلے دھماکے کے بعد دوسرا دھماکہ ہوا اور انہیں کمرے کی چھت بیٹھتی اور دیواروں کے پتھر اڑتے صاف محسوس ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی کمرے کے اندر سے چیخ سنائی دی۔ اور وہ دونوں بے اختیار اچھل کر کھڑے ہو گئے برآمدے کی دیواروں میں بھی کریک پڑ گئے تھے اور چھت کا کچھ حصہ گر گیا تھا۔ ہر طرف گرد و غبار سا پھیل گیا تھا۔ لیکن چیخ نے انہیں میکانکی انداز میں اٹھ کر کھڑے ہونے پر مجبور کر دیا۔ چیخ مارنے والے کی آواز ان کے کانوں کے لئے مانوس تھی۔

اور پھر وہ دونوں دوڑتے ہوئے ٹوٹے ہوئے دروازے اور بیٹھے ہوئے کمرے کی طرف چلے گئے۔ دیوار کا بہت سا حصہ جہاں دروازہ تھا۔ غائب ہو چکا تھا۔ اندر کمرے میں ہر طرف بجری اور سریئے پھیلے ہوئے نظر آئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انہیں ایک ٹوٹی ہوئی میز کے نیچے پڑا ہوا عمران صاف نظر آ گیا۔ عمران کے اوپر میز تھی۔ اور اس کے اوپر چھت کا ملبہ پڑا ملبہ تھا۔ میز نے عمران کو آدھے سے زیادہ ڈھانپ لیا تھا۔

وہ دونوں تیزی سے ملبے کو پھلانگتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ اور پھر ان دونوں نے بڑی پھرتی سے ٹوٹی ہوئی میز کو ہٹا کر اس کے نیچے سے عمران

کو باہر نکال لیا۔

عمران کی نبض چل رہی تھی۔ وہ بے ہوش تھا۔ البتہ اس کی ٹانگوں، بازوؤں اور سر پر خاصے زخم آئے تھے۔

"اسے جلدی نکلو ــــ اسے فوری طبی امداد کی ضرورت ہے" ــــ صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے جھپٹ کر عمران کو اپنے کاندھے پر لاد لیا۔ اسی لمحے انہیں کوٹھی کے باہر دوڑتے ہوئے قدموں اور لوگوں کی چیخ و پکار کی آوازیں سنائی دیں۔

"پچھلی طرف سے نکلو ــــ" کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ عمران کو اٹھائے کوٹھی کی عقبی سمت میں آئے اور چند ہی لمحوں بعد وہ کوٹھی کی عقبی دیوار کو پھلانگ کر باہر نکل آئے۔

باہر آتے ہی وہ تیزی سے سامنے والی گلیوں میں دوڑتے چلے گئے دوسری ہی گلی میں ایک کوٹھی کے پھاٹک پر انہیں کرائے کے لئے خالی ہے کا بورڈ نظر آیا اور صفدر نے اس کوٹھی کا رخ کر لیا۔ ظاہر ہے وہ عمران کو اس حالت میں اٹھائے سڑک پر نہ جا سکتا تھا۔ اس لئے یہ کوٹھی جو یقیناً خالی پڑی ہوئی تھی اسے غنیمت نظر آئی۔

"میڈم! ـــ آپ واقعی گریٹ ہیں ـــ آپ نے بروقت مجھے ٹرانسمٹ کرلیا ـــ ورنہ وہ شیطان مجھے نہ چھوڑتا" ـــ ہنری نے کراہتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں ٹرانسمٹ ہو کر کوٹھی پہنچ چکے تھے اور اس وقت وہ دونوں آپریشن روم میں موجود تھے۔ ایک ڈاکٹر ہنری کی زخمی ٹانگ کی مرہم پٹی کرنے میں مصروف تھا۔

"تمہارا فیوز وہاں رہ گیا ہے ـــ اور میرا خیال ہے کہ عمران خنجر کی مدد سے اس فیوز کو ہی نکالنا چاہتا تھا" ـــ مادام ایشلے نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ مادام! ـــ یہ بہت خطرناک ہے ـــ عمران سائنس کا طالب علم ہے۔ وہ اس پر ریسرچ کر کے اس کی اہمیت معلوم کرے گا ـــ اسے فوراً تباہ کر دو" ـــ ہنری نے بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔

اور مادام جو شاید ذہنی طور پر کوئی واضح فیصلہ نہ کر پا رہی تھی، ہنری کی

بات سنتے ہی تیزی سے ایک مشین کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ اس نے مشین کے سامنے پڑا ہوا اسٹول کھینچا اور اس پر بیٹھ کر اس نے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

مشین کے درمیان میں موجود سکرین روشن ہو گئی اور اس پر بجلی کی لہریں سی دائیں بائیں کوندتی ہوئی نظر آنے لگیں۔

مادام نے تیزی سے ایک ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔ اس ناب کے گھومنے سے ایک بڑے سے ڈائل پر سرخ رنگ کی سوئی حرکت کرنے لگی۔ اور جب سوئی ایک مخصوص ہندسے پر پہنچی تو مادام نے ناب گھمانی بند کر دی اور پھر اس ناب کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

اس بٹن کے دبتے ہی سکرین پر جھماکا سا ہوا اور ساتھ ہی ایک منظر واضح ہوتا چلا گیا۔ سکرین پر عمران، راڈش کے میک اپ میں ایک کوٹھی کی عمارت کی طرف دوڑتا ہوا نظر آ رہا تھا۔

"فیوز عمران کے پاس ہی ہے ـــ ورنہ وہ سکرین فوکس پر نہ آتا" ـــ ہنری نے جو بیڈ پر لیٹا ہوا مشین کی طرف دیکھ رہا تھا، چیختے ہوئے کہا اور مادام نے سر ہلا دیا۔

اسی لمحے عمران کوٹھی کے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔ اب سکرین پر صرف اس کمرے کا اندرونی منظر نظر آ رہا تھا۔ یہ کسی الیکٹرونک انجنیئر کی ورکشاپ دکھائی دے رہی تھی۔ عمران تیزی سے ایک میز کے پاس بیٹھا اور پھر اس نے جیب سے ہنری والا فیوز نکالا اور میز پر موجود آلات کو اٹھا کر اسے چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"فیوز پھاڑ دو ـــ یہ بہترین موقع ہے ـــ اس سے لازماً عمران کے

بھی پرخچے اُڑ جائیں گے" ——— ہنری نے دوسری بار چیختے ہوئے کہا۔
اور مادام تیزی سے اٹھ کر ساتھ والی مشین کی طرف جھپٹی۔ اس نے اس مشین سے منسلک ایک تار کھینچ کر پہلے والی مشین کے ایک خلائے میں فٹ کی۔ اس کے ہاتھ بڑی پھرتی سے چل رہے تھے۔ جب تار صحیح طریقے سے منسلک ہو گئی تو اس نے وہ مشین آن کر دی۔ یہ انرجی مشین تھی۔ اب اس مشین کی مدد سے وہ فیوز میں موجود تباہ کرنے والے سسٹم کو آن کر سکتی تھی۔
مشین کو آن کر کے مادام دوبارہ پہلے والے اسٹول پر بیٹھ گئی۔ عمران ابھی تک فیوز چیک کرنے میں مصروف تھا۔ اور پھر مادام نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اسی سُرخ رنگ کے بٹن کو ایک بار پھر دبا دیا۔
بٹن دبتے ہی انرجی مشین میں گونج سی پیدا ہوئی اور پھر گونج تیزی سے بڑھتی چلی گئی۔ اور پھر یکلخت سکرین پر تیز روشنی پھیلتی چلی گئی۔ عمران کا فیوز والا ہاتھ ہوا میں بلند ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہو گئی۔ اور انرجی مشین کی گونج بھی یکلخت ختم ہو گئی۔
"وہ مارا ——— زندہ باد ——— ختم ہو گیا عمران ——— ہم ہار کر بھی جیت گئے" ——— ہنری نے بے اختیار نعرہ مارا اور مادام کا چہرہ بھی مسرت سے کھل اٹھا۔

سکرین پر پھیلنے والی روشنی نے ثابت کر دیا تھا کہ فیوز پھٹ گیا ہے اور اس نے یقیناً اس پورے کمرے کو بھی اڑا دیا ہوگا اور ظاہر ہے کہ عمران اس دھماکے سے بچ نہیں سکتا تھا۔
مادام للیٹے کو خوشی اس بات پر تھی کہ آخر کار عمران اسی کے ہاتھوں ہلاک ہوا ہے اور وہ ہنری پر سبقت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی

گئی۔ اس نے بڑے فاتحانہ انداز میں مشینوں کو بند کیا۔
"اب بولو ہنری! ——— اب تو یقین آ گیا کہ آخر کار عمران میرے ہاتھوں ہی ختم ہوا" ——— مادام نے بڑے فاتحانہ انداز میں مڑ کر ہنری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں فتح کی چمک تھی۔
"لیں مادام! ——— میں تسلیم کرتا ہوں" ——— ہنری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور مادام کا چہرہ اور کھل اٹھا۔ اس کے انداز سے یوں لگتا تھا جیسے اس نے دشمنوں کا بہت بڑا قلعہ فتح کر لیا ہو۔
"لیکن اس کے ساتھیوں کا کیا ہوا ——— ان کا پتہ کرنا چاہئے" ——— ہنری نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔
"اوہ ——— ان کا کیا ہے ——— انہیں تو بارک نے ختم کر دیا ہوگا۔ بے ہوش اور بندھے ہوئے آدمی مشین گنوں کی گولیوں سے چھلنی کئے جا سکتے ہیں"۔ مادام نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں جواب دیا۔
"ٹھیک ہے ——— ویسے بھی اس کے ساتھیوں کی کوئی اہمیت نہیں۔ وہ زندہ بھی رہ جائیں تب بھی پاور لینڈ کو ان سے کوئی خطرہ نہیں۔ صرف یہی شیطان ایسی صلاحیتوں کا مالک تھا کہ اس سے ہر چیز ممکن تھی" ——— ہنری نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اب تم آرام کرو ہنری! ——— میں بھی ذرا جا کر ترندی کا پتہ کر دوں اور پھر اُسے یہ خوشخبری بھی تو سنانی ہے" ——— مادام نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہنری کے سر ہلانے پر وہ بڑے فاتحانہ انداز میں چلتی ہوئی کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

جیفری کے بین الاقوامی ایئرپورٹ کا پسنجر لاؤنج مسافروں سے بھرا ہوا تھا۔ لاؤنج میں ہر قومیت، رنگ و نسل کے افراد موجود تھے۔ چونکہ بین الاقوامی پرواز موسم کی اچانک خرابی کی وجہ سے دو گھنٹے لیٹ کر دی گئی تھی اس لیئے مسافر گروپوں کی صورت میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ ایک کونے میں عمران اور اس کے تمام ساتھی سوائے جوزف اور جوانا کے ایک بڑی سی میز کے گرد موجود تھے۔ وہ سب اس وقت ایکریمین میک اپ میں تھے۔ اور ان کے لباس اور انداز سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ دولت مند سیاحوں کا ایسا گروپ ہے جن کی زندگی کا مقصد ہی سیر و تفریح ہوتا ہے۔ عمران بھی ان کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بھی اس وقت ایکریمین میک اپ میں تھا۔ البتہ اس کے سر پر ایک پٹی بندھی ہوئی تھی جیسے اتفاقاً کسی حادثے کی بنا پر اس کے سر پر چوٹ آگئی ہو۔

"یہ پٹی خوبصورت لگ رہی ہے" ___ صفدر نے جو اس کے

قریب بیٹھا ہوا تھا، مسکرا کر کہا۔

"اگر تم بروقت نہ پہنچ جاتے تو کفن اور بھی زیادہ خوبصورت لگتا" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور صفدر کے ساتھ ساتھ باقی افراد بھی مسکرا دیئے۔

"مریں آپ کے دشمن" ___ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دشمن کہاں مرتے ہیں ___ ہر بار جل دے کر بھاگ جاتے ہیں" ___ عمران نے اسی طرح منہ لٹکا کر کہا۔

"ویسے عمران صاحب ___ اس تمام مشن کی بھاگ دوڑ اپنی سمجھ میں نہیں آئی" ___ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آ بھی نہیں چاہیئے ___ بھاگتے دوڑتے آدمی کا سانس پھول جاتا ہے اور دماغ چکرانے لگتا ہے ___ پھر سمجھ کہاں سے آئے ___ آرام سے کہیں بیٹھو تو سمجھ بھی آئے" ___ عمران نے بڑے فلسفیانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب آپ واپس پاکیشیا جا رہے ہیں ___ کیا آپ پاورلینڈ نہیں جائیں گے ___؟" چوہان نے اس بار پوچھا۔

"وہ لیکچر جو میں نے ہوٹل میں دیا تھا، بھول گئے ___ بھائی ضرور جائیں گے ___ لیکن پوری تیاری کر کے ___ ہم نے پاورلینڈ میں مرغابیوں کا شکار تو نہیں کھیلنا کہ ایک رائفل اٹھا کر پہنچ جائیں ___ پھر اس میں داخلہ اب تک مسئلہ بنا ہوا تھا ___ اب کم از کم داخلے کا ٹکٹ تو مل گیا ہے۔ داخل بھی ہو جائیں گے" ___ عمران نے جواب دیا۔

"چوہان! ___ عمران صحیح کہہ رہا ہے ___ پاورلینڈ بہت بڑی

طاقت ہے ـــــ وہاں جانے کے لیے ہمیں پوری تیاری کرنا ہو گی۔ ٹرانسمٹ فیوز تیار کرنے ہوں گے ـــ ظاہر ہے اس سارے کام میں ایک دو ماہ تو لگ ہی جائیں گے" ـــ صفدر نے عمران کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"وہ بشری اور مادام تو مطمئن ہو گئے ہوں گے کہ عمران ختم ہو چکا ہے اس لیے ہمیں اتنی جلدی بھی نہیں ہے ـــ آرام سے چلے جائیں گے اور دوسری بات یہ کہ وہ تمہارا بڈھا وہاں اکیلا پھر رہا ہو گا ـــ اور ہو سکتا ہے کہ صحرا میں گانا گاتا پھر رہا ہو ـــ جولیا جولیا پکاروں میں بن میں" ـــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور سب لوگ تو ہنس پڑے۔ البتہ جولیا کا منہ سرخ ہو گیا۔

"شٹ اپ" ـــ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ویسے اس کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ غصہ مصنوعی ہے۔

"آج تک تو یہ دان اپ ہی سنتا آیا تھا ـــ آج معلوم ہوا ہے کہ بیڈ پر تک لیے یا مشروب نکلا ہے شٹ اپ ـــ بہت خوب۔ شٹ اپ کا مطلب ہے اوپر سے بند ـــ یعنی زبان بند ـــ واہ واہ کیا مشروب ہے ـــ ناممکن کو ممکن کر دینے والا" ـــ عمران کی زبان ایک بار پھر چل نکلی۔ اور جولیا غصے سے پیر پٹختی ہوئی اٹھ کر لاؤنج کے برآمدے کی طرف چلی گئی۔

"آپ ہر وقت جولیا کو کیوں تنگ کرتے رہتے ہیں" ـــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تاکہ جولیا سمارٹ رہے ـــ پھیلی ہوئی عورت مجھے عورت کم اور

بھیلس زیادہ لگتی ہے" ـــ عمران نے جواب دیا اور صفدر کا بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔

انہی خوش گپیوں میں دو گھنٹے گزر گئے۔ اور پھر جہاز کی روانگی کا اعلان ہوتے ہی لاؤنج میں بھگدڑ سی مچ گئی اور سب رن وے کی طرف جانے والے راستے کی طرف بڑھنے لگے۔ اور تھوڑی دیر بعد دیو ہیکل جیٹ انہیں اٹھائے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

عمران بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اب وہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے ٹرانسمٹ فیوز تیار کرے۔ تاکہ پاورلینڈ کا مشن مکمل کیا جا سکے۔ اس کے خیال کے مطابق اس نے پاورلینڈ کے خلاف آدھی جنگ جیت لی تھی۔ کیونکہ سب سے بڑا مسئلہ پاورلینڈ میں داخلے کا تھا اور آٹومیٹک ٹرانسمٹ فیوز کی تیاری کے بعد یہ مسئلہ کوئی مسئلہ نہ رہا تھا۔

یہ پاورلینڈ کی بدقسمتی تھی کہ آٹومیٹک ٹرانسمٹ فیوز اس وقت چھوڑا گیا تھا جب عمران اس کی مشینری کو سمجھ چکا تھا۔ اس لئے اب اس کا بنالینا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اور پھر پاکیشیا میں سر داور بھی موجود تھے۔ جن کی مدد سے یہ فیوز اور بھی زیادہ تیزی سے تیار کئے جا سکتے تھے۔ البتہ اس بار عمران درحقیقت موت کے منہ سے واپس آیا تھا۔ اگر صفدر اور کیپٹن شکیل بروقت اسے اٹھا کر اس نائی کوٹھی میں نہ لے جاتے اور پھر اس کی فوری مرہم پٹی نہ ہو جاتی تو شاید وہ اس بیہوشی کے عالم میں ہی عالم بالا کو ٹرانسمٹ ہو جاتا۔

ہوش میں آنے کے بعد کی کارروائی عمران کے لئے مشکل نہ تھی وہ چائنری میں کئی بار آیا تھا اور یہاں اس کے ایسے دوست موجود تھے جو

اس کی مدد کرنا فخر سمجھتے تھے ۔ چنانچہ ان سب کو سر چھپانے کی جگہ بھی مل گئی اور نئے میک اپ میں ان کے پاسپورٹ اور دیگر کاغذات بھی تیار ہو گئے ۔ اور انہیں آسانی سے واپسی کی ٹکٹیں بھی مہیا ہو گئیں ۔

جوزف اور جوانا چونکہ ہر میک اپ میں پہچانے جا سکتے تھے ۔ اس لئے عمران ان دونوں کو فی الحال وہیں چھوڑ آیا تھا ۔ تاکہ ان سب کے صحیح سلامت پاکیشیا پہنچنے کے بعد وہ واپس آئیں ۔ اس طرح ان کی مدد سے پاور لینڈ والے ان سب کا کھوج نہ نکال سکیں گے ۔ ویسے اسے یقین تھا کہ مادام ایشلے اور ہنری دونوں اس کی موت کا جشن ضرور منا رہے ہوں گے ۔ کیونکہ عمران کی زندگی اس بھاری میز کے الٹ کر اس کے اوپر آ جانے کی وجہ سے بچ گئی تھی ۔ ورنہ کمرے کی اس طرح اچانک تباہی کے بعد اس کا زندہ بچ نکلنا ناممکن تھا ۔

" عمران ! ۔۔۔ کیا سوچ رہے ہو ۔۔۔ ؟ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی چپ چپ ہو " ۔۔۔ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی ہوئی جولیا سے شاید عمران کی سنجیدگی اور خاموشی برداشت نہ ہو سکی تھی ۔ اس لئے اس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" سوچ رہا ہوں کہ زندگی گذرتی جا رہی ہے ۔۔۔ کیا میں اسی طرح ہجر و فراق میں تڑپتا ہوا ایک روز مر جاؤں گا " ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" کیا مطلب ۔۔۔ ؟ جولیا نے چونکتے ہوئے کہا ۔ ویسے اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک ابھر آئی تھی ۔

" اب تم بھی مطلب پوچھو گی ۔۔۔ یہی تو ٹریجڈی ہے ۔ عمران کے

لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی ۔

" کاش ! ۔۔۔ تم سنجیدہ ہوتے تو شاید اب تک میں خوشی سے مر چکی ہوتی " ۔۔۔ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا ۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے ۔

" ارے ارے ۔۔۔ پچھلی سیٹ پر تنویر بیٹھا ہوا ہے ۔۔۔ گر اس نے سن لیا تو میری خودکشی کی حسرت دل میں ہی رہ جائے گی " ۔۔۔ عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا اور جولیا نے بے اختیار منہ پھیر لیا

ختم شد